۷۸۶
۷۹۶
۹۲

خطباتِ خضر

جلد اوّل

پیر سیّد خضر حسین چشتی

ناشر:

شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ
منڈی بہاؤالدین

۷۸۷
۷۹۷
۹۲

خطباتِ خضر

جلد اوّل

پیر سیّد خضر حسین چشتی

ناشر:

شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں !

نام کتاب ——— خطباتِ خضر
مصنف ——— پیر سید خضر حسین چشتی
حسبِ فرمائش ——— [صاحبزادہ پیر سید مزمل حسین جماعتی
مولانا ظفر اقبال فاروقی]
ناظمِ اشاعت ——— صاحبزادہ سیّد قنبر حسین عریفی
ناشر ——— شاہ چراغ اکیڈمی مانچسٹر برطانیہ
قیمت ——— ۲۰۰/ روپے

ملنے کے مقامات

شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین

(متصل جامع مسجد غوثیہ)

(فون: ۵۰۳۷۱۱ / ۰۴۵۶)

شاہ چراغ اکیڈمی مانچسٹر برطانیہ

Aftab A. Hussain

HILL VIEW (Private) HOTEL 90, PRESTON NEW RD, BLACK BURN, BB2 6BH

Tele: & Fax: 01254-662242 Mob: 0956 144 481

marfat.com

اِنتساب

دُنیائے اسلام کے مہذّب خطیبوں

کے نام

خضر حُسین چشتی

marfat.com

فہرست

عنوان	صفحات
انتساب	۳
خطباتِ خضر	۱۲
مصنّفِ خطبات	۱۵
خطبائے اسلام کی خدمت میں	۱۹
عربی خطب جو تقریر سے پہلے پڑھے جاتے ہیں۔	۳۰
تقریر ۱ فضائلِ بسم اللہ شریف	۳۵
اسرارِ حروفِ بسم اللہ	″
کھانا تناول کرتے وقت	۳۷
داؤدؑ اور سلیمانؑ کا علم	۳۸
جانوروں کی بولیاں	۳۹
بسم اللہ اور اسمِ اعظم	۴۰
نابینے کو بینائی مل گئی دارالنور	۴۱
گنبدِ بسم اللہ	۴۲
بسم اللہ کی با کا نقطہ	۴۳
تقریر ۲ توحید	۴۶
معنیٔ توحید	۴۷
توحید کیا ہے؟	۴۸
معرفت	۵۰
یقین	۵۲
تقریر ۳ محمد رسول اللہ	۵۶
محمدؐ — قرآن اور نامِ محمدؐ	۶۱
اشتقاقِ نامِ محمدؐ	۶۲
نامِ محمد اور کفّار	۶۴
فرمانِ رسولؐ	۶۵
نامِ محمدؐ کے چرچے	۶۶
شانِ محمدیت اور حقیقتِ محمدیہ	۶۸
تقریر ۴ محرم کا پہلا جمعہ	۷۲
فضائلِ اہلِ بیتِ رسول	″
فرمانِ رسولؐ	۷۳
ایک حدیث	۷۴

marfat.com

عنوان	صفحات
فضائل اہلبیت از روئے قرآن	۷۵
حدیث شریف	۷۶
اہل بیت رسول	۷۷
نمازِ فجر کے وقت	۷۹
چالیس روز تک	"
دامنِ رحمت میں لیکر	۸۰
اہلبیت کا دشمن رسول کا دشمن	۸۱
وہ کون ہیں ؛	۸۸
فرمانِ امام زین العابدین	"
جن کی محبت واجب ہے	۸۹
تفسیرِ شیخ اکبر	"
اعلیٰ ترین نیکی	۹۱
یہی آل ہیں	"
آلِ یاسین	۹۲
پانچ باتوں میں مساوی	۹۳
اللہ کی رسی	۹۴
امام باقرؑ کا ارشاد	۹۶
ستارے اور اہل بیت	۹۸
تقریر ۵ محرم کے دوسرے جمعہ کی تقریر	۱۰۰
فضائل اہلبیت از روئے حدیث	"

عنوان	صفحات
محبت اہل بیت	۱۰۳
اس پر جنت حرام ہے	۱۰۴
سر اور آنکھیں	۱۰۵
اس کی عمر دراز ہوگی	۱۰۸
سال کی عبادت	"
حبِ آلِ محمدؐ	۱۰۹
بغضِ آلِ محمدؐ	۱۱۰
منافق کی پہچان	۱۱۲
آگ کے کوڑے	"
شفاعتِ رسولؐ	۱۱۶
تقریر ۶ محرم کے تیسرے جمعہ کی تقریر	۱۱۸
فضائلِ امام حسین	"
محرم اور امام حسین	۱۱۹
کربلا کے معانی	۱۲۰
قتل حسین کی خبر اور کربلا	۱۲۲
وہ زمین جسے کربلا کہتے ہیں	۱۲۳
ابراہیم کو حسین پر قربان کر دیا	۱۲۹
حسینؑ مجھ سے ہے	۱۳۱

عنوان	صفحہ
سردار امام، حجت	۱۳۷
حجت کے معانی	۱۳۸
حسین حجت	۱۴۰
تقریر ۷، محرم کے چوتھے جمعہ کی تقریر	۱۴۲
واقعۂ کربلا	"
پس منظر	"
امام گورنر ہاؤس میں	۱۴۴
مدینے سے روانگی	۱۴۶
مزارات پر حاضری	۱۴۷
آغوشِ رسول میں	۱۵۰
مدینۃ الرسول غمکدہ بن گیا	۱۵۲
امام نے بھائی سے پوچھا	"
امام حسین مکۂ معظمہ میں	۱۵۴
اہلِ کوفہ کی میٹنگ	۱۵۶
مسلم بن عقیل	۱۵۷
تقریر نمبر ۸ محرم کے پانچویں جمعہ کی تقریر	۱۵۸
مسلم کوفہ میں	"
یزید کی پریشانی	۱۵۹

عنوان	صفحہ
مسلم ہانی کے گھر میں	۱۶۱
جناب مسلم کی تلاش	۱۶۳
حضرت مسلم بی بی طوعہ کے گھر میں	۱۶۵
مسلم کی شجاعت	۱۶۸
شہادتِ مسلم	۱۷۱
حضرت مسلم کے بیٹوں کی تلاش	۱۷۴
گرفتار ہوتے ہیں	۱۷۶
داروغۂ جیل	۱۷۷
مشکور کی شہادت	۱۷۹
صاحبزادوں کی شہادت	۱۸۰
حارث مردود کا انجام	۱۸۶
شہزادوں کی عجیب کرامت	۱۸۸
تقریر نمبر ۹ صفر کے پہلے جمعہ کی تقریر	۱۹۰
امام حسین کی مکہ سے روانگی	۱۹۱
امام نے جلدی کیوں کی ؟	۱۹۲
خواب میں رسول اللہ کا حکم	۱۹۳
امام نے سفر جاری رکھا	۱۹۵
مقام کربلا	۱۹۶
امام کی وصیت	۱۹۸

marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کربلا کا ایک اور نام	۱۹۹	امام میدانِ جنگ کی طرف	۲۵۷
حُر بارگاہ امام میں	۲۰۱	امام کی شجاعت	۲۶۰
حُر کا خواب	۲۰۲	دریائے فرات پر	۲۶۲
حُر کی شہادت	۲۰۴	خیموں کو آگ لگائی گئی	۲۶۵
حُر کا بھائی اور بیٹا	۲۰۶	امام کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے	۲۶۶
گیارہ سالہ بچہ	۲۰۷	نُدبۂ زینب	۲۶۷
عون و محمد کی شہادت	۲۰۸		
		تقریر نمبر ۱۲ ـ نور ـ صفر کے چوتھے جمعہ کی تقریر	۲۷۰
تقریر نمبر ۱۰ صفر کے دوسرے جمعہ کی تقریر	۲۱۴		”
شہادتِ علی اکبر	”	نور از روئے قرآن	۲۷۱
الداعی کا معنیٰ	۲۱۸	الفاظ و معانی ـــ النور	۲۷۷
شہادت قاسم	۲۲۵		
قاسم اور ازرق	۲۳۳	تقریر نمبر ۱۳ ربیع الاوّل کے پہلے جمعہ کی تقریر	۲۸۵
علمدار کربلا کی شہادت	۲۳۷		
عباس فرات کی طرف	۲۴۲	نور مصطفےٰ ـ تخلیقِ اوّل از روئے حدیث	”
		سب سے پہلے سب سے آخر	۲۹۳
تقریر نمبر ۱۱ صفر کے تیسرے جمعہ کی تقریر	۲۴۹	اللہ نے اپنی عزت و جلال کی قسم اٹھا کر فرمایا	۲۹۶
شہادت علی اصغر	”		
عبد اللہ بن حسین کی شہادت	۲۵۳	نور محمدی آدم کی پیشانی میں	۲۹۷
شہادت امام حسین	”	نور کے دو حصے	۲۹۹

marfat.com

عنوان	صفحہ
تقریر نمبر ۱۴ - ربیع الاوّل کے دُوسرے جُمعہ کی تقریر	۳۰۱
محفلِ میلاد کی برکتیں، جواز و ثواب	״
اللہ تعالیٰ کے ایام	۳۰۲
شکر کے معنی	۳۰۶
میلادِ رسول پر خوشی منانا	۳۰۸
میلاد کرنا حضور کی تعظیم ہے	۳۱۰
جشنِ میلاد اور لفظِ عید	۳۱۱
عید کے معنی	۳۱۲
میلاد پر خوش ہونے کا فائدہ	۳۱۵
منکرِ میلاد پر نزولِ مصائب	۳۲۳
تقریر نمبر ۱۵ - ربیع الاوّل کے تیسرے جمعہ کی تقریر	۳۲۷
حضرت عبدالمطلب کا خواب	۳۳۲
حضور کا دادا	۳۳۳
حضور کے باپ	۳۳۵
قریش کے مویشیوں نے ایک دُوسرے کو بشارت دی۔	۳۴۱
بُت سرنگوں ہو گئے۔	۳۴۲

عنوان	صفحہ
بادشاہ گونگے ہو گئے	۳۴۳
شیطان چیخنے لگا	۳۴۶
ایک یہودی کی پکار	۳۴۸
ولادتِ رسول	۳۵۲
تین عورتیں	۳۵۲
تین جھنڈے	۳۵۴
وقتِ ولادت معجزات کا ظہور	۳۵۶
تقریر نمبر ۱۶ ربیع الاوّل کے چوتھے جُمعہ کی تقریر	۳۵۸
بعد از ولادت، معجزات، رضاعت	״
زمین نور سے منور ہو گئی	۳۶۰
جبریل کی ٹھوکر سے	۳۶۱
ہانڈی دو ٹکڑے ہو گئی	״
تمام اونچے ٹیلے روشن ہو گئے	۳۶۲
جبریل نے اعلان فرمایا	۳۶۳
شبِ ولادت ستارے جھکنے لگے	۳۶۷
رضاعت	۳۶۸
حلیمہ سعدیہ	۳۶۹
حلیمہ کی سواری	۳۷۴

marfat.com

عنوان	صفحہ
حضرت عباس کی گواہی	۳۷۵
جب حلیمہ نے حضور کو گود میں لیا	۳۷۸
حلیمہ سرکار کو لے کر چلی	"
حجرِ اسود	۳۷۹
حضورؐ کی سواری	۳۸۰
تقریر نمبر ۱۷ ربیع الثانی کے پہلے جمعہ کی تقریر	۳۸۲
حضور کے دورانِ رضاعت اور بچپن کے معجزات	"
وادیاں سرسبز ہو جاتیں	۳۸۳
پتھر آپ کو سلام کرتے	۳۸۴
چراغ کی ضرورت نہ رہی	۳۸۵
حلیمہ کی زبانی مزید سنیے	۳۸۶
چالیس نصرانی	۳۸۸
بادل سایہ کرتے تھے	۳۹۰
کلامِ اول	۳۹۱
جب دو سال ہوئے	۳۹۲
چراگاہ میں معجزات کا ظہور	۳۹۶

عنوان	صفحہ
تقریر ۱۸۔ ربیع الثانی کے دوسرے جمعہ کی تقریر	۳۹۹
شقِ صدر۔ مہرِ نبوت، بچپن کے معجزات	"
انوار آگے آگے	۴۰۴
سواری کے قدم	۴۰۵
شیر آپ کے قدموں میں	"
مہرِ نبوت	۴۰۷
دستِ شفا	۴۰۸
بکریوں کا سجدہ کرنا	"
حضورؐ کی رضاعی بہن شیما کی لوری	۴۰۹
تقریر ۱۹۔ ربیع الثانی کے تیسرے جمعہ کی تقریر	۴۱۳
آمنہؓ کا انتقال، دادا اور چچا کی کفالت میں۔	"
حضورؐ کا گم ہونا	"
شیما کا اعزاز	۴۱۵
حضرت آمنہ آمینہ کا انتقال	۴۱۶
حضرت آمنہؓ نے نعت کہی	۴۱۷

marfat.com

مضمون	صفحہ
نبیوں کے ماں باپ کافر نہیں ہوتے	۴۱۹
ہر دور میں سات مسلمان	۴۲۱
حضورؐ اپنے دادا کی کفالت میں	۴۲۴
حضرت ابو طالبؓ	۴۲۵
کھانے میں برکت	۴۲۷
حضورؐ کے وسیلہ سے بارش	″
چشمہ پھوٹ پڑا	۴۲۹
سفرِ شام	۴۳۰
تقریر ۲۰ ربیع الثانی کے چوتھے جمعہ کی تقریر	۴۳۶
قبل از بعثت کے معجزات	″
سرکش اونٹ	۴۳۷
بڑی شان والے	″
حجرِ اسود کا نصب کرنا	۴۴۰
ایک نجدی نے اعتراض کیا	″
تین دن کھڑے رہے	۴۴۳
قبل از اسلام	۴۴۴
نکاح کا غیبی حکم	۴۵۰
کنیزوں کا رقص	۴۵۱
خدیجہؓ کو معلوم تھا کہ آپ نبیؐ ہیں	۴۵۲
تقریر ۲۱ جمادی الاوّل کے پہلے جمعہ کی تقریر	۴۵۳
عظمتِ ولایت فضائل اولیاء اللہ	″
لفظِ ولی کے معانی	۴۵۴
قُرب	۴۵۵
فضائل اولیاء کرام ازروئے قرآن وحدیث۔	۴۵۷
اللہ کے دوست	″
صوفیاء کی اصطلاح میں	۴۶۱
اللہ کی محبت واجب ہو جاتی ہے	۴۶۸
جس سے اللہ محبت کرتا ہے۔	۴۷۰
تقریر ۲۲ جمادی الاوّل کے دوسرے جمعہ کی تقریر	۴۷۳
اولیاء اللہ کی صفات وعلامات اور عادات۔	″
ارشادِ عمر فاروقؓ	۴۷۵
نمازِ شب کی فضیلت	۴۷۸

marfat.com

عنوان	صفحہ
رات میں پڑھی جانے والی نماز	۴۷۸
اللہ تعالیٰ کا ہنسنا	۴۷۹
علاماتِ اولیاء اللہ	۴۸۲
تقریر ۲۳ جمادی الاول کے تیسرے جمعہ کی تقریر	۴۸۷
صحبت و معیتِ اولیاء اور فلسفۂ رومی	۴۸۷
صادق الایمان یعنی اولیاء اللہ کے ساتھ رہو۔	״
فلسفۂ مولائے روم	۴۹۰
محبت دل اور جسم	״
اس کشمکش سے بچ جا	۴۹۱
حصولِ بزرگی کے لئے	״
صحبتِ اولیاء	۴۹۲
نورِ حق	۴۹۳
خیالاتِ اولیاء اللہ	۴۹۴
قومِ ہود	۴۹۵
نارِ نمرود	۴۹۷
قومِ موسیٰ اور دریائے نیل	״
موسیٰ اور کوہِ طور	۴۹۸
تقریر ۲۴ جمادی الاول کے چوتھے جمعہ کی تقریر	۵۰۲
کراماتِ اولیاء اللہ	״
کراماتِ از روئے قرآن	۵۰۵
بچپن میں بات	۵۰۹
کرامتِ شہزادیٔ رسولؐ	۵۱۲
حضرتِ زکریا علیہ السلام کی دعا	۵۱۴
شکمِ مادر میں سجدہ	۵۱۸

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُطَباتِ خضر

خطیبِ سادات حضرت صاحبزادہ پیر

سیّد مزمل حسین شاہ جماعتی

خطیب مانچسٹر برطانیہ — مرکزی ناظم اعلیٰ شاہ چراغ اکیڈمی —

صدر مرکزی علماء کونسل یوکے

خُطباتِ خضر ! — خطیبانِ اسلام کے لئے ایک خوبصورت اور انمول تحفہ ہے — یہ وُہ تقاریر ہیں جو ایک سال کے اندر ہر جمعۃ المبارک میں مختلف موضوعات کے عنوان کے تحت میرے برادرِ اکبر حضرت صاحبزادہ پیر سید خضر حسین چشتی صاحب نے ارشاد فرمائیں۔

اور ناچیز کے عرض کرنے پر آپ نے یہ تمام تقریریں جو زبان کے رستے فضاؤں کی وُسعت میں گُم ہو جاتیں، کو احاطۂ تحریر میں لاکر — ایک خوبصورت گلدستہ تیار فرما کر خطیبانِ اسلام کی خدمت میں پیش کر دیا ہے — پہلی جلد آپ کے ہاتھ میں ہے اور دوسری جلد بھی انشاءاللہ عنقریب شائع ہو جائے گی۔

یہ خطبات ! — مارکیٹ میں دستیاب دیگر مواعظ و تقاریر کی تمام کتب سے مختلف ہیں — ان تقریروں کے اندر دلائل کی دمک بھی ہے اور لفاظی کی چمک بھی — مترادفات و اشارات بھی ہیں اور الفاظ کی قافیہ بندی بھی —

marfat.com

بعض مقامات پر لفظوں کے پھولوں کو ایسے خوبصورت طریقے سے صفحۂ قرطاس پر چُن دیا ہے جیسے کہکشاں کی محراب کے چہرے پر سہرا سجا دیا گیا ہو —— اور ساتھ ہی ساتھ موقع محل کے مطابق اشعار کے انتخاب نے تقریروں کے حُسن کو دوبالا کر دیا ہے —— اور ان میں زیادہ تر اشعار بھائی جان کے اپنے ہیں جو آپ کے حسین طرزِ کلام کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

چونکہ آپ خود ایک اعلیٰ پایہ کے خطیب ہیں —— "اور خطیب اُسے کہتے ہیں جو سامنے بیٹھے ہوئے سامعین کے چہروں پر ایک نظر ڈالنے کے بعد ان کے مزاج سے آشنا ہو —— اور اُن کے جذبات کو اپنے زورِ خطابت سے اپنے جذبۂ صداقت کو ان کے دلوں میں اُتارنے کی قدرت رکھتا ہو" —— ان تمام امور کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنے تجربہ کی بنا پر آپ نے جو انداز اختیار فرمایا ہے —— وہ دوسروں سے منفرد بھی ہے اور آسان بھی —— مثلاً آپ نے عربی عبارات کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے اور اُن کے سامنے ان ہی الفاظ کا ترجمہ لکھ کر خطیبوں کیلئے آسانیاں پیدا کر دی ہیں اور یہ بات خطیبوں پر چھوڑ دی ہے کہ وہ عبادت کے کس حصے کا انتخاب کر کے اُسے سامعین کے دِلوں میں اُتار کر یقین و ایمان کی دولت میں اضافہ کرتے ہیں۔

اگر خطبائے اہلسنت تھوڑی سی محنت سے کام لیں اور اپنے اندر مطالعہ کا شوق پیدا فرمالیں! تو بغیر کسی تکلف کے صداقتوں کی ترجمانی فرما سکتے ہیں۔

برادرانِ اسلام! —— خیال رہے کہ بھائی جان کو تمام تحائف میں سے جو چیز سب سے زیادہ پسند ہے، وہ ہے قلم کا تحفہ! بندۂ ناچیز کو وقتاً فوقتاً آپکی خدمت میں قیمتی قلم کا تحفہ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوتی رہتی ہے۔

آپ کا فرمان ہے! —— کہ میں نے سولہ کتابیں تمہارے بھیجے ہوئے اقلام

سے لکھی ہیں ـــ یہ میرے لئے خوشی قسمتی اور فخر کی بات ہے ـــ مجھے اپنے برادرِ اکبر کی درویشانہ زندگی کے اطوار اور انداز ـــ اور آپ کے قلم پر بجا طور ناز ہے ـــ آپ کے اِرد گرد ایسے گندم نما جو فروش قسم کے لوگوں کا حصار ہے جن کے جسم کا ہر بال خارِ مغیلاں کی نوک سے زیادہ تیز اور خطرناک ہے ـــ اس قسم کے لوگوں کے درمیان رہ کر دینِ اسلام کی خدمت کا فریضہ انجام دینا ایک بہت بڑا جہاد ہے جس کی مثال بہت کم دیکھنے میں آئی ہے ـــ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ کے صدقے میں آپ کی عمر میں برکت فرمائے اور صحت و تندرستی سے نوازے ـــ آمین !

● ـــ اس کتاب کے شائع کرنے میں جس نیک طینت انسان نے بہت زیادہ تعاون کیا وہ میرے نہایت پیارے دوست ـــ جنکے دل میں آلِ رسولؐ اہلِ بیت پیغمبر کی محبّت و عقیدت کا ایک پورا گلستان آباد ہے۔

وہ میرے دیرینہ ہمدم محترم حاجی محمد اعظم آف بلیک برن برطانیہ ہیں ـــ یہ کتاب ان کے والدین کے ایصالِ ثواب کی نیت سے شائع ہوئی ہے ـــ دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو اہلبیتِ رسولؐ کے صدقے صحت عطا فرمائے اور اُن کے بچّوں کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے ـــ آمین !

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُصنّفِ خُطبات

از: علّامہ ظفر اقبالؒ فاروقی
امیر لشکرِ حسینؑ (جموں وکشمیر)

ہوتی ہے دلنواز خطیبوں کی گفتگو
لفظوں کی کہکشاں ہے ادیبوں کی گفتگو

قوتِ گویائی نعمت بھی ہے اور طاقت بھی، بے حس قوموں کیلئے زندگی کی نوید بھی ہے اور بکھرے اُلجھے جذبات کے لئے نشانِ منزل بھی، ٹوٹے دِلوں کیلئے راحت وتسکین بھی ہے اور مُردہ دلوں کے لئے مسیحائی بھی، کمزوروں کیلئے استقامت بھی ہے جوانمردی کی علامت بھی ہے، یہ اندھیروں میں سراج بھی ہے، اور فتح ونصرت کا تاج بھی، غرضیکہ نطق کی قوت ہی وہ لطیف شرف ہے جس سے ایک خاکی جسم اپنے گرد تمام انواع سے ممتاز ہو کر انسانیت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے حقیقت یہ ہے کہ جہاں شمشیریں رُک جاتی ہیں۔ وہاں تقریریں نہیں رُکتیں۔ جو سنگین دلوں کے سومنات تیز دھار تیغ سے فتح نہ ہو سکیں زبان کی جادو بیانی سے بڑی آسانی سے زیرِ دام آجاتے ہیں۔ دلوں میں اُتر جانے والی گفتگو بہار کی اُس بارش کی طرح ہے جس کا ایک ایک قطرہ بنجر زمینوں میں رُوح بن کر اُترتا ہے اور صحرا کو گلستاں بنا دیتا ہے۔

کوہِ صفا پہ تسنیم وکوثر سے ڈھلے ہوئے مقدس الفاظ ہی تھے۔ جن کے

marfat.com

نور سے کفر و شرک کے اندھیروں میں ہدایت کے چراغ روشن ہو گئے۔ کتنا دلنشین وہ کلام تھا جس کے آگے فصحاء عرب بے زبان ہو کر رہ گئے۔ الغرض خطابت ایسے فن کا نام ہے جس سے دوسروں کے سامنے اپنے موقف و مدعا کو خوبصورت انداز میں پیش ہی نہیں کیا جا سکتا بلکہ منوایا بھی جا سکتا ہے۔

آج کے پر فتن دور میں افراتفری، قتل و غارت، فرقہ پرستی کا طوفان نفرتوں کی یلغار یہ سب کچھ ان خطیبوں کی زبانِ آتش فشاں کا نتیجہ ہے جنکے ذہنوں میں طاغوت نے زہر گھول رکھا ہے۔ چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی کی ستیزہ کاریوں تک خطباء کے کردار اور خطبات کے اثرات کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا میرے مخدوم، خضرِ دین و ملت حضرت قبلہ پیر سید خضر حسین چشتی ان حقیقت شناس اہلِ حق خطباء کے سرخیل قافلہ میں جنکے خونِ خمیر میں دینِ مصطفوی کی محبت رچی بسی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی تقریریں اور تحریریں جہاں ناموسِ مصطفیٰ، عظمتِ اہلبیتِ اطہار و صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین، کی امین ہیں وہاں وطن عزیز سے وفا کے جذبہ سے سرشار ہوتی ہیں۔ ان کی خطابت میں شائستگی اور سنجیدگی کے اظہار کیسا تھ جہاں دلائل کی بھرمار ہوتی ہے وہاں الفاظ کا دامن محبت سے تر بتر ہوتا ہے۔ آپ کی خطابت کی دُنیا بڑی وسیع ہے لیکن اس میں دُور دُور تک بھی تخریب نہیں بلکہ تعمیری موضوعات کے باب کھلے پڑے ہیں۔ دلوں میں اُتر جانے والی انکی زبانِ فیض نے اِن کے گرد محبت کرنے والوں کا ایک جہاں آباد کر دیا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ پاکیزہ خیالات کے اظہار کے لئے قلب و نظر کی طہارت نماز کے وضو کی طرح ضروری ہے۔ آواز اور لہجہ کتنا ہی دلفریب کیوں نہ ہو صراطِ مستقیم کی نشاندہی کے لئے کبھی کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ بے عمل مقرر کی تقریر بے موسم بارش کی مانند ہے جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لوگوں کے جذبات کو ابھار کر دین میں

marfat.com

فساد پیدا کرنے والا شعبدہ باز تو ہو سکتا ہے۔ پاک رسول ﷺ کے منبر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ اس بنا پر میرے حضور خضرِ ملت و دین کی شخصیت ہمہ جہت ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری، شب بیداری اور جگر کاری آپ کے لطیف مزاج کا حصہ ہے۔ تصوّف و طریقت آپ کے اپنے گھر کی میراث ہے۔ حسب و نسب کی شرافت آپکو نصیب ہے۔ آپ کے شبانہ روز خانقاہی طرز زندگی کے تحت ورد و ظائف میں گزرتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی روحانی درگاہِ فیض کی مسندِ ارشاد کے وارث ہیں۔ ہزاروں لوگ اپنے دِلوں کی صفائی کے لئے آپ کے حضور دامن پھیلائے حاضر ہوتے ہیں، ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے آپ کے عقیدتمند مریدین جن کی روحانی تربیت آپ کی ذمہ داری ہے، آپ کی مصروفیت کا حصہ ہیں۔ بیرون ملک تبلیغی اجتماعات میں شریک فرماتے ہیں ان تمام امُور کی بجاآوری کے باوجود تقریباً اب تک ڈیڑھ درجن کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں قرآن مجید کی عمُدہ ترین تفسیر کا کام بھی جاری ہے۔ علاوہ ازیں دارالعلوم چشتیہ غوثیہ آپ جس کے بانی و مہتمم ہیں کی مسندِ تدریس پر بیٹھ کر تشنہ دلوں کو بھی سیراب فرمارہے ہیں۔

خطباتِ خضر آپ کی ان تقاریر کا مجموعہ ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً مختلف اجتماعات میں ارشاد فرمائی جن کو مزید علمی جواھر کیساتھ مزین کردیا گیا ہے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ زمانہ طالب علمی کے آغاز سے آج تک آپ کی محبت و معیت میری تربیت میں شامل رہی۔ میں کئی بار آپ کے حضور سپاس گزار ہوا کہ ان مقالات وارشادات اور علمی نوادرات کو یکجا کیا جائے آج اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمائی خطباتِ خضر جہاں مجھ جیسے بتدی خطباء کے لئے معلّم ثابت ہوگی وہاں انشاءاللہ علماء کرام کے لئے علمی سرمایہ ہے جس کا ایک ایک لفظ جہاں محبت سے اُجلا اور نکھرا ہے۔ وہاں خوشبودار بھی ہے۔ میرے حضرت

marfat.com

خضرِ ملّت کی مثال شب کے اس پھول کی طرح ہے جو کانٹوں میں کھلتا اور مسکراتا ہے صرف اپنے پاس گزرنے والی ہواؤں کو ہی مہکدار نہیں بناتا۔ بلکہ مسلنے والے ہاتھوں کو بھی خوشبودار بنا دیتا ہے۔ کانٹوں سے مراد وہ دین فروش حاسدین ہیں جنہوں نے مذہب کو تجارت، محراب، منبر کو دنیاوی شہرت اور چمک کا بہترین ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ جُبّہ و دستار، فقر و غنا کی عصمت فروشی ان کے روزمرہ کے مشاغل ہیں۔ علم اور علماء سے انہیں شدید قسم کی نفرت ہے جن لوگوں کو خدا نے علم و حلم و کرم، بھرم اور شرم جیسے عناصرِ حُسنہ سے نوازا ہے ان کی تذلیل کرنا فطرت میں شامل ہے چونکہ مدت ہوئی یہ اپنی عزّت کھو چکے ہیں۔ اب کسی کی عزّت کرنا تو درکنار برداشت کرنا بھی ان کے بس میں نہیں رہا دانشمندوں کا کہنا ہے کہ کسی کی قابلیّت و عظمت تسلیم کر لینا بھی عظیم لوگوں کا شیوہ ہے ذلیل لوگوں کا نہیں !

جو نقصان اِن لوگوں کے ہاتھوں اہلسنّت کو پہنچ رہا ہے اس کا مدّتوں ازالہ نہ ہو گا۔ خضرِ ملّت نے انکے مقابل اپنے کردار و عمل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب کے مقدس رُوپ میں دین کی دوکانیں چمکا کر ایمان اور غیرت کی یہ تمہاری سوداگری سیرت بلالی نہیں دلالی ہے۔ یہاں صرف یہ بات ذہن نشین کرانا میرا مقصود ہے کہ ان مشکل ترین حالات میں اس استقامت اور جرأت کے ساتھ دین کا کام کرنا خونِ حسینؓ کا کمال نہیں تو اور کیا ہے؟ اہلِ حق کے لئے اب یہی پیغام ہے۔

حربہ صبر و رضا، خنجر تسلیم کیساتھ
حرص اور آز کے اژدر کو کچلنا سیکھو
ظلمتِ شب کو خضر گر ہے مٹانا تم نے ؛ شمع کی مثل جلو، اور پگھلنا سیکھو

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

خطبائے اسلام کی خدمت میں

گلشن دینِ حق جن سے آباد ہے
جن کی آواز سے کفر ناشاد ہے
جن کے لب پر ترانے ہیں انوار کے
اُن خطیبانِ ملت کی کیا بات ہے

خضر

عنوانِ بالا کے ضمن میں ملتِ اسلامیہ کے خوش نوا خطباء ـــــ اور علماء ذی احتشام کی خدمت عالیہ میں ـــ اپنے تجربات کی روشنی میں چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں ـــــ تاکہ میری ملت کے خطیبوں کی خطابت میں زور پیدا ہو، اور حسن بیاں فزوں تر ہو ـــــ اور گلشن محبت کو آباد کرنے میں آسانیاں پیدا ہوں ـــــ خطابت کے دوران پیدا ہونے والی مشکلات پر قابو پانے اور اُلجھاؤ میں سلجھاؤ کی صورت اختیار کرنے میں دقت پیدا نہ ہو ـــــ

ناچیز کو اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا پورا احساس ہے ـــــ علماء و خطباء یہ نہ سمجھیں کہ میں انہیں کچھ سمجھانے یا ہدایات دینے چلا ہوں ـــــ ایسا ہرگز نہیں اور نہ ہی میں اس قابل ہوں ـــــ

marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ میں علمائے کرام کے جوڑے سیدھے کرنے کی بھی لیاقت و استعداد نہیں رکھتا ـــــ بس دل و دماغ کے گوشوں میں چھپی ہوئی چند باتیں ہیں جو سپردِ قلم کر رہا ہوں، اگر پسند آئیں تو اپنا لیں اور اگر طبعِ نازک پر گراں گزریں تو میری کم علمی تصور کر کے صرفِ نظر کر دیں۔

حصولِ علم: علمائے کرام، خطبائے اسلام انبیاء کے وارثوں کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ خطیب، منبرِ رسول کا وارث ہوتا ہے اور اس عظیم مسند کی حفاظت کے لئے علم کے اسلحہ سے لیس ہونا بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ فرمانِ رسولِ اسلام ہے۔ اَلْعِلْمُ سِلَاحِیْ علم میرا اسلحہ ہے۔ ـــــ اگر حصولِ علم کی خاطر مشکل ترین اور پُر پیچ وادیوں سے نہ گزرا جائے تو خطابت کے راستے میں بے پناہ دشواریوں سے پالا پڑتا ہے ـــــ لہٰذا علم کے حصول کے لئے محنت اور لگن سے کام لیں۔

تقویٰ: مصلائے رسول پر بیٹھنے والے مُصلح کے لئے تقویٰ و طہارت ـــــ پرہیزگاری اور قلب و نظر کی پاکیزگی اس طرح ضروری ہے۔ جس طرح نماز کے لئے وضو ـــ جس مسند پر آپ جلوہ افروز ہیں اُس کے بھی کچھ تقاضے اور ضابطے ہیں ـــــ اقلیم خطابت کے آئین و دستور میں پہلی شق تقویٰ و پرہیزگاری ہے ـــــ رہی یہ بات کہ حصولِ تقویٰ کے لئے کیا کریں، اور کہاں جائیں؟ ـــــ تو سُن لیں کہ ذکرِ خداوندی، دُرُود شریف کی کثرت اور کسی مردِ کامل کی ایک ہی نظر کافی ہے۔

کیمیا پیدا کُن از مشتِ گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

marfat.com

مُطالعہ : مطالعہ! غور و فکر، توجہ اور دھیان کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ کسی چیز سے واقفیت حاصل کرنے کی خاطر کتاب کا پڑھنا مطالعہ کہلاتا ہے۔ خطیب کے لئے لازمی امر ہے کہ وہ روزانہ بلا ناغہ مختلف کتب کا مطالعہ کرے اور الفاظ کے مفہوم و معانی سمجھنے کے لئے لُغت کی کتابیں دیکھے اور معنوں پر غور کرے اور ان کو ذہن میں بٹھائے پھر آسان لفظوں میں لوگوں کے سامنے بیان کرے۔

تَلَفُّظ : تقریر و بیان میں تلفظ کی حیثیت سے انکار گویا تقریر و تکلّم کے صوتی اثرات کی نفی ہے۔ تلفظ حُسنِ بیان و کلام ہے۔ عارضِ تقریر کا غازہ ہے۔ صحیح تلفظ ادا کرنے سے تقریر میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے لبوں کا زور لگتا ہے، جس سے لعابِ دہن ہونٹوں کے کناروں پر نہیں پھیلتا۔ لفظوں کے تلفظ کو صحیح ادا نہ کرنے سے لعابِ دہن جھاگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس سے نفاست پسند سامعین و ناظرین کے مزاج پر اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

بڑے بڑے اور نامور خطبائے اسلام کو سننے کی سعادت نصیب ہوئی جو اپنے گلوں میں لحن داؤدی رکھتے ہیں اور اپنی سُریلی آواز سے سنگِ خارا کو موم بنا دیتے ہیں لیکن تلفظ کی صحیح ادائیگی کی طرف توجہ نہیں فرماتے، جس سے تقریر کا مزا کر کرا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا میری ملت کے خوشنوا خطباء کو ان امُور کیطرف توجہ دینی چاہیئے۔

دلائل کی قوت : دورانِ تقریر دلائل کی قوت ہی اہلِ خرد کو متاثر کر سکتی ہے۔ سُر، لَے، ترنم اور اشعار بھی اپنے اندر ایک خاص تاثیر و قوت رکھتے ہیں اگر ان کے ساتھ دلائل و براہین کی قوت

بھی شامل ہو جائے تو تقریر کا لطف دو چند ہو جاتا ہے ـــــ قرآن کی تمام آیات اور احادیثِ رسولؐ مسلکِ حقّہ کی ترجمانی کرتی ہیں۔ صرف علماء اور خطباء کو محنت کی ضرورت ہے ـــــ اگر مطالعہ کی لگن پیدا ہو جائے تو حقائق کے سمندر سے ایسے ایسے موتی ہاتھ لگیں گے۔ جن کی چمک کو، کورانِ مادر زاد بھی محسوس کریں گے ـــــ

دلائل کے جواہرات کی تابانی ہی تاریکیوں کے سوداگروں کی آنکھیں خیرہ کر سکتی ہے ـــــ آپ کو قرآن و حدیث اور دیگر مختلف کتب کے مطالعہ کی ضرورت ہے ـــــ پھر دیکھیں کہ تقریر و بیان میں رنگ و نور کی بارش کس طرح ہوتی ہے۔

چہرے کی ساخت قابو میں رکھیں :

دورانِ تقریر چہرے کی ساخت کو نہ بگاڑیں۔ چہرے کی بناوٹ کو بگاڑنا مقرر کا نقص بیان کیا جاتا ہے ـــــ دیکھنے میں آیا ہے کہ تقریر کے دوران زور لگانے سے چہرہ کئی زاویوں میں تبدیل ہو جاتا ہے ـــــ جو سامعین پر ناگوار گزرتا ہے ـــــ تقریر میں بعض جملوں پر زور لگانا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن ایسا انداز اختیار فرمائیں جس سے چیخ چاخ کا گمان نہ ہو ـــــ ساتھ ہی سَر اور ہاتھوں اور اُنگلیوں کی حرکات میں زیبائش پیدا کریں ـــــ کہ یہ تقریر کا ایک جزو لاینفک تصوّر کیا جاتا ہے ـــــ اور ضروری ہے کہ ہاتھوں اور اُنگلیوں کے اشاروں کو تقریر کے مطابق اور اپنے اختیار میں رکھیں ـــــ بعض مقررین بوقتِ تقریر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ـــــ اور اُن کے ہاتھوں اور بازوؤں کی حرکات کو تقریری الفاظ سے جوڑ کر دیکھا جائے تو تقریر اور واویلے میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

marfat.com

الفاظ: مقرر کے لئے یہ امر نہایت اہم ہے کہ اسکے ذہن و دماغ میں الفاظ کا ذخیرہ وافر مقدار میں موجود ہو ــــ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ادب و لُغت کی کتابوں سے الفاظ جمع کر کے اُن کو یاد کر کے حافظہ میں محفوظ کر لیا جائے ــــ اور پھر الفاظ کو معانی کے لحاظ سے ترتیب دیکر موقع و محل کی مناسبت سے اَدا فرمائیں ــــ اور پھر تقریر کی تاثیر دیکھیں کہ لوگوں کے قلوب واذہان پر کیسے نکھار آتا ہے ــــ بعض مقررین ضرورت کے مطابق الفاظ کی کمی کے باعث اپنا مدّعا بیان کرنے میں ناکام رہتے ہیں ــــ اور اُن کی بات ذہن میں نہیں بیٹھتی ــــ کبھی کبھی یہ اَمر شرمندگی کا سبب بنتا ہے ــــ لہٰذا الفاظ کا چناؤ نہایت احتیاط سے کریں۔

اُسلُوبِ تقریر: ہر مقرر کا اپنا اسلوب، اپنا انداز ہوتا ہے ــــ لیکن مندرجہ ذیل اُمور پر نظر رکھنا بہت ضروری ہے ــــ شعر کے لئے تقریر تلاش نہ کریں بلکہ تقریر کے لئے شعر تلاش کریں ــــ ساری کی ساری تقریر سُر، لے اور ترنّم میں نہ کریں بلکہ وقفہ وقفہ میں ترنّم فشانی فرمائیں ــــ سامعین کے دل و دماغ اپنے ساتھ ساتھ رکھیں ــــ سامعین کی توجہ اپنی بات کیطرف مبذول اور منعطف کرنے کے لئے اُن کے ذہنی معیار کے مطابق گفتگو فرمائیں ــــ سامعین کو جھڑکیاں نہ دیں، کوسا کاٹی نہ کریں اس سے تنفّر اور بیزاری کی وُبا پھوٹتی ہے ــــ پیار بھرے لہجہ اور سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی گفتگو فرمائیں ــــ تقریر میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و ثنا پاکیزہ انداز میں بیان کریں ــــ اور اس بات پر زور دیں کہ مسلمان اپنا قلبی تعلق آخری دم تک سرکار سے نہ توڑیں ــــ اگر کوئی مسئلہ سمجھانا مقصود ہو تو تحت اللّفظ میں بیان فرمائیں اور اگر

marfat.com

کوئی روایت یا واقعہ بیان کرنا ہو تو اس کا کچھ حصّہ ترنّم کے ساتھ بیان کریں۔ جو مقررین مترنّم نہیں ہیں وہ اپنی تقریر کے تسلسل کو مدّ و جزر اور زیروبم میں تقسیم کردیں اور کوئی کوئی جملہ ہوش کے ساتھ جوش میں بھی ادا کریں۔ تاکہ سامعین کے اذہان و قلوب میں بھی ولولہ پیدا ہو ــــ جب منبر رسول پر بیٹھیں تو طبیعت میں عجزو نیاز ہو اور جب کفرو باطل کو جھنجھوڑ کر اس پر وار کرنے کا موقع آئے تو اپنے الفاظ میں جوش ــــ کلام میں وقار ــــ آواز میں رُعب ــــ انداز میں تمکنت ــــ آنکھوں میں تابش ــــ اور اداؤں میں دبدبہ پیدا کریں۔

اشعار : تقریر میں اشعار کا ترنّم کے ساتھ پڑھنا ایک خاص کیفیت پیدا کرتا ہے لیکن شعروں کا انتخاب اور برمحل پڑھنا مقرر کی دانش سے تعلق رکھتا ہے۔ بے موقع شعر کہنا مناسب نہیں۔

امام و مقتدی : خطیب و امام کے لئے سب سے مشکل ترین امر اپنے سامعین و مقتدی حضرات کے ساتھ گزارہ کرنا اور ہر ایک کے مزاج سے شناسا ہونا ہے ــــ خطیبوں کے نازک ذہنوں کو سب سے زیادہ دھچکا اپنے مقتدیوں سے لگتا ہے اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ مسجد ایک ایسی پاک جگہ ہے جو سب مسلمانوں کی مشترکہ ہوتی ہے، اس میں مختلف مزاج کے حامل لوگ آتے ہیں اُن میں نیک طینت، پاکیزہ مزاج، ارباب دانش اور اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اکثریت اُن لوگوں کی ہوتی ہے جو خطیب و امام کو اپنا ملازم سمجھ کر اُس پر رُعب جمانا اپنا حق سمجھتے ہیں ــــ وہ مسجد کی مالی معاونت کریں یا مسجد میں ایک چٹائی بچھادیں تو سمجھتے ہیں کہ مولوی پر احسان کیا ہے ــــ اور بات بات پر تنقید اُن کی عادت بن جاتی ہے اور مخالفت کی بنا پر مولوی کو مسجد سے نکالنے کے لئے گھٹیا ترین الزام تراشی سے بھی گریز نہیں کرتے ــــ خطیب کا ایسے لوگوں

marfat.com

کیساتھ نبھاؤ کرنا ہی اس کی اعلیٰ صلاحیتوں کا آئینہ دار ہوتا ہے ـــــ خطباء ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہ سوچیں کہ خطابت کا راستہ عیش و عشرت اور آسودگی کا راستہ ہے ـــــ تبلیغ دین چونکہ پیغمبروں کا راستہ ہے ـــــ اور یہ راستہ مشکل ترین اور نوک دار کانٹوں سے بھرا پڑا ہے ـــــ اس راستے پہ چلنے کے لئے اپنے دامن کو بچا کر چلنا ہوگا ورنہ ان پُرخار وادیوں کو عبور کرنا ممکن نہیں ہوگا ـــــ لہٰذا خطیب کے لئے ضروری ہے کہ وُہ اخلاقِ محمدیؐ کا دامن مضبوطی سے تھام کر چلے ـــــ اور اپنے مقتدیوں کی تنقید کو نظر انداز کرتے ہوئے محبت کے موتی بکھیرتا رہے ـــــ اور اپنے اندر دشمن کو دوست، مخالف کو اپنا ہمنوا بنانے کی صلاحیت پیدا کرے ـــــ مالی منفعت کے خیال کو ترک کردے ـــــ لالچ، طمع، حرص کے جراثیم کو توکّل کے انجکشن سے ختم کر کے، سُود و زیاں کے گرداب سے خود کو آزاد کر کے محسنِ انسانیتؐ کی سیرتِ طیبہ کے بے مثال کرداروں پر نظر رکھے ـــــ خیال رہے کہ فقر و درویشی کا جاہ و جلال ہی شکوہِ دارائی اور سَطوتِ شاہی کی خبرگی کا باعث بنتا ہے ـــــ اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ مصطفٰےؐ کریم جیسے لج پال اپنے مدحت سرا کو نظر انداز نہیں فرماتے اور نہ ہی اُس کو قعرِ مذلّت میں گرنے دیتے ہیں ـــــ بس مدّاحِ حبیب کے لئے یقین کی دولت سے مالامال ہونا از حد ضروری ہے۔

کچھ اپنے بارے: ایک دور تھا جسے خطابت کا دور کہا جائے تو صحیح ہوگا کہ ملک کے ہر صوبہ اور کونے کونے میں خطابت کی ندائیں پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی ـــــ نہ دن دیکھا نہ رات سفر ہی سفر ـــــ ایک جوش و جذبہ، ایک عجیب ولولہ، تقریر میں شوخیاں ـــــ الفاظ کی بندش ـــــ آواز میں لوچ اور خطابت کی نزاکت اپنے عروج پر ـــــ کُفر اور

marfat.com

اس کے طرفداروں پر دلائل و طنز کے تیر برسانے کا اپنا سا انداز —— تقریر و بیان میں ایک حسین "لَے"، شعروں میں ترنم —— ترنم میں شبنم کی سی ملائمت —— اور فخر و انبساط کی ترنگ میں اس قسم کے نغمے ——

نہیں مطلوب دنیا میں کوئی نام و نشاں مجھ کو
بہر عنوان کافی ہے میرا حسنِ بیاں مجھ کو

—— خطاب میں ترنم ریزیاں، مستیاں بکھیرتیں —— اور کبھی کبھی طرزِ فغاں ترانے کا روپ دھار لیتی —— اور کبھی کبھی یہ اُمنگ انگڑائی لیتی۔

اک نئی دنیا، نیا رنگِ جہاں پیدا کریں
ہر دلِ کمزور میں عزمِ جواں پیدا کریں
پتے پتے میں ہو جن کے جھومتی تازہ بہار
ان بیابانوں میں ایسے گلستاں پیدا کریں
پھر سے آجائیں جوانی پر جنوں کی شوخیاں
آج محفل میں خضرؔ ایسا سماں پیدا کریں

—— پھر کیا ہوا کہ شیخِ کامل کی نظر نے دنیا بدل کے رکھ دی —— نہ وہ شوخیاں رہیں —— نہ وہ قال کی سُر تال رہی۔

نہ وہ ذوقِ منطق و فلسفہ، نہ وہ شوقِ فنِ مناظرہ
مرے دل میں یار کی یاد نے جو پڑھا، لکھا تھا بھلا دیا

—— اب شعلہ نوائی سے جی اُچاٹ ہو چکا ہے —— اب جوشِ بیاں کی جگہ طرزِ فغاں نے لے لی ہے —— شیخِ طریقت کی نظرِ فیض رساں اور روز مرہ کے وظائفِ سلسلہ نے غرورِ خطابت کو مٹا کر سینے میں عجز و نیاز کی دنیا بسا دی اب تو حال یہ ہے کہ

marfat.com

وُہ خوش بیانیاں، وُہ ترنّم کی کہکشاں
وُہ ولولہ، وُہ جوش نہ جانے کدھر گیا
سُنتے ہیں ایک خضر تھا جادُو بیاں خطیب
وُہ بھی غریب کوچۂ جاناں میں مر گیا

اب بھی دعوتِ عمل و ارشاد کا سلسلہ جاری ہے ـــــ اور تادمِ واپسیں مدحتِ سرورِ عالمؐ ـــــ مناقبِ صحابہؓ ـــــ مدحتِ اہلبیتِ رسولؐ ـــــ تذکارِ اولیاءؒ کے نغمات لبوں پہ جاری رہیں گے (انشاءاللہ العزیز) لیکن وُہ طنطنۂ خطابت جس میں خود نمائی کی رمق پائی جاتی ہے۔ وُہ کسی کی نگاہِ التفات سے مفقود ہے ـــــ سلام ہو تجھ پر اے نگاہِ پُور علیؒ۔

غرورِ زورِ خطابت مٹا دیا تُو نے
خطیبِ شہر کو رستہ دکھا دیا تُو نے

آخری بات

: آخری بات جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں بہت ہی زیادہ اہمیّت کی حامل ہے ـــــ وہ یہ ہے کہ ذرا اپنوں سے بچ کے رہنا ـــــ کیوں کہ آپ کو آپ کے مخالف اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا اپنے ہم مسلک! ـــــ اس میں سوائے حسد کے اور کوئی چیز کارفرما نہیں ہوتی ـــــ وہ آپ کی عزّت و شہرت ـــــ اور آپ کی صلاحیتوں کو دیکھ کر آپ کی کردار کشی کریں گے اور صبح و مسا غیبت کی عفونت سے مشامِ دماغ کو جلاتے رہیں گے ـــــ میں یہ بات اپنے تجربہ کی بنا پر بیان کر رہا ہوں ـــــ کیونکہ میرے ارد گرد بھی کچھ ایسے لوگ ہیں اور کافی تعداد میں ہیں اور اُن میں کچھ ایسی نامکمل شخصیات بھی ہیں جو مسلسل پچیس سال سے حسد و عناد کی آگ سے اپنا خونِ جگر جلا رہی

marfat.com

ہیں — وہ کینہ پروری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، وہ عناد کے ہرکارے جوڑ، توڑ اور ہیرا پھیری کو سیاست، کذب و افترا کو حکمت عملی کا نام دیتے ہیں — اور منافقت کو تدبّر سے تعبیر کرتے ہیں — وہ شہرت اور عزت و وقار کی تلاش میں بار بار بے عزت ہوتے رہتے ہیں — اُن کی فرعونیت اور انانیت کئی بار مجروح ہوئی لیکن اُن کے رویّوں میں رتی برابر بھی فرق نہ آیا — ایسے لوگوں سے مقابلہ کرنا دینِ اسلام کے خادموں کی شایانِ شان نہیں — اس قسم کے افراد کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ کر آتشِ غیظ و غضب میں جلنے دیا جائے — اور ایسے لوگوں کو خاطر میں لانا گویا اپنی صلاحیتوں کو برباد کرنا ہے جو کسی صورت میں رَوا نہیں، وہ لوگ مسلک و مذہب کی آڑ میں آپ کو شکار کرنے کی کوشش کریں گے اور آپ نے اُن سے دامن بچا کر اپنے راستوں کو خود تلاش کرنا ہے — اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ لوگ آپ کے محسن ہیں جو آپ کی پرواز کے لئے فضا پیدا کرتے ہیں — میں تو اپنے کسی مہربان کی جفاکاری کے جواب میں فقط یہی نعرہ بلند کرتا ہوں ؎

اثر انداز کیا ہوگا، تیرا جور و ستم مجھ پر
حسینی ہوں، گرا لے اور بھی کوہِ اَلم مجھ پر
نہیں غم گر مجھے گردش کی چکی پیس بھی ڈالے
سدا حاوی ہے شاہِ کربلا کا درد و غم مجھ پر
خضرؔ میں تو فقط اس بات پر افسردہ خاطر ہوں
کہ اپنوں کی جفاؤں نے جمائے ہیں قدم مجھ پر

خطبائے اہلِ سنّت کی خدمت میں پُرزور الفاظ میں یہ اپیل کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ کفر و باطل اور طاغوتی طاقتوں کے خطرناک عزائم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عوامِ اہلسنّت کو جہاد کے لئے تیار فرمائیں! کیوں کہ اس وقت کُفر کی تمام قوتیں اہلِ ایمان کے پاکیزہ مسلک کو کرّۂ ارض سے مٹانے کے لئے ہر وقت مصروفِ عمل ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو ـــــ آمین بحرمت سیّد المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

٭

نیاز آگیں ـــــــ خضر حسین چشتی

خادم دارُ العلوم چشتیہ غوثیہ منڈی بہاؤالدین

خاکِ رُوبِ آستانہ عالیہ کوٹلہ سارنگ شریف

(ضلع گجرات)

خیر خواہِ شاہ چراغ اکیڈمی " " "

○

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر سے پہلے پڑھے جانے والے

عربی

خُطبات

①

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَنَشۡھَدُ اَنَّ حَبِیۡبَکَ وَمَحۡبُوۡبَکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَلَّغَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّی الۡاَمَانَۃَ وَنَصَحَ الۡاُمَّۃَ وَکَشَفَ الۡغُمَّۃَ۔

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نوٹ: اس سے آگے عنوان کے مطابق آیت کا انتخاب کر کے تلاوت کریں۔

ے: یہ خطبۂ تقریر حضور سیدی شیخ الاسلام والمسلمین سیالوی قدس اللہ سرہ العزیز تقریر سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

marfat.com

(۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّ الْاَنْبِيَآءِ عَظِيْمِ الرَّجَآءِ عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ مَاحِي الذُّنُوْبِ وَالْخَطَآءِ الَّذِيْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَآءُ ط

اَمَّا بَعْدُ!

(۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَزَلْ عَالِمًا قَدِيْرًا ۔ حَيًّا قَيُّوْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا ط وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اَرْسَلَهٗ كَآفَّةً بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ط وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَثِيْرًا كَثِيْرًا ط

اَمَّا بَعْدُ

(   )

marfat.com

(۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

نَحْمَدُهٗ حَمْدًا كَثِيْرًا وَّنُصَلِّيْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وَاٰلِهِ الْعَظِيْمِ وَ اَصْحَابِهِ الْفَخِيْمِ ط

اَمَّا بَعْدُ

(۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ طَهَّرَ اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّنَا مِنْ كُلِّ رِجْسٍ

وَّاٰتَاهُمْ مِنْ لَّدُنْهُ فَضْلًا كَبِيْرًا ط

اَمَّا بَعْدُ

(۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ط

اَمَّا بَعْدُ

(۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا ط

اَمَّا بَعْدُ

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

خُطبہ جُمعۃُ المبارک

(خطبۂ اولیٰ)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِهِ الۡكِتَابَ وَلَمۡ يَجۡعَلۡ لَهٗ عِوَجًا وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ خَيۡرُ الۡوَرٰی اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ الدُّنۡيَا خُضۡرَةٌ وَّحُلۡوَةٌ وَ اِنِّیۡ مُسۡتَخۡلِفُكُمۡ فِيۡهَا فَنَاظِرٌ كَيۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ۝ سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝

○

نوٹ : خطبہ اُولیٰ پڑھنے کے بعد بیٹھ جائیں (اور کم از کم تین آیات کی مقدار) اور پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ شروع کر دیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے ۔

خُطبۂ ثانی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ط اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَ نُؤۡمِنُ بِهٖ

marfat.com

وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰٓى اَفْضَلِ الصَّحَابَةِ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ وَعُمَرَ الْفَارُوْقِ وَعُثْمَانَ ذِى النُّوْرَيْنِ وَعَلِيِّ الْمُرْتَضٰى وَالْحَسَنَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَعَلٰى سَيِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ الْحَمْزَةَ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَعَلٰى كُلِّ مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ بِصُحْبَةِ نَبِيِّهِمْ بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

○

نوٹ : عیدین اور نکاح کے خطبات دُوسری جلد میں ہیں۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تقریر ۱

فضائل بسم اللہ شریف

مخزن فضل خداوندی ہے بسم اللہ شریف	طلسم تسخیر عالم بھی ہے بسم اللہ شریف
برکتیں اور رحمتیں اسمیں ہیں بے حد وحساب	اسلیئے خالق نے ہمکو دی ہے بسم اللہ شریف

خضر

بسم اللہ شریف قرآن مجید کی آیت ہے، اس میں بہت زیادہ برکتیں اور رحمتیں ہیں۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ہر اچھے کام کی ابتداء بسم اللہ شریف سے کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق، جو کام بسم اللہ شریف کے بغیر کیا جائے وہ دُم کٹا اور نامکمل ہوتا ہے ــــ

اسرارِ حروف بسم اللہ : بسم اللہ شریف کا ہر حرف اپنے اندر اسرار و رموز اور معانی و مطالب کا دریائے بیکراں رکھتا ہے

"کتاب عظمۃ الالباب" میں ہے کہ بسم اللہ شریف کی ــــ "با" ــــ

اس کی بنیاد ہے ــ "س" ــ اس کی چمک ہے ــ م ــ اس کی بزرگی ہے ــ

- بعض نے کہا ہے۔ با۔ اس کا باب یعنی دروازہ ہے ــ س ــ اُس کا سلام ہے ــ م ــ انعام ہے ــ اور بعض کا فرمان ہے ــ
- اَلْبَاءُ : بَرَکَتُہٗ ــ باء اس کی برکت ہے۔

وَالسِّیْنُ : سِرُّہٗ ــ سین اس کا راز ہے۔

وَالْمِیْمُ : مَعْرِفَتُہٗ ــ میم اُس کی معرفت ہے۔

ــ اسم ــ اَللّٰہُ : عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ــ یعنی تمام پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا۔

اَلرَّحْمٰنُ : کَشَّافُ الْکُرُوْبِ ــ تمام بے چینیوں کو دُور کرنے والا۔

اَلرَّحِیْمُ : غَفَّارُ الذُّنُوْبِ ــ تمام گناہوں کو بخشنے والا۔

ــ اَللّٰہ : مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ ــ دُعاؤں کا قبول کرنے والا۔

اَلرَّحْمٰنُ : مُنَزِّلُ الْبَرَکَاتِ ــ برکتیں نازل فرمانے والا۔

اَلرَّحِیْمُ : یَغْفِرُ عَنِ السَّیِّئَاتِ[1] ــ گناہوں کو معاف کرنے والا۔

مندرجہ بالا سطور میں بسم ، اللہ ، اَلرَّحْمٰن ، الرَّحِیْم ، کے اسرار بیان کئے ، ہر اسم شریف کی عظمتِ تاثیر بیان کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (پارہ ۱۹ سورۂ نمل آیت نمبر ۳۰)

آیت نمبر ا : اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

عربی میں ــ ب ــ ملانے کے لئے آتی ہے ــ بسم اللہ شریف کو ــ ب ــ سے شروع کیا۔ عالمِ اَرواح میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ــ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ؟

---

[1] : نزهة المجالس ج ۱ ص ۲۴

marfat.com

(کیا میں تمہارا رب ہوں ؟) ارواحِ انسان نے کہا۔ بلٰی۔ہاں تو" ہمارا رب ہے" انسان کے منہ سے سب سے پہلے حرف ۔۔ ب ۔۔ نکلا ۔۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا کلام۔ یعنی بسم اللہ شریف ۔۔ ب ۔۔ سے شروع فرمایا تاکہ تلاوت کرتے وقت وُہ عہدِ میثاق یاد آجائے ۔۔ اس میں ہر مسلمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وُہ اپنے ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرے تاکہ ۔۔ اسمِ ۔ اللہ سے برکت اور مدد حاصل ہو سکے۔

● حضور پُر نور، سیدِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی کہ ہر امرِ ذیشان۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سے شروع کرو۔ یہاں تک کہ دروازہ بند کرو۔ تو اللہ کا نام لو، برتن ڈھانپو تو اللہ کا نام لو، مشک کا منہ باندھو تو اللہ کے نام سے یعنی ہر نیک کام بڑا ہو یا چھوٹا کرتے وقت اپنے خالق و مالکِ حقیقی کا نام لے کر، کرو تاکہ اس کی برکت سے مشکلیں آسان ہوں۔

کھانا تناول کرتے وقت : حدیث شریف میں آیا ہے کہ کھانا کھانے کی ابتداء بھی بسم اللہ شریف سے کی جائے ۔۔ اور اگر بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے تو شیطان کھانے میں شامل ہو جاتا ہے" اگر کبھی یاد نہ رہے اور درمیان میں" جب بھی یاد آجائے تو یُوں پڑھے ۔۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ ۔۔ دیگر روایات میں آیا ہے کہ بسم اللہ شریف پڑھنے سے شیطان کھانے سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور کھانے کی برکت لوٹ آتی ہے [1]

---

[1] : تفسیر الحسنات ج ۱ ص $\frac{5}{6}$

marfat.com

آیت نمبر ۲ : ارشادِ باری تعالیٰ ہے ـــ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى[1]
ـــ " اور پرہیز گاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا " ـــ

علامہ صفوری رح فرماتے ہیں کہ " كَلِمَةَ التَّقْوٰى " کا مصداق ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو ٹھہرایا گیا ہے ۔ یعنی کلمۂ تقویٰ ، بسم اللہ شریف ہے ۔ ـــ اِس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ شریف کی تلاوت سے تقویٰ و پرہیز گاری کا نُور دلوں میں جلوہ گر ہوتا ہے ۔

آیت نمبر ۳ : اللہ ربّ العزّت جلّ جلالہ ، کا فرمان ہے ۔

داؤد اور سُلیمان علیہم السلام کا علم : وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ

(پارہ ۱۰ سورۂ نمل آیت ۱۵)

" بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان علیہ السلام کو بڑا علم عطا فرمایا ۔ "

قرآن مجید کی اس آیتِ مبارکہ میں جس علم کا ذکر ہے ، دیکھنا یہ ہے کہ وُہ کونسا علم اور کون سے کلمات ہیں جو سیّدنا داؤد علیہ السلام اور سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو عطا ہوئے ۔ اس میں مفسّرین کرام کے مختلف اقوال ہیں صفوری رح لکھتے ہیں ـــ قَالَ الْجُنَيْدُ اَىْ عَلَّمْنَا هُمَا ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ[2] حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ۔ اُن دونوں (یعنی داؤد و سلیمان) کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سکھائی ہے ـــ یعنی بسم اللہ شریف کے علوم سکھائے اور تمام آسمانی کتابوں کے علوم و اسرار بسم اللہ شریف میں ہیں ـــ تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ میں ارقام

---

[1] : پ ۲۶ س فتح آیت ۲۶ [2] : نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۲۴

marfat.com

فرماتے ہیں۔ بِذَاتِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی حَسْبِ الطَّاقَۃِ الْبَشَرِیَّۃِ وَ بِصِفَاتِہٖ وَاَحْکَامِہٖ الْمَبْدَاءِ وَالْمَعَادِ وَمَنْطِقِ الطَّیْرِ وَالدَّوَابِ وَ تَسْبِیْحِ الْجِبَالِ وَلَیِّنٌ اَلْحَدِیْدِ ــــ یعنی طاقتِ بشری کے مطابق اللہ تعالٰے کی ذات وصفات، احکام اور مبدا و معاد (ابتدا و انتہا) کے احوال ــــ پرندوں اور چوپایوں کی بولیاں، پہاڑوں کی تسبیح و تحمید اور لوہے کو نرم کرنے کا علم ہم نے عطا کیا ــــ اس سے معلوم ہُوا کہ بسم اللہ میں یہ تمام عُلوم موجُود ہیں ــــ جنّوں اور ہواؤں کا مسخّر ہونا ــــ تختِ سلیمانی کا ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر اُڑتے پھرنا اور جانوروں کی بولیاں جاننا یہ سب بسم اللہ شریف کے علوم و اسرار میں سے ہیں۔

جانوروں کی بولیوں: سے ایک بات یاد آ گئی جسے بیہقیٔ ہند قاضی پانی پتی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ــــ کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر جانوروں کی بولیوں سے متعلق چند سوال کئے جس میں سے پہلا سوال یہ ہے کہ بتائیں قنبر (چڑیا سے ذرا بڑا ایک خوش آواز پرندہ۔ بعض نے سُرخاب لکھا ہے) اپنے نغمہ میں کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا، قنبر کا نغمہ یہ ہے۔ وُہ کہتا ہے ــــ

اَللّٰھُمَّ الْعَنْ مُبْغِضِیْ مُحَمَّدٍ وَمُبْغِضِیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ

(مظہری ۷ ص ۱۰۴)

"اے اللہ محمد و آلِ محمد سے بغض رکھنے والوں پر لعنت فرمایا۔"

لہ: نزھۃ المجالس ج اوّل ص ۲۴

یہودیوں نے یہ بھی سوال کیا کہ مُرغ اپنی بانگ میں کیا کہتا ہے ــــ آپ نے فرمایا۔ مُرغ کہتا ہے ــــ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَا غَافِلُوْنَ ــــ اے غافلو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ یہودیوں نے کہا گھوڑا اپنی ہنہناہٹ میں کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا گھوڑا کہتا ہے۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ

پاک اور مقدس ہے فرشتوں اور جبریل کا رب

بات دُور نکل گئی ــــ بات ہو رہی تھی بسم اللہ شریف کی برکتوں کی اور عظمتوں کی۔

بسم اللہ اور اسمِ اعظم : صفوریؒ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ شریف اور اسمِ اعظم میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ آنکھ کی سفیدی اور سیاہی میں۔ یعنی جس طرح آنکھ کی سفیدی آنکھ کی پُتلی کو گھیرے ہوئے ہے اسی طرح بسم اللہ شریف اسمِ اعظم کو ــــ

فرمانِ رسولؐ : حضورؐ کا ارشاد پاک ہے ــــ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ یَقْرَءُ ھَا اِلَّا سَبَّحَتْ مَعَہُ الْجِبَالُ اِلَّا اَنَّہٗ لَا یَسْمَعُ۔ جب کوئی مومن بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح کرنے لگتے ہیں لیکن وہ سُنائی نہیں دیتی۔

فرمانِ علیؓ : مولا علی کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ جب بسم اللہ نازل ہوئی تو پہاڑوں سے آواز آنے لگی۔ حَتّٰی کُنَّا نَسْمَعُ دُوِیْھَا۔ یہاں تک کہ ہم نے بھی اُس کی گونج سُنی۔ اسکی گونج سُن کر کفار نے شور مچاتے ہوئے کہا۔

marfat.com

سَحَرَ مُحَمَّدٌ اَلْجِبَالَ ۱؎ (نعوذ باللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑوں پر جادو کر دیا ہے۔

نابینے کو بینائی مل گئی: خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میں نے امّتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین ناموں سے فضیلت و بزرگی عطا کی۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے ربِّ جہاں وُہ کون سے نام ہیں ــــ ارشاد ہُوا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ــــ اتفاق سے جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک نابینا شخص بھی موجود تھا، وُہ کہنے لگا۔

یَا رَبِّ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَاءِ رُدَّ عَلَیَّ بَصَرِیْ ۲؎

اے پروردگار، ان ناموں کی برکت سے مجھے آنکھیں عطا فرما۔

اُس نے جوں ہی دُعا کے الفاظ منہ سے نکالے تو اللہ نے اسے فوراً آنکھیں عطا کیں۔

دارُالنُّور: حضرت مولا علی سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جنّت میں ایک گھر پیدا فرمایا ہے۔ جس کا نام دارُالنّور ہے، اور اس کے اندر جتنی چیزیں ہیں سب نُور سے بنی ہیں، اور وہ ہَوا میں مُعلّق (لٹکا ہُوا) ہے، اور اس تک پہنچنے کیلئے کوئی راستہ نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ــــ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یُصْعِدُوْنَ اِلَیْهَا؟ یا رسول اللہ پھر وہاں تک کیسے چڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا اہلِ جنّت کو کہا جائے گا کہ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، پڑھو! وُہ پڑھیں گے

۱؎: ایضاً ۲؎: نزھۃ المجالس ج ۱ ص ۲۴

marfat.com

فَیَطِیْرُوْنَ اِلَیْھَا[1] اور پھر اُڑ کر وہاں تک پہنچ جائیں گے۔

ابنِ مسعود فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کے انیس "۱۹" فرشتوں سے بچالے وہ بسم اللہ شریف پڑھا کرے۔

لِاَنَّ حُرُوْفَھَا تِسْعَۃَ عَشَرَ[2] کیوں بسم اللہ میں ۱۹ حروف ہیں۔

دفن کے بعد: علامہ عبدالرحمٰن صفوری ابن جوزی کے حوالے سے امام الائمہ شیخ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ دفن کے بعد قبر میں اُس کے پاس فرشتہ قلم، دوات اور کاغذ لے کر نہ آتا ہو — اور یہ بھی کہتا ہے کہ اس قلم سے اس کاغذ پر اپنے اعمال لکھ! تو وُہ اپنے عمل لکھتا ہے اگرچہ لکھنا نہ جانتا ہو— اگر نیک بخت ہوتا ہے تو خدا کے حکم سے پہلے وُہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھتا ہے۔

فَیَاْمَنُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ[3] اور اسی وجہ سے وہ عذاب قبر سے امن میں رہتا ہے۔

گنبدِ بسم اللہ: امام نسفیؒ کا بیان ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید موتی کا بنا ہوا ایک خوبصورت گنبد دیکھا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور اس میں ایک بہت بڑا سونے کا تالہ پڑا ہوا تھا— اور وُہ قبہ اتنا بڑا تھا کہ اگر اُس گنبد پر تمام جنّ و انس بیٹھیں تو ایسے معلوم ہوں کہ جیسے پہاڑ کی چوٹی پر کوئی پرندہ

---

[1] ایضاً ص ۲۷ [2] ایضاً ص ۲۸ [3] ایضاً ۲۹ [4] ایضاً

بیٹھا ہو ـــــ اُس کو دیکھ کر جب آپ واپس لوٹنے لگے تو آپ سے کہا گیا، کیا آپ اس گنبد میں نہ چلیں گے؟ ـــــ آپ نے فرمایا اُس پر تو قفل لگا ہوا ہے۔ فَقِيلَ لَهٗ مِفتَا حُهَا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ[۲] آپ سے کہا گیا اُس کی کنجی بسم اللہ شریف ہے۔

جب آپ نے بسم اللہ شریف پڑھی وُہ قفل کھل گیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اس میں چار نہریں بہہ رہی ہیں ـــــ کہ ایک پانی کی نہر بسم اللہ کی میم سے نکلی ہے ـــــ اور ایک دُودھ کی نہر لفظ اللہ کی "ہا" سے نکل کر بہہ رہی ہے ـــــ شراب طہور کی ایک نہر "رحمٰن" کی میم سے نکلی ہے ـــــ اور ایک شہد کی نہر "رحیم" کی میم سے نکل کر بہہ رہی ہے ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يَا مُحَمَّدُ مَنۡ ذَكَرَنِي مِنۡ اُمَّتِكَ بِهٰذِهِ الۡاَسۡمَاءِ اَسۡقِيۡهِ مِنۡ هٰذِهِ الۡاَنۡهَارِ الۡاَرۡبَعَةِ (ایضاً)

اے محمد مصطفےٰ آپ کی اُمّت میں سے جو ان ناموں سے مجھے یاد کرے گا، میں ان چار نہروں سے اُس کو سیراب کروں گا۔

بسم اللہ کی "با" کا نقطہ: علامہ ابن طلحہ حلبی شافعی اپنی کتاب "الدر المنظم" میں رقمطراز ہیں کہ حیدرِ کرّار مولا علی شیرِ کردگار کرم اللہ وجہہ، کا فرمان ہے۔

اِعۡلَمۡ اَنَّ جَمِيۡعَ اَسۡرَارِ الۡكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ فِي الۡقُرۡاٰنِ۔

۲: ایضاً ۳ ایضاً ص ۲۷ ۱ ایضاً ص ۲۸ ۲ ایضاً ۲۹

تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام آسمانی کتابوں کے راز و اسرار قرآن مجید میں موجود ہیں۔

وَجَمِیْعَ مَا فِی الْقُرْآنِ فِی الْفَاتِحَۃِ۔

اور تمام قرآن کے علوم سورۂ فاتحہ میں موجود ہیں۔

وَجَمِیْعَ مَا فِی الْفَاتِحَۃِ فِی الْبِسْمِلَّۃِ وَجَمِیْعَ مَا بِسْمِلَّۃِ فِیْ بَاءِ الْبِسْمِلَۃِ وَجَمِیْعَ مَا فِیْ بَاءِ الْبِسْمِلَۃِ فِی النُّقْطَۃِ الَّتِیْ ھِیَ تَحْتَ الْبَاءِ۔

اور فاتحہ کے تمام علم بسم اللہ میں موجود ہیں تمام بسم اللہ شریف کا علم بائے بسم اللہ میں ہے اور بسم اللہ کی باء کے تمام علوم بسم اللہ کے نیچے والے نقطہ میں موجود ہے۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں:

اَنَا النُّقْطَۃُ الَّتِیْ تَحْتَ الْبَاءِ

میں وُہ نقطہ ہوں جو بسم اللہ شریف کی "ب" کے نیچے موجود ہے

(ینابیع المودۃ ج اوّل باب ۱۴ ص ۶۸ مطبوعۃ بیروت، لبنان)

اسی روایت کے پیشِ نظر حضرت علّامہ اقبالؒ نے شعر کہا ہے۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر ؛ معنیٔ ذِبحِ عظیم آمد پسر

اللہ اللہ باپ (یعنی علی المرتضیٰ) بسم اللہ کی "ب" اور بیٹا (یعنی امام حسین) ذبح عظیم کا مطلب تھے۔

الغرض بسم اللہ شریف میں بے پناہ برکتیں ہیں، جو بسم اللہ کی تلاوت کرتا ہے۔ اس کے سینے میں انوار کے گلشن پیدا ہوتے ہیں۔

- بسم اللہ شریف میں باری تعالیٰ کے تین نام ہیں، اللہ، رحمٰن، رحیم۔

marfat.com

دل کی تمام بیماریوں کے لئے یہ تینوں اسماء باعثِ شفاء ہیں اس کا وظیفہ اس طرح ہے۔ اوّل، آخر گیارہ مرتبہ دُرود شریف اور پھر ان تینوں اسماء کو بسم اللہ شریف کے ساتھ اس طرح پڑھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَا اَللّٰہُ یَا رَحۡمٰنُ یَا رَحِیۡمُ

دِلِ مارا کن مُسۡتَقِیۡم بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن۔

- ہر مرض کے لئے جمعۃ المبارک کے دن نمازِ عصر سے لیکر مغرب کی اذان تک۔

یَا اَللّٰہُ یَا رَحۡمٰنُ یَا رَحِیۡمُ ط

اس طرح پڑھے کہ درمیان میں کوئی کلام اور کام نہ کرے۔ جس مرض کے لئے پڑھے گا۔ انشاء اللہ شفا پائے گا۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۲

توحید

ہے ربِّ لم یزل یکتا ہے یکتا ہر کمال اُسکا	اُسی کی ذات کو زیبا ہے جبروت و جلال اُسکا
زبانِ خلق کہتی ہے ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اُسکو	نہیں محدود کرسکتی کہیں کوئی بھی حد اُسکو

اِس دورِ پُرفتن میں چار سُو ظلم و جور کا بازار گرم ہے — محاشی، عیاشی اور عُریانی کے طوفانِ بدتمیزی نے اِنسانی ذہن کو مفلوج و منتشر کر کے رکھ دیا ہے — فرقہ وارانہ تشدّد اور قتل و غارت گری نے مذہبی گلشن کو تاخت و تاراج کر دیا ہے — الحاد و بے دینی کی تاریکیاں علم کی روشنی پر اثر انداز ہو رہی ہیں — تعصب کے گھٹا ٹوپ اندھیروں نے دل و دماغ کو گھیرے میں لے رکھا ہے — فرقہ باز قوتوں نے ملّتِ اسلامیہ کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

ضرورت اِس اَمر کی تھی کہ اُمّتِ مسلمہ کی رسولِ کریم کے بتائے ہوئے رستوں کی طرف رہنمائی کی جاتی — لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہو رہا۔

marfat.com

ایک طوفان ہے جو تھمنے کا نام نہیں لیتا — سب سے خطرناک صورت یہ ہے کہ توحیدِ باری تعالیٰ کے نام پر لوگوں کو گمراہی کی اندھیری وادیوں میں دھکیلا جارہا ہے —

جو لوگ توحید کے نام پر لوگوں کے اذہان کو پراگندہ کررہے ہیں وُہ مسئلہ توحید سے مکمل طور پر ناواقف ہیں — اور نظر نہ آنے والی باطل کی قوتوں کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں — مسئلہ توحید کو جاننا ہو تو کفرستانِ ہند میں توحید کی شمع کو روشن کرنے والے بزرگانِ دین کی بارگاہوں میں زانوئے ادب تہ کرنا پڑے گا۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ مسئلہ توحید کے بارے اولیاء اللہ کا نقطۂ نظر کیا ہے — پہلے توحید کے لغوی معنی —

معنیٔ توحید : لفظِ توحید بابِ تفعیل کا مصدر ہے — اور اس کا مادۂ اشتقاق وحدت ہے — اور وحدت سے واحد مُشتق ہے — اور واحد "ایک" کے معنی میں آتا ہے اور توحید کے معنی ہیں "ایک کرنا" — بقولِ حضرت سیّد شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

اَلتَّوْحِیْدُ فِی اللُّغَۃِ اَلْحُکْمُ بِاَنَّ الشَّیْئَ وَاحِدٌ [۱]

توحید کا لغوی معنی کسی شے پر ایک ہونے کا حکم لگانا ہے۔

اب پوچھئے توحید کے ان نام نہاد علمداروں اور ٹھیکیداروں سے کیا تم نے ذاتِ باری تعالیٰ کو ایک کیا ہے وُہ پہلے ایک نہیں تھا؟ (معاذ اللہ) — نادانو! کیا لفظِ توحید کے صرف لُغوی اور ظاہری معنوں پر ہی اکتفا

---

[۱]: تعریف الاشیاء۔ بحوالہ البیان ص ۲۵

marfat.com

کرنے سے عقیدۂ توحید واضح ہوگیا؟ ـــــ نہیں ہرگز نہیں ـــــ کیا تم جو اپنی بے ربط تقریروں میں بے ضبط انداز سے عقیدۂ توحید بیان کرتے ہو یہ اُسلوب قرآن کے مطابق ہے؟ ـــــ نہیں ہرگز نہیں ـــــ کیا تمہارے دلوں کے نہاں خانوں میں یقین کی شمع روشن ہے؟ ـــــ نہیں ہرگز نہیں ـــــ اگر یقین کی دولت سے مالا مال ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے خلاف " توحید " کا نام لے کر حملہ آور نہ ہوتے ـــــ آئیے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے توحید کا درس لیں جن کے سینے معرفتِ الٰہیہ کے انوار سے منور ہیں۔

قُشیری : امام، زین الاسلام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن شافعی قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عظیم رسالہ " الرِّسَالَۃُ القُشَیْرِیَّۃ " جو تصوّف کی عظیم کتابوں میں شمار ہوتا ہے میں اولیاءِ کرام، علماءِ حق کے اقوال نقل فرمائے ہیں جو توحید کے مسئلہ کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوں گے ـــــ بزرگانِ دین کے فرامین کا ہر لفظ سچے عقیدۂ توحید کی طرف رہنمائی فرمائے گا ـــــ یہ اُس کے لئے ہے جو ذوقِ سلیم کی دولت سے بہرہ یاب ہوگا۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

توحید کیا ہے ؟ اَلتَّوْحِیْدُ اِفْرَادُ الْقِدَمِ مِنَ الْحَدَثِ (رسالہ قشیریہ ص ۵)

قِدَم کو حُدُوث سے علیحدہ رکھنے کا نام توحید ہے۔

ـــــ قِدَم ـــــ اُسے کہتے ہیں جس کا وجود کسی غیر کا محتاج نہ ہو۔

جب سرکارِ دوعالم نے توحید کی طرف دعوت دی اس وقت کفّارِ مکہ کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بتوں میں حُلُول کر گیا ہے ـــــ ـــــ اسلئے ہم اُن کو پوجتے ہیں۔

ـــــ اُن کے مقابلے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے ـــــ کہ اللہ تعالیٰ کی ـــــ

marfat.com

ذات قدیم ہے اے کافرو! تم ان حدوث یعنی اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے نئے نئے پتھروں کو معبود نہ بناؤ ـــ اللہ تعالیٰ خالق و مالک اور یکتا ہے

● حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ درسِ توحید دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَلْوَاحِدُ الْمَعْرُوْفُ قَبْلَ الْحَدِّ وَقَبْلَ الْحُرُوْفِ [۱]

اللہ رب العزت ہر قسم کی حدود " یعنی، جہات، اطراف و جوانب" اور حروف یعنی (ہر قسم کی اصوات، آوازوں) سے پہلے واحد اور معروف ہے ـــ یعنی ـــ

نہ تھی کوئی بھی شئے رب جہاں کی ذات سے پہلے
وُہ تھا معروف ایسے ہی جہات، اصوات سے پہلے
زبانِ خلق کہتی ہے ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اُس کو
نہیں محدود کر سکتی کہیں، کوئی بھی حد اُس کو

(خضر)

●ـــ امام قشیری نے جناب شبلی کی صراحت و وضاحت کو یوں بیان فرمایا ہے ـــ

ـــ اَنَّ الْقَدِیْمَ سُبْحَانَہٗ لَاحَدَّ لِذَاتِہٖ وَلَاحُرُوْفَ بِکَلَامِہٖ [۲] ـــ

خدائے کریم کی ذات کی نہ کوئی حد ہے اور نہ اُس کے کلام کے حروف ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی کوئی حد نہیں اور اُس کا کلام حروف و آواز و اصوات سے پاک ہے ـــ اور اہلسنت ـــ اہلِ حق کا یہی عقیدہ ہے ـــ

---

[۱]: الرسالۃ القشیریہ ص ۶ مطبوعہ مصر [۲] ایضاً

marfat.com

معرفت: جناب ابو نصر طوسی کہتے ہیں کہ کسی شخص نے جناب رُدیم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر سب سے پہلے کس چیز فرض کیا ــــ

ــــ فَقَالَ الْمَعْرِفَةِ ــ آپ نے فرمایا معرفت کو ــ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ــــ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ [1]

ــــ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ــ سے مُراد ــــ اِلَّا لِیَعْرِفُوْنَ ــــ ہے ــــ تاکہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔

● جنید فرماتے ہیں کہ حکمت کے عقدوں میں سے پہلی چیز جس کی بندے کو ضرورت ہے وُہ یہ ہے کہ مَصْنُوْع اپنے صَانِع کو پہچانے اور یہ کہ مُحْدَث یہ معلوم کرے کہ اُسے کس طرح پیدا کیا گیا ــ اور پھر اسطرح اُسے خالق کی صفات اور مخلوق کی صفات میں واضح فرق معلوم ہو جائیگا۔

ــــ خالق و مخلوق کی صفات ــــ قدیم و حادث کی صفات کی معرفت اُسے حاصل ہو جائے گی ــــ اور پھر وُہ اپنے مالک کے بُلانے پر عاجزی اختیار کریگا ــــ وَیَعْتَرِفُ بِوُجُوْبِ طَاعَتِہٖ ــــ اور اُس کی اطاعت کے واجب ہونے کا اعتراف کرے گا ــــ فَاِنْ لَمْ یَعْرِفْ مَالِکَہٗ لَمْ یَعْتَرِفْ بِالْمِلْكِ لِمَنْ اِسْتَوْجَبَہٗ ــ

ــــ اسلئے کہ جو اپنے مالک کو نہیں پہچانتا، اُسے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وُہ کس کی ملکیت ہے؛

● حضرت ابوبکر زاہر آبادی سے کسی نے معرفت کے متعلق سوال کیا۔

---

[1]: پارہ ۲۷ سورہ زاریات آیت نمبر ۵۶ ؎

آپ نے فرمایا ـــــ اَلْمَعْرِفَۃُ اِسْمٌ ـــــ
وَمَعْنَاہُ وُجُوْدُ تَعْظِیْمٍ فِی الْقَلْبِ یَمْنَعُکَ عَنِ التَّعْطِیْلِ
وَالتَّشْبِیْہِ ـــــ
معرفت ایک اسم ہے ـــ جس کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ دل میں ایسی تعظیم پائی جائے جو تجھے (خدا کو صفات سے) مُعَطَّل سمجھنے یا کسی کو اس کے مشابہ سمجھنے سے روکے ـــــ
مطلب یہ ہے کہ معرفت ایسی تعظیم کا نام ہے جو تجھے اللہ تعالےٰ کی صفات میں کسی قسم کا نقص جاننے اور اس کی امثل ومشابہت سمجھنے سے ایسا روکے کہ کبھی بھی اس کی تشبیہ تمثیل کا خیال وتصوّر نہ آئے ۔

ابوالحسن کا فرمان : حضرت ابوالحسن بُوشُنجی فرماتے ہیں :
اَلتَّوْحِیْدُ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّہٗ غَیْرُ مُشْبِہٍ لِلذَّاتِ وَلَا
مَنْفِی الصِّفَاتِ (ایضًا ۔)
توحید یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کو کسی کے مشابہ نہ جانے اور نہ ہی تو اُسے صفات سے معطّل یعنی خالی خیال کرے ۔

ذوالنّون مصری : حضرت ذوالنّون مصری رحمۃُ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا کہ توحید کیا ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔
ھُوَ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ قُدْرَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْاَشْیَاءِ بِلَا مِزَاجٍ
توحید وُہ ہے کہ تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تمام اشیاء میں جاری ہے " مگر قدرت خداوندی " اُن اشیاء کے ساتھ ملتی نہیں ۔
وَصُنْعَہٗ لِلْاَشْیَاءِ بِلَا عِلَاجٍ (ایضًا ۔)

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو بغیر کسی مشق اور بغیر کسی تگ ودو کے پیدا فرمایا۔

اور آسمان کی بلندیوں اور زمین کی پستیوں کا سوائے ذاتِ حق کے کوئی مدبّر نہیں اور ہر وُہ چیز جس کی صورت تمہارے وہم میں آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے مختلف ہے۔

خدائے پاک کی قدرت سبھی اشیاء میں جاری ہے
یہی ہے شانِ یکتائی، یہی توحیدِ باری ہے
خُدا ہے مختلف اس شئے سے جو افہام میں آئے
وَرا اُس چیز سے جو حیطۂ اوہام میں آئے
نہ حاوی ہے کوئی اس پر کرے مجبور جو اُسکو
نہ غایت ہے کوئی ایسی کرے محصُور جو اُسکو
جہاں سب بے تگ و دو، ذاتِ حق نے کر دیے پیدا
یہ عالَم ربِّ عالَم کے ارادے سے ہوئے پیدا

(خضر)

یقین : حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ کسی عالم سے پوچھا کہ توحید کیا ہے — تو عالم نے جواب دیا — هُوَ الْيَقِيْنُ — توحید نام ہے یقین کا — سائل نے عرض کیا میرے لئے اس کی حقیقت واضح کیجئے — آپ نے فرمایا —

مَعْرِفَتُكَ اَنَّ حَرَكَاتِ الْخَلْقِ وَسُكُوْنَهُمْ فِعْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَاشَرِيْكَ لَهٗ۔

تمہارا یقین کے ساتھ جان لینا کہ مخلوق کی حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ

marfat.com

وحدہٗ لاشریک کے افعال ہیں — جب تجھ کو ایسا یقین حاصل ہو گیا — تو، تو موحد بن گیا۔

یقیں کے نُور کو اہلِ یقیں توحید کہتے ہیں
اِسی کو اھلِ حق عرفان کی تمہید کہتے ہیں

قریب ظاہر و باطن، بعید از فکر و اندیشہ
اُسی کا ہے خضرؔ محتاج ہر ذرّہ و ہر ریشہ (خضرؔ)

— یہ ہے اہلِ یقین کا نظریۂ توحید، جن کی عمریں دعوتِ عمل و ارشاد میں بسر ہوئیں — جو آسمان رشد و ہدایت کے اُن چمکتے ہوئے ستارے اور قرآن وحدیث کے مُتبحّر علماء اور علم لدُنّی کے وارث تھے — انہوں نے قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق نظریۂ توحید کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جس سے لوگ دھڑا دھڑ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور یقین کی دولت سے بہرہ مند ہوئے۔

منکرینِ شانِ رسالت کی توحید : ڈھمل یقین لوگوں کی توحید کا نظریہ قرآن وحدیث سے مطابقت وموافقت نہیں رکھتا۔

توحید اُنکی انوکھی ہے، نرالی ہے زمانے سے
ہے اُن کو بَیر محبوبِ خُدا کے آستانے سے (خضرؔ)

— اُن کی توحید بیان کرنے کی ایک جھلک آپ بھی دیکھیں — منبر پر بیٹھے ہوئے خطیب صاحب کا اندازِ مُخاطبت ملاحظہ فرمائیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ — کوئی گیارہویں والا نہیں — کوئی بارہویں والا نہیں — کوئی مشکل کشا نہیں — کوئی حاجت رُوا نہیں — کوئی داتا نہیں — کوئی دیتا نہیں — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ — کوئی میلاد نہیں — کوئی دیتا مُراد نہیں

marfat.com

— نبی یہاں موجود نہیں — شیطان کا علم نص سے ثابت ہے — نبیؐ کا علم ثابت نہیں — چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا نہیں — نبیؐ کسی کو پہچانتا نہیں — وُہ مٹی میں مِل کر مٹی ہو گیا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) —

ہے عکس ابلیس کی توحید کا اُنکے عقیدے میں
ہے پہلو نُور کی تردید کا اُن کے عقیدے میں
ہے اُن کو غرق کرتی جا رہی فکرِ جدید اُن کی
تکبّر ہے مُراد اُن کی نحوست ہے مرید اُن کی

● بُتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنا اُن کے یہاں توحید کہلاتی ہے — سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا انکار کرنا سرکار کے اوصافِ حمیدہ کو تسلیم نہ کرنا — اللہ والوں پر تنقید کرنا — معجزات و کرامات کا کھُلے عام انکار کرنا — پیغمبر علیہ السلام کے آستانہ نور سے لوگوں کو دُور ہٹانا — اُن کے ہاں توحید ہے ؂

نہیں توحید وہ، توڑے تعلق جو پیغمبرؐ سے
وُہ ہے توحید کیسی، دُور لے جائے جو سرورؐ سے
نہیں توحید، فتنے دینِ خالق میں بپا کرنا
نہیں توحید، سرکارِ دو عالمؐ پر جفا کرنا (اخضر)

— یہ وُہی لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے نام پر ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا — مزاراتِ اہلِ بیت — مقابرِ صحابہ کرام کی بے حُرمتی کرتے ہوئے منہدم کر کے صفحۂ ہستی سے اُن کے تمام نشانات مٹا دیے — یہ گلشنِ توحید میں چلنے والی بادِ نسیم نہیں — یہ ظلم و جبر اور گمراہی کی کالی آندھی ہے — جو گلستانِ اسلام کے بے خار پھولوں کے رُخساروں پر گرد و غبار ڈالنے

marfat.com

یں مصروف ہے۔

نہیں خالق کے ہاں ایسے عقیدے کی پذیرائی
ہو جس میں اہلِ حق کی دشمنی توحید کہلائی
پجاری ہیں یہ کس توحید کے دشمن طریقت کے
جو کرتے جا رہے ویران ہیں گلشن شریعت کے

(خضرؔ)

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۳

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ

مظہرِ ذاتِ حق، شاہِ ہر دو سرا	آفتابِ رسالت کی کیا بات ہے
قائدِ انبیاء، مصطفٰے، مجتبیٰ	شمسِ چرخِ نبوّت کی کیا بات ہے

خضر

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ[ط] محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسُول ہیں۔

حضرات! یہ آیتِ مبارکہ، مظہرِ عظمتِ رسالت ہے — اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم — شفیعِ معظم — حبیبِ محترم — محبوبِ محتشم — نورِ مجسّم — ہادیٔ اعظم — صاحبِ لطف وکرم — سیّدِ عرب وعجم — وارثِ زم زم — قاسمِ نعم — امامِ مصلّیٔ حرم — غریبوں کے ہمدم — مالکِ باغِ ارم — فخرِ آدم و بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ محمدیت کا ذکر فرمایا — یہ آیتِ مبارکہ — آقائے نامدار — مدنی تاجدار۔

ل: راقم نے یہ تقریر دورانِ تعلیم "عظمتِ رسالت" کے نام سے لکھی تھی، جو ۱۹۶۸ء میں چھپی جسے مقررین نے بہت پسند کیا۔ اس کا کچھ حصّہ ردّ و بدل کیساتھ اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔ خضر

حبیب کردگار — رحمتِ پروردگار — سیدُ الابرار — بے چین دلوں کے قرار — گنہگاروں کے غمگسار — بے چاروں کے چارہ کار — بے یاروں کے یار — ہم بےکسوں کے مددگار — نبیوں کے سردار — ساری خدائی کے مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی صداقت کی گواہی دے رہی ہے۔ — ہر مسلمان کی زبان پر ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — محمد اللہ کے رسول ہیں — ازل سے ہیں — ابد تک ہیں۔

ہے ورا ادراک سے نشانِ رسالت آپ کی
ہے خرد کی پہنچ سے باہر حقیقت آپ کی
آپ کے نامِ گرامی کے ہیں چرچے چارسُو
فرش سے تا لامکاں کس کی حکومت؟ آپ کی
(خضر)

وُہ کون ہے؟ جو اُن کی عظمت وشوکت اور جاہ وحشمت کو احاطۂ تحریر و تقریر میں لا سکے — بھلا وُہ بلند ترین و برتر ہستیٔ معظّم — وُہ شہبازِ لاہوتی اور نیّرِ اعظم — جس کی بارگاہ قدس پناہ تمام عظمتوں اور بلندیوں کا نقطہ آخر ہے — جہاں قدسی تعظیم و تقدیس کے نغمے گاتے ہیں — جہاں عرش و کرسی کی آئینہ بندیاں ہوتی ہیں — جہاں خاکی تو کیا افلاکی بھی جبینِ نیاز کو خم کرتے ہیں — جہاں کے ذرّوں کو حورانِ بہشتی سلام کہتی ہیں — جس کے آستانِ کرم پر سائلوں کی جھولیاں بھرتی ہیں — نوری، ناری، خاکی، آبی سب اُس کی نظرِ عنایت کے محتاج ہیں — گلہائے عالم میں جس کے پسینے کی عطر بیزیاں ہیں — عندلیبانِ ناسُوتی و لاہُوتی اُسی گل سرسبد کی بُوئے جانفزا و دلرُبا کی جستجُو میں سرگرداں ہیں — پروانے جس کی تلاش میں حریمِ شمع کے گرد طواف کُناں ہیں — وُہ تمام محبوبوں کا محبوب ہے —

marfat.com

اور عالمِ حُسن کے تمام خوبوں سے خوب تر اور حسینوں سے حسین تر ہے۔

تو وُہ محبوب کہ محبوب بھی شیدا تیرا،
تو وُہ دریا ہے کہ دریا بھی پیاسا تیرا
قُدسیاں عرش پہ کہتے ہیں محمدؐ تو ہے
بُلبلیں باغ میں گاتی ہیں ترانہ تیرا!

تو ایسے بے مثال کمال والے — لازوال جمال والے کے حضور میں سُخن وری کا دعویٰ بے جا اور ادّعائے قابلیت و لیاقت بے سروپا۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گُل
نسیمِ صُبح تیری مہربانی

اہلسنّت کے خطباء کا مقصُود صرف یہ ہے کہ ثناء خوانِ رسالت کی فہرست میں نام درج ہو جائے۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

آمدم بر سرِ مطلب — مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — محمدؐ اللہ کے رسول ہیں —

حضرات! یہ قرآن پاک کی مذکورہ آیت مُبارکہ اگرچہ بظاہر چھوٹی سی معلوم ہوتی ہے — لیکن حقیقت میں اس کے اندر علم و عرفان کے سمندر موجزن ہیں — یہ آیت شانِ رسالت کا گنجینہ — عظمتِ محمدّیہ کا آئینہ — اور شانِ رسالت کا خزینہ ہے — کیوں نہ ہو یہ وہی الفاظ ہیں جو تخلیقِ کائنات سے پہلے موجود تھے — اور تخلیقِ کائنات کے بعد سینۂ عرش پر چمکے — کبھی کرسی اور لوح و قلم پر جلوہ زن ہوئے — کبھی زبانِ ملائکہ کا وِرد

بنے — کبھی انبیاء کا وظیفہ بنے — کبھی زبُور میں داؤدؑ کا ترانہ بنے — کبھی توراۃ میں موسیٰؑ کا نغمہ بنے — کبھی انجیل میں عیسیٰؑ کا پیغام بنے کبھی قرآن میں محمدؐ کا نام بنے —

یہ حقیقت ہے کہ اُس رازداں — واقفِ سرِّ نہاں اور تاجدارِ مُرسلاں کا پیارا پیارا میٹھا نام ہے — جو باعثِ تکوینِ بہار ہے — اور مایۂ ناز و افتخار ہے — بلکہ یہ محبوب آئینہ دارِ کُن مکاں بھی ہے — اور سیّد کون و مکاں بھی ہے — سچ پوچھو تو یہ حبیب پیشوائے اولین اور مقتدائے آخرین بھی ہے — نازشِ عرشِ بریں اور تاجِ فرقِ مرسلین بھی ہے — شفیع المذنبین بھی اور خاتم النّبیّین بھی ہے — صادق الامین بھی اور نورِ مبین بھی ہے — ایسا نور کہ —

سورج کو جس کے نور نے رخشندہ کر دیا
موتی کو جس کی آب نے شرمندہ کر دیا

ایمان والو! — یہ اَمر روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ — ساری کائنات — عالمِ لاہوت و جبروت — عالمِ ملکوت — عالمِ ناسُوت — جمادات، معدنیات — نباتات و حیوانات — مفردات و مُرکبات — لطیفات و کثیفات

— یہ عرش و فرش کی بناوٹ — یہ نباتات کی سجاوٹ — آفتاب کی چمک — مہتاب کی جھلک — ستاروں کی دمک — پھولوں کی مہک — بُلبل کی چہک — غنچوں کی چٹک — حسینوں کی مٹک عاشقوں کی لٹک — یہ افلاک و فلک — اور سماک و سمک — کون و مکاں — زمین و زماں — الغرض — ہر این و آں نورِ مصطفیٰ سے

ہی فیض یاب ہیں۔

خوشبو چرا کے باغِ دیارِ رسول سے
ہے عرش پر دماغ نسیمِ بہار کا
سُرمہ نہیں ہے آنکھوں میں غلمان و حُور کی
اُڑتا ہوا غبار ہے اُن کے دیار کا

اور مولانا رُوم فرماتے ہیں ؎

جُملہ عالم از طفیلِ نورِ تو
گشت منظورِ خدا منظورِ تو!

مسلمانو! ذکر ہو رہا ہے اس محبوبِ اعظم کا جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں ان الفاظ کے ساتھ کیا — مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — یہ وہ رسول ہے جہاں والے جس کو سرورِ چمنی کہتے ہیں — زماں والے جس کو مکی مدنی کہتے ہیں — بلبل جس کو پھول کہتی ہے — کائنات جس کو رسول کہتی ہے — مخلوق جس کو منبعِ جود و سخا کہتی ہے — قمری جس کو سرو جانفزا کہتی ہے ؎

آپ ہیں نورِ خدا، محبوبِ داور آپ ہیں
تاجدارِ دو جہاں، نبیوں کے سرور آپ ہیں
آج تک جس کا کنارہ آنکھ نے دیکھا نہیں
رحمتِ ربِّ جہاں کا وہ سمندر آپ ہیں

(نعت)

marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لفظ محمدؐ صیغہ اسمِ مفعول — یعنی حمد کیا ہوا۔
محمدؐ اُس کو کہتے ہیں — اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ — جس کی بار بار تعریف کی جائے —

قرآن اور نام محمدؐ: قرآنِ مجید، فرقانِ حمید میں چار مقام پر سرکارؐ کے ذاتی نام پاک "محمدؐ" کا ذکر ہوا ہے —

— ارشاد باری ہے — وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ —

اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں ہیں مگر رسول، آپ سے پہلے کئی رسول گزر گئے۔
(پارہ ۴ سورہ آلِ عمران آیت ۱۴۴)

آیت نمبر ۲: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۟

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پیچھے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے
(پارہ ۲۲ سورہ احزاب آیت ۴۰)

مذکورہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ام المومنین سیدہ زینبؓ حریم نبوت میں رونق افروز ہوئی، منافقین اور بدباطن یہودیوں نے بہتان تراشی

marfat.com

کرتے ہوئے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی کو اپنی زوجہ بنالیا۔ ان کی ہرزہ سرائی کو قرآن کے ایک جملہ میں ختم کر دیا کہ زید حارث کا بیٹا ہے رسول اللہ کا نہیں۔

آیت نمبر ۳ : وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ۔

اور ایمان لے آئے جو اُتارا گیا (رسولِ مکرم) محمد پر اور وُہی حق ہے اُن کے رب کی طرف سے۔

(پارہ ۲۶ سورہ محمد آیت ۲)

آیت نمبر ۴ : مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

محمد اللہ کے رسول ہیں۔

(پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۲۹)

اشتقاق نام محمد ﷺ : امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبحانی (متوفی ۴۳۰ ھ) اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں رقمطراز ہیں۔

لِاَنَّ اِسْمَهٗ مُشْتَقٌّ مِّنْ اِسْمِ اللّٰهِ۔

آپ کا اسم گرامی "محمد" اللہ تعالیٰ کے نام سے مشتق ہے۔

مُشتق : وُہ لفظ جو کسی دوسرے لفظ سے بنایا گیا ہو ـــــ

چنانچہ دربارِ رسالت کے نعت خواں ـــــ عندلیبِ بُستان سلطانِ سلاطین جہاں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

marfat.com

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اِسْمِهٖ
اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ہے۔
جبکہ مؤذن پانچ وقت آذان میں اشھد کہتا ہے۔

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

اللہ نے اپنے نام سے حضور کا نام مشتق کیا ہے، تاکہ اس کو ظاہر کرے
پس عرش کا مالک محمود ہے اور یہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہیں۔

خیال رہے — کہ امام بخاری نے تاریخِ صغیر میں — اور امام ابونعیم نے دلائل النبوۃ (مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان کے صفحہ نمبر ۱۱) پر مذکورہ بالا اشعار کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے شفیق و مہربان چچا حضرت ابوطالبؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیگر کئی محدثین و مورخین نے ان اشعار کو جناب حسان بن ثابت کا کلام قرار دیا ہے —

سبحان اللہ: یہ نام نامی کتنا پیارا اور مؤثر ہے — ہر سُو اسی کی حمد و ثناء کا زور ہے — عرش و فرش پہ اس ہی کے جُود و سخا کا شور ہے — ہر جانب اسی کا غلغلہ ہے — نوریوں میں اسی کا طنطنہ ہے — قدسیوں میں اس ہی ہمہمہ ہے، ہر زباں پر اسی کا نغمہ ہے ؎

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طُرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

ایمان والو! یہ کہنا پڑے گا — کہ یہ اس آقائے دوجہاں خسروِ نورانیاں کا نام ہے — قرآن جس کا پیغام ہے — دین جس کا

marfat.com

اسلام ہے ـــ انبیاء کا جو امام ہے ـــ جبریل جس کا غلام ہے۔

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
(اقبالؒ)

نامِ محمدؐ اور کفار : کفار و مشرکین اور منافقین نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم ابنِ عبدُاللہ "محمد رسول اللہ" کی مذمّت بھی کرتے ہیں اور محمدؐ بھی کہتے۔ اس طرح ہمارا محمد کہنا بے جا ہے کیونکہ محمدؐ کا معنیٰ تعریف کیا ہُوا ہے ـــ محمدؐ کہہ کر پھر تنقید کرنا بے معنیٰ ہے ـــ لہٰذا انہیں (معاذ اللہ) مذمّم کہنا چاہیئے ـــ چنانچہ انہوں نے سرکارؐ کو مذمّم کہنا شروع کر دیا (جو مذموم و قباحت اور ہجو کے معنوں میں آتا ہے) ـــ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس قبیح حرکت کا علم ہُوا تو انہوں نے حضورؐ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ کفار و اغیار آپ کو مذمّم کہتے ہیں ـــ حضورؐ نے فرمایا کوئی بات نہیں وُہ جو چاہیں کہتے رہیں ـــ وُہ کسی مذمّم کو مذمّم کہتے ہوں گے۔ مجھے تو میرے خدا نے محمدؐ بنایا ہے

مُسلمانو! سُن لو! یہ نام ہی بتا رہا ہے کہ جس کا یہ نام ہے ـــ ہر عیب، ہر نقص ـــ ہر شک و شبہ سے بالکل پاک اور مبرّا ہے، اعلیٰ اور منزّہ ہے ـــ اس نام کو اللہ کے نام سے کامل مناسبت اور مشابہت ہے

نکتہ : لفظِ ـــ اللہ ـــ کے حرف بھی چار ـــ لفظِ ـــ محمدؐ ـــ کے حرف بھی چار ـــ یہ بھی عَلَمٌ لِذَاتِہٖ ـــ وہ بھی عَلَمٌ لِذَاتِہٖ ـــ لفظ ـــ اللہ ـــ بھی ـــ مشدّد ـــ لفظ محمدّ ـــ بھی مشدّد ـــ نام خدا بھی

marfat.com

بے نقطہ — نامِ مصطفےٰ بھی بے نقطہ — عیب احد میں بھی نہیں عیب احمد میں بھی نہیں رب غفور میں بھی نہیں — ریب حضور میں بھی نہیں — کوئی شریک ربّ قدیر کا بھی نہیں — اور کوئی نظیر سراج منیر کی بھی نہیں — ربّ العٰلمین بھی بے مثال وذوالجلال ہے — رحمۃٌ للعٰلمین بھی باکمال وبیمثال ہے — وہ خدائی میں بے مثال ہے — یہ مصطفائی میں بے مثال ہے — محبّ اُس جیسا کوئی نہیں — محبوب اِس جیسا کوئی نہیں — خالق اُس جیسا کوئی نہیں —

— مخلوق میں مصطفےٰ جیسا کوئی نہیں ہے
— وہ بھی لاجواب ہے یہ بھی لاجواب ہے

خدائی میں اُس کا جواب نہیں — مصطفائی میں اس کا جواب نہیں — جنّت اُس کی ہے — امّت اِس کی ہے — خُدائی اُس کی ہے — مصطفائی اس کی ہے۔

خالق اکبر کی ہے یہ مہربانی آپ پر
کی فدا، انوار کی ہر اک نشانی آپ پر
حُسن کی، گفتار کی، رفتار کی، اعجاز کی
ختم ہو جاتی ہے آکر ہر کہانی آپ کی (خضرؔ)

فرمانِ رسولؐ — میں محمدؐ ہوں :

جناب جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

اِنَّ لِی اَسْمَاءٌ — بیشک میرے کچھ نام ہیں
اَنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَنَا اَحْمَدُ — میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں

marfat.com

وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یُمْحیٰ بِیَ الْکُفْرُ — میں ماحی ہوں جسکی برکت سے کفر محو ہو گیا۔
وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ — میں حاشر ہوں جسکے پیچھے لوگ قیامت
عَلٰی قَدَمِیْ — کے دن قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے
وَاَنَا عَاقِبُ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ — میں عاقب "یعنی سب سے پیچھے آنے والا"
— میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (دلائل النبوۃ ص ۲۶)

حضور فرماتے کہ میں "محمّد" ہوں — ذرا اسم محمّد کی مٹھاس دیکھئے — کہ تلخ سے تلخ بات بھی سرکار کے نام کی برکت سے شیریں مقالی کا رُوپ دھار لیتی ہے۔ غالبؔ کہتا ہے ؎

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کیلئے

حکیم الامّت، ترجمانِ حقیقت علامہ اقبال رحمۃُ اللہ تعالیٰ اپنی لَے میں بارگاہِ صمدیّت میں یوں عرض کناں ہیں ؎

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

خضرؔ کہتا ہے ؎

یا نبیؐ ہیں سب زمانے میں اُجالے آپ کے
سارے نبیوں سے فضائل ہیں نرالے آپ کے

نامِ محمدؐ کے قبل از ولادت چرچے : حضور علیہ السلام کی ولادت سے قبل کئی لوگوں نے حصُولِ نبوّت کے لالچ میں اپنے بچّوں کا نام محمّدؐ رکھا — ابوسریہ بن خلیفہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عدی سے پوچھا تمہارے

marfat.com

باپ نے مجھے بتایا تھا ــــ کہ میں اور سفیان بن مجاشع ــــ اور یزید بن عمرؓ ــــ اسامہ بن مالک، ترید بن جفنہ کے پاس گئے، جب ہم قریب پہنچے تو وہاں کچھ درخت اور ایک کنواں دکھائی دیا ــــ ہم نے وہاں غسل کرنے اور کپڑے دھونے کا ارادہ کیا ــــ چنانچہ ہم وہاں بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے کہ وہاں کے گرجے کا راہب ہماری طرف آ نکلا ــــ اور کہنے لگا کہ میں تمہاری ایسی زبان میں گفتگو سن رہا تھا جو ہمارے علاقہ سے تعلق نہ رکھتی تھی، اسلئے ادھر آ نکلا کہ دیکھوں کون لوگ ہیں ــــ ہم نے کہا ہم قوم مضر سے تعلق رکھتے ہیں ــــ اس نے پوچھا ــــ مضر کے کس قبیلہ سے؟ ہم نے کہا خندف سے ــــ اس نے کہا ــــ

اِنَّہٗ سَیُبْعَثُ وَشِیْکًا نَبِیٌّ مِّنْکُمْ ــــ کچھ ہی عرصہ بعد تم میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔

فَخُذُوْا اَنْصِبَکُمْ مِّنْہُ تَسْعَدُوْا ــــ تم اس برگزیدہ ہستی کی پیروی کرو، ــــ سعادت پاؤگے۔

قُلْنَا مَا اِسْمُہٗ ــــ ہم نے پوچھا اس نبیؐ کا نام کیا ہوگا؟

قَالَ مُحَمَّدٌ ــــ کہنے لگا (اس کا نام) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

ابن عدی کہتے ہیں، بعد ازاں ہم ابن جفنہ کے پاس آئے ــــ اپنا کام مکمل کیا اور واپس لوٹے۔

فَوُلِدَ لِکُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا اِبْنٌ فَسَمَّاہُ مُحَمَّدًا ــــ ہم میں سے ہر ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ــــ اور ہم نے اس کا نام محمدؐ رکھا۔ (دلائل النبوۃ (ابو نعیم) ص ۵٦)

اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کی آمد سے پہلے بھی ــــ سرکار کے نام و پیغام ــــ آپ کے مرتبہ و مقام ــــ عزت و احترام ــــ دبدبہ و احتشام ــــ

marfat.com

اسلام و نظام ___ کے چرچے تھے ___ بلکہ یُوں کہنا مناسب ہو گا ___ کہ کائنات و موجُودات کی تخلیق سے پہلے بھی ___ نبیوں کے امام ___ علیہ السلام کا نام تھا ___ آغوشِ رحمتِ خداوندی میں اُس کا قیام تھا ___

شانِ محمدیت ۔ اور حقیقتِ محمدیہ :

امام یُوسف بن اسمٰعیل نبھانی قدس سرّہ العزیز اپنی معرکۃ الآراء کتاب "حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سیّد المرسلین" میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حدیث نقل فرمائی ہے ___ کہ حضورؐ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا ___

___ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ ___ (حجۃ اللہ ص ۵)

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کیساتھ مبعوث فرمایا۔ (اے ابوبکر) میرے ربّ کے سوا میری حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔

تابعین کے سردار حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں ___

آپ فرماتے ہیں ___

مَا رَأی اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا ظِلَّہٗ ___ فَقِیْلَ وَلَا اِبْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ ___ قَالَ وَلَا اِبْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ (ایضاً)

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رسولِ کریم کا صرف سایہ (یعنی ظاہری صُورت کو) ہی دیکھا ___ "حضرت اویس" کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ابن ابی قحافہ "یعنی جناب ابوبکر صدّیق" نے بھی نہیں دیکھا ___ آپ نے

marfat.com

فرمایا نہیں (ابوبکر صدّیق نے بھی نہیں دیکھا)

سایہ: اِلاَّظِلَّہٗ — صرف سایہ ہی دیکھا — سے ایک بات ذہن میں آگئی کہ منکرینِ اوصافِ رسالت کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ دیکھا — سرکار کا سایہ زمین پر پڑتا تھا — ہمارے پاس سرکار کا سایہ زمین پر نہ پڑنے کے بیشمار دلائل ہیں —

یہاں حضرت اویس قرنی کے قول کا مطلب روز روشن کی طرح واضح ہے — کہ سایہ کو دیکھ کر کسی کو پہچانا نہیں جاتا — انسانی سایہ کے خدّ وخال نمایاں نہیں ہوتے۔

مختصر لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اصحابؓ رسولؐ نے رسُولِ خُدا کی ظاہری شکل وصُورت تو دیکھی — مگر حقیقتِ محمّدیہ کیا ہے؟ وُہ بقولِ حضرت اویسؓ نہ دیکھ سکے — یہاں تک کہ ہر وقت ساتھ اور سایۂ عاطفت میں رہنے والے حضرت سیّدنا صدّیق رضی اللہ عنہ بھی —

حضرات! یہ بات سرکار کی حدیث سے ثابت ہوگئی کہ سوائے ربّ کریم کے حضورؐ کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں — اب پوچھو اس مولوی بے آس وبے بصر سے کہ سیّدِ عالم تم جیسے کیسے؟

اپنے جیسا اُس کو کہتے ہیں، جو ہے شاہِ زمَن
آگ میں اک روز لے جائے گا اِن کا یہ چلن
بُغض کا دل میں دُھواں، آتش فشاں اِنکی زباں
کفر کے فتوے لگانا دین ہے اِن کے یہاں

مسلمانو! یہ بات ہرقسم کے شک وشبہ سے پاک ہے — کہ

marfat.com

محمد مصطفےٰ ــ نائب کبریا ــ سیدالانبیاء ــ خیرالوریٰ ــ عظیم المرتبت رسول ہے ــ جو مظہرِ شانِ جلیل ہے ــ جس کی نہ کوئی مثل ہے نہ مثیل ہے ــ جو امت کا نعم الوکیل ہے ــ جو نتیجۂ دعائے خلیل ہے ــ جو علم وعرفان کا بحرِ طویل ہے ــ جو سب سے بڑھ کے جمیل ہے ــ جس کی ہر سو قال وقیل ہے ــ جو وارثِ کوثر وسلسبیل ہے ــ وہ نورِ حق کی قندیل ہے ــ دربان جس کا جبریل ہے ــ وہی پاک رب کی دلیل ہے ــ اُس کی محبت ہر مومن کے سینے میں ہے ــ لادوا بیماروں کیلئے اس کا شفاخانہ مدینے میں ہے ــ

کون سا مدینہ ؟ ــ وہ مدینہ جو مسکنِ رسول ہے ــ جو قدسیوں کی جائے نزول ہے ــ جہاں تربتِ زہراء بتول ہے ــ جہاں کا ہر قطرہ آبِ بقا ہے ــ جہاں کے غبار میں کوڑھ کے لئے شفا ہے۔

حضور کی حدیث ہے ــ غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ (جامع صغیر ج ۲)
مدینے کی گلیوں کی دھول کوڑھ کے لئے شفاء ،
بات دور نکل گئی ــ عرض کر رہا تھا کہ
" محمد رب کے رسول ہیں " ہم سب کے رسول ہیں ــ مسبب کے رسول ہیں ــ مسبب کے رسول ہیں ــ تمام مخلوق کے رسول ہیں ــ رسول اللہ نے خود فرمایا ــ

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً
مجھے تمام مخلوق کیطرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے

تو پھر یہ کہنا پڑے گا ــ اے رحمتِ عالم ــ اللہ کریم کی ساری مخلوق تیری امت میں شامل ہے ــ کوئی ذرّہ ، کوئی قطرہ ، کوئی پتا بھی تیری

رسالت کی سلطنت سے باہر نہیں۔

جہان تیرا ہے، خلّاقِ دو جہاں تیرا
مکین تیرے، مکان تیرے، لامکاں تیرا
چمک، دمک، یہ سماق وسمک، فلک تارے
ملک بھی ترے شہا، ملکِ جاوداں تیرا
زمیں پہ، کعبہ پہ، جنّت میں حوضِ کوثر پر
ہُوا بُلند نہ پرچم کہاں کہاں تیرا
جہاں جہاں پہ ہے مخلوق ربِّ عالم کی
اُجالا پہنچا ہے آقا وہاں وہاں تیرا

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۴

محرم کا پہلا جمعہ

فضائل اہلبیتِ رسولؐ

عظمتوں کا چمن دُودمانِ نبیؐ | ہے دلیلِ سخا خاندانِ نبیؐ
ہیں یہ تفسیر آیۂ تطہیر کی | اہلبیتِ نبوّت کی کیا بات ہے

خضر

حضرات! — محرّم — اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے — محرّم کو محرّم اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس میں جنگ و قتال حرام ہے — یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے — اس میں عاشورہ کا دن بہت عظمت والا ہے — اس دن میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے۔

— سیّدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی — سیّدنا نوح علیہ السلام کشتی سے سلامتی کے ساتھ اُترے — دس محرّم کو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی — سیّدنا یُونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول ہوئی۔

marfat.com

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی ___ بنی اسرائیل کیلئے دریائے نیل پھٹا ___ فرعون اور اس کا لشکر غرق ہوا ___ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو قید سے رہائی ملی ___ سیّدنا یُونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلے ___ سیّدموسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ___ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر نار گلزار ہوئی ___ اللہ تعالیٰ نے کُرسی ___ قلم ___ آسمانوں ___ پہاڑوں اور سمندروں کو پیدا فرمایا ___ اصحابِ کہف دس محرم کو کروٹیں[1] بدلتے ہیں ___ نواسۂ رسولؐ ___ شہزادۂ بتولؑ ___ امام حسین علیہ السلام مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے ___ آلِ محمدؐ کے خیمے اِسی دن جلائے گئے ___ سرِ حسینؑ اِسی دن نیزے پر سوار ہُوا ___ اہلبیتِ رسول کی لاشوں پر اِسی دن گھوڑے دوڑائے گئے ___ قیامت اسی دن قائم ہوگی۔

فرمانِ رسُولؐ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلٰى رَاْسِ يَتِيْمٍ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلٰى رَاْسِهٖ دَرَجَةً فِى الْجَنَّةِ[2]

جو شخص عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سَر پر ہاتھ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے یتیم کے سَر کے ہر بال کے بدلے جنّت میں ایک ایک درجہ

---

[1] : فیض القدیر ج ۵ مناوی، عجائب المخلوقات ص ۴۴، غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۳، نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۴۵۔ بحوالہ فضائل الایام والشہور ۲۵۱/۲۵۲، ۲۵۳۔ [2] : غنیۃ الطالبین ایضاً۔

بلند فرمائے گا۔

ایمان والو! مجھے بتاؤ جو دس محرّم کو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے وُہ جنّت میں بلند درجوں کا مالک بن جائے ـــ اور جو رسولِ کریمؐ کی اولاد کو دس محرّم کے دن یتیم کر دے وُہ جنّت کا حقدار کیسے ؟

ایک اور حدیث :

حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ عَادَ مَرِیْضًا یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَکَاَنَّمَا عَادَ وُلْدَ آدَمَ

جو دس محرم کو کسی بیمار کی بیمار پُرسی کرتا ہے گویا اُس نے تمام اولادِ آدمؑ کی بیمار پرسی کی۔

حضرات توجہ فرمائیں !

جو دس محرّم کو کسی کی تیمار داری کرے تو اس کا ثواب یہ ہے ـــ کہ گویا اُس نے تمام اولادِ آدمؑ کی تیمارداری کی ـــ ذرا دس محرّم کے اس بیمار کو بھی تصوّر کی آنکھوں سے دیکھیں ـــ کہ سخت بخار کی حالت میں تپتی ہوئی ریت پر لیٹے ہوئے زین العابدین کے نیچے سے بستر کی شکل میں بچھا ہوا چمڑے کا پُرانا وسادہ بھی کھینچ لیا گیا ـــ اور اس وساوے کو کھینچنے والے سنان ابن انس کو فی کے لئے کورنش بجا لانے والے مولویوں کو کیا نام دُوں ؟

عاشورہ کے روز مسلمانوں کے لئے یہ اَمر باعثِ ثواب ہے کہ وُہ روزہ رکھیں ـــ کہ یہ سرکار علیہ السلام کی سنّت ہے ـــ اس دن خیرات کی جائے ـــ پیاسوں کو پانی پلایا جائے ـــ کہ شہداء کربلا پیاسے شہید ہوئے ـــ مسکینوں میں کھانا تقسیم کیا جائے اور آلِ پیغمبرؐ کو اس کا ثواب پہنچایا جائے۔

marfat.com

فضائلِ اہلبیت ازروئے قرآن

قرآن مجید کے حکم کے مطابق امہات المومنین اہلبیت میں شامل ہیں اس میں ذرا برابر بھی شک کی گنجائش نہیں ہے

آیۂ تطہیر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (پارہ ۲۱ سورۂ احزاب آیت ۳۳)

"اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبیؐ کے گھر والو کہ تم سے دُور کر دے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں پوری طرح پاک و صاف کر دے"

اِس آیت مبارکہ میں اھلِ بیتِ رسولؐ کو تقویٰ و پرہیزگاری کی ترغیب نجاستوں سے بچنے کا حکم اور گناہوں سے نفرت دلائی گئی ہے۔

رِجس کے معنی:

رِجس کے معنی — الشَّیُٔ الْقَذِرُ — (گندی چیز) کے ہیں۔

- امام زُہری "جو امام زین العابدین کے شاگرد ہیں" کا فرمان ہے اَلرِّجْسُ اِسْمٌ لِکُلِّ مُسْتَقْذِرٍ مِّنْ عَمَلٍ وَّغَیْرِہٖ[۱] یعنی ہر ناپسند چیز کو رِجس کہتے ہیں، خواہ عمل ہو یا غیر عمل۔

ع اس سلسلے میں ہماری کتاب آلِ رسول حصّہ اوّل کا مطالعہ فرمائیں۔ [۱] (الشرف مؤبد)

- اکثر علماء نے مجازاً اس کو ذنب (گناہ) مُراد لیا ہے۔
- جناب سدی نے اس سے اثم (گناہ، اخلاقی، یا مذہبی) مُراد لیا ہے۔
- جناب زُجاج کہتے ہیں کہ اس سے مُراد فسق ہے۔
- ابنِ زید کے نزدیک اس سے مُراد شیطان ہے۔
- حضرت حسنؓ نے اس کو شرک کہا ہے۔
- اور بعض علماء نے اس سے ۔ شک ۔ بُخل ۔ طمع ۔ خواہشات ۔ بدعت نقص وغیرہ مُراد لیا ہے۔
- علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِہٖ ھُنَا مَا یَعُمَّ کُلَّ ذٰلِکَ (روح المعانی ج ۲۲ ص ۱۲)

یہاں اس سے یہ مراد ہے جو ان سب کو شامل ہے۔

یعنی رجس کے جتنے بھی معانی بیان ہوئے وہ سب کے سب مُراد ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خالقِ کائنات نے اہلبیتِ رسولؐ کو اس قسم کی تمام آلائشوں سے محفوظ رکھا جو رِجس کے ضمن میں آتی ہیں۔

حدیث شریف: ایمان والو! ذرا اس حدیث مقدسہ کو غور سے دیکھیں سرورِ کونین کا فرمان ہے۔

اَنَا وَ اَھْلُ بَیْتِیْ مُطَھَّرُوْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ (روح المعانی ایضاً)

میں اور میرے اہلِ بیت گناہوں سے پاک ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ سرکار علیہ السلام "معصوم عَنِ الخطاء" ہیں ۔ اور اہلِ بیت محفوظ عَنِ الخطاء ہیں ۔ جو اس چیز پر ایمان نہیں رکھتا ۔ وہ خود خطا کار بھی ہے ۔ اسلام کا غدار بھی ہے ۔ مرضِ بغض میں گرفتار بھی

marfat.com

ہے ___ اُس کے دل میں حسد کا آزار بھی ہے۔

اہلِ بیتِ رسولؐ : علامہ امام خازن (علاؤالدین علی بن محمد بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں ___ کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ ایک روز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبح کے وقت تشریف لائے اور آپ اس وقت سیاہ بالوں کی ایک منقش (دھاری دار) چادر (کملی شریف) اوڑھے ہوئے تھے۔
پھر آپ بیٹھ گئے :

فَاَتَتْ فَاطِمَۃُ ___ سیدہ فاطمہ حاضرِ خدمت ہوئیں۔
فَاَدْخَلَھَا فِیْہِ ___ سرکارؐ نے انہیں چادر مبارک میں داخل فرمایا۔
ثُمَّ جَآءَ عَلِیٌّ ___ پھر مولا مرتضےٰ آئے۔
فَاَدْخَلَہٗ فِیْہِ ___ ان کو بھی چادر کے نیچے جگہ عطا فرمائی
ثُمَّ جَآءَ الْحَسَنُ ___ پھر امام حسنِ مجتبیٰ حاضر ہوئے۔
فَاَدْخَلَہٗ فِیْہِ ___ تو انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا۔
ثُمَّ جَآءَ الْحُسَیْنُ ___ پھر امام حسین علیہ السلام آئے۔
فَاَدْخَلَہٗ فِیْہِ ___ تو انہیں بھی چادرِ تطہیر میں داخل فرمایا۔

اور پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۞ (خازن ج ۳ ص ۴۴۹)

● حضرت ام المومنین اُمِّ سلمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ جب کہ میں دروازے کے پاس بیٹھی تھی

marfat.com

میں نے یہ سارا منظر دیکھ کر بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَسْتُ مِنْ ـــــ یارسول اللہ کیا میں

اَھْلَ الْبَیْتِ ؟ ـــــ اہلِ بیت میں سے نہیں ہوں ؟

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا !

اِنَّكِ عَلیٰ خَیْرٍ اَنْتِ مِنْ ـــــ یقیناً آپ بھلائی پر

اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ـــــ اور نبیؐ کی ازواج میں سے ہیں

● ام المؤمنین فرماتی ہیں ــــ کہ گھر میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ علی ــــ فاطمہ ــــ حسن ــــ حسین، موجود تھے تو سیّدِ عالم نے اُن سب کے اوپر چادر ڈال دی اور فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَاۤءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھَبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا [1]

اے اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں تو ان سے رِجس کو دُور فرما اور انہیں خوب پاک فرما۔

مسلمانو ! غور کرو یہ اِرشادات ام المومنین عائشہ، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے ہیں ــــ اور جو اپنی ماں کی بات نہ مانے ــــ اور ماں کی بات پر یقین نہ کرے ــــ وُہ بے ادب ــــ گستاخ ــــ بے وَقر ــــ ناہنجار ہے

دو مرتبہ : حضرت ام المُومنین عائشہ صدیقہ ــــ ام المومنین ام سلمہ رضؓ دونوں نے چادرِ تطہیر ــــ اوڑھنے کا ذکر کیا ہے ــــ جس سے معلوم ہوتا ہے

[1] : تفسیر خازن ج ۳ ص ۴۹۹ ۔ تفسیر دُرمنثور ج ۵ ص ۱۹۸ مطبوعہ بیروت ۔ لبنان

marfat.com

یہ واقعہ دو مرتبہ وقوع پذیر ہوا۔

نمازِ فجر کے وقت : امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر دُرِ منثور کی جلد نمبر ۵ اور صفحہ نمبر ۱۹۹ پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب سیّدہ خاتونِ جنّت سلام اللہ علیہا کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو (بلند آواز سے) فرماتے۔

اَلصَّلٰوۃُ۔ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ اَلصَّلٰوۃُ ـــــ نماز کا وقت ہے اے اہلبیت نماز

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ ـــــ پڑھو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبیؐ کے

اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ ـــــ گھر والو کہ تم سے دُور کر دے ہر قسم کی

ـــــ ناپاکی کو کہ تمہیں پوری طرح سے پاک و

ـــــ صاف کر دے۔

ـــــ فرماتے ہیں، یہ عمل چھ ماہ تک جاری رہا ـــ بقول ابنِ عباس سات ماہ تک۔

چالیس روز تک : حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس آیتِ مُبارکہ کے نازل ہونے کے بعد نبی کریمؐ چالیس صبح تک مسلسل سیّدہ زہراء بتول کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے رہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ ـــــ اے اہلبیت تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی

رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، ـــــ رحمت اور برکت

اَلصَّلٰوۃُ۔ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔ ـــــ نماز پڑھو خُدا تم پر رحم فرمائے۔

marfat.com

(الشرف المؤبد لآلِ محمدؐ ص ۸ مطبوعہ مصر)

اُن لوگوں کی آنکھیں کھُل جانی چاہئیں جو اہلبیت رسُولؐ کا نام سُنکر آگ بگولا ہو جاتے ہیں ـــــ مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

کِس زباں سے ہو بیانِ عزّ و شانِ اہلبیت ـــــ مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوانِ اہلبیت

اُنکی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں ـــــ آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

تم کو مژدہ نار کا اے دُشمنانِ اہلبیت

دامنِ رحمت میں لیکر: امام ابن ابی شیبہ ـــ امام احمد ـــ امام ابن جریر ـــ امام ابنِ منذر ـــ امام ابن ابی حاتم ـــ امام طبرانی ـــ امام حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کے درجہ میں رکھا ہے) اور امام ابوبکر بیہقی نے اپنی سنن (السنن الکبریٰ) میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے رُوایت بیان کی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے ـــ سیّدنا علی اور سیّدہ بتول کو اپنے سامنے قریب بٹھایا اور حسن و حسین کو اپنی گود میں بٹھالیا ـــ اور پھر اُن سب کو دامنِ رحمت میں لے کر آیۂ تطہیر تلاوت فرمائی۔ اور ساتھ ہی دُعا مانگی

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھلُ بَیْتِیْ اَللّٰھُمَّ اَذْھَبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔

اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دُور رکھ اور انہیں پاک و صاف کردے۔

● حضرت واثلہؓ فرماتے ہیں ـــ میں نے عرض کیا ـــ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَنَا مِنْ اَھْلِکَ ـــ اے اللہ کے رسول میں بھی آپ کے اہل میں

marfat.com

ہوں ۔ حضورؐ نے فرمایا ۔ وَاَنْتَ مِنْ اَھْلِیْ [۱] ۔ ہاں تم بھی میرے اہل میں سے ہو ۔ واثلہؓ کہتے ہیں میرے لئے یہ بہت امید کی بات ہے ۔

ارشادِ بیہقی : وَقَالَ الْبَیْہَقِیُّ وَکَاَنَّہٗ جَعَلَہٗ فِیْ حُکْمِ الْاَھْلِ تَشْبِیْھًا بِمَنْ یَسْتَحِقُّ ھٰذَا الْاِسْمَ لَا تَحْقِیْقًا [۲]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیہاً اُن (واثلہؓ) کو اہل کے حکم میں داخل فرمایا، جو اس نام کے مستحق نہ تھے ۔ نہ کہ حقیقتاً ۔

اہلبیت کا دشمن رسولؐ کا دشمن : حضرت علامہ ابنِ حجر مکیؒ نے اپنی کتاب صواعقِ محرقہ میں آیتِ تطہیر کے ضمن میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضورؐ نے دعا کے بعد ۔ ارشاد فرمایا ۔

اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَھُمْ ۔ جو ان سے جنگ کریگا، میں اس سے جنگ کرونگا
وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَھُمْ ۔ جو ان سے صلح کریگا، میں اس سے صلح کرونگا
وَعَدُوٌّ لِّمَنْ عَادَاھُمْ [۳] ۔ جو ان سے دشمنی رکھے گا، میں اُس کا دشمن ہوں

ایضاً : علامہ ابنِ حجر مکیؒ نے ایک اور حدیث اس طرح نقل فرمائی ہے ۔

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان نفوسِ قدسیہ (علیؓ، فاطمہ، حسنؓ، حسینؓ) پر اپنی مبارک چادر ڈال کر اور ان پر اپنا دستِ مبارک رکھا ۔

---

[۱] : الشرف مؤبد ص ۱۰ [۲] : صواعق محرقہ ص ۸۴ [۳] : ایضاً

—— اور فرمایا ——

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ آلُ مُحَمَّدٍ —— یا اللہ یہ لوگ آلِ محمدؐ ہیں۔

فَاجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ —— پس تو اپنی صلوٰۃ و برکات

عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ —— آلِ محمدؐ پر نازل فرما، بیشک تو ہی تعریف

(صواعقِ محرقہ ص ۱۴۴) —— کیا گیا اور بزرگی والا ہے۔

یہ امر یقینی ہے کہ اہلِ بیتِ رسول اُمّہات المؤمنین۔ مولا علی، سیّدہ بتول، امام حسن، حسین ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ، زہراؑ، حسنین کو اہلِ بیت فرمایا اور تمام اختلافات و شکوک کے دروازے بند کردیئے۔

ان شواہد کی موجودگی میں اگر کوئی بدبخت حسنین کریمین کو اہلِ بیت رسُول ماننے کے لئے تیار نہیں تو یہ اُسکی ہٹ دھرمی ہے —— یا پھر اس کے اندرونی عناد کی علامت ہے۔

آیت نمبر ۲ —— آیتِ مُباہلہ : ارشاد باری ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ

(پارہ ۳ سورہ آلِ عمران آیت ۶۱)

(اے حبیبؐ) اُن سے فرمادو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی، اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اپنے آپکو بھی اور تمکو بھی پھر مُباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

marfat.com

مُباہلہ : مُباہلہ اُس کو کہتے ہیں کہ فریقین نہایت عجز و انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں دُعا کریں کہ ان میں جو جھوٹا ہو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

شانِ نزُول : مذکورہ آیت مبارکہ کی شانِ نزول کے بارے میں مفسّرینِ عظام نے جو بیان فرمایا وہ کچھ اس طرح ہے کہ بنی نجران کا ایک وفد سرکار علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، شرکائے وفد حضورؐ سے کہنے لگے کہ آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ـــــ اُس کے بندے اور اُسکے رسُول ہیں اور اس کے کلمہ جو کنواری، بتول، عذرا کیطرف القا کئے گئے۔
یہ سُن کر نجرانی عیسائی بہت غصّہ میں آئے ـــ اور کہنے لگے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے ؟
اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وُہ خُدا کے بیٹے ہیں (معاذاللہ)
عیسائیوں کا یہ سوال کرنا تھا کہ خالقِ کائنات نے اُن کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی ـــــ فرمایا ـــــ

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ○ (پ۳ س آلِ عمران آیت ۵۹)

بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کیطرح ہے، بنایا مٹی سے پھر فرمایا ہوجا تو وُہ ہوگیا۔
حضرات ! اس بات کا خیال رہے کہ عیسائی جناب عیسیٰؑ کو بغیر

marfat.com

باپ کے ولادت کو اس بات کی دلیل بناتے کہ آپ خدا کے بیٹے ہیں قرآن مجید اُن کی واضح تردید فرماتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے خُدا ہونے کی یہی دلیل ہے تو پھر آدم علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جس کا نہ کوئی باپ تھا اور کوئی ماں ـــ اگر تم اُن کو انسان مانتے ہو تو عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں خدا ـــ یا ـــ خدا کا بیٹا بنا رکھا ہے۔

حدیثِ مصطفٰےؐ : بیہقیٔ ہند علامہ قاضی پانی پتی نے اپنی تفسیر مظہری میں امام مسلم اور امام ترمذی کے حوالے سے حدیث نقل فرمائی ہے جو حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ـــ فرماتے ہیں۔ آیتِ مباہلہ کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین علیہم السلام کو بُلایا اور یُوں کہا۔

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ [1] ـــ اے اللہ! یہی میرے اہلبیت ہیں۔

واقعہ : مفسّرین نے آیتِ مُباہلہ کے ضمن میں جو واقعہ نقل کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے تمام اعتراضات کے تحقیقی جوابات ارشاد فرمائے تو نجرانی وفد پھر بھی دعوتِ توحید کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوا اور اپنے عقیدۂ تثلیث پر اڑا رہا ـــ تو پھر ان پر حجّت قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو مُباہلہ کرنے کا حکم فرمایا۔

---

[1] : تفسیر مظہری ج ۴ ص ۶۰

marfat.com

چنانچہ سرکارؐ حضرت امام حسینؑ کو اٹھائے، جناب حسنؑ کو انگلی سے پکڑے ہوئے اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے پیچھے پیچھے حضرت خاتونِ جنت اور اُن کے پیچھے حیدرِ کرّار آرہے تھے ــــ اور حضورؐ فرما رہے تھے۔

اِذَا دَعَوْتُ فَاٰمِنُوْا[۱] کہ جب میں دُعا کروں تو تم آمین کہنا جب سرکارؐ نے اُن کے سامنے آیت مباہلہ پڑھی اور اُن کو مباہلہ کی دعوت دی تو اُن کا پادری انہیں کہنے لگا۔

یَا مَعْشَرَ النَّصَارٰی اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْھًا ــــ اے گروہ نصاریٰ مجھے ایسے چہرے نظر آ لَوْ سَاَلُوا اللّٰہَ اَنْ یُّزِیْلَ جَبَلًا مَکَانَہٗ ــــ رہے ہیں اگر یہ اللہ سے دُعا کریں تو لَاَزَالَہٗ (مظہری ج ۲ ص ۱۴۱) ــــ اللہ تعالیٰ پہاڑ کو بھی اس کی جگہ سے ہٹا دے گا۔

"لہٰذا بہتر ہے کہ تم ان سے مُباہلہ نہ کرو ورنہ سب مرجاؤ گے اور روزِ قیامت تک رُوئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔"

چنانچہ انہوں نے صلاح مشورہ کے لئے مہلت طلب کی اور دوسرے روز مُباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کیلئے تیار ہو گئے اور صلح کر لی۔

حدیثِ رسولؐ: آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الْعَذَابَ قَدْ تَدَلّٰی عَلٰی اَھْلِ

---

[۱]: ایضاً ص ۶۱

marfat.com

نَجْرَانَ ــــ وَلَوْ تَلَاعَنُوْا لَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ وَلَاضْطَرَمَ عَلَيْهِمُ الْوَادِيْ نَارًا وَلَاسْتَأْصَلَ اللّٰهُ نَجْرَانَ وَاَهْلَهٗ حَتَّى الطَّيْرَ عَلَى الشَّجَرِ وَلَمَا حَالَ الْحَوْلُ عَلَى النَّصَارٰى كُلِّهِمْ حَتّٰى هَلَكُوْا ؕ (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۶۱)

"حضورؐ نے فرمایا" مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اہلِ نجران کے سروں پر عذاب آ ہی گیا تھا ـــ اگر وہ مُباہلہ کرتے تو ان کی صورتیں مسخ ہو کر بندروں اور سوّروں جیسی ہو جاتیں ساری وادی بھڑکتی ہوئی آگ سے بھر جاتی نجران اور نجران کے رہنے والے یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی تباہ و برباد ہو جاتے ـــ سال گزرنے نہ پاتا کہ تمام عیسائی ہلاک ہو جاتے، ـــ کیوں نہ ہلاک ہوتے ـــ وُہ عیسائی تھے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے والے کافر ـــ

اور کس کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ جو صداقتوں کا امین ہے ـــ جو رحمۃ للعٰلمین ہے ـــ یہ سیّدالانبیاء ہے ـــ اور کندھوں پر سیّدالشہداء ـــ اور ہاتھ کی انگلی تھامے ہوئے حسن مجتبیٰ ہے ـــ اور پیچھے کھڑی ہوئی خاتون سیدۃ النساء ہے ـــ اور اُن کے پیچھے کھڑا ہونے والا سیدالاولیاء ہے ـــ اس کاروانِ صداقت کے مقابل آکر کھڑے ہونے کی طاقت کس میں ہے۔

نجران کے کافروں کو جرأت نہ پڑی کہ وہ رسول اللہ کو اپنے جیسا سمجھ کر مُباہلہ کرتے لیکن آج کے دَور میں کلمہ گو حضورؐ کو اپنے جیسا سمجھ کر مقابلہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ (معاذاللہ)

آیت نمبر ۳۔ آیتِ مودّت : خالقِ ارض و سماء کا ارشاد ہے۔

imarfat.com

قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۔

(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ آیت نمبر ۲۳)

آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا اس دعوتِ حق پر کوئی معاوضہ سوائے قرابت کی محبت کے ۔

شانِ نزول : آیت مودت کی شان حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے یوں فرمائی ہے، کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوتے اور انصارِ مدینہ نے دیکھا کہ حضورؐ کے ذمہ مصارف و اخراجات بہت ہیں اور ظاہری مال و متاع کچھ نہیں ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سرکارؐ کے حقوق و احسانات یاد کرکے سرکارؐ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بہت سا مال جمع کیا اور اس کو لے کر خدمتِ اقدس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضورؐ کی بدولت ہمیں ہدایت نصیب ہوئی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی، ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؐ کے مصارف بہت زیادہ ہیں اسلئے ہم یہ مال بطور نذر لے کر حاضر ہوئے ہیں، قبول فرماکر ہماری عزت افزائی فرمائی جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضورؐ نے وہ تمام مال و متاع واپس فرما دیا ــــ (تفسیر خزائن العرفان)

● حضرت سعید بن جبیرؓ اور عمروؓ بن شعیب نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا ہے ۔

اِلَّا اَنْ تَعُدُّوْا فِيْ اَبْنِيْ وَعِتْرَتِيْ ــــ کہ میں تم سے فقط اتنا چاہتا ہوں کہ تم میرے
وَتَحْفَظُوْنِيْ فِيْهِمْ ۔ ــــ قرابتداروں اور میری اولاد سے محبت
(تفسیر مظہری ج ۸ ص ۳۱۸) ــــ کرو اُن کے معاملہ میں میرا لحاظ کرو ۔

marfat.com

وہ کون ہیں؟ ابن ابی حاتم طبرانی اور ابنِ مُردُویہ نے ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضورؐ سے دریافت کیا گیا۔
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ قَرَابَتُکَ؟ ـــــ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے قَالَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃُ وَ ابْنَاھُمَا (ایضاً) ـــــ قرابتداروں سے کون کون لوگ مراد ہیں ـــــ فرمایا علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔

فرمانِ امام زین العابدین: ابنِ کثیر نے اپنی مشہور تفسیر میں ابو دیلم کے حوالے سے اور آلوسی نے اپنی تفسیر میں ایک واقعہ اس طرح نقل کیا ہے کہ (واقعہ کربلا کے بعد) حضرت امام علی زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام کو قید کرکے لایا گیا اور دمشق کے بالاخانے میں رکھا گیا تو ایک شامی شخص نے کھڑے ہوکر" نہایت بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ـــــ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے تمہیں قتل کرایا اور جڑوں سے اکھیڑا اور فتنے کا سینگ کاٹ دیا ـــــ یہ سُنکر آپ نے فرمایا ـــــ کیا تونے قرآن پڑھا ہے؟ ـــــ اُس شامی نے کہا ہاں پڑھا ہے ـــــ امام زین العابدین نے فرمایا ـــــ کیا تُونے اس میں "حٰمٓ" والی سورتیں پڑھی ہیں؟ ـــــ اس شامی نے کہا جب سارا قرآن پڑھ لیا تو پھر "حٰمٓ" والی سورتیں نہیں پڑھیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے ـــــ آپ نے فرمایا ـــــ کیا تُونے اس میں اس آیت کی تلاوت نہیں کی؟

(قُلْ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی)

اُس شامی نے کہا ـــــ وَاِنَّکُمْ لَاَنْتُمْ ھُمْ ـــــ تو کیا تم وُہ ہو؟ ـــــ جنکے

marfat.com

بارے میں یہ آیت نازل ہوئی — قَالَ نَعَمْ — آپ نے فرمایا، ہاں ہم وہی ہیں —

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۳ — تفسیر روح المعانی ج ۲۵ ص ۳۱)

لوگو! امام زین العابدین سے ایک شام کے رہنے والے ناصبی کی زہریلی گفتگو سے اندازہ لگا لو کہ یزید اور اس کے قریب بیٹھنے والے اولادِ رسولؐ کے کس قدر دشمن ہیں اور خیال رہے کہ آج کے ناصبی خارجی شامیوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔

جن کی محبّت واجب ہے:

علامہ نسفی (ابوالبرکات عبداللہ بن احمد) علامہ آلوسی (سیّد محمد بغدادی) — علامہ اسمٰعیل حقّی (رحمۃ اللہ علیہم) اپنی اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مودت نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا گیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ قَرَابَتُكَ — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ هٰؤُلَاۗءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا — آپ کے قریبی کون ہیں؟ جنکی مَوَدَّتُھُمْ — محبّت ہم "مسلمانوں" پر واجب ہے،

حضورؐ نے فرمایا!

عَلِیٌّ وَّ فَاطِمَۃُ وَابْنَاهُمَا — علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے

(تفسیر مدارک التنزیل علی خامش الخازن ج ۴ ص ۱۰۱ تفسیر روح المعانی ج ۲۵۔ تفسیر روح البیان ج ۸ ص ۳۱۱)

تفسیر شیخ اکبر:

عارف باللہ شیخ اکبر حضرت علامہ امام محیّ الدین ابن عربی

marfat.com

اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو سرکارؐ سے پوچھا گیا۔

— یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ قَرَابَتُکَ ھٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُھُمْ —

اے اللہ کے رسول آپ کے قریبی وہ کون لوگ ہیں؟ جن کی محبت (قرآنی حکم کے مطابق) ہم پر واجب ہے۔

قَالَ عَلِیٌّ وَّفَاطِمَۃُ وَالْحَسَنُ — فرمایا علی، فاطمہ، حسن، حسین اور وَالْحُسَیْنُ وَابْنَاھُمَا۔ — ان دونوں کی اولاد۔

ابن عربی سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مذکورہ آیت کے ضمن میں آگے چل کر حضورؐ کی حدیث نقل فرماتے ہیں۔

حُرِّمَتِ الْجَنَّۃُ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ — اس شخص پر جنت حرام کردی گئی ہے

اَھْلَ بَیْتِیْ — جس نے میرے اہلبیت پر ظلم کیا۔

وَاٰذَانِیْ عِتْرَتِیْ — اور مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دی

وَمَنِ اصْطَنَعَ صَنِیْعَۃً — اور جس نے عبد المطلب کے کسی بیٹے

اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ وُّلْدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ — کیساتھ احسان کیا۔

وَلَمْ یُجَازِہٖ — اور وہ اس کا بدلہ نہ دے سکا۔

فَاَنَا اُجَازِیْہِ عَلَیْھَا غَدًا — تو احسان کا بدلہ میں دوں گا۔

اِذَا لَقِیَنِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ — جب وہ مجھے ملے گا قیامت کے دن۔

(تفسیر ابن عربی ج ۲ ص ۴۳۳ — تفسیر روح البیان ج ۸ ص ۳۱۱)

حضرات! آیت مودّت کے ضمن میں بیان کئے گئے تفسیری حقائق سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ عترت پیغمبر علیہ السلام

سے محبت وعقیدت ہر مومن کے لئے واجب ہے اور بخشش و مغفرت کا وسیلہ ہے

بُلند تر ہے اَزل سے مقامِ آلِ رسُول
رہے گا تا بہ اَبد احتشامِ آلِ رسُول
فرشتے اس کا محبّت سے ذکر کرتے ہیں
ہے لیتا جو بھی عقیدت سے نامِ آلِ رسول
خُدا کی اور فرشتوں کی اُس پہ لعنت ہو
نہ جس نے دل سے کیا احترامِ آلِ رسُول

(خضر)

آیت نمبر ۴ — اعلیٰ ترین نیکی : ارشادِ خداوندی ہے :

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيهَا حُسْنًا (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)
اور جو شخص کماتا ہے کوئی نیکی ہم دوبالا کر دیں گے اس کیلئے اس میں حسن۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃُ اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں۔
حُبُّ آلِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ مِنْ اَعْظَمِ الْحَسَنَاتِ ___ کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل و عترت کی محبّت اعلیٰ ترین نیکیوں میں سے ہے۔ (رُوح المعانی ج ۲۵ ص ۳۲)

یہی آل ہیں :

امام فخرالدین رازی رحمۃُ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قریبی تعلقات کا ذکر کرتے لکھتے ہیں کہ یہ چیز تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ فاطمہ، علی، حسن، حسین (علیہم السلام) کا حضور سے تعلق سب تعلقات سے بڑھ کر ہے ___ اور

marfat.com

اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ـــــ

فرماتے ہیں ۔ ـــــ

فَوَجَبَ اَنْ یَّکُوْنُوْا هُمُ الْاٰلَ ـــــ (تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۱۶۶)

پس ثابت ہوا کہ آل سے مُراد یہی ہیں ۔

اس سے معلوم ہُوا کہ آقا علیہ السلام کی آل سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض وعناد اور دشمنی دلیلِ منافقت ہے ـــــ محبِ آلِ رسول کو جنّت کی بشارت ہے ۔

جو علی کو مولا نہ مانے وُہ ابلیس کا ردیف ہے ـــــ جو زہراء بتول کو شہزادیٔ کونین نہ مانے وہ بڑا ستم ظریف ہے ـــــ جو امام حسن کو آخری خلیفہ راشد نہ مانے وُہ سب سے زیادہ سخیف ہے ـــــ جو حسین کو اپنا امام تسلیم نہ کرے وُہ یزیدیوں کا حلیف ہے ـــــ ضعیف ہے ـــــ نحیف ہے ـــــ کثیف ہے ۔

اُس کو حشر میں کوثر پلایا جائے گا
پیا ہے جس نے محبّت سے جامِ آلِ رسول

آیت نمبر ۵ ـــــ آلِ یاسین : ارشاد خالق ارض وسما ہے ۔

سَلَامٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ۝ (پ ۲۳ س صفٰت آیت ۱۳۰)

سلام ہو الیاس پر

مفسّرین کی ایک جماعت کے نزدیک اس آیت سے مُراد سیّدنا الیاس علیہ السلام ہیں ـــــ لیکن نافع بن عامر ـــــ اور یعقوب کے نزدیک اس کی قرأت " آلِ یاسین " ہے ـــــ تفسیر کبیر میں ہے ـــــ

marfat.com

آلُ یَاسِیْنَ، آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔۔ یعنی آلِ یٰسین آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۲۵ ص ۱۶۲)

علامہ ابن حجر مکی " الصّواعق المحرقہ " میں رقمطراز ہیں کی ایک جماعت نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

اَنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِکَ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کہ اس سے مراد آلِ محمد پر سلام پڑھنا ہے

فرماتے ہیں کہ حضرت کلبی نے بھی یہی کہا ہے۔ (صواعقِ محرقہ: ۱۴۸)

پانچ باتوں میں مُساوی :

امام فخر الدین رازی نے بیان کیا ہے۔

اَنَّ اَھْلَ بَیْتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔۔ کہ حضور کے اہلِ بیت پانچ باتوں میں یُسَاوُوْنَہٗ فِیْ خَمْسَۃِ اَشْیَاءَ ۔۔ آپ کے مُساوی ہیں۔

۱؎ سلام میں ۔۔ جیسا کہ ۔۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

اہلِ بیت ۔۔ سَلَامٌ عَلٰی آلِ یَاسِیْنَ

۲؎ اور تَشَھُّدْ کی صلوٰہ میں

۳؎ طہارت میں ۔۔ فرمانِ خداوندی ہے ۔۔ طٰہٰ ۔۔ اے طاہر

دُوسری جگہ فرمایا ۔۔ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۔۔

۴؎ ۔۔ تحریمِ صدقہ میں ۔۔ کہ رسولِ پاک اور آلِ رسول پر صدقہ حرام ہے

۵؎ ۔۔ محبت میں ۔۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

اور دُوسری جگہ فرمایا ۔۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ؎

؎ الصواعق المحرقۃ ص ۱۴۹

marfat.com

امام رازی کی اس تصریح سے بات واضح ہو گئی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلبیت جن پانچ امور میں آپ کے ساتھ ہیں، وہ ہیں ___ صلوٰۃ وسلام ___ محبت و احترام ___ صدقہ ان سب پر حرام ___ رسولِ پاک، رسولوں کے امام ہیں ___ علی ولیوں کے امام ہیں ___ حسنین شہیدوں کے امام ہیں ___ سیّدہ فاطمہ ___ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْن ہے ___ حصّۂ جسم رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہے ___ زوجۂ اِمَامُ الْمُسْلِمِیْن ہے منکرِ شانِ بتول ___ بے دین ہے ___ لعین ہے ___ مارِ آستین ہے ___ بے یقین ہے۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بُولہبی [1]

آیت نمبر ۶ ___ اللہ کی رسّی : رب کریم کا فرمان ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

(پ ۴ س آلِ عمران آیت ۱۰۳)

اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ تعالیٰ کی رسّی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا۔

حضرات ! اس آیت مقدسہ میں (حَبْلُ اللہ) اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامنے اور آپس میں ٹکڑے ٹکڑے نہ ہونے کا ہمیں حکم فرمایا گیا ہے۔

ملّتِ اسلامیہ کا جاہ وجلال ___ عزت و وقار ___ شوکت وسطوت

---

[1] : علامہ اقبال ؒ

اسی میں ہے کہ اتحاد و اتفاق کے ساتھ مصطفےٰ کریم کے بتائے ہوئے رستوں پر قدم کے ساتھ قدم ملا کر چلا جائے۔

حبل کے معنیٰ :

اب دیکھنا یہ ہے کہ حبل کے معنیٰ کیا ہیں ؟

— حبل کا عربی زبان میں ظاہری معنیٰ۔ رسّی — کا ہے —

حضرت ابو عبداللہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ضمن میں۔ حبل کے باطنی اور اصلی معنی اس طرح بیان فرمائے ہیں —

فرماتے ہیں —

اَلسَّبَبُ الَّذِیْ یُوْصَلُ بِہٖ — ہر اس چیز کو (حبل کہتے ہیں) جو

اِلَی الْبُغْیَۃِ۔ — مقصد تک پہنچنے کا سبب ہو۔

حبلُ اللہ :

امام ثعلبیؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت سیّدنا امام جعفر صادقؓ سے بیان کیا ہے — کہ آپ نے فرمایا۔

نَحْنُ حَبْلُ اللّٰہِ الَّذِیْ — کہ ہم اللہ کی وہ رسّی ہیں —

قَالَ اللّٰہُ فِیْہِ — وَاعْتَصِمُوْا — جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے

بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا — فرمایا ہے کہ اللہ کی رسّی کو سب مل کر

(صواعق محرقہ ص ۱۵۱) — مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں

— پھٹ نہ جانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ — جس نے قرآنی احکام کی پابندی کی — اہلِ بیت رسول سے محبّت کی — اور جماعت کیساتھ رہا وہ ہدایت پر ہے — مسلمانوں کا طریقہ — مذہب اہلسنّت وجماعت ہے —

marfat.com

جس نے اس کے سوا کوئی اور راہ اختیار کی اُس نے دین میں تفریق کی۔ مسلمانو! دُعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کو اُن بدطینت فرقہ بازوں کی گہری سازشوں سے محفوظ فرمائے ___ جنہوں نے ملّتِ اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں شیطانی کردار اَدا کیا۔

آیت نمبر ۷ : پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ

(پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۵۴)

کیا حسد کرتے ہو لوگوں سے اُس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے۔

امام باقر کا ارشاد : حضرت ابوالحسن مغازلی نے حضرت سیّدنا امام محمّد باقر رضی اللہ عنہ، سے بیان کیا ہے ___ آپ فرماتے ہیں۔ وَھٰذِہِ الْاٰیَۃِ نَحْنُ النَّاسُ ___ کہ اس آیت میں ___ النّاس سے مراد ___ خدا کی قسم ہم (اہلِ بیتِ رسول) ہیں۔ ___ وَاللّٰہِ۔

(صواعق محرقہ ص ۱۵۲)

امام باقر کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ اور موجودہ دَور کے خوارج آلِ رسول سے حسد کرتے ہیں ___ اللہ تعالیٰ نے جو ان کو مقام و مرتبہ دیا ہے اس سے جلتے ہیں۔

خاک ہوجائیں عدُو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جبتک دم ہے ذکر انکا سناتے جائینگے

آیت نمبر ۸ : خدائے بزرگ و برتر کا فرمان ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ

(پارہ ۹ سورہ انفال آیت ۳۳)

اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں اُن میں۔

شانِ نزول : اس آیتِ مبارکہ کی شانِ نزول کتب تفاسیر میں کچھ اس طرح ہے کہ نصر بن حارث اور دوسرے کفار نے حضور رسالت مآب اور قرآن کی صداقت کو جھٹلایا اور اسلوب قرآن پر ان الفاظ میں نکتہ چینی کی کہ یہ تو پرانے قصے کہانیاں ہیں جو ہم بھی بیان کر سکتے ہیں تو صحابہ کرام نے اُن کو قرآنی چیلنج یاد دلایا۔ کہ کلام خداوندی کی مثل ایک چھوٹی سی آیت ہی پیش کر کے دکھاؤ — جب نصر بن حارث لاجواب ہوا تو کہنے لگا[ع]

اے اللہ اگر یہی (قرآن مجید) سچ ہو تیری طرف سے۔

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ — تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے اور لے آ

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ[ل] — ہم پر دردناک عذاب۔

تو اس پر آیت نازل ہوئی اور اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ

"کہ اللہ ایسا نہیں ہے (اے رسول مکرم) کہ انہیں تیری موجودگی میں عذاب دے"[ع]

ع : بخاری نے بروایت حضرت انس لکھا ہے کہ یہ ابوجہل نے کہا تھا (مظہری)

ل : پارہ ۹ سورۃ انفال آیت ۲۳ ع : تفسیر مظہری ج ۴ ص ۶۰۔ معارف القرآن ج ۴ ص ۲۲۳

marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا کیلئے اَمان ہیں آپ کی موجودگی میں دُنیا عذاب سے محفوظ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اہلِ بیت رسول بھی کسی کیلئے اَمان ہیں یا نہیں؟ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ ___ تو آئیے دیکھتے ہیں۔

● علامہ امام ابن حجر مکیؒ لکھتے ہیں کہ حضورؐ نے اہلبیت میں ان معنوں کے پائے جانے کی طرف اشارہ فرمایا ہے ___ لکھتے ہیں ___

وَاِنَّھُمْ اَمَانٌ لِاَھْلِ الاَرْضِ کَمَا كَانَ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَانًا لَّهُمْ۔ ___ اور وہ بھی (یعنی اہلبیت) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اہلِ زمین کیلئے امان ہیں۔ (صواعق ص ۱۵۲)

ابنِ حجر نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں چند احادیث نقل فرمائی ہیں۔

ستارے اور اہلِ بیت : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے۔

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَھْلِ السَّمَاءِ ___ ستارے آسمان والوں کیلئے امان ہیں میرے
وَاَھْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِاُمَّتِيْ [۱] ___ اہلبیت میری امت کیلئے امان ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے۔

فَاِذَا ذَھَبَ النُّجُوْمُ ذَھَبَ اَھْلُ السَّمَاءِ [۲] ___ کہ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے ختم ہو جائیں گے۔ اور جب میرے
وَاِذَا ذَھَبَ اَھْلُ بَيْتِيْ ذَھَبَ اَھْلُ الاَرْضِ۔ ___ اہلبیت ختم ہو جائیں گے تو اہلِ زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔

---

[۱] : صواعق محرقہ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۱۵۲ [۲] : ایضاً

marfat.com

ایک اور روایت میں ہے جسے حاکمؒ نے شیخین کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث یہ ہے ـــــ

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِّاَهْلِ الْاَرْضِ مِنَ الْغَرْقِ وَ اَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِّاُمَّتِيْ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَاِذَا خَالَفَتْهَا قَبِيْلَةٌ مِّنَ الْعَرَبِ اخْتَلَفُوْا فَصَارُوْا حِزْبَ اِبْلِيْسَ [1]

ستارے اہلِ زمین کی امان ہیں غرق ہونے سے ـــــ اور میرے اہلبیت میری امت کے اختلاف کی امان ہیں ـــــ پس جب عربوں میں سے کوئی قبیلہ انکی مخالفت کرتا ہے تو وہ اختلاف کرکے شیطان کا ٹولہ بن جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اہلِ بیت رسول کی دلوں میں محبّت و عقیدت اہلِ اسلام کے لئے نہایت ضروری ہے ـــــ کامیابی کی دلیل ہے ـــــ خوش بختوں کی قندیل ہے ـــــ کیفیّت کی تکمیل ہے ـــــ اُن کا منکر ذلیل ہے ـــــ قلیل ہے ـــــ بخیل ہے ـــــ رذیل ہے ـــــ مسلمانو! مذکورہ آیت پر آج کا وعظ ان اشعار پر ختم ہوا ـــــ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے صدقے قبول فرمائے آمین!

کھلا ہے راز، زمانے پہ اَنْتَ فِيْهِمْ سے
بشکلِ نورِ نبیؐ ہے دوامِ آلِ رسولؐ!
کلامِ حق کی شہادت ہے آلِ احمدؐ پر
کلامِ حق کی شہادت کلامِ آلِ رسولؐ
کسی یزید کے ہاتھوں میں ہاتھ نہ دینا
یہی تھا کرب و بلا میں پیامِ آلِ رسولؐ

[1] : ایضاً ص ۱۲۵

نوٹ: فضائلِ اہلبیت از روئے قرآن مجید کی مزید تفصیل کیلئے ہماری کتاب آلِ رسول حصہ اوّل کا مطالعہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۵

محرم کے دُوسرے جمعہ کی تقریر ★ فضائل اہلبیت از رُوئے حدیث

ایمان والو! رسُولِ انا علیہ السلام کی حدیث سے بے نیاز ہو کر قرآنی تعلیمات کو سمجھنا اور احکامِ خداوندی کو عملی شکل دینا ممکن نہیں ـــــ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات و فرامین امت کیلئے مشعلِ راہ ہیں ـــــ جو لوگ حدیث شریف سے آنکھیں بند کر کے دینی، دُنیاوی، سیاسی، مذہبی، اعتقادی، اقتصادی مسائل حل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں ـــــ وُہ بڑے درجے کے جاہل اور بیوقوف ہیں ـــــ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا کہ صاحبِ قرآن کے وسیلے کے بغیر اسلامی امُور کو پہچانا جا سکے۔

وُہ لوگ بلاشبہ قابلِ مذمّت ہیں کہ ہر اس حدیث کو ضعیف کہہ کر مُسترد کر دیتے ہیں جو اُن کے سطحی نظریات کیخلاف ہو ـــــ یہی وُہ لوگ ہیں جنکی ظالمانہ روِش نے ملّتِ اسلامیہ کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر کے اسلامی وحدت کو بے حد نقصان پہنچایا ہے ـــــ یہی وجہ ہے کہ آج عالمِ اسلام کا شیرازہ اس قدر منتشر ہو چکا ہے کہ اس کو یکجا کرنے کی کوئی صُورت دکھائی نہیں دیتی ـــــ اہلِ اسلام کی حالت یہ ہے کہ بھائی کا بھائی گلا کاٹ رہا ہے ـــــ

marfat.com

لسانی اور صوبائی عصبیتیں جنم لے رہی ہیں۔

افسوس ہے دیانت وانصاف کے اُن بے رحم قاتلوں پر — جو اپنے انتقامی جذبوں کی تسکین کی خاطر معصوم ذہنوں میں زہر گھول رہے ہیں — صدیوں سے رائج اسلامی روایات کو شرک و بدعت سے تعبیر کر کے مُسلمانوں کے مابین افتراق کا بیج بو رہے ہیں۔

آئیے حدیث کی روشنی میں دیکھیں کہ مقام اہلبیت رسول کیا ہے — اور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی اولاد و عترت کے بارے میں کیا ارشادات فرمائے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۔ حجۃ الوداع کے موقع پر : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ دیتے ہوئے میں نے سُنا۔ — آپ نے فرمایا —

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّی تَرَكْتُ فِيكُمْ مَنْ اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابُ اللهِ وَعِتْرَتِی اَهْلُ بَيْتِی[۱]

اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اُسے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے' اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) اور میرے گھر والے عترت و اہل بیت۔

حدیث نمبر ۲ : حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے کہ

---

[۱] : جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی ؛

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ وَلَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْھِمَا۔

(جامع ترمذی جلد ثانی ص ۲۱۹)

میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے' اللہ تعالیٰ کی کتاب آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسّی ہے اور میری عترت "یعنی" اہلبیت اور یہ دونوں ہرگز جُدا نہ ہونگی' یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر آئینگی' پس دیکھو کہ تم میرے بعد ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔؟

ان دونوں حدیثوں میں اللہ کے حبیب نے اس اَمر کیطرف تاکیداً تاکید فرمائی ہے کہ قرآن مجید اور میرے اہلبیت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور ایسا کرنے سے تم گمراہ نہ ہوگے —— اور یہ بھی کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم میرے بعد اُن سے کیا سلوک کرتے ہو —— مطلب یہ کہ قرآن سے ہدایت —— اہلبیت سے محبت —— ایمان ویقین کی شمع کو روشن رکھنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔

یہ بھی خیال میں رکھیں کہ قربانیاں دیگر خاندانِ نبوّت نے جو دُنیا کو نظام عطا کیا وہ فقط انہی کا حصّہ ہے۔

marfat.com

جو دیکھنا ہو کسی نے نظامِ شاہِ رُسل
وُہ دیکھے کرب وبلا میں نظامِ آلِ رسُول
قیام دین کا باعث بھی ہے عبادت بھی
سجُودِ آلِ محمّد، قیام ـــ آلِ رسُولؐ

حدیث نمبر ۳ ـــ محبّت اہلِ بیت : جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیّدِ عالمؐ نے فرمایا۔

اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِعْمَتِہٖ ـــ وَ اَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ ـ وَ اَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ بِحُبِّیْ ۔	اللہ تعالیٰ سے محبّت کرو کہ وہ تمہیں نعمتوں سے غذا عطا فرماتا ہے ـــ اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبّت کرو ـــ اور میرے اہلِ بیت سے میرے سبب محبّت کرو۔
(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)	

حدیث نمبر تین بھی جامع ترمذی شریف کی ہے اور یہ حدیث بھی حضورؐ کی وصیت کی حیثیت رکھتی ہے ـــ اور اہلِ ایمان کا عقیدہ یہ ہے کہ اہلِ بیت رسول کی محبّت وعقیدت کے بغیر ایمان ناقص اور دین نامکمل ہے۔

حضراتِ گرامی! حیرت اس بات پر ہے کہ بعض لوگ اپنے آپ کو مُسلمان بھی کہتے ہیں ـــ لیکن جب ان کے سامنے سرکارؐ کی آل واولاد کی شان وعظمت کا تذکرہ ہو تو اُن کے چہروں کے رنگ سیاہ ہو جاتے ہیں ـــ خدا جانے ان کے دلوں کے نہ خانے آلِ محمدؐ کے بغض سے اتنے لبریز کیوں ہیں ـــ

marfat.com

حدیث نمبر ۴ — کشتیٔ نوح کی طرح : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے — کہ

جناب ابوذرؓ نے کعبہ شریف کا دروازہ کھولتے ہوئے فرمایا (تاکہ اس حدیث کی اہمیت سننے والوں پر واضح ہو) فرماتے ہیں — میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔

اَلَاۤ اِنَّ مَثَلَ اَھْلَ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ (رواہ احمد) [1]

خبردار کہ تم میں میرے اہلِ بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے — جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔

مذکورہ حدیث مقدسہ سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اہلِ بیتِ رسول کی محبت کا دامن چھوٹ جانا گویا ہر طرح کی تباہی و بربادی کا موجب ہے — اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح طوفانِ نوح علیہ السلام کے وقت ذریعۂ نجات صرف کشتیٔ نوح تھی — اسی طرح قیامت تک ذریعۂ نجات محبتِ اہلِ بیت اور اُن کی اطاعت و اتباع ہے — خیال رہے کہ بغیر اطاعت و اتباع کے دعوائے محبت بے جا اور ناروا ہے۔

حدیث نمبر ۵ — اُس پر جنت حرام ہے : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ج ثانی ص ۵۹۵ مطبوعہ المطبعۃ العربیہ لاہور

حُرِّمَتِ الْجَنَّةُ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ بَیْتِیْ اٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ [1]

اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہلبیت پر ظلم کیا اور میری اولاد کے بارے میں مجھے تکلیف دی۔

اس حدیث مبارکہ میں سرکارؐ نے جس انداز میں حکم لگایا ہے اس پر غور کریں — کہ میری آل پر ظلم کرنے والے پر جنت حرام ہے — اور اسطرح بات وہ کر سکتا ہے جو جنت کا وارث ہو۔

میں سوال کرتا ہوں یزید کو پیدائشی جنتی کہنے والوں پر — کہ تھوڑی دیر کیلئے بغض و عناد اور تعصب کی عینک اُتار کر — انصاف کا دامن تھام کر — اور اس حدیث کو سامنے رکھ کر — سوچیں، غور کریں — اُمید ہے اگر فطرت سعید پائی ہے تو حقیقت خود بخود آشکارا ہو جائیگی۔ — سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں کا کچھ حصہ اگر مفلوج ہونے سے بچ گیا ہو تو سرکارؐ کے ارشادات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں — اگر خدا نے اپنے قریب کرنا چاہا تو اس گندے اعتقادی نظریے پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔

حدیث نمبر ۶ — سر اور آنکھیں

: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ انام علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا۔

اِجْعَلُوْا اَھْلَ بَیْتِیْ مِنْکُمْ مَکَانَ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ

میرے اہلبیت کو اپنے درمیان وُہ مقام دو، جو جسم میں سر کا، اور سر میں

---

[1] : نُوْرُ الْاَبْصَارِ فِیْ مَنَاقِبِ اٰلِ بَیْتِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ ص ۱۱۱ مطبوعہ مصر سن اشاعت ۱۹۶۳ء

marfat.com

وَمَکَانَ الْعَیْنَیْنِ مِنَ الرَّأْسِ آنکھوں کا مقام ہے۔ اور سر آنکھوں

وَلَا تَہْتَدِیْ الرَّاْسِ اِلَّا بِالْعَیْنَیْنِ[1] سے ہی ہدایت پاتا ہے۔

خواجۂ کیہاں کی اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہُوا کہ اہلِ بیتِ رسول، اولادِ مصطفٰے کریم کا مقام بہت بلند اور نہایت نازک ہے ___ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اہلِ بیت کی تعظیم و تکریم بہت ضروری ہے ___ سرکارؐ کا یہ کلمہ کہ ___ میرے اہلِ بیت کو اپنے درمیان وُہ مقام دو جو جسم میں اور سر میں آنکھوں کا ہے ___ خوش مقدر ہیں وُہ لوگ جنہوں نے اہلبیت آلِ رسول ___ اولادِ بتول کو آنکھوں پہ بٹھایا ___ ان کی محبّت کو سینوں میں بسایا ___ اُن کی عظمتوں کے حُضور سرِ نیاز کو جھکایا ___

بڑے بدبخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اولادِ رسول کو تیغ جفا سے ٹکڑوں میں تبدیل کر ڈالا ___ اہلِ بیت کے سروں کو تیروں کی اَنیوں پر اُچھالا۔ کفر کے مُردہ تن میں دوبارہ جان پڑ گئی جب آلِ رسول کی نعشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے ___

مُسلمانو! دیکھو تو ___ یہ کون ہیں؟ ___ اور کس صدف کے موتی ہیں جو خاکِ کربلا پر بکھرے پڑے ہیں ___ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سردار نے

ہر آفت و بلا و مصیبت قبُول کی
ہمّت تو دیکھئے ذرا ابن رسُول کی
کرب و بلا کی خاک کو خاکِ شفا کہوں
اولاد خیمہ زن تھی جہاں پر بتول کی

(خضر)

---

[1] : الشرف المؤبد لآلِ محمد ص ۲۸ مطبوعہ مصر ؛

marfat.com

حدیث نمبر ۷ — تم میں سے بہتر وہ ہے: علامہ محمد بن صبان رحمۃ اللہ اپنی عظیم کتاب " اسعاف الرّاغبین " میں امام حاکمؒ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ مِنْ بَعْدِیْ

(اسعاف الراغبین علی ھامش نورالابصار ص۱۱۱)

کہ تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو میرے بعد میرے اہلبیت کے حق میں اچھا ہو۔

حدیث نمبر ۸ — اچھے سلوک کی تلقین: علامہ ابن حبّان نے ابن سعد کے حوالے سے سرکارؐ کی حدیث نقل کی ہے۔

اِسْتَوْصُوْا بِاَھْلِ بَیْتِیْ خَیْرًا فَاِنِّیْ اُخَاصِمُکُمْ عَنْھُمْ غَدًا وَ مَنْ اَکُنْ خَصِیْمَہٗ خَصَمَہُ اللّٰہُ وَمَنْ خَصَمَہُ اللّٰہُ اَدْخَلَہُ النَّارَ

(اَیْضًا)

میرے اہلبیت کیساتھ اچھا سلوک کرو، میں قیامت کے دن انکی طرف سے تمہارے ساتھ مخاصمت کرونگا، اور جس سے میں مخاصمت کرونگا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے مخاصمت کریگا۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ مخاصمت کریگا اُسے دوزخ میں ڈالیگا۔

مُخَاصَمت: کے معنیٰ عداوت و مخالفت اور دشمنی کے ہیں — جس سے پتہ چلا کہ اہلبیت کا دشمن خدا اور رسول کا دشمن ہے — اور جو آلِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے گا۔ قیامت کے دن خدا اور رسول اس کی مخالفت کرینگے۔ — اور وہ دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

marfat.com

باغِ جنّت کے ہیں، بہرِ مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا، اے دشمنانِ اہلبیت

حدیث نمبر ۹ — اُس کی عمر دراز ہو گی : دیلمیؒ نے حضرت ابو سعیدؓ سے بیان کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ آذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ — جو شخص میری اولاد سے متعلق مجھے تکلیف دیگا اللہ تعالیٰ کا اُس پر شدید ترین غضب ہو گا۔

اور یہ بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو — اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اُسے عطا فرمایا ہے اس سے لطف اندوز ہو۔

فَلْیَخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ خِلَافَةً حَسَنَةً۔ — تو اُسے میرے اہلِ بیت کے بارے میں میرا اچھا جانشین ہونا چاہئے۔

"مطلب یہ ہے کہ میری اولاد سے میری طرح محبّت کرو۔ تاکہ تمہاری عمر میں برکت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے لُطف اندوز ہو سکو۔"

فَمَنْ لَّمْ یَخْلُفْنِیْ فِیْھِمْ بُتِرَ عُمُرُہٗ۔ — اور جو اُن کے بارے میرا جانشین نہ ہُوا (یعنی میری طرح اُن سے محبّت نہ کی)، تو اس کی عمر کاٹ دی جائیگی۔

وَوَرَدَ عَلَیَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مُسْوَدًّا وَجْھُہٗ۔ — اور وہ قیامت کے دن میرے پاس سیاہ چہرہ لے کر آئیگا۔

(الصواعق المحرقہ۔ ص ۱۸۶)

❊

حدیث نمبر ۱۰ — سال کی عبادت : حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے

marfat.com

مروی ہے فرماتے ہیں۔

حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یَوْمًا خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ وَّمَنْ مَّاتَ عَلَیْہِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اور جو ان کی محبت میں مرجائے وُہ جنت میں داخل ہوگا۔

(نورالابصار ص ۱۱۴)

حدیث نمبر ۱۱ — حبِّ آلِ محمدؐ

: شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی تفسیر میں — امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں — امام اسمٰعیل حقّی نے تفسیر رُوح البیان میں — علامہ زمخشری نے تفسیر کشّاف میں — علامہ شبلنجی نے نورالابصار میں امام یوسف نبہانی نے الشرف المؤبد لآلِ محمّد میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے — حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ شَہِیْدًا

خبردار! جو شخص آلِ محمد کی محبت میں مرگیا، اُس نے شہادت کی موت پائی۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مَغْفُوْرًا لَّہٗ

خبردار! جو شخص آلِ محمدؐ کی محبّت میں فوت ہُوا وہ اس حال میں فوت ہُوا کہ اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا

خبردار! جو شخص آلِ محمدؐ کی محبّت پر فوت ہوا وُہ تائب ہوکر فوت ہُوا۔

اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ

جان لو کہ جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت میں فوت ہُوا

marfat.com

آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَكْمِلَ الْاِيْمَانِ ⁂	وُہ مومن مکمل ایمان کیساتھ فوت ہُوا۔
اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ اَبْشَرَہٗ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَّ نَكِيْرٌ۔	خبردار! جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر فوت ہُوا، اُسے پہلے موت کا فرشتہ اور پھر منکر نکیر جنّت کی خوشخبری دیتے ہیں۔
اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ يُزَفُّ اِلَى الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا۔	اچھی طرح سُن لو! جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر فوت ہوا، اسکو بڑے اعزاز کیساتھ جنّت میں داخل کیا جائے گا، جیسے دُلہن کو اعزاز کے ساتھ دُولہا کے گھر پہنچایا جاتا ہے۔
اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ بَابَانِ اِلَى الْجَنَّةِ	خبردار! جو شخص آلِ محمدؐ کی محبّت پر فوت ہوا اسکی قبر میں جنّت کے دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔
اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ قَبْرَهٗ مَزَارَ مَلٰٓئِكَةِ الرَّحْمَةِ۔	سُن لو! جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر فوت ہوا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔
اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ⁂	خبردار! جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر فوت ہُوا وہ مسلک اہلِ سنّت وجماعت پر فوت ہُوا۔

بغضِ آلِ محمد : اس حدیث مُبارکہ کا آخری حصّہ آلِ محمدؐ کیساتھ

marfat.com

بغض رکھنے والوں کی مذمّت میں ہے۔

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَىٰ بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ۔

کان کھول کر سُن لو! جو شخص آلِ محمدؐ کے بغض پر مرگیا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیگا کہ اسکی دونوں آنکھیں کے درمیان، یہ الفاظ لکھے ہونگے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید و مایوس ہے

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَىٰ بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

خبردار! جو شخص آلِ محمدؐ کے بغض پر مرا، وُہ جنّت کی خوشبو بھی نہ سُونگھ سکے گا۔

تفسیر ابن عربی ج ۲ ص ۲۲۳ مطبوعہ بیروت۔ لبنان
تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۱۶۵/۱۶۶ مطبوعہ ایران
تفسیر رُوح البیان ج ۸ ص ۳۱۳ مطبوعہ مصر
نور الابصار ص ۱۱۴/۱۱۵ مطبوعہ مصر
الشرف المؤبد لآلِ محمد ص ۴ مطبوعہ مصر

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ان ارشادات سے یہ اُمر روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ ___ حُبِّ آلِ محمدؐ کے بغیر ایمان نامکمل ہے ___ اور جس کے دل میں حُبِّ اہلبیتِ رسول موجود ہو اس کو دونوں جہانوں میں عظمتوں سے ہمکنار ___ بُلندی سے سرفراز ___ اور شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا جاتا ہے ___

اور جس کے دل میں بغض اہلبیت ہو، اُسکی بدبختی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے ___ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید و مایوس ہے ___ اور جنت کی خوشبو بھی نہ سُونگھ سکے گا ___ اور کفر کا بوجھ اٹھائے

marfat.com

قیامت کے دن ذلیل وخوار پھرے گا۔

—— وُہ لوگ جن کے دلوں میں حُبِّ اولادِ رسولؐ کی خوشبو بسی ہوئی ہے —— قیامت کے روز انہیں ہرطرح کے انعامات سے نوازا جائیگا اور اُن کی قبروں پر رحمت کے فرشتوں کا ہجوم رہے گا۔

مُنافق کی پہچان

حدیث نمبر ۱۲ : امام احمد بن حنبل نے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَبْغَضَ اَھْلَ الْبَیْتِ فَھُوَ مُنَافِقٌ۔	اہلِ بیتِ رسول سے بغض رکھنے والا منافق ہے۔

حدیث نمبر ۱۳ —— آگ کے کوڑے : ابنِ حجر مکیؒ نے طبرانی کے حوالے سے امام حسین علیہ السلام سے مرفوعًا روایت نقل فرمائی ہے۔

لَا یُبْغِضُنَا وَلَا یَحْسُدُنَا اَحَدٌ اِلَّا ذِیْدَ عَنِ الْحَوْضِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِسِیَاطٍ مِنَ النَّارِ	ہم سے جو شخص بغض اور حسد رکھے گا۔ اُسے قیامت کے دن آگ کے کوڑوں سے حوضِ کوثر سے ہٹایا جائے گا۔

(الصواعق ص ۱۷۴)

کیوں جناب —— کچھ پتہ چلا ؟ —— کہ رسولِ مکرم اور آلِ رسولؐ سے بغض وعناد رکھنے والوں کا حوضِ کوثر پر کس طرح استقبال کیا جائیگا۔

مسلمانو ! اگر قیامت کے دن جامِ کوثر کی تمنا رکھتے ہو تو اولادِ رسولؐ

marfat.com

سے محبت رکھو، اور اُن سے اچھا سلوک کرو ــــ احترام سے پیش آؤ۔

زمیں کے چاند ستاروں سے پیار کرتے رہو
رسولِ پاکؐ پیاروں سے پیار کرتے رہو

حدیث نمبر ۱۴ ــــ آلِ رسولؐ پر صدقہ حرام ہے : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے۔

اِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَ لَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ

(الشرف المؤبد لآلِ محمد ص ۳۴)

کہ یہ (صدقہ) لوگوں کی میل کچیل ہے اور یہ حلال نہیں ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آلِ محمد کیلئے۔

صدقہ لوگوں کی میل کچیل ہے ــــ اور اُن کو گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک کرتا ہے ــــ اور اُن کے مال و نفوس کو صاف کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ اور اپنی اولاد کیلئے صدقہ کو حرام فرمایا ہے۔

یہاں تک کہ حضورؐ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ابُورافع رضی اللہ عنہ کو بھی صدقہ لینے سے منع فرمایا۔

حضرات! توجہ فرمائیں کہ سرکارؐ کے غلاموں کا جب یہ مقام ہے کہ زمانے کے بادشاہ ان سے بھیک مانگیں ــــ اور چشمِ عالم نے اس کا بار بار مشاہدہ کیا تو پھر سرکارؐ کی اولاد کا مرتبہ و مقام کتنا بلند ہوگا ــــ اولادِ رسولِ مکرم کیلئے صدقہ اور زکوٰۃ حرام ہے اس سے بچنا بہت ضروری ہے ــــ جن ساداتِ کرام کو صدقہ اور زکوٰۃ کا چسکا پڑ چکا ہے ان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے

marfat.com

کہ وُہ صدقہ و زکوٰۃ سے پرہیز کریں، ورنہ وُہ دینی حمیّت اور حسینی غیرت کھو بیٹھیں گے ـــــ حلم کی جگہ بُغض ـــــ اور بُردباری کی جگہ حسد ـــــ اور سخاوت کی جگہ بخل لے لے گا۔

حدیث نمبر ۱۵ ـــــ نسَب رسُول : حضرت سیدنا عُمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سُنا۔ آپ نے فرمایا۔

یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کُلُّ سَبَبٍ وَّ نَسَبٍ اِلَّا سَبَبِیْ وَ نَسَبِیْ

قیامت کے دن تمام تعلق وسبب اور رشتہ ونسب منقطع ہو جائینگے سوائے میرے تعلق اور سبب کے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۳۱۴ مطبوعہ بیروت سن اشاعت ۱۹۸۰ء)

اس سے معلوم ہوا کہ کل قیامت کے دن کسی کا حسب ونسَب کام نہ آئیگا۔ سوائے حضورؐ سیّدِ عالم کے حسب ونسَب کے۔

آلِ رسُولؐ اور دُعا : ہر مُسلمان اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتا ہے ـــــ اس خالق و مالک کی درگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنا اہلِ دین و اسلام کی عادت ہے ـــــ لیکن دُعا مانگنے سے پہلے ایک بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے ـــــ اور وہ ہے مصطفےٰؐ اور آلِ مصطفےٰؐ پر دُرود بھیجنا ہے ـــــ اور جو شخص یہ نہ کرے اس کی نماز اور دُعا قبول نہیں ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۶ : حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا۔

marfat.com

مَنْ صَلّٰی صَلَاۃً وَّ لَمْ یُصَلِّ فِیْھَا عَلَیَّ وَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ [۱]

جس شخص نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور میرے اہلبیت پر درود نہ پڑھا اسکی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔

حدیث نمبر ۱۷ : حضرت مولانا و مرشدنا مولا علی سے روایت ہے۔

کُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ [۲]

ہر دعا کو روک دیا جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ حضورؐ اور آپ کی آل پر درود پڑھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۸ : اَلدُّعَاءُ مَحْجُوْبٌ عَنِ اللّٰہِ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَھْلِ بَیْتِہٖ [۳]

اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا جب تک سرکار علیہ السلام اور آپ کی آل پر درود نہ پڑھا جائے۔

امام شافعی کا مذہب : امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی دیکھیں آپ کے اشعار ہیں۔

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَہٗ

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہلِ بیت تمہاری

---

[۱] : صواعق المحرقہ ۲۳۳

[۲] : فیض القدیر ج ۵ ص ۱۹ مطبوعہ مصر سن اشاعت ۱۳۵۶ ہجری [۳] : ایضاً

محبت رب العزت کے نازل کردہ قرآن مجید میں فرض قرار دی گئی ہے۔

کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ
مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَاصَلٰوۃَ لَہٗ،

تمہارے عظیم القدر ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر دُرود نہ پڑھے اُس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

مذکورہ احادیث اور امام شافعی کے کلام سے آلِ رسولؑ کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے کہ نماز اور دُعا کی قبولیت کا راز اس میں مضمر ہے کہ نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر دُرود پڑھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۹ — شفاعت رسولؐ

: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے — کہ ہم اہلِ بیت کی محبت لازمی پکڑو کیونکہ ہماری محبت والا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے گا، ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا — اور فرمایا —

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُہٗ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ حَقِّنَا۔ (شرف مؤبد ص ۸۵)

اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ہمارا حق پہچانے بغیر کسی بندے کا عمل اُسے فائدہ نہ دے گا۔

حضرات! اس حدیث مقدسہ پر بار بار غور کرو — اور اہلبیت کی عظمت کی بُلندیوں کو پہچاننے کی کوشش کرو — اے ربِ عالم کے پرستارو — اے شب زندہ دارو — اے گلستانِ عبادت کی بہارو — اے جنت کے خریدارو — تمہارا ایک سینہ ہے — سینے میں دل ہے — اور دل کے

marfat.com

اندر کئی خانے ہیں ـــــ ذرا ٹٹول کر دیکھو کسی خانۂ دل میں اہلبیت رسول کی محبّت وعقیدت کی شمع روشن ہے ـــــ اگر ہے تو مبارک ہو۔ اگر نہیں ہے ـــــ تو پھر ہزاروں نمازیں پڑھیں ـــــ لاکھوں سجدے کریں ـــــ درجنوں حج کریں ـــــ زکوٰۃ علانیہ دیں ـــــ صدقہ چھپا کر دیں ـــــ خواہ سال بھر کے روزے رکھیں ـــــ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں ـــــ یا جہاد کریں ـــــ تمہارا کوئی عمل بھی فائدہ نہ دیگا۔ اگر رسول اور آلِ رسول کا حق نہ پہچانو گے ـــــ

حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان وارشاد اور اشعار دیکھو سُنو ـــــ تاکہ تمہارے دل میں محبّت کی دُنیا آباد ہو۔ فرماتے ہیں۔

دوائے تلخ مخور شہد نوش مُژدہ نیوش
بیا مریض بدارالشفائے ـــــ آلِ رسولؐ
اگر مثال خلافت دہد فقیرے را
عجب مدار زِ فیض وسخائے آلِ رسولؐ
اگر شب است و خطر سخت رہ نمیدانی
بُلند چشم و بیا بر قفائے آلِ رسولؐ

- اے مریض لا دوا کڑوی دوا نہ کھا، شہد پی، ایک خوشخبری سُن ـــــ آلِ رسولؐ کے دارالشفاء میں آجا ـــــ
- "یہ وُہ سخی اور لج پال ہیں" کہ اگر کسی فقیر کو بادشاہی کا تاج وتخت عطا فرماتے ہیں تو یہ ان کے فیض وسخا سے بعید نہیں۔
- اگر رات ہے ـــــ سخت خطرہ ہے ـــــ اور تو راستہ بھی نہیں جانتا تو پھر اپنی آنکھیں بند کر کے آلِ رسولؐ کی پیروی میں آجا۔ (وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ)

٭

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریر ۶

محرّم کے تیسرے جُمعہ کی تقریر	فضائل امام حسین علیہ السّلام
پورِ خیرُ النّسا، پرتوِ مُرتضےٰ سارے عالم میں گونجی ہے نوری صدا نوجوانانِ جنت کا سردار ہے جس نے خوں دے کے اسلام زندہ کیا	سیّدِ کربلا، شاہِ ہر دوسرا نورِ چشمِ رسالت کی کیا بات ہے شاہِ عالم محمّد کی تلوار ہے اسکے شوقِ شہادت کی کیا بات ہے

(انفر)

نام و نسب : آپ کا نام نامی اسمِ گرامی حسین (علیہ السلام) ہے۔

کنیّت : آپ کی کنیّت ابو عبد اللہ ہے۔

نسب : حسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف بن قصیّ بن کلاب بن کعب بن لُویّ۔

والدہ : آپ کی والدہ ماجدہ ـــــ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْن بنتِ محمّدٌ رسُولُ اللہ سیدالمرسلین بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔

والد : آپ کے والد گرامی، سیّد العرب، اسد اللہ الغالب بن ابوطالب بن عبد المطلب۔

marfat.com

رشید ــ طیّب ــ ذکی ــ وفی ــ سیّد ــ مُبارک

القاب : ــ ریحانۃُ الرَّسُول ــ سِبطُ الرَّسُول ــ التابع المرضات اللہ

شاعر : آپ کے شاعر کا نام یحیٰ بن حکم تھا۔

چوکیدار : آپ کے چوکیدار کا نام اسعد الھجری تھا۔

نقش انگوٹھی : آپ کی انگوٹھی کا نقش سورۂ رُعد کی آیت نمبر ۳۸ ــ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ "ہر معیار کے لئے ایک نوشتہ ہے" ــ لِوَقْتِ لِکُلِّ شَیْءٍ کِتَابٌ یعنی ہر چیز کا وقت لکھا ہوا ہے ــ (مظہر ج ۵ ص ۲۴)

بطور راوی : آپ نے آٹھ احادیث کی روایت کی ہے۔

شبیہہ : آپ ناف سے ٹخنہ تک اپنے نانا سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔

ولادت : آپ کی ولادت باسعادت پانچ شعبان المعظم ۴ ھ کو مدینہ منوّرہ میں ہوئی۔

محرّم اور امام حُسینؑ : سیّد الشہداء ــ راکب دوشِ مصطفےٰؐ ــ شہسوارِ میدانِ کربلا ــ شہزادۂ گُل گوں قبا ــ نورِ جان خیر النساء ــ پرتوِ شجاعت مرتضیٰ ــ امام عالی مقام ــ حسین علیہ السلام کی ولادت کے تھوڑی دیر بعد ــ شہید دشتِ کربلا کے تمغہ سے نواز اگیا ــ یُوں سمجھیں کہ آپ محسنِ ارضِ کربلا ہیں ــ اُس ہولناک سرزمین ــ صحرائے بے برگ وبار

اور تپتے ہوئے ریت کے بے ترتیب ٹیلوں کو گلستان میں تبدیل کرنے والے مجاہد اعظم کا اسم گرام حسینؑ ہے ـــــ کربلا ایک ایسے خطۂ ارض کا نام ہے ـــــ جس میں بادِ صرصر کے آوارہ تھپیڑوں کے خوف سے پرندے بھی پر نہ مارتے تھے ـــــ اُس ناہموار زمین کی فضاؤں میں امام حسینؑ کے شاہینوں نے پرواز کر کے اپنی خودی کا جشن منایا ـــــ اور اپنے پاکیزہ لہو کے قطروں سے اس ازل سے پیاسی زمین کی پیاس کو مٹایا ـــــ اپنی بے مثل سخاوت و شجاعت کا عَلَم لہرایا ـــــ اب اس ہولناک زمین کا نام "کربُ وَ بلا" نہیں کربلائے معلٰی ہے ـــــ جس کی آغوش میں رسولِ خدا کے شہزادے استراحت فرما رہے ہیں۔

کربلا کے معانی : علمائے لغت نے "کربلا کے معانی کچھ اس طرح تحریر فرمائے ہیں۔

۱ : کربلا عراق کے اس مقام کا نام ہے جہاں امام حسین شہید ہوئے۔

۲ : جس جگہ پانی میسر نہ آئے، اُس مقام کو کربلا کہتے ہیں۔

حضرات ! جس جگہ پانی نہ ملے اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے حلقوم خشک ہو جائیں، بچیاں پیاس کی شدت سے تڑپ رہی ہوں ـــــ اس جگہ پر کھڑا ہونا صرف نواسۂ رسول کا کام ہے۔

۳ : ـــــ کربلا ـــــ قلت اور کمی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے ـــــ کربلا میں خلوص ـــــ خلق ـــــ محبت ـــــ دیانت ـــــ مروت اور سہاروں کی کمی و قلت عروج پر تھی ـــــ جس گھر میں کسی چیز کی کمی نہ ہو، اس گھر کے وارث کے سامنے جان بوجھ کر پانی کی قلت پیدا کی جا رہی ہے ـــــ

حوضِ کوثر کے وارث کو پانی سے دُور رکھا جا رہا ہے، اُدھر مروّت کی کمی تھی، اور اِدھر محبّت کی کثرت ـــــ

۴ :ـــ کربلا جہاں بہت زیادہ شہید دفن کئے جائیں. کربلا کی گرم آغوش میں خاندانِ نبوّت کے درجنوں شہداء دفن ہیں یہی وجہ ہے کہ آج کربلا کو ـــــ کربلا معلّیٰ کہا جاتا ہے' یہ مدینے کے بے وطن مُسافروں کا شہر ہے' جہاں ہر وقت انوار کی بارش ہوتی ہے۔

۵ :ـــــ رنج و تکلیف کے مقام کو بھی کربلا کہتے ہیں ـــــ

ـــــ رنج و آلام اور تکالیف و شدائد کے طوفانوں نے ۱۰ محرم ۶۱ھ ہجری میں جس جگہ کیطرف رُخ کیا وُہ مقام، مقامِ کربلا ہے اور اُن طوفانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جس عالی مرتبت ہستی کا انتخاب کیا گیا اس مردِ عظیم کا نام حسین ہے۔

۶ :ـــــ کربلا کا ایک معنیٰ ہے۔ کیچڑ میں چلنا ـــــ

ـــــ کیچڑ میں چلنا کتنا دُشوار ہے یہ سب جانتے ہیں ـــــ مصائب و آلام کی دلدل میں ثابت قدمی کے ساتھ چلنے کا انداز سیکھنا ہو تو ننھے علی اصغر کے والد کو دیکھ' کیچڑ پر چل کر مصیبتوں سے پنجہ لڑانے والا زہراء بتول کے بیٹے کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔

۷ :ـــــ گیہوں (گندم) چھاننے والی چھلنی کو بھی کربلا کہتے ہیں ـــــ

ـــــ چھلنی کا کمال یہ ہے کہ تمام گندہ' ناکارہ اور بے کار مواد اور ایسی چیزیں جو گندم کی جنس سے تعلق نہیں رکھتیں چھان کر الگ کر دیتی ہے اور کربلا میں بھی یہی ہوا کہ چند نفوسِ قدسیہ چھن کر علیحدہ ہو گئے۔ طمع لالچ اور سیاست کا گند ایک طرف ہو گیا۔

۸ :ـــــ رُوئی دُھننے والی کمان (دُھنکی) کو بھی کربلا کہتے ہیں ـــــ

ـــــ روئی پنجنے کی دیسی مشین جس طرح رُوئی کے ریشوں کو دُھنتی ہے پرانے

marfat.com

لوگ اُس سے واقف ہیں، وہ جان کنی کے وقت کی تکلیف سے بھی اپنا الگ انداز رکھتی ہے اور ایک ایک ریشے کو علیحدہ علیحدہ کر دیتی ہے۔ اسی تناظر میں ذرا کربلا کی زمین پر ہونے والی جنگ کا جائزہ لیں کہ اس ظلم و جوار کی دھنکی نے اہلبیت رسول کے اجسام کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ کر کے ہوا میں کس طرح بکھیرے تھے۔

۹ :— ایک چیز کا دُوسری چیز میں ملانا کربلا کہلاتا ہے —

— کربلا میں کئی چیزیں کئی چیزوں میں اس طرح مل گئیں کہ اب قیامت تک اُن کی جُدائی کا تصوّر ممکن نہیں — مثلاً —

— عمرو بن سعد — ابنِ زیاد — شمر — سنان — حولی اور سب کے سردار یزید کے ساتھ لعنتوں کی پھٹکار — نفرتوں کی بھوار عذابِ الٰہی کی للکار — سرورِ عالم کی دُرکار ایسی مل گئی کہ اب یہ سب اُن سے جُدا نہ ہوں گے۔ خواہ خارجی مولوی ایڑی چوٹی کا زور لگائیں۔ اُمّت مسلمہ کے آنسوؤں کا دھارا امام حسین کے ساتھ کچھ اس انداز سے مل گیا ہے کہ قیامت تک اُن کا جُدا کرنا ممکن نہیں۔

قتلِ حسینؓ کی خبر اور کربلا : سیّدنا امام عالی مقام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر آپ کی ولادت کے تھوڑی دیر بعد ہی جبریل علیہ السلام نے سرکارؐ کو پہنچا دی کہ یہ شہزادہ کربلا کی زمین پر بے کسی کے عالم میں جامِ شہادت نوش فرمائے گا۔ اور یہ خبر سُنکر رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے نواسے کی اُس مصیبت پر شدّت کیساتھ آنسو بہائے۔

marfat.com

حدیث نمبر ا ــــ شہادت گاہِ حسینؓ کی مٹی : ام المومنین عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے[1] فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ میرے گھر میں ایک ایسا فرشتہ داخل ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔ اُس نے مجھے کہا ــــ

(اے اللہ کے پیارے رسولؐ)

اِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَقْتُوْلٌ وَاِنْ شِئْتَ اُرِيْكَ مِنْ تُرْبَةِ الْاَرْضِ الَّتِيْ يُقْتَلُ بِهَا قَالَ فَاَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَاءَ ۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۹۴)	بیشک آپ کا یہ حسینؓ قتل کیا جائیگا اور جس جگہ وہ قتل ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین کی مٹی آپ کو دکھا دیتا ہوں حضورؐ فرماتے ہیں پھر اُس نے سُرخ مٹی نکال کر دکھا دی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ فرشتہ مقتلِ حسین کی مٹی سرکارؐ کو دکھانے کیلئے ساتھ لایا تھا۔

دُوسری بات یہ ہے کہ اُس فرشتے نے امام حسین کو رسولِ کریمؐ کا بیٹا کہا ــــ اِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ ــــ اور جو لوگ امام حسین کو حضورؐ کی اولاد تسلیم نہیں کرتے وہ غلطی پر ہیں ــــ اور اس سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ نوریوں کے عقیدے میں حسین کو رسول کا بیٹا کہنا حقیقت ہے ــــ اور ناری امام حسین کو رسولِ کریم کا بیٹا نہیں مانتے ــــ جو قرآنی اُسلوب کے خلاف ہے۔

حدیث نمبر ۲ ــــ وُہ زمین جسے کربلا کہتے ہیں : ام المومنین ام سلمہ

[1] اس روایت میں (عن عائشہ او ام سلمہ) یعنی عائشہ یا ام سلمہ سے روایت ہے ؎

رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ جبریل علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے۔ حسین رو پڑے۔ میں نے اُن کو چھوڑ دیا۔ اور وُہ اپنے نانا کیطرف چلے گئے۔ تو جناب جبریل نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔

اَتُحِبُّہٗ یَا مُحَمَّدُ — یارسول اللہ کیا آپ اس حسینؑ سے محبت رکھتے ہیں

حضورؐ نے فرمایا "ہاں" جناب جبریلؑ نے عرض کیا۔

اِنَّ اُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهٗ — بیشک آپ کی امت اس صاحبزادے کو قتل کریگی۔

اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی خدمت میں اس زمین کی مٹی پیش کروں جہاں پر انہیں قتل کیا جائے گا۔

فَبَسَطَ جَنَاحَهٗ اِلَى الْاَرْضِ — جناب جبریل علیہ السلام نے اپنے پَر زمین

فَاَرَاهُ اَرْضًا يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَا — کی طرف بچھائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

— کو وہ زمین دکھادی جسے کربلا کہتے ہیں۔ (ذخائر العقبیٰ ص ۱۴۷)

حدیث نمبر ۳ — ارض طف :

ام المومنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں ایک دفعہ امام حسین بن علیؑ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ میں داخل ہوئے۔ جہاں حضورؐ تشریف فرما تھے۔ شہزادے نے حضورؐ کی پشت مبارک پر چھلانگ لگا دی۔ نانا اپنے نواسے کی اس ادا سے خوش ہو رہے تھے — جناب جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ اس بچے سے محبت رکھتے ہیں — سرکارؐ نے فرمایا۔

مَالِیَ لَا اُحِبُّ اِبْنِیْ — کیا وجہ ہے کہ میں اپنے بیٹے سے محبت نہ کروں۔

جبریل نے عرض کیا۔

marfat.com

فَاِنَّ اُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهٗ مِنْ بَعْدِكَ ــ آپ کے بعد آپ کی امت اسے قتل کریگی۔
پھر جبریل علیہ السلام نے لمبا ہاتھ کر کے
فَاَتَاهُ تُرْبَةً بَيْضَا ــ اور سفید رنگ کی مٹی حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔
ــ اور عرض کیا۔
فِيْ هٰذِهِ الْاَرْضِ يُقْتَلُ ــ کہ اس زمین میں شہید کیا جائیگا۔
اِبْنُكَ هٰذَا ــ آپ کا یہ بیٹا
وَاِسْمُهَا الطَّفُّ ــ اور اس جگہ کا نام طفؔ ہے۔
جب جبریل چلے گئے تو سرور عالمؐ باہر نکلے۔
وَالْتَزَمَهٗ فِيْ يَدِهٖ يَبْكِيْ ــ اور اس مٹی کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے رونے لگے
اور فرمایا، اے عائشہ جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا یہ بیٹا حسین زمین طف میں قتل کیا جائے گا۔
وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَتُفْتَنُ بَعْدِيْ ــ اور بے شک میری اُمت میرے بعد
ــ فتنے میں ڈال دی جائیگی۔
ام المومنین فرماتی ہیں اپنے اصحاب کیطرف تشریف لے گئے، جن میں علی، ابوبکر، عمر، حذیفہ، عمار، ابو ذر رضی اللہ عنہم موجود تھے ــ اور تاجدارِ مدینہ رونے لگے ــ غلاموں نے عرض کیا۔
مَا يُبْكِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ ــ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول آپ کو
ــ کس چیز نے رُلایا ہے ؟
سرکارؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین

عہ : طفؔ اس جگہ کا نام ہے جس پر امام کو شہید کیا گیا۔ طف دریا کے کنارے خشک جگہ کو بھی کہتے ہیں۔

marfat.com

زمین طف کی پشت پر بے دردی سے قتل کیا جائیگا۔ اور میرے پاس وُہ مٹی بھی لائے — اور انہوں نے بتایا کہ حسین کی آخری آرام گاہ وہی ہے

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۹۱)

"امام حسین اور کربلا" کے عنوان کے تحت چند احادیث پیش کی ہیں، کربلا کے معانی — اور حضورؐ کے فرامین جن کا تعلق کربلا کی سرزمین سے ہے کو بیان کیا — حضرات کربلا مصیبتوں اور تکلیفوں کے مقام کو کہتے ہیں — کربلا — وُہ جگہ جہاں مصائب و آلام اور ظلم و جور کی حکمرانی ہو — کربلا — جہاں پانی نہ ملے — آگ اُگلتی دھرتی کو کربلا کہتے ہیں — لوگو! اب کربلا سختیوں کی جگہ نہیں — راحت و سکون کی جگہ ہے — اب وہاں آگ نہیں — اللہ کی رحمت برستی ہے — اب وہاں نوکیلے پتھروں کی جگہ پھولوں نے لے لی ہے — جو زمین پانی کی بوند بوند سے ترستی تھی آج وہاں پانی کی فراوانی ہے — نواسۂ رسول نے کربلا کی زمین کے بختوں کو سنوارا — آج ہولناک زمین کو کربلا معلّٰی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

صحرائے کربلا کو گلستاں بنا دیا
شبیرؑ کے گلوں نے بیاباں سجا دیا
کربلا کے شہوار نے طوفاں کے رُوبرُو
اسلام کا چراغ جلا کر — دکھا دیا

(مختصر)

حدیث نمبر۴ — قطعۂ جسدِ رسولؐ : حضرت اُم فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وُہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت

marfat.com

میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں — یارسول اللہ آج رات میں نے ایک بڑا عجیب خواب دیکھا ہے — سرکار نے فرمایا وُہ کیا ہے؟ عرض کرتی ہیں کہ وہ بہت سخت ہے — آپ نے فرمایا بتاؤ تو سہی وہ ہے کیا؛ عرض کرتی ہیں۔

كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ — (یارسول اللہ) آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا

قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ — کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

رَأَيْتَ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ — (اے ام فضل) تم نے بہت اچھا خواب دیکھا

اِنْ شَاءَ اللهُ غُلَامًا يَكُوْنُ — ہے انشاءاللہ میری بیٹی" فاطمہ کے ہاں بچہ

فِيْ حِجْرِكِ۔ — پیدا ہوگا۔ جو تمہاری گود میں ہوگا۔

فرماتی ہیں کہ پھر فاطمہ زہراء کے ہاں حسین پیدا ہوئے جو میری گود میں تھے جیساکہ رسول کریم نے فرمایا تھا۔

فرماتی ہیں، ایک روز میں رسولِ کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے حسینؓ کو اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں رکھ دیا — اور پھر میں کسی اور کام میں مصروف ہوگئی۔ اُدھر سے توجہ ہٹ گئی — تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے آقا علیہ السلام کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے — میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یارسول اللہ کیا بات ہے؟ یہ غمگین چہرہ یہ آنسو؟ — سرکارؐ نے فرمایا۔

اَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ — جبریلؑ میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ عنقریب

اَنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ ابْنِيْ هٰذَا — میری امت (کے بعض لوگ) میرے اس بیٹے کو قتل کریں گے۔

فرماتی ہیں، میں نے حسین کیطرف اشارہ کرکے عرض کیا۔ اس کو

marfat.com

قَالَ نَعَمْ ـــــ آپ نے فرمایا ہاں اسی کو
وَ اَتَانِیْ بِتُرْبَۃٍ مِنْ تُرْبَتِہٖ حَمْرَاءَ ـــ اور میرے پاس اس جگہ کی (جبریل) مٹی بھی لائے جو سرخ رنگ کی ہے۔ ـــ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب مناقب اہلبیت حدیث ۳)

اس حدیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سُنکر اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے چہرہ مبارک تر ہوگیا ـــ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی کی مصیبت پر رونا جائز بلکہ سنّتِ نبوی ہے۔

جو لوگ حسین کے مصائب پر رونے والوں کو منع کرتے ہیں وُہ اس حدیث پر غور کریں ـــ کہ ابھی حسین کا بچپنا ہے ـــ جوان ہوگا ـــ ۱۰ محرم ۶۱ ھ میں جام شہادت نوش کرے گا ـــ لیکن اللہ کا پیارا حبیب یہ خبر سُن کر کہ "میرے اس نواسے کو فرات کے کنارے بے دردی کیساتھ شہید کر دیا جائے گا" زار و قطار رو رہے ہیں۔

حضراتِ گرامی ! رونا۔ سوز و گداز اور دردِ دل کی علامت ہے۔ ہم بھی روتے ہیں ـــ جب کربلا کے مسافروں کی یاد آتی ہے ـــ جب علی اصغر کا حلقوم اور سیدہ سکینہ کی بے کسی یاد آتی ہے ـــ کربلا معلّٰی کے راہگزاروں پر بھوک، پیاس، شدید گرمی کے عالم میں خیموں کے اندر زہراءؑ بتول کی بیٹیوں کا قرآن مجید کی تلاوت کرنا جب یاد آتا ہے ـــ تو روتے ہیں ـــ اور جی بھر کے روتے ہیں ـــ اور پھر ـــ

روتے ہیں اسلئے بھی کہ ٹکڑوں کی شکل میں
بکھرا پڑا تھا خاک پہ کنبہ ـــ بتول کا

marfat.com

شجر و حجر، زمین و زماں رو دیئے خضرؔ
کربل میں دیکھا حال جو آلِ رسُول ___ کا

حدیث نمبر ۵ : ___ ابراہیمؑ کو حسینؑ پر قربان کر دیا :

حضرت ابوعباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے پاس موجود تھا۔ حضور علیہ السلام کی بائیں ران پر آپ کے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دائیں ران پر آپ کے نواسے حسین ابن علی تھے ___ سرورِ عالم کبھی اپنے بیٹے ابراہیم اور کبھی اپنے نواسے حسین کو بوسہ دیتے ___ اس حال میں ربِّ عالم کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوئے۔ جب حضورؐ وحی سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا ___ میرے ربّ کیطرف سے جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے کہا۔ اے محمد مصطفٰےؐ آپ کا ربّ آپ کو سلام کہتا ہے ___ اور ساتھ یہ بھی فرماتا ہے لَسْتُ اَجْمَعُهُمَا لَكَ ___ کہ میں ان دونوں (حسین و ابراہیم) کو آپ کیلئے فَافْدِ اَحَدَهُمَا بِصَاحِبِهٖ ___ جمع کر کے نہیں رکھوں گا ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر قربان کر دو۔ ___

نبی کریمؐ نے پہلے اپنے بیٹے اور پھر اپنے نواسے کیطرف دیکھا تو زار و قطار رونے لگے ___ پھر آپ نے فرمایا ___ میرے بیٹے ابراہیم کی ماں باندی ہے۔ ___ جب وُہ جدا ہوں گے تو میرے سوا کسی کو غم نہیں ہوگا ___ اور حسین کی ماں فاطمہ ہے ___ اور اُن کا باپ علی میرا چچازاد بھائی ہے ___

لَحْمِیْ وَدَمِیْ ___ وُہ میرا گوشت اور میرا خون ہے۔

— جب حسین فوت ہوگا تو میری بیٹی فاطمہ کو بھی غم ہوگا — اور میرے چچازاد بھائی اور مجھے بھی صدمہ ہوگا۔

وَ اَنَا اُوْثِرُ حُزْنِیْ عَلٰی حُزْنِہِمَا — میں اپنا غم ان دونوں کے غموں پر نثار کرتا ہوں۔

— اور فرمایا اے جبرئیل تو ابراہیم کو لے جا — میں حسین کے بدلے ابراہیم کو قربان کرتا ہوں — اور پھر تین دن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے جو مخدومۂ امت حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن اطہر سے تھے کا وصال ہوگیا۔

اس کے بعد یہ عمل تسلسل کے ساتھ جاری رہا کہ حضورؐ جب حسین علیہ السلام کو سامنے دیکھتے تو —

قَبَّلَہٗ وَضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ — ان کا بوسہ لیتے اور سینے سے لگا لیتے۔

وَرَشَفَ ثَنَایَاہُ — دانتوں پر بوسہ دیگر لبوں کو چوستے اور فرماتے

فَدَیْتُ مَنْ فَدَیْتُہٗ — میں نے حسینؓ پر اپنے بیٹے ابراہیم کو فدا

بِابْنِیْ اِبْرَاھِیْمَ — کر دیا ہے۔

(تاریخ بغداد (علامہ خطیب بغدادی) ج ۲ ص ۲۰۴ سنِ اشاعت ۱۹۳۱ء مطبوعہ مصر)

دل والو! ذرا غور فرماؤ کہ کس قدر محبت ہے اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حسین علیہ السلام کے ساتھ۔ کہ اپنے لختِ جگر کو حسین پر فدا کر دیا — اور اس اَمر پر خوشی کا اظہار فرمایا ہے — اور پھر اسی چیز کے پیشِ نظر امام عالی مقام حسین علیہ السلام نے بھی اپنے نانا کے دین پر میدانِ کرب و بلا میں اپنے حسین بچوں کو قربان کیا — اور استقامت کا — شجاعت کا — آسمان ہونے کا ثبوت دیا — حسینؑ! تجھ پر کائنات کی قربانیاں فدا —

ہاشم کے آسماں کا اختر رضؓ فدا ہوا
عباس رضؓ شیرِ حضرتِ حیدر رضؓ فدا ہوا
قاسم رضؓ بھی اور عون و محمد بھی یا حسینؑ
ہے تجھ پہ مہتاب سا اکبر رضؓ فدا ہوا
اصغر رضؓ کے خوں کی دھار بھی تجھ پر فدا ہوئی
ابنِ رسولؐ پاک بھی تجھ پر فدا ہوا
(خضر)

حدیث نمبر ۶ — حسین مجھ سے ہے : جناب یعلیٰ عامری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم نے ایک زن امام حسین کو بچوں کیساتھ کھیلتے ہوئے پکڑ لیا — اور اُن کو ہنسانے لگے اور پھر اسی دوران میں حضورؐ نے اپنا ایک ہاتھ مبارک حسین کی گدّی و گردن کا پچھلا حصّہ) پر رکھا اور دوسرا ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر —

فَوَضَعَ فَاهُ عَلٰی فِیْهِ یُقَبِّلُهٗ — تو پھر حضورؐ نے اپنا منہ مبارک حسین کے منہ پر رکھ کر بوسہ لیا۔

اور فرمایا۔

حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ — حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں
اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا — جو حسین سے محبت کریگا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا۔ (مستدرکِ حاکم ج ۳ ص ۱۷۷)

مذکورہ حدیثِ مبارکہ (حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ) کے معانی و مفہوم میں اربابِ علم و دانش نے جو کلام فرمایا ہے اُس کا خلاصہ کچھ اسطرح

marfat.com

ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا اس سے مقصد اپنے پیارے نواسے کے ساتھ کمالِ محبت و الفت کا اظہار فرمانا ہے۔

اس طرح کا انداز عرب میں مُدتوں سے رائج چلا آتا ہے — بُلغائے عرب جب کسی سے اتحاد و یگانگت، الفت اور قرب و محبت کا شدت سے اظہار کرنا چاہیں تو کہتے ہیں —

فُلَانٌ مِنَّا وَنَحْنُ مِنْهُ — یعنی فلاں ہم سے ہے اور ہم اس سے ہیں

اور جب وُہ کسی سے نفرت اور قطع تعلقی کا اظہار — پُرزور اور شدید انداز میں کرنا چاہیں، تو پھر یُوں کہتے ہیں۔

اِنَّنَا لَسْنَا مِنْهُ وَلَیْسَ ھُوَ مِنَّا — ہم اس سے نہیں ہیں اور وُہ ہم سے نہیں۔

اسی طرح ایک اور مثال حدیث قدسی میں ہے — جو حاسد اور کینہ پرور انسان کے متعلق ہے۔

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنِّیْ وَلَسْتُ اَنَا مِنْہُ — بے شک وُہ مجھ سے نہیں ہے اور میں اس سے نہیں ہوں۔

اس حدیث میں بھی شدت سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے — اور اسی مفہوم کی ایک اور دلیل قرآن مجید کی سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۹ میں اس طرح ہے کہ طالوت جب اپنے لشکر لے کر باہر نکلنے لگے تو رستے میں ایک نہر پڑتی تھی — آپ نے اُن کے نظم و ضبط — اور جنگی استقامت کا امتحان لیتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کیطرف سے فرمان جاری کیا — کہ اے لشکریو! — اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے اور سنو! —

فَمَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَلَیْسَ مِنِّیْ — کہ تم میں سے جو اس نہر کا پانی پئے گا وُہ مجھ سے نہیں۔

marfat.com

یعنی وُہ میرا نہیں ـــــ اس تحقیق کی روشنی میں مذکورہ حدیث شریف سے شدید محبّت کمالِ اتصال ـــــ اور کامل تعلّق کے معنی ہی اخذ کئے جا سکتے ہیں ـــــ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشارہ بھی اسی اَمر کی طرف ہے ـــــ اور اسی کا مطلب یہ ہے کہ

اے لوگو! مجھے حسین سے بے پناہ محبّت ہے ـــــ میرے اور اس کے درمیان انفکاک وجُدائی ـــــ اور باطنی دوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ـــــ حسین میرا ہے اور میں حسین کا۔

بعض علماء نے حدیث شریف کے پہلے جزو (حُسَیْنٌ مِنِّیْ) کو مادی جہت ـــــ اور دوسرے جز (وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ) کو معنوی جہت سے تعبیر کیا ہے ـــــ حضورؐ کے فرمان کا مفہوم کچھ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ

حسین میرا ہے، مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں
وُہی ہیں لوگ مرے، جو میرے حسین کے ہوں
نہیں وُہ میرے جو شبیرِ کربلا کے نہیں
نہیں جو میرے وُہ لاریب کبریا کے نہیں
جو کبریا کے نہیں، ہیں وُہ نار کے قابل
نبیؐ کی آل کے دشمن ہیں دار کے قابل

(انجم)

امامِ عالی مقام کیساتھ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرطِ محبّت کی وجُوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ ربّ العزت نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جو قوتیں اور صلاحیتیں رسالت مآب کو ودیعت فرمائیں منجملہ ان میں ایک سرکار علیہ السلام کا نبوّت کی نظر سے آنے والے حالات وواقعات

کا مشاہدہ فرمایا ہے ـــ جس کا قرآن و حدیث میں ثبوت موجود ہے۔

شہزادۂ گلگوں قبا علیہ السلام کا ارضِ کربلا پر اس کڑے امتحان میں ثابت قدم رہنا اور دین اسلام کی خاطر بچوں کی قربانیاں دینا ـــ پیاس کی شدت کو صبر و استقامت سے برداشت کرنا ـــ بھائیوں کو سرِ میدان آنکھوں کے سامنے کٹتے ہوئے دیکھنا ـــ طاغوتی طاقتوں کے سامنے سرنگوں نہ ہونا ـــ ان سب کارناموں کو سامنے دیکھتے ہوئے آپ کا یہ فرمانا ـــ کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں ـــ بعید از قیاس نہیں۔ ـــ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ اسلوب خوارج و نواصب اور آلِ رسول کے منکروں اور دشمنوں کے حلق سے نیچے نہ اُتر سکے ـــ لیکن یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضور کو امام کی شہادت کا قبل از وقت پتہ چل گیا تھا ـــ اور آپ نے اس جگہ کا مشاہدہ بھی فرمایا ـــ اور اسی بنا پر سرکارؐ نے شدت کے ساتھ محبت کا اظہار فرمایا ـــ کہ حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں ـــ

اہلِ فہم و دانش اس اَمر سے بخوبی واقف ہیں کہ اس حدیث میں ایک طرح کی فہمائش و تلقین اور نصیحت بھی ہے کہ خبردار! جس نے میرے حسین کو دُکھ پہنچایا ـــ اس ظالم نے مجھے اذیت دی۔ کیونکہ ـــ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں ـــ ہم سوال کرتے ہیں یزید کے بے رحم حامیوں پر (جو یزید کو حق پر سمجھتے ہیں) کہ کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر حسین اور اس کے بچوں کو کس کے ایماء پر بے دردی سے ذبح کیا گیا ـــ اور حسین سے کس کی ملوکیت و آمریت کو خطرہ تھا۔

مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے صادر کرنے والو! ـــ

marfat.com

حسین سے دشمنی منافقت کی کھلی ہوئی علامت اور خبثِ وطن کی واضح نشانی ہے۔ اور درپردہ رسولِ اکرمؐ کے دین سے بغاوت ہے۔

اگر ایمانی حلاوتوں سے محفوظ ہونا چاہتے ہو تو اپنے دلوں میں امام حسین کی محبت پیدا کرو تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کے محبوب کی چشمِ رحمت وا ہو۔ اور قیامت کے دن جامِ کوثر کی لذّتوں سے مسرور ہو سکو۔

اُسی کو حشر میں کوثر پلایا جائے گا
پیا ہو جس نے محبت سے جامِ آلِ رسولؐ (خضر)

حدیث نمبر ۷ : حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، اور فرمایا چھوٹا بچّہ (حسین) کہاں ہے؟ اسی اثناء میں امام حسین چلتے ہوئے آئے اور آغوشِ رسالت میں بیٹھ گئے — اور اپنی انگلیاں نانا جان کی داڑھی مُبارک میں داخل کر دیں حضورؐ نے گود میں کھیلتے ہوئے اپنے پیارے نواسے کا منہ کھولا۔

فَاَدْخَلَ فَاهُ فِیْ فِیْهِ — اور اس کے منہ میں منہ ڈال کر بوسہ لیا — اور پھر فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ — اے اللہ میں اس سے محبّت کرتا ہوں، تو وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ — بھی اسے محبوب رکھ اور جو اس سے محبّت کرے — اسے بھی محبوب رکھ۔

حدیث نمبر ۸ : حسینؑ کا اپنے نانا کی زبان چوسنا :

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے

marfat.com

يَدْلَعُ لِسَانَهٗ لِلْحُسَيْنِ —— اپنی زبان کو امام حسین کے لئے نکالا۔
یعنی امام حسین کو سامنے دیکھ کر اپنی زبان مبارک کو ان کیلئے اپنے منہ سے نکالا تاکہ وہ اس کو اپنے منہ میں ڈال کر چوسیں۔

فَيَرَى الصَّبِيُّ حُمْرَةَ لِسَانِهٖ —— جب بچے (حسین) نے سرکارؐ کی زبان کی
فَيَهِشُّ اِلَيْهِ [۱] —— سرخی کو دیکھا تو اس کیطرف مائل ہوئے۔
یعنی حضورؐ کی زبان مبارک کو اپنے منہ میں ڈال لیا۔

حضرات! اس حدیث مبارکہ میں جس بات کی طرف اشارہ ہے وُہ ہے نواسے کا نانا کی زبان کو چوسنا اور ظاہر ہے زبان چوسنے سے لُعابِ دہن میں ہی حلقوم کے نیچے اُترتا ہے۔

لُعابِ دہن : رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لُعابِ دہن اپنے اندر ایک تاثیر و شفا رکھتا ہے —— حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ہانڈی (جو چند آدمیوں کیلئے پکائی گئی تھی) میں ڈالا جاتا ہے تو وُہ سالن چودہ سو مجاہدین کے لشکر نے پیٹ بھر کر کھایا۔ تو پھر بھی ختم نہ ہُوا۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر لگانے کی دیر تھی —— کہ زہر جو غار میں سانپ کے ڈسنے سے جسم میں سرایت کر گیا تھا، اس کے اثرات ایک لمحہ میں زائل ہو گئے۔
مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہٗ کی دُکھتی ہوئی آنکھوں میں ڈالا گیا تو درد فوراً کافور ہو گیا، پھر زندگی بھر آنکھیں بیمار نہ ہوئیں —— کڑوے اور کھاری کنویں میں ڈالا گیا تو پانی میٹھا ہو گیا۔

[۱] : ذخائر العقبیٰ ص ۱۲۶

ارباب دانش! غور فرمائیں ــــ اِس لُعابِ دہن نے جناب حسین پر کیسے کیسے اَثرات مرتّب کئے ہوں گے۔

خیال رہے کہ پانی کا کھاری اور کڑوا ہونا زمین کے اندر چھپے ہوئے مختلف مرکبات و نمکیات کی وجہ سے ہوتا ہے ــــ اور یہ امر بھی اٹل حقیقت ہے کہ بعض مرکبات میں ملایا جائے تو مرکبات کی ایک نئی شکل معرضِ وجود میں آتی ہے ــــ اور پہلے والے اثرات مٹ جاتے ہیں ــــ اور ایک نیا اثر پیدا ہوتا ہے ــــ جو لُعابِ دہن طبقات الارض پر اثر انداز ہو سکتا ہے ــــ وہ یقیناً حسین کے جسم وسُریر پر، قلب وضمیر پر نظریات و خیالات پر بھی اثر انداز ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ امامِ عالی مقام ہر کڑے امتحان میں ثابت قدم رہے اور یہ اثرات تھے رسول کے لُعابِ دہن اور بتُول کے شیر کے، جس نے امام کے بدن و مزاج میں انوار بھر دیئے کہ دُنیا کی کوئی طاقت آپ کو حق وصداقت کی راہوں سے نہ ہٹا سکی۔

صحرائے کربلا کو بسایا حُسین نے
سب کچھ لٹا کے دیں کو بچایا حسین نے
تاثیر مصطفٰے کے لُعابِ دہن کی دیکھ
قطراتِ خُوں سے ظلم مٹایا حسین نے
شیرِ بتُول، خونِ علی کا کمال ہے
ذرّوں کو زرنگار بنایا حسین نے

(خضر)

حدیث نمبر ۹ ــــ سردار، امام، حجّت : جناب سلیم بن قیس ہلالی

marfat.com

نے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما حضور کے زانوں پر بیٹھے ہیں ___ رسول کریم کبھی اُن کے رخسار پر بوسہ دیتے ہیں اور کبھی اُن کا منہ چومتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں۔

اَنْتَ سَیِّدٌ اِبْنُ سَیِّدٍ اَخُوْ سَیِّدٍ وَاَنْتَ اِمَامٌ اِبْنُ اِمَامٍ اَخُوْ اِمَامٍ وَاَنْتَ حُجَّۃٌ اِبْنُ حُجَّۃٍ اَخُوْ حُجَّۃٍ وَاَنْتَ اَبُوْ حُجَجٍ تِسْعَۃٍ تَاسِعُھُمْ قَائِمُھُمْ۔

(ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۱۰۵)

تم لوگوں کے سردار ہو، سردار کے بیٹے ہو، سردار کے بھائی ہو، تم امام ہو، امام کے فرزند ہو، امام کے بھائی ہو، تم حجت ہو حجت کے بیٹے ہو، حجت کے بھائی ہو، اور تم (۹) حجتوں کے باپ ہو انکا نانواں قائم ہے۔

(امام مہدی کیطرف اشارہ ہے)

حجت کے معانی : اس حدیث میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک زبان سے امام حسین کی شان کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم سردار ہو ___ سردار کے بیٹے ہو ___ سردار کے بھائی ہو۔

تم امام ہو ___ امام کے بیٹے ہو ___ امام کے بھائی ہو ___ یعنی اے حسین تم اور تیرا باپ علی اور تیرا بھائی تینوں سردار ہو اور تینوں امام ہو ___ اور تم تینوں حجت ہو۔ سردار اور امام کا مطلب مسلمانوں کی اکثریت جانتی ہے ___ اب دیکھنا یہ ہے کہ حجت کسے کہتے ہیں اور حجت کے معنی کیا ہیں؟ ___ علامہ ابن منظور اپنی شہرہ آفاق کتاب لسان العرب میں حجت کے

marfat.com

معنی یوں بیان کئے ہیں ــــ لکھتے ہیں ــــ

اَلْحُجَّۃُ مَا دُوْفِعَ بِہِ الْخَصْمُ ــــ حجّت وہ ہے جس سے دشمن کو ہٹایا جائے ــــ دفع کیا جائے۔

اَلْحُجَّۃُ : اَلْوَجْہُ الَّذِیْ یَکُوْنُ بِہِ الظَّفَرُ عِنْدَ الْخُصُوْمَۃِ۔ ــــ حجّت ایسی وجہ اور سبب کو کہتے ہیں جس کے ساتھ لڑائی جھگڑا، جنگ و جدل کے وقت ــــ کامیابی حاصل کی جائے۔

یہاں پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حجّت کو حجّت کہتے کیوں ہیں؟ تو اس کا جواب ابن منظور نے لسان العرب میں اسی طرح دیا ہے۔

لِاَنَّھَا تُحَجُّ اَیْ تُقْصَدُ ــــ کہ حجّت کا ایک معنیٰ قصد بھی ہے

لِاَنَّ الْقَصْدَ لَھَا وَاِلَیْھَا ــــ چونکہ بوقتِ ضرورت اس کا بھی قصد کیا جاتا ہے،

"اسلئے اس کو حجّت کہتے ہیں۔"

حضرات! اس حدیث میں مولا علی، امام حسن ــــ امام حسین علیہم السلام کو حجّت فرمایا گیا ــــ اور یہ تینوں ہستیاں رسالت مآب کی صداقت کی دلیل ہیں اور رسولِ مکرم اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں۔

اور دوسرے معنوں پر غور کیا جائے تو ان تینوں ائمہ کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ ہر جہت ــــ ہر پہلو ــــ ہر انداز میں انہوں نے اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ہر طرح کا مقابلہ کر کے گلشن دینِ اسلام کو تاراج ہونے سے بچایا ــــ اور منافقین کے خبثِ باطن کو اپنے عمل و کردار سے لوگوں کے سامنے عیاں کر دیا ــــ تاکہ لوگ اُنکے شر سے محفوظ رہیں۔ اور مذکورہ حدیث کے آخری حصّے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ امام

marfat.com

زین العابدین ــــ امام محمد باقر ــــ امام جعفر صادق ــــ امام موسیٰ کاظم ــــ امام علی رضا ــــ امام محمد تقی ــــ امام علی نقی ــــ امام حسن عسکری ــــ آخری امام مہدی (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اپنے اپنے دور میں کمالاتِ نبوّت کی براہین، طریقت و شریعت کے امام ہیں ــــ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مہدی ــــ امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ علمائے اہلِ سنت کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ امام مہدی امام حسن کی اولاد سے ہوں گے۔

حسینؑ حجت: بات چل رہی تھی مناقبِ حسین کی ــــ حضرات گرامی امام حسین بقول رسول اللہ حجت ہیں ــــ ایسی حجت جس سے ملوکیت کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ کون حسین؟ جو مدینہ میں پیدا ہوا ــــ کربلا میں ہُویدا ہوا ــــ زمانہ جس کا شیدا ہوا ــــ حُسینِ حسین کو ــــ ماہِ مبین کو ــــ شاہِ زمین کو ــــ روشن جبین کو ــــ امام بہترین کو ــــ امیرالمومنین کو ــــ شہسواروں کا تاجدار کہوں ــــ امام الابرار کہوں ــــ تاجِ فرقِ اخیار کہوں ــــ شہیدوں کا سالار کہوں ــــ ہمّت کا کوہسار کہوں ــــ صداقت کی یلغار کہوں ــــ آہن قائم النّار کہوں ــــ غریبوں کا غمگسار کہوں ــــ زہراء کے دل کا قرار کہوں ــــ حیدرِ کرّار کا افتخار کہوں ــــ امام حسن کا پیار کہوں ــــ رسولِ مکرم کا دلدار کہوں ــــ دینِ محمد کا اقتدار کہوں ــــ وُہ حسین ــــ جس نے

جس نے بلائے کفر کی گردن مروڑ دی
چشمِ ضلال ضربِ ہدایت سے پھوڑ دی

marfat.com

جس گھر کے صحن میں تھا ستم نے جنم لیا
شہ نے ستم کو دفن اُسی گھر میں کر دیا

(خضرؔ)

<u>نوٹ</u> : " امام حسین از روئے حدیث" کے عنوان کے تحت درجنوں احادیث کے مطالعہ کا ذوق ہو، ہماری کتاب "آلِ رسول" حصہ دوم کا مطالعہ فرمائیں !

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۷

محرم کے چوتھے جمعہ کی تقریر ـــــ واقعاتِ کربلا

حسین شاہِ شہیداں، حسین حسن نبیؐ ـــ حسین رنگِ شجاعت حسین زورِ علیؑ
حسین نام ہے اسلام کی شرافت کا ـــ حسین نام ہے تصدیق کی صداقت کا

خضر

پسِ منظر: یزید لعین کے والد امیر معاویہؓ کا رجب سنہ ۶۰ھ میں انتقال ہوا۔ اور اُن کی وفات کے بعد ـــ اُن کا نالائق بیٹا یزید عنید تخت حکومت پر اپنی پوری نحوست کیساتھ بیٹھا ـــ اُسے تختِ سلطنت پر بٹھانے کی تیاریاں بہت پہلے کی جاچکی تھیں۔

اس وقت ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مدینہ منورہ کا گورنر تھا ـــ نعمان بن بشیر انصاری کوفہ کا امیر تھا ـــ عبیداللہ بن زیاد بصرہ کا حاکم تھا۔ اور عمرو بن سعید بن عاص مکہ معظمہ کا گورنر تھا ـــ یزید جب تختِ شاہی پر بیٹھا تو اس کے سامنے سب سے زیادہ اہم کام ان لوگوں سے بیعت لینا تھا جنہوں نے جناب معاویہؓ کے زمانے میں یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔

marfat.com

چنانچہ اس نے حاکم مدینہ ولید بن عقبہ کو ایک خفیہ خط لکھا — جس میں یہ بھی تھا۔

فَخُذْ حُسَیْنًا وَّعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ — حسینؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ

وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زُبَیْرٍ بِالْبَیْعَۃِ اَخْذًا — کو بیعت کے لئے سختی سے پکڑ لو اور

شَدِیْدًا لَیْسَتْ فِیْہِ رُخْصَۃٌ یُّبَایِعُوْا — اُن سے کسی قسم کی نرمی نہ کرو یہاں تک

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۶/۱۴۷) — کہ وہ بیعت کر لیں۔

جب ولید گورنر مدینہ کو امیر شام کی وفات کی خبر ہوئی تو وہ سخت مشکل میں پڑ گیا — چنانچہ اُس نے مروان بن حکم کو مشورے کے لئے بلایا — مروان نے اپنا ناپاک دھن کھولا اور بولا کہ میری رائے یہ ہے کہ اُن لوگوں کو امیر معاویہ کی موت کی خبر ملنے سے پہلے پہلے یزید کی بیعت کیلئے بلوا بھیجو، اور اگر وہ بیعت سے انکار کریں۔

فَاِنْ اَبَوْ ضُرِبَتْ اَعْنَاقُھُمْ [1] — اگر وہ انکار کریں تو انکی گردنیں اُڑا دی جائیں۔

اس پر ولید بن عتبہ نے فوراً عبداللہ عمرو بن عثمان بن عفّان (یعنی حضرت عثمان غنی کے پوتے کو) حسین اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیطرف انہیں بلانے کی غرض سے بھیجا — یہ دونوں حضرات مسجد شریف میں موجود تھے۔ حضرت عثمان غنی کے پوتے عبداللہ نے ان دونوں سے عرض کیا کہ تم کو گورنر مدینہ نے بلایا ہے — ان دونوں نے فرمایا تم جاؤ ہم آتے ہیں — جب عبداللہ چلا گیا تو حضرت امام حسین نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے فرمایا

---

[1] : البدایہ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۴۷ ۔

marfat.com

اِنِّیْ اَرٰیٰ طَاغِیَتَھُمْ قَدْ ھَلَكَ [1] ـــ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا طاغیہ [ع] بادشاہ مر گیا ہے۔

ابن زُبیر نے عرض کیا۔
اَنَا مَا اَظُنُّ غَیْرَہٗ ـــ کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔

امام حسینؑ گورنر ہاؤس میں: اس کے بعد امام حسین علیہ السلام اپنے غلاموں اور عزیزوں کو ساتھ لے کر دارالامارت کے دروازے پر پہنچ گئے ـــ اور اپنے ساتھیوں کو دروازے پر بٹھا کر حکم دیا۔ کہ اگر تم کوئی مشکوک بات سنو تو اندر آجانا ـــ اس کے بعد آپ اکیلے اندر تشریف لے گئے ـــ اس وقت مروان بھی ولید کے پاس موجود تھا ـــ ولید نے آپکی خدمت میں یزید لعین کا خط پیش کیا ـــ اور ساتھ ہی امام کو یزید کی بیعت کی دعوت دی ـــ آپ نے فرمایا ـــ ولید!

اِنَّ مِثْلِیْ لَا یُبَایِعُ سِرًّا [2] ـــ کہ مجھ جیسا آدمی خفیہ طور پر بیعت نہیں کر
وَمَا اَرَاكَ تَجْتَزِیْ مِنِّیْ ھٰذَا ـــ سکتا اور نہ ہی صرف میری بیعت تمہارے لئے کافی ہے۔

اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ جب لوگ جمع ہو جائیں تو ہمیں بھی بُلا لینا ـــ (اس جواب کے اندر درجنوں حکمتیں موجود ہیں) ولید چونکہ عافیت پسند شخص تھا اُس نے کہا ٹھیک ہے۔ اب آپ تشریف لے جائیں ـــ

[ع]: طاغیہ رومی بادشاہوں کا لقب ہے ـــ آسمانی بجلی اور سرکشی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

[1]: البدایہ ایضاً۔ [2]: البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۷

marfat.com

اس پر مروان نے ولید سے کہا خدا کی قسم ـــ اگر یہ اس وقت بیعت کئے بغیر نکل گئے تو پھر ان اور آپ کے درمیان بہت خون خرابہ ہوگا ـــ انہیں روک لیں اور جب تک بیعت کر کے یزید کو حکمران تسلیم نہ کر لیں باہر نہ جانے دیں

وَ اِلاَّ ضْرِبَتْ عُنُقُہٗ ـــ ورنہ ان کی گردن اڑا دو

یہ بات سُن کر ـــ امام عالی مقام ـــ شہزادۂ خوش خرام ـــ صاحب احتشام ـــ محبوب گُل فام ـــ صداقت کی حسام بے نیام ـــ کچھار علی کے ضرغام ـــ حسین علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے ـــ اور فرمایا ـــ اور بد انجام ـــ بدنام عام ـــ نافرجام ـــ

یَا ابْنَ الزَّرْقَاءِ اَنْتَ تَقْتُلُنِیْ ـــ اور! زرقاؑ کے بیٹے کیا تو مجھے قتل کریگا نہیں بلکہ تو جھوٹ بکتا ہے ـــ اور تو نے ایک بہت بُری بات کی ہے۔

یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے گئے۔

مروان نے ولید سے کہا کہ خُدا کی قسم! اسکے بعد تم اس کو کبھی نہ دیکھو گے

ولید نے جواب دیا۔

وَاللّٰہِ یَا مِرْوَانُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَاِنِّیْ قَتَلْتُ الْحُسَیْنَ۔ ـــ خدائے بزرگ و برتر کی قسم اے مروان حسین کے قتل کرنیوالے کے معاوضہ میں ساری دُنیا کی بادشاہت مجھے منظور نہیں۔ (البدایہ ایضاً)

کیا میں حسین کو اسلئے قتل کر دوں کہ وُہ یزید کی بیعت کرنے سے انکاری ہے خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ جس نے حسین کو قتل کیا، قیامت کے دن اس کا

عہ: زرقا بنتِ مذھب ذَوَاتُ الرَّایات (بدکاری پر دلالت کرنیوالی عورتیں) میں سے تھی جو فاحشہ عورتوں کی دلالی کرتی تھی، مروان کے دادا ابوالعاص بن اُمیّہ سے اس سے نکاح کر لیا (بورِ بتول ص ۴۹ بحوالہ کامل)

marfat.com

میزان ہلکا ہو گا۔

مدینہ سے روانگی : حضرت امام نے سنہ ۶۰ ہجری ۲۷ رجب المرجب مدینہ سے ہجرت فرمائی ہوگی — تو امام کے دل پر کیا گزری ہو گی — دل والو! کس کا جی چاہتا ہے مدینہ چھوڑنے کو —

مدینہ جو فرشتوں کی جائے نزول ہے — جہاں مرقد زہرا بتول ہے — مدینہ — جو مسکن رسول ہے — وہ مدینہ — جس کی خاک، خاکِ شفا ہے — جہاں دوائے مریض لادوا ہے — وہ مدینہ — جو دار القرار ہے — جس کا چمن سدا بہار ہے — جس کا خار بھی رشکِ گلزار ہے — وہ مدینہ — جس کی زیارت کیلئے ایمان والوں کے دل ترستے ہیں — ہر وقت جہاں رحمت کے بادل برستے ہیں — یہ شہر — رسول اللہ کا مدینہ ہے — یہ تاج زمین کا نگینہ ہے — یہ مقدس ترین دھرتی کا سینہ ہے — ہر مدینے کا مدینہ ہے — ایسے نور بھرے شہر کو چھوڑ کر جانا — امام حسین علیہ السلام کی بہت بڑی کامیابی ہے — اور عالم انسانیت پر بہت بڑا احسان ہے کسی درد کے مارے صاحب محبت سے پوچھو! کہ مدینۂ رسول کی جدائی کا صدمہ کیا ہوتا ہے — ایام حج کے دوران مدینہ کی طرف سفر کرنے کو بدعت کہنے والے نام نہاد مولویوں کو کیا خبر کہ مدینہ کی گلیوں میں گزرنے والے لمحات میں کتنا کیف وسرور ہے — ان بغض کے ماروں کا مدینہ میں دل نہیں لگتا — ان کو شاہِ مدینہ، مدینے سے نکال دیتے ہیں — اور محبت والے جب مدینے شریف سے واپس ہوتے ہیں تو اُن کی حالت غیر ہو جاتی ہے — سچ تو یہ ہے — کہ —

marfat.com

بہت ہے دل کشی روضۂ انور کی ضیاؤں میں
نظر انوار آتے ہیں مدینے کی فضاؤں میں
گلستانِ نبیؐ کے خار بھی جنت بداماں ہیں
ملی ہے خُلد کی خوشبو مدینے کی — ہواؤں میں
نبیؐ کے شہر کی گلیوں سے مشکل ہے جُدا ہونا
نرالا کیف ہے طیبہ کے نخلستاں کی چھاؤں میں

مزارات پر حاضری: حضرت امام نے مدینہ چھوڑنے سے قبل اپنی عظیم والدہ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْن فاطمہ بنتِ رحمۃٌ للعٰلمین کے روضۂ اقدس پر حاضری دی — اور زبانِ حال سے کہا ہوگا — امی جان میں مدینہ چھوڑ کے جا رہا ہوں — دار القرار سے دار الحزن کی طرف جا رہا ہوں — گنبدِ خضریٰ کی چھاؤں کو چھوڑ کر — کربلا میں بلاؤں کو سینے لگانے جا رہا ہوں —

خود کو تری قربت سے مشکل ہے جُدا کرنا
ترے پاس میں آیا ہوں، چلتا ہوں دُعا کرنا
کانٹوں بھری منزل ہے خطرات ہیں رستوں میں
پر دینِ محمدؐ سے لازم ہے وفا کرنا

جب قبر کی جنت میں خاتونِ جنت نے اپنے پیارے بیٹے حسین کی پُردرد آواز سُنی ہوگی — تو مامتا نے تڑپ کر فرمایا ہوگا — جاؤ بیٹا اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

marfat.com

زورِ حیدری ضربت کا دشمن کو دکھا دینا
بے دین کی دنیا کو جرأت سے مٹا دینا
بچوں کو کٹا دینا، گھر بار لٹا دینا
پر دین کے گلشن کو خوں دے کے سجا دینا
تپتے ہوئے صحرا کو، اُجڑی ہوئی دھرتی کو
جا کر طفِ کربل کو گلزار ــــ بنا دینا

اس کے بعد امام نے اپنے بڑے بھائی حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ کے مرقدِ پُر انوار پر حاضری دی ــــ "فردوس آسیہ" ہے کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر بھی سلام کے لئے تشریف لے گئے ــــ اور پھر اپنے نانا جان، جانِ کائنات کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے۔

علامہ امجدی نے "خطباتِ محرم کے صفحہ ۳۵۲" پر اس طرح منظر کشی کی ہے کہ امام عالی مقام جب اپنے نانا کے آستانہ اقدس پر آخری سلام کیلئے حاضر ہوئے ہوں گے۔ اس وقت آپ کی کیفیت کیا ہوئی ہو گی ــــ بلاشبہ دیدہ خوں بار نے اشک غم کی بارش کی ہو گی ــــ اور عرض کیا ہو گا ــــ نانا جان، میں آپ کا مقدس شہر چھوڑ رہا ہوں ــــ وُہ شہر کہ جو مجھے سب سے زیادہ عزیز اور پیارا ہے ــــ اسلئے چھوڑ رہا ہوں کہ میرا یہاں رہنا دشوار ہو گیا ہے ــــ میں جا رہا ہوں مجھے اجازت دیجئے ــــ اور آپ کے نانا جان سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے آغوشِ رحمت و محبّت میں آپ کی پرورش کی تھی ــــ اس وقت روضۂ انور میں اُن کا کیا حال ہُوا ہو گا۔ اس کا تصوّر اہلِ محبّت کے دلوں کو پاش پاش کر دیتا ہے ــــ آہ! یہ دن کتنے رنج و غم کا دن تھا کہ جگر گوشۂ رسولؐ فرزند علی و بتول جن کا

marfat.com

سب کچھ مدینے میں ہے۔ مگر آج وہ مدینہ سے جا رہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جا رہا ہے۔

آپ ـــــ الوداع ـــــ اے نانا جان الوداع کہہ کر روتے ہوئے واپس ہوئے اور ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ مدینہ منورہ پر حسرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

مصنّف شاہنامہ حسین جناب نادم صابری نے امام پاک کی روضہ رسول پر حاضری کی منظر کشی اپنے اشعار میں اسی طرح بیان کی ہے ـــــ لکھتے ہیں کہ جب نواسہ اپنے نانا کے مزار پر قدمین شریفین کیطرف بوسہ دیکر بیٹھا تو یوں گویا ہُوا ــــ

سلام اے جدِّ امجد، اے میرا منہ چُومنے والے
مجھے دوشِ محبت پر اٹھا کر گھومنے والے

ذرا نظریں اٹھا کر دیکھ! کس کا نورِ عین آیا
اٹھ اے نانا تیرے در پر تیرا اپنا حسین آیا

میری منزل کٹھن ہے اور مُسافر بے وطن ہوں میں
مدد اے رہبرِ کامل کہ تنہا رہ گیا ہوں میں

ترے قدموں سے دُنیا اب مجھے بھی دور کرتی ہے
کسی فاجر کی بیعت پر مجھے مجبور کرتی ہے

ستم ہے مجھ کو سچی بات بھی کہنے نہیں دیتے
جو چپ رہتا ہوں اے نانا تو چپ رہنے نہیں دیتے

دُعا کیجئے کہ مالک ہم کو صبر و استقامت دے
حسن کی بردباری اور حیدر کی شجاعت دے

رہے آباد اے نانا تیرا یہ پاک سا خانہ
دُعائیں آج دیتا جا رہا ہے ایک مستانہ

یہ کہہ کر سوئے مکہ چل دیا وہ سیّدِ عالی!
غرض آلِ محمد سے مدینہ ہو گیا خالی

● مولانا عبد الرب دہلوی فردوسِ آسیہ کے صفحہ ۲۸۴ پر روضۂ رسول پر امام کی حاضری کا منظر کچھ اس انداز میں لکھا ہے ـــــ فرماتے ہیں ـــــ کہ

marfat.com

جب امام حسین روضۂ رسول پر حاضر ہوئے — سلام عرض کیا — اور قبر مبارک سے چمٹ کر رو دیئے۔ اور عرض کیا، یا رسول اللہ یہ آپ کا حسین — آپ کا نورِ عین آپ سے جدا ہوتا ہے۔ یہ بے بس و ناچار۔ بے یار و مددگار — ہے — اور عالم تنہائی ہے — دشمن مجھے آپ کے قدموں میں نہیں رہنے دیتے — میرے بھائی حسنؓ کو زہر دے کے ضائع کیا — اب میرے پیچھے کمر باندھ کر پڑے ہیں — اسی لئے مجھے ناچار آپ کا در دولت چھوڑنا پڑا ہے — میں جا رہا ہوں — پر دل و جان تیرے مدینے میں چھوڑے جا رہا ہوں — حضور آپ کے روضے کا دیدار، تیری سرکار اور تیرا دربارِ دُر بار چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا — لیکن کیا کروں تیرے دین پر آ بنی ہے — فاسق و فاجر — ظالم اور شرابی آپ کا مسند نشین بنا ہوا ہے — اور مجھ سے بیعت چاہتا ہے — حضورؐ آپؐ کی حدیث ہے کہ جو ظالم و بدعتی کی عزت و توقیر کرے اس نے اسلام کو گرایا — نانا جان ذرا قبر شریف سے اپنا دستِ مبارک نکالئے اور مجھے گلے لگا لیجئے اور رخصت دیجئے — خدا جانے پھر قسمت میں آپ کی قبرِ انور کا دیدار بھی ہے یا نہیں۔

آغوشِ رسول میں: مولانا عبدالرب لکھتے ہیں کہ جس رات امام عالی مقام نے روضۂ رسول پر حاضری دی اس رات نماز تہجد وہیں پر ادا کی۔ لکھتے ہیں — کہ نمازِ تہجد کے بعد آپ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوئی — نیند اور بیداری کے درمیان والی کیفیت — یعنی نہ سوتے تھے نہ جاگتے تھے — جسدِ اقدس اور حواس کے کچھ حصے سو رہے ہیں اور کچھ جاگ رہے تھے — اسی کیفیت کے دوران حضرت امام حسین نے دیکھا کہ میں

marfat.com

ایک بچّہ سا ہوں کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ــــ اور مجھے اپنی گود میں لے لیا اور سینے سے لگا لیا ــــ اور پھر مجھے اپنی آغوش میں لٹا کر میرا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھا اور سَر پر ہاتھ پھیر کر فرمانے لگے ــــ اے میری آنکھوں کے نُور ــــ اے میرے کلیجے کی ٹھنڈک ــــ بہادری اور جرأت سے کام لو ــــ عنقریب تم میرے پاس آنے والے ہو ــــ امام فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ــــ حاضر ہوں اور اسی اَمر پر راضی ہوں کہ مجھے ابھی لے لیجئے ــــ اسی وقت آپ کے پاس آنے کیلئے تیار ہوں ــــ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ــــ بیٹا ابھی سے آنے کا ارادہ نہ کرو ــــ ہمّت بُلند رکھو۔

مصیبت، غربت وغم جھر کے آنا
لہُو سے جامِ ہستی بھر کے آنا
علی کی بیٹیوں کو کربلا ــــ میں
سپردِ ربِّ اکبر کر کے ــــ آنا

بیٹا فردوسِ اعلیٰ میں جو مرتبے اور درجے تیرے لئے ہیں وُہ کسی اور شہید کیلئے نہیں ــــ مگر وہ مرتبے مصیبتوں اور تکلیفوں کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے ــــ جب امام اس پُر نور کیفیت سے نکلے تو آپ نے خود کو عالمِ وجد میں پایا ــــ نشۂ شہادت میں چور ــــ دیدارِ مصطفٰےؐ میں مسرور ــــ اور چشمِ مازاغ کے نوری جام سے مخمور تھے ــــ معًا مدینہ منورہ کی جدائی کے صدموں کا طوفان تھم گیا ــــ اور نانا کی گود کا نقشہ آنکھوں میں جم گیا ــــ اور جسمِ رسُول کی خوشبو نے مشامِ جاں کو معطر کر دیا ــــ اور دل و دماغ کی وادیاں مہک اُٹھیں ــــ مولانا لکھتے ہیں کہ امامِ پاک کل پہلے مدینے سے

marfat.com

جانے کا ارادہ کم تھا ــــ لیکن جب عالمِ خواب میں حضورؐ کی زیارت ہوئی۔ تو شہادت کے رستوں پر چلنے کا شوق فراواں ہو گیا ــــ (فردوسِ آسیہ ص ۲۸۵)

مدینۃ الرسُول غمکدہ بن گیا : جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے روانہ ہونے کی تیاری فرما رہے تھے تو اہلِ مدینہ کا صدمہ سے عجیب حال تھا۔ جتنی خوشی اہلِ مدینہ کو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کی ہوئی تھی۔ اتنا ہی آج ہر گھر غم کدہ بنا ہوا تھا ــــ کہیں رونے کی آواز آرہی تھی ــــ اور کوئی سسکیاں بھر رہا تھا ــــ تو کوئی ہچکیاں لے رہا تھا ــــ اور کوئی دُکھ سینے میں چھپائے حیرت کی تصویر بنا بیٹھا تھا ــــ حضرت ام المومنین اُم سلمہ سلام اللہ علیہا کا اس صدمہ سے یہ حال تھا کہ دَم الٹ گیا تھا ــــ رات دن ایک ہی پکار تھی ــــ اور زبان پر ایک ہی ندا تھی ــــ بیٹا حسین! تو کہاں ہے؟ تجھے تیرے نانا یاد فرماتے ہیں۔ (فردوسِ آسیہ ایضاً)

تیرے بغیر شہرِ محمد کے گھر اداس
ہر شخص بیقرار ہے دیوار و در اُداس
گلشن میں بلبلوں کی زباں پر سکوت ہے،
شجر و حجر اداس ہیں، برگ و ثمر اداس
روضۂ مصطفٰے کی فضائیں اداس ہیں
چہرے بجھے، بجھے سے ہیں ہر ہر نظر اداس

امام نے بھائی سے پوچھا : علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ امام حسین رضؓ نے اپنے بھائی محمد بن حنفیہ سے پوچھا۔

marfat.com

فَاَیْنَ اَذْھَبُ یَا اَخِیْ ـــ اے میرے بھائی بتاؤ میں کہاں جاؤں ؟

حضرت محمد بن حنفیہ نے عرض کیا۔

اِنْزِلْ مَکَّۃَ ـــ مکہ معظمہ میں نزولِ اجلال فرمائیے۔

دل والو! ذرا اس منظر کو تصور کی آنکھوں سے دیکھو ـــ کہ رونقِ مدینہ مدینۂ رسولؐ کو کس درد بھری آواز سے الوداع کہہ رہا ہے ـــ اونٹوں پر کجاوے ـــ اور کجاووں پر شاہِ دو عالم کی پردہ دار نواسیاں اور آلِ محمدؐ کے چھوٹے چھوٹے بچے ـــ اور معصوم بچیاں جن کو ابھی ابھی نیند سے بیدار کر کے اونٹوں پر سوار کیا گیا ہے ـــ نیند سے پلکیں بوجھل ـــ چہرے اداس ـــ ہر جسدِ پاک مضمحل ـــ طبیعت میں کسمساہٹ ـــ نگاہوں میں حیرت و حسرت ـــ اور دل میں مدینہ چھوٹ جانے کا غم ـــ اس نوری قافلے کی ظاہری بے کسی کا منظر دیکھ کر آسمان تھرّا گیا ہوگا ـــ فرشتے حیرت کی تصویر بن گئے ـــ حوروں کی چیخیں نکل گئی ہوں گی ـــ فرشِ زمیں پر اضطراب سے لرزہ پیدا ہو گیا ہوگا ـــ نخلستانِ مدینہ نے فرقت کے لمحوں میں خضرت کی چادریں اُتار دی ہوں گی ـــ گلہائے مدینہ کی رنگت اڑ گئی ہوگی ـــ کلیوں کا غازہ اُتر گیا ہوگا ـــ مدینے کی گلیوں میں کھلنے والے دروازوں کی دہلیزوں پر بیٹھ کر وہاں کی شرافت مآب خواتین سیدہ خیر النساء اور زینتِ کبریٰ کا نام لیکر رو رہی ہوں گی ـــ طیبہ کی گلیوں میں کھیلنے والی ننھی ننھی معصوم بچیاں سیدہ سکینہ کا نام لے کر آہیں بھرتی ہوں گی ـــ فضائیں نوحہ کناں ہوں گی کہ دیکھو مدینے سے مدینے کا والی جا رہا ہے ـــ مسجد نبوی کے منبر کا خطیب جا رہا ہے ـــ سجادہ رسول کا وارث جا رہا ہے ـــ علیؓ کا لعل اور بتول کا گوہر جا رہا ہے ـــ غریبوں کا غم خوار

جارہا ہے — آلِ محمد کا سردار جا رہا ہے۔ دیکھو — آج — مدینہ منوّرہ — سے — کون — جا — رہا ہے — مدینے سے ماہِ مُدن جا رہا ہے — حرم سے امامِ حرم جا رہا ہے۔

بہاروں نے رو کر کہا ہائے کیوں کر
یہ سارے کا سارا چمن جا رہا ہے

حسینؑ : آج مدینہ چھوڑ کر کیوں جا رہا ہے؟ حکومت حاصل کرنے کیلئے؟ نہیں ہرگز نہیں — امام علیہ السلام کا مدینہ سے مکہ — اور مکہ سے کربلا جانا کسی ذاتی لالچ کی بنا پر تھا — بلکہ اپنے نانا کا وعدہ وفا کرنے کیلئے — اور اپنے جدِّ امجد کی آغوشِ رحمت کی خوشبو سونگھنے کی خاطر جانا پڑا۔

مصیبت سے پنجہ لڑانے کی خاطر
جفاؤں کا ہر تیر کھانے کی خاطر
شہادت کا گلشن سجانے کی خاطر
شہید ہو کے قرآں سنانے کی خاطر
مدینے سے نکلا نبیؐ کا — نواسہ
نبیؐ کی شریعت بچانے کی خاطر

نوٹ : امام کے مدینہ منورہ کو خیر باد کہہ کر مکہ معظمہ کی طرف جانا مختصر واقعات کی روشنی میں منظر کشی کی ہے، اگر اس کی تفصیل پڑھنا مقصود ہو، ذوقِ محبت تقاضا کرے تو ہماری کتاب آلِ رسول جلد دوم کا مطالعہ کریں۔

امام مکہ معظمہ میں : امام عالی مقام مدینہ سے مکہ کی طرف سفر کے دوران

marfat.com

مختلف منازل و مراحل طے کرتے ہوئے مکّہ کے جوار میں پہنچ گئے ۔ جب اہل مکّہ کو حضرت امام کی تشریف آوری کا پتہ چلا تو وہ آپ کے استقبال کے لئے مکّہ معظمہ سے باہر نکل آئے اور آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ۔ اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے زبانِ حال سے یوں گویا ہوئے ؎

مدینہ پاک سے حُسنِ رسول آتا ہے
امن کے شہر میں ابنِ بتول آتا ہے
ہمارے دل کے چمن میں بہار آئیگی
وُہ دیکھو گلشنِ حیدرؓ کا پھول آتا ہے

امام عالی مقام علیہ السلام نے جس جگہ قیام فرمایا وہاں پر لوگ گروہ در گروہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتے ۔ جب یزید عنید کو یہ خبر پہنچی کہ امام اور عبداللہؓ بن زبیر مدینہ چھوڑ کر مکّے چلے گئے ہیں تو اس نے امام کو گرفتار نہ کرنے کی سزا کے طور پر ولید گورنر مدینہ کو معزول کر دیا لہ

امام حسین علیہ السلام تین شعبان ۶۰ھ ہجری (۹ مئی ۶۸۰ء) بروز جمعرات مکّہ میں داخل ہوئے ۔ اور شعبِ ابی طالب میں قیام ۔ شعبِ ابی طالب یہ وہی مقام ہے جہاں پر رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مقیم رہے ۔ جب قریش مکہ نے آپ سے جُدائی اختیار کی ۔ اور بنو ہاشم کو یہاں پر رہنا پڑا ۔ آج حضورؐ کے نواسے کو بھی اسی مقام پر قیام کرنا پڑا اور اسی مقام کے دوران، لوگ دُور دراز سے حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتے اور آپ کی معیّت میں ایک انوکھا کیف محسوس کرتے ۔

لہ : روضۃ الشہداء ص ۲۹۲

marfat.com

اہلِ کوفہ کی میٹنگ : اہلِ کوفہ کو جب امیر معاویہؓ کی وفات اور امام حسین کا یزید کی بیعت سے انکار کا پتہ چلا تو انہوں نے سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں ایک خفیہ میٹنگ کی، جس میں سلیمان نے تقریر کرتے ہوئے کہا امام حسین مدینہ سے نکل کر مکہ چلے گئے ہیں۔

وَاَنْتُمْ شِيْعَتُهٗ وَشِيْعَةُ اَبِيْهِ[1] ــــ اور تم ان اور انکے والد (علی) کے شیعہ ہو۔

اگر تم اس موقع پر ان کی مدد کرنا اور ان کے دشمن کے خلاف جہاد کرنا چاہتے ہو تو انہیں لکھ بھیجو کہ وہ یہاں تشریف لے آئیں ــــ اور اگر تم اپنی کمزوری کے باعث ڈرتے ہو تو پھر انہیں خواہ مخواہ مصیبت میں نہ ڈالو ــــ اس پر اُن تمام "شیعانِ علی" نے یک زبان ہو کر کہا۔

نُقَاتِلُ عَدُوَّهٗ وَنَقْتُلُ اَنْفُسَنَا[2] ــــ کہ ہم ان دشمنوں کو قتل کرینگے اور اپنی جانوں کو قربان کر دیں گے۔

چنانچہ ان سب نے بالاتفاق امام حسین کو خط لکھے ــــ خطوط کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد ہے ــــ ان میں سے ایک یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لِحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ، مِنْ شِيْعَتِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ــــ اَمَّا بَعْدُ ــــ فَحَيَّهَلَا فَاِنَّ النَّاسَ يَنْتَظِرُوْنَكَ وَلَا رَأْيَ لَهُمْ فِيْ غَيْرِكَ فَالْعَجَلَ الْعَجَلَ ــــ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔

(طبری ج ۴ ۲۶۲)

---

[1] : طبری ج ۴ ص ۲۶۰ مطبوعہ قاہرہ [2] : ایضاً ص ۲۶۱ ؎

marfat.com

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط حسین بن علی کے لئے اُنکے شیعہ مومنین اور مسلمین کی طرف سے — جلدی روانہ ہو جائیے لوگ آپکے منتظر ہیں اور سب کی رائے بس آپ ہی کے اوپر ہے — جلدی کیجئے — والسلام علیک۔

چونکہ کوفیوں نے امام حسینؑ کی بارگاہ میں جو خطوط لکھے تھے اُن میں بار بار یہ لکھا ہُوا تھا کہ ہمارا کوئی امام نہیں۔ آپ آئیے، شائد اللہ تعالیٰ آپ کے سبب سے ہم کو حق و ہدایت پر جمع کردے — اسلیئے امام پاک نے حامی بھر لی — اور مسلمؓ بن عقیلؓ کو روانہ فرمایا کہ میرے سفیر کی حیثیت سے جاکر اہلِ کوفہ اور ماحول کا جائزہ لیں۔

مُسلم بن عقیل:

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما مولا علی کے بڑے بھائی جناب عقیل بن ابی طالب کے صاحبزادے تھے۔ اس لحاظ سے جناب امام حسین کے چچیرے بھائی ہیں — مولا علی کی صاحبزادی رقیہ (اُم حبیبہ بنت ربیعہ کی بطنِ اطہر سے ہیں) اُن کے نکاح میں تھی — اس نسبت کے اعتبار سے مسلم، امام حسین کے بہنوئی بھی لگتے ہیں۔

آپ نہایت خوش شکل — پاک طینت اور پُروقار شخصیت کے مالک تھے۔ جذبۂ وفا سے سرشار — میدانِ شجاعت کے شہسوار تھے — اپنے بھائی حسین سے بے پناہ محبت تھی — ایسی محبت جس میں عقیدت کا رنگ غالب تھا یہی وجہ تھی کہ کوفیوں کیطرف سے آنے والے خطوط کے جواب میں امام حسین نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو بطور سفیر بھیج رہا ہوں — تاکہ وہ آپ لوگوں کے حالات کا جائزہ لیکر مجھے اطلاع دے۔

٭ ٭ ٭

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر ۸

محرّم کے پانچویں جمعہ کی تقریر = شہادتِ مسلم و پسرانِ مسلم

نوٹ: کبھی کبھی محرّم الحرام کے پانچ جمعے بھی ہو جاتے ہیں ___ اور ایسا کئی مرتبہ ہوا ہے

اے حسین مسلم تری بانکی اداؤں کو سلام ... ہوں ترے دستِ سخاوت کی عطاؤں کو سلام
اے سفیرِ ابنِ حیدرؓ تیری عظمت پر نثار ... سیّرِ شبیرؑ جہاں تیری وفاؤں کو سلام

خضر

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ امام برحق سیّدنا امام حسین کے حکم پر کوفہ جانے کے لئے تیار ہو گئے ___ اُن کا یہ سفر مصائب و آلام کا سفر تھا ___ ایسا سفر جس میں کئی امتحان تھے ___ ہر امتحان اپنے دامن میں جفاؤں کے طوفان لپیٹے ہوئے تھا۔

مُسلم کوفہ میں: حضرت مُسلم دشوار گزار رستوں کو عبُور کرتے ہوئے کُوفہ پہنچے تو آپ کیساتھ آپ کے دونوں صاحبزادے محمدؐ اور ابراہیم بھی تھے ___ آپ نے مختار بن ابوعبیدہ کے ہاں قیام فرمایا ___ آپکی تشریف آوری کا جب اہل کوفہ کو پتہ چلا تو لوگ جوق در جوق آکر اُن سے بیعت ہونے لگے۔

marfat.com

ہزاروں کی تعداد میں لوگ بیعت ہوئے ۔ طبری میں ۔ ۱۲ ہزار ۔ روضۃ الشہداء میں ۱۸ ہزار ۔ اور بعض نے ۱۵ ہزار لکھا ہے ۔ جب آپ کے پاس لوگ ملنے کیلئے حاضر ہوتے تو بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے ۔ آپ نے اُن کے اس اندازِ والہانہ کو دیکھ کر امام عالی مقام علیہ السلام کی خدمت میں خط بھیجا۔

دوسری طرف یزیدیوں نے یزید کو بذریعہ خطوط پیغام بھیجا کہ اگر جلد از جلد کوفہ پر قابو نہ پایا گیا تو پھر تمام علاقہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔

یزید کی پریشانی : جناب مُسلم کی آمد اور لوگوں کی بیعت کا علم یزید کو ہوا تو وہ بہت پریشان ہوا ۔ تو اس نے اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام سَرجون سے مشورہ کیا ۔ اور یزید ہمیشہ امورِ سلطنت میں اسی سے مشورہ کرتا تھا۔

"سرجون کے بارے بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ وہ یہودی النسل تھا اور اس کے سازشی ذہن نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا"

● سرجون نے کہا معاویہؓ اگر زندہ ہوتے تو تم اُن کی بات مان لیتے ۔ یزید نے کہا ہاں ۔ یہ سنکر سرجون نے امیر معاویہؓ کا وصیّت نامہ نکالا اور کہا کہ ابنِ زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا دے ۔ یہ تیرے باپ معاویہؓ کا حکم ہے ۔ وُہ مرتے وقت اس وصیّت نامے پر عمل کرنیکا حکم دے گئے ہیں۔

(طبری ج ۶ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الفکر)

یزید کا ابنِ زیاد کے نام خط : یزید نے اپنے باپ کے حکم نامے پر

عمل کرتے ہوئے عبیدہ ابن زیاد کو بصرہ اور کوفہ دونوں کا حاکم بنا دیا ___ اور کوفے کی حکومت کا فرمان اُس کے نام لکھ دیا ___ اور اس میں یہ بھی لکھا کہ میرا یہ خط دیکھتے ہی فوراً کوفہ کیطرف روانہ ہو جاؤ ___ اور وہاں جا کر مسلم کو اس طرح تلاش کرو جیسے کوئی نگینہ تلاش کیا جاتا ہے۔

فَتُوْثِقُهٗ اَوْ تَقْتُلُهٗ اَوْ تَنْفِيْهِ ___ انہیں گرفتار۔ یا قتل کر دینا۔ یا شہر سے نکال دینا۔ ___

ابنِ زیاد کوفہ میں :

دوسرے دن ابنِ زیاد نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور اپنے ساتھیوں، خدام اور اہل و عیال کو لیکر بصرہ سے کوفہ روانہ ہوا ___ کالا عمامہ سر پر رکھا ڈھاٹا باندھے ہوئے کوفہ میں داخل ہوا۔ اہلِ کوفہ کو امام حسین علیہ السلام کے روانہ ہونے کی خبر پہنچ چکی تھی اور سب آپ کے منتظر تھے۔ وُہ ابنِ زیاد کو امام حسین سمجھے ___ وہ جہاں جہاں سے گزرتا تھا لوگ سلام کرتے تھے اور کہتے تھے۔

مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ___ مرحبا اے رسولِ خدا کے بیٹے مرحبا قَدِمْتَ خَيْرَ مَقْدَمٍ۔ ___ آپ کا تشریف لانا کتنا اچھا ہُوا۔

چونکہ ابنِ زیاد چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھا ___ لوگ اس منافق کو امام حسین سمجھ کر سلام کرتے۔

وہ ظالم جب قصرِ امارت کے قریب پہنچا تو مسلم بن عمرو باہلی نے کہا اے لوگو! ہٹ جاؤ یہ امیر عبیدُاللہ ابن زیاد ہے ___ یہ سُن کر لوگوں کو بہت رنج ہُوا۔

جلاّدِ بنو اُمیہ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو ڈرایا، دھمکایا ___ اور کہا کہ اگر

marfat.com

کسی نے بغاوت کی یا مخالفت کی تو اُسے قتل کر دیا جائے گا ـــــ اور یہ بھی کہا کہ مسلم بن عقیل کی امیر یزید کو تلاش ہے ـــــ اور جس نے اسے اپنے گھر میں پناہ دی اور میرے سامنے پیش نہ کیا ـــــ تو اس شخص کو اس کے گھر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے گا۔

مُسلمؓ ہانیؓ کے گھر میں: حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابنِ زیاد کے آنے سے قبل مختار بن عبیدہ کے گھر میں تشریف فرما تھے ـــــ اس روز آپ کے جسم میں درد تھا ـــــ آپ نماز کے لئے نہ جا سکے ـــــ اور جب ظہر کا وقت ہُوا تو مسجد میں گئے ـــــ اذان دی ـــــ اور اقامت کے بعد تنہا ہی نماز ادا فرمائی ـــــ اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہُوا ـــــ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک لڑکے پر نظر پڑی ـــــ آپ نے اس سے پوچھا ـــــ اے لڑکے ـــــ اہلِ شہر کو کیا ہُوا؟ ـــــ اس نے جواب دیا ـــــ اور یزید پلید کی بیعت کر لی ہے۔

حضرت مسلم نے لڑکے کی بات سُنی تو افسوس کرتے ہوئے سڑک پر چلتے ہوئے ذرا تصوّر کی آنکھوں سے دیکھو۔

نازک نرم سر پر سخی دا جیویں چنبے دیاں کَلیاں
اگ پئی برسے وقت دوپہرے سڑ گئیاں نازک تلیاں
کوفیاں بند دروازے کیتے کوئی دلدا حال نئیں پچھدا (خضر)
تنہا ویر حسین دا پھردا وچ کوفے دیاں گلیاں

چلتے چلتے ایک بلند و بالا مکان کے پاس کھڑے ہو گئے جو محلّہ بنو خزیمہ میں تھا۔ مکان سے ایک کنیز باہر آئی تو آپ نے اس سے پوچھا یہ مکان

کس کا ہے؟ — اس نے کہا یہ ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کا گھر ہے — آپ نے فرمایا اندر جاکر اپنے آقا سے کہو کہ دروازے پر ایک شخص کھڑا ہے — کنیز نے عرض کیا — آپ کون ہیں — نام کیا ہے — کہاں سے آئے ہیں؟ — آپ زبانِ حال سے یوں گویا ہوئے ؎

نبیؐ کے گھر کا بندہ ہوں ہے آقا مرتضیٰ میرا
حسین ابنِ علی، سیّد امام و پیشوا میرا
نرالا ہے جہاں والوں سے گھر میرا چمن میرا (اختر)
اگر پوچھے تو کہہ دینا مدینہ ہے وطن میرا

آپ نے کنیز سے فرمایا اگر وہ نام پوچھیں تو کہہ دینا مسلم بن عقیل ہے — کنیز اندر گئی اور پھر باہر آئی — اور عرض کیا آقا اندر تشریف لائیے حضرت ہانی اس روز سخت بیمار تھے وہ معانقہ کے لئے تعظیماً اُٹھے مگر اٹھ نہ سکے۔ لیکن زبانِ محبت سے پکار اُٹھے۔

زہے مقدّر کہ میرے گھر میں
ہے باغِ رحمت کا پھول آیا
پیامِ نورِ رسُول — لے کر
سفیرِ ابن بتول — آیا

جنابِ مسلم اور حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ دورانِ گفتگو ابن زیاد بدنہاد کا ذکر بھی چھڑ گیا۔ جناب ہانی نے کہا میرے تعلق داروں میں سے ہے جب میری بیماری کا سُنے گا تو تیمارداری کے لئے ضرور آئے گا۔ جب وُہ میرے گھر آئے تو آپ جھپٹ کر اُس کو قتل کر دیں۔ آپ نے حامی بھر لی۔

marfat.com

طے یہ پایا کہ جب میں اپنا عمامہ سر سے اُتار کر نیچے رکھوں تو آپ ایک ہی وار سے اُن کا کام تمام کر دیں۔

جب وُہ ظالم آیا۔ ہانی کے گھر میں بیٹھا تھا ایک کوٹھری میں جناب مُسلم تھے ہانی نے عمامے والی حرکت تین مرتبہ کی لیکن آپ حملہ آور نہ ہوئے — جب ابن زیاد چلا گیا تو جناب ہانی حضرت مسلم سے پوچھا کہ اس قتل میں آپ کو کس چیز نے روکا — آپ نے حضرت ہانی سے فرمایا — کہ رسولِ کریم کی حدیث پاک نے — اور فرمایا — کہ فرمانِ رسول ہے۔

اِنَّ الْاِیْمَانَ قَیْدُ الْفَتْکِ وَلَا یَفْتُکُ مُؤْمِنٌ [1] — کہ کسی کو دغا سے قتل کرنا مومن کی شان کے خلاف ہے۔

حضرت ہانی بولے — خدا کی قسم —

لَوْ قَتَلْتَہٗ لَقَتَلْتَ فَاسِقًا فَاجِرًا، کَافِرًا، غَادِرًا [2] — اگر آپ اُسے قتل کرتے تو ایک بہت فاسق، فاجر، کافر اور دغا باز کو قتل کرتے۔

سبحان اللہ — کس قدر عظیم ہیں رسول اللہ کے گھرانے والے عدل وانصاف کی دُنیا بسانے والے — شریعت مصطفوی اور سنّتِ نبویؐ کی پیروی کرنے والے اپنے بدترین اور خُون کے پیاسے دشمن کے ساتھ بھی خلاف سنّت سلوک نہ کرنے والے — سلام ہوں اُن کے کردار کی عظمت پر جنہوں نے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کی۔

جنابِ مُسلم کی تلاش : ابن زیاد نے اپنے غلام مُعقِل کے ذریعے

---

[1] طبری ج ۶ ص ۲۰۴ [2] ایضاً۔

marfat.com

حضرت مسلم کا پتہ چلا لیا کہ وہ حضرت ہانی کے گھر پناہ گزیں ہیں۔ ابنِ زیاد نے حضرت ہانی کی گرفتاری کا حکم دیا اور کہا کہ اُس کو بُلا کر میرے سامنے پیش کرو ۔ آپ کو دھوکے سے دارالامارت بلوایا اور کہا کہ تم نے مسلم کو پناہ دی ہے ۔ اسلحہ جمع کر رہے ہو ۔ اور آدمی تیار کر رہے ہو آپ نے فرمایا نہیں ہے ۔ تو ابنِ زیاد اپنے غلام مُعقل کو آواز دی ۔ وُہ باہر آیا تو ہانی سمجھ گئے کہ محبِ اہلبیت ہونے کا دعویٰ کر کے فریب دینے والا یہی وہ شخص ہے مُعقل نے کہا مجھے پہچانتے ہو ۔ آپ نے فرمایا ہاں جانتا ہوں تو ایک فاجر اور کافر شخص ہے ۔ ابنِ زیاد نے کہا تم اب یہاں سے اُس وقت تک نہیں جا سکتے جب تک مسلم بن عقیل کو پیش نہ کر دو ورنہ میں تیرا سَر تن سے جُدا کر دُوں گا۔ جناب ہانی نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ دورانِ گفتگو کچھ تلخ باتیں بھی ہوئیں ۔ ابنِ زیاد نے صحابیٔ رسول حضرت ہانی کو ایک بَید مارا آپ نے تلوار سونت لی اور ابنِ زیاد کے سَر پر دے ماری۔ ابنِ زیاد نے خود پہن رکھا جو رُومال سے ڈھکا ہوا تھا جناب ہانی کی تلوار، رُومال اور خود کو کاٹتی ہوئی مردود کے سَر پر کاری ضرب لگا گئی ۔ معقل سامنے آیا آپ نے اس شیطان کے چہرے کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے ۔ طبری میں ہے کہ حضرت ہانی نے ابن زیاد کے ۲۵ آدمی قتل کر دیئے ۔ لیکن لوگوں نے ہجوم کر کے ہانی کو گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے پیش کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا ڈنڈا تھا وُہ اس نے ہانی کے سَر پر دے مارا اور قید میں ڈال دیا اور مشہور ہو گیا کہ ہانی شہید ہو گئے ۔ حضرت مُسلم نے لوگوں کو جمع کر کے قصرِ امارت پر حملہ بول دیا ۔ ابن زیاد بُزدل نے وہاں بھی مکر و فریب اور دغابازی

marfat.com

اور منافقت سے کام لیتے ہوئے ___ اہل کوفہ کو رشوتیں دیکر اپنی جان بچائی۔
آخر کار آپ کے ساتھ صرف تیس ۳۰ آدمی رہ گئے ___ تو آپ بنوکندہ
کے دروازوں کی طرف نکلے ___ اور دروازے تک پہنچے تھے تو صرف
دس آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے ___ اور جب دروازے سے باہر نکلے
مُڑکر دیکھا تو ایک آدمی بھی ساتھ نہ تھا ___ اتنا بھی نہ تھا کہ کوئی راستہ
بتائے یا اپنے گھر میں لے جائے ___ آپ کوفہ کی گلیوں میں چاروں طرف
سے مڑمڑ کر دیکھتے تھے ___ لیکن کوئی نہ تھا۔ ___ اور یہ بھی معلوم نہ تھا
کہ کدھر جا رہا ہوں۔

حضرت مُسلم بی بی طَوْعَہ کے گھر میں

: چلتے چلتے بنو جبلہ کندہ
میں ایک عورت کے دروازے پر پہنچے، اس عورت کا نام طوعہ تھا۔ یہ
اشعث بن قیس کی امّ ولد تھی (ام ولد اس کنیز کو کہتے ہیں جس کی اپنے آقا
سے اولاد پیدا ہوئی ہو) اُس نے جب آزاد کر دیا تو اُسید حضرمی سے اس
نے نکاح کر لیا ___ اور اس کے بطن سے اسید حضرمی کا ایک بیٹا پیدا ہُوا،
جس کا نام بلال تھا ___ اور بلال بھی دار الامارت کے ہنگاموں میں شریک تھا
اور لوگوں کے ساتھ اُدھر گیا ہُوا تھا۔

طوعہ دروازے پر کھڑی اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی ___ حضرت مسلم
نے اس کو السلام علیکم کہا ___ اس نے سلام کا جواب دیا ___ حضرت مسلم
نے فرمایا نیک بخت خاتون مجھے پانی پلا تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پیاس
سے تیری حفاظت فرمائے ___ مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ بی بی طوعہ نے بڑی
ہمدردی سے کہا ___ میں آپ کو پانی پلاتی ہوں ___ اور اسی وقت اندر جا کر

marfat.com

ٹھنڈا پانی لے آئی ـــ حضرت مسلم پانی پی کر وہیں بیٹھ گئے کہ جسم تھکاوٹ سے چور تھا ـــ عورت پانی کا برتن رکھ کر پھر باہر آئی کہنے لگی بندہ خدا پانی پی لیا آپ نے فرمایا ہاں ـــ وُہ کہنے لگی۔

فَاذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ ـــ تو پھر اپنے گھر کی راہ لے ـــ مسلم خاموش رہے ـــ تھوڑی دیر بعد وُہ پھر باہر آئی ـــ اور پھر وہی بات کہی ـــ حضرت مسلم پھر خاموش رہے ـــ اس نے کہا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَمُرَّ ـــ سبحان اللہ اے خدا کے بندے اب اپنے
اِلٰى اَهْلِكَ عَافَاكَ اللّٰهُ فَاِنَّهٗ ـــ گھر جا خدا تیرا بھلا کرے میرے دروازے
لَا يُصْلِحُ لَكَ الْجُلُوْسُ عَلٰى بَابِيْ ـــ پر تیرا بیٹھنا ٹھیک نہیں میں اس کی
وَ اُحِلُّهٗ لَكَ (روضۃ الشہداء) ـــ اجازت نہیں دیتی۔

حضرت مسلم نے فرمایا بی بی! میں ایک عزت اور شرافت والے خاندان کا فرد ہوں۔ میں اپنے دوستوں اور اپنے شہر سے بہت دُور غم و غربت کا مارا ہُوا ہوں ـــ نہ کوئی میری منزل ہے اور نہ کوئی میری جگہ۔ نہ گھر نہ مکان، اگر مجھے اپنے گھر میں جگہ دے دیں تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنّت کے باغوں میں جگہ عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

بی بی طوعہ نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ ـــ اور آپ کا قبیلہ کون سا ہے؟ ـــ کہاں کے رہنے والے ہو! ـــ کچھ پریشان نظر آتے ہو ـــ کیا مصیبت آن پڑی۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا۔ اس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔

میرے والد کو کہتے ہیں عقیل ابنِ ابی طالب
مرا چچا علی مُرتضےٰ، شیرِ خدا غالب

marfat.com

ہے میرا نام مُسلم، ہوں سخی شبّیر کا بھائی
اکیلا ہوں جبھی تو دُشمنِ بدخُو کی بن آئی

فرمایا کہ کوفیوں نے میرے ساتھ بے وفائی کی ہے — یہ سُنکر طوعہ "میری جان آپ پر قربان" کہتی ہوئی قدموں پر گر پڑی — اور کہنے لگی۔

تمہارے پائے اقدس پر مری سو جان قرباں ہے
میرے ایمان کے وارث میرا ایمان قرباں ہے

بی بی نے اپنے گھر کا ایک کمرہ صاف کیا اور آپ کو وہاں لے گئی — اور کھانا آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

نیک بخت کا بدبخت بیٹا : تھوڑی دیر بعد طوعہ کا بیٹا گھر آیا اور اس نے ماں سے پوچھا اماں ہمارے اس کمرے میں کون ہے جس میں تو بہت زیادہ دلچسپی لے رہی ہے — ماں نے کہا تجھے بتا تو دُوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تو اس راز کو افشا نہ کر دے — بیٹے نے قسم کھائی کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

ماں نے کہا — حضرت مسلم ہماری پناہ میں آئے ہیں — اور زبانِ حال سے پکار اُٹھی — خُدا کا شکر ہے — جس نے

ہمیں موقع دیا ہے خدمتِ آلِ محمدؐ کا — کرو تم شکر بیٹا! آج اسکے لطفِ بیحد کا
یہی شاہِ وفا ہیں جن سے دُنیا نے جفا کی ہے — یہی مہماں ہیں جن سے میزبانوں نے دَغا کی ہے

خوابِ مُسلم : روضۃ الشہداء اور مقتل ابی مخنف میں ہے — حضرت مسلم سوئے تھے کہ اچانک آپ نے ایک خواب پریشاں دیکھا — خواب میں اپنے چچا علی المرتضیٰ کو دیکھا جو فرما رہے تھے جلدی کرو فوراً آجاؤ فوراً آجاؤ۔

marfat.com

صبح بی بی طوعہ کا بیٹا ابنِ زیاد کے پاس پہنچا اور انعام کے لالچ میں محمد بن اشعث کو تمام واقعہ سُنایا۔

مُسلم کی شجاعت

مُسلم کی شجاعت : ابنِ اشعث نے ابنِ زیاد کے حکم پر تین سو سواروں کو ساتھ لیا اور بی بی طوعہ کے گھر کا فوراً محاصرہ کر لیا۔ حضرت مسلم اُس وقت فجر کی نماز ادا فرما کر ابھی مصلّے پر ہی تشریف فرما تھے کہ اُن کے کانوں میں گھوڑوں کے سموں کی آواز آئی اور آپ سمجھ گئے کہ لوگ اُن کی تلاش میں آئے ہیں — آپ نے کھڑے ہو کر اپنی زرہ پہنی، تلوار لہراتے ہوئے خود سے کہنے لگے۔

اٹھ اے دل آج پابندِ رضا ہونے کا وقت آیا　　محبت میں فنا ہو کر بقا ہونے کا وقت آیا
اُلٹ دے جامِ ہستی کو کہ فطرت کو خمار آئے　　تو پیوندِ زمیں ہو جا کہ پھر تازہ بہار آئے

جب آپ باہر آئے تو اس لشکر نے یک دم آپ پر حملہ کر دیا۔

مگر یہ ذوالفقاری نوجوان سہما نہ گھبرایا
مقابل ہو کے للکارا سنبھل جاؤ کہ میں آیا

حضرت مسلم غضب ناک شیر کی طرح اُن پر پلٹ پلٹ کر جھپٹ رہے تھے۔ اور آپ کی تلوار —

اٹھی جس پر اٹھی ایسی کہ یک دم زیر کر ڈالا
پڑی جس پر پڑی ایسی کہ فوراً ڈھیر کر ڈالا

اس حملے میں کافی لوگ زخمی ہوئے اور کئی مارے گئے۔ کئی بھاگ گئے۔

جب یہ خبر ابن زیاد تک پہنچی تو اُس نے ابنِ اشعث کو پیغام بھیجا کہ میں نے ایک شخص کو گرفتار کرنے کے لئے تیرے ساتھ تین سو سواروں کو بھیجا تھا کہ میں نے

یہ کیسی کمزوری ہے جو تو نے دکھائی ہے۔ ـــــ مسلم اگرچہ بہادر شخص ہے، مگر ایک سے زیادہ تو نہیں۔

ابن اشعث نے جواب دیا ـــــ کہ تیرا گمان و تصوّر یہ ہے کہ تُو نے مجھے کسی حلاّج (رُوئی دُھننے والا) یا جولاہے کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا ہے ـــــ خُدا کی قسم یہ تین سو اشخاص اس کے سامنے تین سو بھیڑوں کے برابر ہیں ـــــ اگر ایک ہزار ہوتے تب بھی مسلم بن عقیل کے ساتھ جنگ کرنے میں کم تھے ـــــ یہ ایسا بہادر ہے کہ انتقام کی تلوار سے مدِ مقابل کے خون کو خاک میں ملا دیتا ہے ـــــ اور ـــــ ایسا صفدر ہے کہ خنجر کی ضرب سے میدان کی مٹی کو بہادروں کے مغز میں پہنچا دیتا ہے۔ حضرت مسلم نے اس جنگ میں ۸۰ اسواروں کو قتل کیا [۱]

بُزدلوں کی امان بے اماں :

ابن زیاد نے ابن اشعث کو پیغام بھیجا کہ مُسلم کو امان دیکر میرے پاس لے آؤ جب ابن اشعث کو ابن زیاد کا پیغام پہنچا تو اس نے حضرت مسلم کو آواز دیکر کہا۔ اے مسلم خود کو ہلاکت میں نہ ڈال اور تلوار سے ہاتھ روک کر میرے پاس آجا! امیر تجھے اماں دیتا ہے آپ نے فرمایا ـــــ مجھے تمہاری اماں کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تمہاری بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ـــــ اور کوفیوں سے وفا نہیں ملتی۔

ندیدم من از ہیچ کوفی وفا
ز کوفی نیاید بغیر از جفا

---

[۱] : روضۃ الشہداء ص ۳۳۴۔ مقتل ابی مخنف ترجمہ ص ۳۳

ہیں نے کوفیوں کو وفا کرتے ہوئے نہیں دیکھا، کوفیوں سے بغیر جفا کے کچھ نہیں ملتا۔"

حضرت مسلم نے یہ بات کہی اور اُن پر دوبارہ حملہ کر دیا ــــ اور کئی کوفی قتل اور زخمی کر دیے۔ ــــ اہلِ لشکر گھبرا گئے ــــ اور کچھ لوگ اندر کچھ پیادہ ہو کر چھتوں پر چڑھ گئے ــــ اور مسلم پر پتھراؤ کرنے لگے ــــ اُن لوگوں نے آپ کے جسمِ نازنین کو پتھروں سے زخمی کر دیا ــــ اچانک ایک شقی نے حضرت مسلم کی پیشانی پر پتھر مارا جس سے آپ کا چہرہ اقدس لہو لہان ہو گیا۔

بدن کا خون بہہ جانے سے غازی کے قدم لرزے
زمین و آسماں، عرشِ بریں، لوح و قلم لرزے

حضرت مسلم نے مکہ معظمہ کیطرف اپنا چہرۂ اقدس کر لیا ــــ اور عرض کیا ــــ اے رسولِ خدا کے بیٹے، آپ جانتے ہیں کہ آپ کا چچازاد بھائی کہاں گیا ہے ــــ مگر میں راہِ حق میں اُن امور سے خوفزدہ نہیں ہوں [۱]

آخر کار آپ لڑتے لڑتے زخموں سے چُور ہو گئے ــــ بُکیر بن حمدان احمری نے اپنے گھر سے نکل کر جناب مسلم کے چہرے پر تلوار کا وار کیا جس سے آپکا اوپر والا ہونٹ کٹ کر گر گیا۔ اور نیچے والا بھی زخمی ہو گیا۔ اور سامنے کے دو دانت بھی ٹوٹ گئے ــــ آپ نے زخمی شیر کی طرح پلٹ کر حملہ کیا ــــ بکیر پر تلوار چلائی تو اس کا سر دس قدم دُور جا گرا ــــ طبری میں ہے کہ مسلمؑ نے اس کے سر پر تلوار چلائی ــــ جو گہرا زخم لگاتی ہوئی نکل گئی ــــ اور دُوسری

---

[۱] : روضۃ الشہداء ٭

مرتبہ اس کے کاندھے پر وار کیا ـــــ

كَادَتْ تَطْلَعُ عَلٰى جَوْفِهٖ [1]   تلوار اس زور سے چلائی کہ سینے کو چیرتی ہوئی پیٹ تک پہنچ گئی۔

اس کے بعد آپ نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی ـــ اور کہا ـــ
الٰہی مجھے ایک گھونٹ پانی کی آرزو ہے ـــ کوفی یہ منظر دیکھ رہے تھے اور آپ کی باتیں سُن رہے تھے۔ مگر کسی میں آپ کو پانی لا کر دینے کی ہمت نہ ہوئی۔

پانی کا پیالہ : بالآخر بوڑھی خاتون بی بی طوعہ پانی کا پیالہ لیکر آئی اور آپ کی خدمت میں پیش کیا ـــ آپ نے پینا چاہا لیکن وہ پانی خون آلود ہو گیا ـــ بی بی طوعہ نے دوسری اور پھر تیسری بار پیالہ پیش کیا جو خون آلود ہوتا رہا ـــ تیسری بار آپ نے پیالہ ہاتھ میں تھام لیا اور فرمایا مجھے اب قیامت کے روز پانی پینا ہے ـــ آپ نے جھک کر پیالہ زمین پر رکھا تو تو ایک مردود نے آپ کی جھکی ہوئی پشت پر نیزہ مارا۔

جھکی ہی رہ گئی ضربِ سناں سے پشتِ مُسلم کی
اُسی حالت میں مشکیں باندھ لیں یک مشتِ مسلم کی

جب آپ کی پشت پر نیزہ مارا گیا تو آپ گر پڑے۔ آپ کا گرنا تھا کہ لوگوں نے چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لیا اور ابنِ زیاد کے سامنے پیش کیا۔

شہادتِ مُسلم : امام حسین کے سفیر، چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالٰی عنہما

---

[1] طبری ۶ ص ۲۱۰ ؎

اور ابن زیاد مردود کے درمیان کافی باتیں ہوئیں (اُس کی تفصیل ہماری کتاب آلِ رسول حصہ دوم صفحہ ۳۰۸ پر دیکھیں) اس کے بعد ابن زیاد بدنہاد نے آواز دی —— اہلِ مجلس میں سے کون ہے؟ جو مسلم کو محل کی چھت پر لے جاکر قتل کرے بگیر بن حمران احمری کے بیٹے نے کہا —— اے امیر یہ میرا کام ہے۔ کیونکہ اس نے آج تھوڑی دیر پہلے میرے باپ کو قتل کیا ہے —— پھر اُس نے مسلم کا ہاتھ پکڑا اور قصرِ امارت کی چھت پر لے گیا —— اور حضرت مسلم سرکار علیہ السلام پر درود شریف پڑھتے جارہے تھے۔ —— اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ احْکُمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمٍ —— الٰہی ہمارے اور اس قوم کے درمیان
کَذَّبُوْنَا وَغَرُّوْنَا وَخَذَلُوْنَا وَقَتَلُوْنَا —— فیصلہ فرما۔ جس نے ہم سے جھوٹ بولا۔
(طبری ج ۴ ص ۲۱۳) —— ہمیں دھوکہ دیا۔ اور ہمیں ذلیل کیا۔
—— اور قتل کیا۔

جب آپ دارالامارت کی چھت پر پہنچے تو اپنا چہرہ مکہ کیطرف کرتے ہوئے کہا —— اے اللہ کے پیارے رسول کے پیارے بیٹے آپ اپنے چچازاد کی حالت سے واقف ہیں —— اور آپ نے اشعار پڑھے جن کا ملّا حسینؒ کاشفی نے فارسی میں ترجمہ کیا —— اور اُردو میں اُن کا مفہوم کچھ اسطرح ہے۔

صبا تو جا کر مرا اک پیام پہنچا دے
حسین شاہِ زمن کو سلام پہنچا دے
ادب سے راکبِ دوشِ رسول سے کہنا
علی کے نور سے، ابنِ بتولؑ سے کہنا
لہو بدن سے ہے جاری، زباں پہ نام تیرا
پکارتا ہے غریب الوطن غلام تیرا

marfat.com

میرے حبیب نظر کو تلاش ہے تیری
دیکھا دو چہرۂ انور ہے آرزو میری

خیال رہے کہ محبت کی کائنات ـــ تصور کی دُنیا ـــ اضطراب و تنہائی کے عالم میں ـــ بادِ صبا کو بطورِ قاصد خطاب کرنا عشاق و محبین اور اہلِ درد کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے ـــ مندرجہ ذیل شعر بھی کسی ایسے ہی صاحبِ سوز و گداز کی پکار ہے۔

صبا بگلشنِ احباب من اگر گزری
اِذَا لَقِیتَ حبیبی فقل لہ، خبری

اے صبا! اگر تو میرے دوستوں کے باغ سے گزرے اور حبیب محبوب سے ملاقات ہو تو اُسے کہنا کہ میری خبر لے ـــ کیوں کہ میں فراق کی حالت میں بیحال ہوں۔

کرامت: علامہ عبدالرب دہلوی فردوس آسیہ میں رقم طراز ہیں کہ شہادت سے تھوڑی دیر پہلے مسلم رضؓ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے درگاہِ خداوندی میں عرض کی ـــ اے ربِ جہاں میری مدد فرما ـــ بکیر بن حمران احمری کے بیٹے نے تلوار کھینچی ـــ گردن پر نظر جمائی ـــ سانس روکی ـــ سر اڑانے کا ارادہ کیا ہاتھ اور بازو کو حرکت میں لانے کی کوشش کی ـــ لیکن ناکام رہا۔ اسلئے کہ ہاتھ خشک ہو چکا تھا ـــ ابن زیاد نے اُسے طلب کر کے دریافت کیا اور کہا کہ تجھے کیا ہوا؟ اس نے کانپتے ہوئے جواب دیا کہ جب میں نے تلوار کھینچی تو ایک شخص نہایت دہشتناک طریقے سے میرے سامنے آیا ـــ اپنے ہاتھ کی انگلی اور دانت اپنے

marfat.com

ہونٹوں میں دبائے ہوئے تھا ـــــ ایسی دہشت ناک صُورت میں نے زندگی بھر نہیں دیکھی۔ میں کانپ گیا اور میرا ہاتھ خشک ہو گیا ؎

بوقتِ وار فوراً گر گئی تلوار ہاتھوں سے
کہ دونوں ہاتھ شل تھے کیا کرے بیکار ہاتھوں سے

● ابن زیاد نے ایک آدمی کو بھیجا ـــــ وہ بھی قتل کے ارادے سے گیا وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم جناب مسلمؓ کے پاس کھڑے ہیں ـــــ دیکھتے ہی اس کا کلیجہ پھٹ گیا اور اسی جگہ پر مر گیا۔

ابنِ زیاد نے چلاّتے ہوئے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے ـــــ مسلم کے بدلے تو خود ہی مر گیا پھر ابنِ زیاد ناہنجار نے تیسری بار ایک شامی کو بھیجا جس نے آپ کو شہید کیا۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

(فردوسِ آسیہ ص ۲۹۸/۲۹۹ مطبوعہ مکتبہ تھانوی متصل مسافر خانہ کراچی)

آپ کی شہادت ۹ ذوالحج ۶۰ھ بروز بدھ ہوئی۔

حضرت مُسلمؓ کے بیٹوں کی تلاش: حضرت مسلم بن عقیل کے دو بیٹے محمدؓ اور ابراہیم آپ کے ساتھ کُوفہ آئے تھے ـــــ ایک کی عُمر سات سال ـــــ اور دوسرے کی نو سال ـــــ تھی ـــــ حضرت مسلم نے ان دونوں صاحبزادوں کو قاضی شُریح کے گھر بھیج کر حفاظت کی سخت تاکید فرمائی تھی ـــــ ابنِ زیاد ملعون کے جاسوسوں نے اُسے بتایا کہ مسلم کے دو بیٹے اس شہر میں چھپے ہوئے ہیں ـــــ ابنِ زیاد نے کہا منادی کر دو کہ مسلم کے بیٹے جس شخص کے گھر میں پوشیدہ ہیں وہ انہیں لا کر میرے سپرد نہیں کرے گا تو اس شخص کا گھر لُوٹ لُوں گا اور اُسے قتل

marfat.com

کر دوں گا — قاضی شُریح نے جب یہ منادی سنی تو بچوں کو اپنے پاس بلایا — اور اُن کے چہروں کیطرف دیکھا تو بے اختیار رونے لگے — بچوں کے چہرے — کیسے چہرے — ملاّ معین کاشفی نے ان چہروں کی زیبائش کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

چُوں صَد ہزار نگار کہ نہ ماہ شُعاعِ رُخسارِ اَیشاں دارد — و — نہ سُنبُل تابِ گیسُوئے اَیشاں آوَرَد۔

"جیسے صد ہزار زیبائشیں ہوں — نہ تو چاند اُن کے چہرے کی سی چمک رکھتا ہے — اور نہ سنبل ان کی زلفوں کی خوشبو کی تاب لاسکتی ہے"

جب کہ دونوں صاحبزادوں کو اپنے باپ کی شہادت کا کچھ علم نہ تھا — جب قاضی صاحب نے رونا شروع کر دیا — اور اپنی فریاد و فغاں سے بچوں کے دلوں میں حسرت کی آگ جلادی — قاضی شریح نے اس راز کو چھپانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔

ملاّ حسین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قاضی شریح نے چیخ مار کر کہا —

بنیادِ دیں زِ سنگ حوادث خراب شُد
دل ہا بدرد و داغِ جُدائی کباب شُد

دین کی بنیادیں زمانے کے حوادث کے پتھر سے خراب ہوگئیں ہیں — اور کئی دل درد اور جدائی کے آتشیں داغ سے کباب کیصورت اختیار کر چکے ہیں —

اور کہنے لگے اسلئے روتا ہوں کہ تمہارے والد گرامی شہید ہو گئے ہیں —

جب یہ خبر بچوں نے سُنی تو دونوں بیہوش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد جب ہوش میں آئے تو روتے ہوئے —

یَا اَبَتَاہُ — یَا اَبَتَاہُ — ہائے ابا جان — ہائے ابا جان — کہہ کر

فریاد کرنے لگے۔

مشکل ہُوا جو دہر میں جینا تو رو پڑے
دیکھا جو اہلِ شہر کا کینہ تو رو پڑے
ہائے سَروں سے باپ کا سایہ بھی اٹھ گیا
آیا جو یاد شہرِ مدینہ تو رو پڑے

قاضی صاحب نے کہا — یہ فریاد و فغاں کا وقت نہیں کیوں کہ ابنِ زیاد نے تمہاری گرفتاری کا اعلان کروا رکھا ہے — اور ساتھ یہ بھی کہ تم جس کی پناہ میں ہوگے اس شخص کو بھی قتل کر دیا جائے گا — لہٰذا میں اپنی اور تمہاری جان کے بارے خوفزدہ ہوں۔

گرفتار ہوتے ہیں: حضرت مسلم کے صاحبزادے ابنِ زیاد کے در سے باپ کا غم بھول کر خاموش ہو گئے — قاضی صاحب نے دونوں کی کمر کے ساتھ پچاس پچاس سُرخ دینار باندھ دیئے اور اپنے بیٹے اُسد کو بُلا کر کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ دروازۂ عراقین سے ایک قافلہ مدینہ منورہ جانے والا ہے — ان دونوں کو لے جا کر قافلہ کے کسی شخص کے سپرد کر دینا تاکہ وہ انہیں مدینہ پہنچا دے — اُسد بچّوں کو گھر سے لیکر چلا تقدیر کی بات ہے کہ قافلے والوں نے بھی اُسی وقت کُوچ کیا — اور اندھیرے میں اُن کے ہیولے نظر آ رہے تھے اسد نے کہا شہزادو! وہ قافلہ جا رہا ہے تیزی کے ساتھ بھاگ کر اس کے ساتھ مل جاؤ — صاحبزادے قافلے کی طرف منہ کر کے بھاگنے لگے — اُسد واپس چلا گیا۔ صاحبزادوں نے تھوڑا سا فاصلہ طے کیا تھا کہ قافلہ نظروں سے اوجھل ہو گیا — اور سہمے ہوئے شہزادے راستہ گم کر بیٹھے — اچانک شہر کے گرد

marfat.com

گشت کرنے والے سرکاری چوکیداروں نے انہیں روک لیا ۔۔۔ جب اُن چوکیداروں کو پتہ چلا کہ یہ مسلم بن عقیل کے بیٹے ہیں تو انہیں گرفتار کر کے رسیوں سے باندھ لیا ۔۔۔ اور ابنِ زیاد کے پاس لے گئے ۔۔۔ ابنِ زیاد نے حکم جاری کیا کہ ان کو قید خانے میں ڈال دو پھر اُس نے یزید کو خط لکھا کہ میں نے مسلم بن عقیل کے قتل کے بعد اس کے دونوں بیٹوں کو بھی گرفتار کر لیا ہے ۔۔۔ ان کے بارے میں مجھے حکم دیا جائے کہ انہیں قتل کر دوں یا آزاد کر دُوں ۔۔۔ یا آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں ۔ (روضۃ الشہداء)

داروغۂ جیل :

داروغۂ جیل جس کا نام مشکور تھا ایک خوش عقیدہ محبِ اہلبیت تھا جب ان دونوں کو لاکر اس کے سپرد کیا گیا تو وہ جان گیا کہ یہ بچے کون ہیں ۔۔۔ اس نے بچّوں کی تعظیم کی کھانا پیش کیا ۔۔۔ رات کے اندھیرے میں اُن کو جیل سے باہر نکالا ۔۔۔ اپنی انگوٹھی بطورِ پہچان ان کو پیش کی ۔۔۔ قادسیہ کیطرف جانے والے رستے پر لاکر عرض کیا ۔۔۔ کہ یہ رستہ پُر امن ہے ۔۔۔ آپ قادسیہ پہنچ کر وہاں میرے بھائی کو تلاش کریں ۔۔۔ اس کا نام پتہ بتایا ۔۔۔ اور کہا یہ میری انگوٹھی اسے دکھانا وہ آپ کو مدینہ پہنچا دے گا ۔۔۔ شہزادوں نے مشکور کو دُعا دی اور قادسیہ کی طرف چل پڑے وہ ساری رات چلتے رہے ۔۔۔ کہاں قادسیہ کی طرف ؛ ۔۔۔ نہیں بتقدیر کیطرف ۔۔۔ راستہ گم کر بیٹھے ۔۔۔ جب صبح روشن ہوئی تو انہوں نے دیکھا اسی کوفہ شہر میں ہیں ۔۔۔ دوبارہ گرفتاری کے خوف سے چھپنے کی جگہ تلاش کرنے لگے ۔۔۔ ایک نخلستان دیکھا ۔۔۔ فوراً اس کیطرف دوڑے ۔۔۔ ایک چشمہ کے کنارے پُرانا درخت تھا ۔۔۔ وہ درخت اندر سے خالی تھا ۔۔۔ بچّے اُس جگہ چھپ کر بیٹھ گئے ۔۔۔ سارا دن چھپے رہے ظہر کے وقت وہاں پر ایک حبشی

marfat.com

کنیز برتن لے کر آئی ــــ اُس نے چشمہ میں نگاہ ڈالی ــــ تو دو ننھے منے بچوں کا عکس پانی میں دیکھ کر حیران رہ گئی ــــ اس نے جو منظر دیکھا وُہ کچھ اسطرح تھا ؎

غبار آلود ہیں رُخسار اور چہروں پہ غم رقصاں

پریشاں بال اور بھیگا ہُوا ہے ساحلِ مژگاں

اُتر آئے زمیں پر آسمانی چاند کے ٹکڑے

کسی نوری صدف کے ہیں یہ دونوں گوہرِ تاباں (خضر)

اس بوڑھی حبشن کنیز نے دونوں صاحبزادوں کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے آفتابہ جو پانی لے جانے کے لئے لائی تھی نیچے رکھا ــــ بچوں کیطرف بڑھی ــــ اور بڑے پیار سے بولی ــــ بچو! تم کون ہو؟ ــــ کہاں سے آئے ہو؟ ــــ کس کے لختِ جگر ہو؟ ــــ کہاں جانا ہے؟ ــــ یہاں کیوں چھپ کے بیٹھے ہو؟ ــــ تمہارے چہرے کیوں اُداس ہیں؟ ــــ اور آنکھیں رو رو کے سُرخی مائل ہیں خیر تو ہے؟ تم کو کسی نے مارا تو نہیں؟

تُسیں کون ہو، کیہڑا اے دیس دسّو، کتھوں آئے تے کتھے جاونا جے

بیر ہیٹھ چھپائے ولاں وچ مٹی، کنوں بھیٹیا لباس وکھاونا جے

جب اُس بی بی نے محبت بھرے انداز میں پوچھا تو صاحبزادے لرزتے قدموں سے نیچے اُترے اور ایک دُوسرے کی طرف دیکھنے اور سوچنے لگے کہ یہ بوڑھی عورت کہیں دُشمنوں کے گروہ سے نہ ہو۔ اس خیال کے پیشِ نظر اس پرانے درخت کے کھوکھلے تنے سے نکل کر پانی کے چشمے سے پیچھے ہٹنے لگے ؎

چکیاں نظراں اِک دُوجے وَل ویکھ کے تے دُور پانی دے چشمے توں ہون لگ پئے

دُوجی وار جد بی بی نے پچھیا تے کر کے منہ مدینے دل رون لگ پئے

بچوں کو روتے دیکھ کر عورت کی ماما جاگ اُٹھی ــــ آب دیدہ ہو کر کہنے لگی

marfat.com

ڈرو نہیں ___ مجھ پر اعتماد کرو ___ اور ساتھ ہی شفقت بھرا ہاتھ اُن کے سروں پر رکھ دیا ___ اور ___ رو کر کہا بتاؤ تم کون ہو؟ ___ بچے بولے ___ ہم کون ہیں ___ کیا بتائیں ___ ہمارا مختصر سا تعارف یہ ہے کہ ___

ہمارے گھر میں ہی جبریل آیا کرتے تھے
ہماری چکّی فرشتے چلایا کرتے ___ تھے
ہمارا صحن چمن قدسیوں کی جائے نزول
ہمارا شہر، پُر انوار شہر، شہرِ رسُول
بتا ہی دیتے ہیں مسلم کے نونہال ھیں ہم
وطن ہے شہرِ مدینہ، نبیؐ کی آل ہیں ہم

کنیز نے جب سُنا تو کہنے لگی شہزادو ڈرنے کی ضرورت نہیں ___ میں اور میری مالکہ ہم دونوں آلِ رسول کے حبداروں میں سے ہیں ___ چلو میں تجھے اپنے ساتھ لے چلوں ___ کنیز انہیں لے کر گھر پہنچی تو اپنی مالکہ کو بشارت دی کہ تیرے پاس خاندانِ نبوّت کے شہزادے لائی ہوں ___ اس کنیز کی مالکہ نے اس کے صلہ میں اپنا دوپٹہ اُتار کر کنیز کے سر پر رکھتے ہوئے کہا جا میں نے تجھے آزاد کیا۔

روضتہ الشہداء میں ہے کہ جب کنیز صاحبزادوں کو اپنی مالکہ کے پاس لیکر گئی تو اُس کی مالکہ نے بچوّں کو کھانا کھلا کر اپنی ایک کوٹھڑی میں لے گئی ___ اور باہر سے تالہ لگا دیا ___ بچےّ تھوڑی دیر کے لئے محفوظ ہو گئے۔

مشکور رحؒ کی شہادت :

جب مشکور داروغۂ جیل نے رضائے خداوندی کے لئے بچوّں کو جیل سے آزاد کیا۔ صبح ہوتے ہی یہ خبر ابنِ زیاد کو پہنچی ___ اُس نے مشکور کو بُلا کر پوچھا کہ تو نے فرزندانِ مسلم کا کیا کیا ہے؟ مشکور نے کہا میں

marfat.com

نے انہیں آزاد کر دیا ہے اور یہ صرف اللہ کی رضا کے لئے کیا ہے — ابن زیاد نے غصّے سے کانپتے ہوئے کہا۔ تجھے میرا ڈر نہیں تھا — مشکورؓ نے کہا جو اللہ سے ڈرتا ہے اُسے غیر کا ڈر نہیں ہوتا — اور جو کچھ میں نے کیا ہے اُس پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کا امیدوار ہوں — ابن زیاد نے جلاّد کو حکم دیا کہ اُسے لکڑی کے ستون کے ساتھ باندھ کر سو کوڑے لگا اور پھر اس کا سر تن سے جدا کر دے — جلاّد نے جب پہلا کوڑا لگایا تو حضرت مشکور رضی اللہ عنہ نے کہا —

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مَحَبَّۃِ اَہْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ — اللہ تعالیٰ کے نام اور اہل بیت رسول کی محبت پر۔

دوسرے کوڑے پر کہا۔ اے اللہ مجھے صبر دے — تیسرے پر زبان سے نکلا اے اللہ مجھے بخش دے — اور پھر خاموش ہو گئے — جب کوڑے لگ چکے تو حضرت نے پانی مانگا — ابن زیاد نے کہا اسے پانی نہ دینا — عمرو بن حارث نے سفارش کی اور ساتھ ہی مشکور کو اٹھا کر اس کے گھر لایا — جناب مشکور نے آنکھیں کھولیں — پانی حاضر کیا گیا — تو آپ نے فرمایا۔ مجھے حوضِ کوثر سے پانی دیا جا رہا ہے — اور اسی جملے کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا۔

صاحبزادوں کی شہادت : حضرت کے صاحبزادے ایک نیک بخت خاتون کے گھر میں آرام سے سوئے ہوئے تھے — اس عورت کا شوہر نہایت لالچی کمینہ خو — اور ابن زیاد کا آدمی تھا — اور اس کا نام حارث تھا — رات کا کافی حصہ گزر گیا تو وہ گھر آیا۔ بی بی نے دیر سے آنے کا سبب پوچھا تو وہ بولا — کہ جب میں صبح امیر کوفہ ابن زیاد کے پاس گیا تو وہاں منادی

marfat.com

ہو رہی تھی۔ کہ جو مسلم بن عقیل کے بچّوں کو گرفتار کر کے امیر کے پاس لائیگا اُسے امیر ابنِ زیاد خلعت عطا کرے گا اور بہت انعام دے گا ــــ لوگوں کیساتھ میں بھی ان بچّوں کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ میرا گھوڑا بھی رستے میں ہلاک ہو گیا ــ مجھے کچھ فاصلہ پیدل طے کرنا پڑا اور یہی وجہ ہے کہ گھر دیر سے پہنچا ہوں مگر افسوس کہ مقصود حاصل نہ کر سکا ــ بیوی نے کہا تجھے اللہ کے رسول کی آل سے کیا دُشمنی ہے۔

حارث نے کہا اے نادان عورت خاموش رہ ــــ خاتون نے کہا کہ یہ جواں مردی نہیں کہ دو یتیم بچّوں کو پکڑ کر دُشمن کے حوالے کیا جائے ــ حارث نے کہا اے عورت تجھے سیاسی اُمور سے کیا کام اگر کھانا ہے تو لے آ ــــ وُہ کھانا لے آئی ــ اس مردُود نے کھانا کھایا اور سو گیا ــــ

شہزادوں کا خواب : رات کا کافی حصّہ گزر چکا تھا حضرت مسلم کے صاحبزادے سوئے ہوئے تھے اچانک بڑے بھائی محمد نیند سے بیدار ہو گئے ــــ اور چھوٹے بھائی ابراہیم سے کہنے لگے۔ بھائی اُٹھ جا ہماری شہادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں نے ابھی ابھی اپنے باپ کو دیکھا ہے کہ وُہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ــــ علی المرتضیٰ ــــ سیّدہ فاطمہ زہرا ــــ امام حسن مجتبیٰ علیہم السلام کے ساتھ ہیں ــــ میں اُن سے دُور کھڑا تھا ــ حضورؐ نے اپنا چہرہ اقدس ہمارے باپ کی طرف کر کے فرمایا ــ اے مسلم ــ تیرے دل نے کیسے برداشت کیا کہ اپنے دو مظلوم بچّوں کو ظالموں کے درمیان چھوڑ دے ــــ ہمارے باپ نے نگاہیں اٹھا کر ہماری طرف دیکھا اور عرض کیا ــــ یارسول اللہ ــ وہ صبح تک ہمارے پاس ہوں گے ــ چھوٹے بھائی ابراہیم

marfat.com

نے کہا — بھیا خدا کی قسم میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے — پھر کیا تھا — دونوں نے ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈال دیں اور رونے لگے — اور ایک دُوسرے کے چہرے پہ چہرہ رکھ کر یُوں فریاد کرنے لگے۔

وَاوَیْلَاہُ — وَامُسْلِمَاہُ — وَمُصِیْبَتَاہُ [1] — ہائے فریاد ہائے مسلمؓ ہائے مصیبت

جب شہزادوں کے رونے کی آواز اس خاتون کے شوہر حارث بن عروہ کے کانوں میں پڑی تو اُس نے بیدار ہو کر اپنی بیوی سے پوچھا یہ چیخ و پکار کیسی ہے اور ہمارے گھر میں کون ہے — خاتون خاموش رہی — حارث نے خود اٹھ کر چراغ جلایا — اور اُس کمرے کیطرف بڑھنے لگا جس سے رونے کی آواز آرہی تھی — اور دو ننھے مُنے بچّے ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈال کر ہائے ابا جان — ہائے ابّا جان کی صدائیں دے رہے تھے — اس بدبخت حارث نے کڑکتی ہوئی آواز میں کہا تم کون ہو؟ شہزادوں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا —

فَنَحْنُ مِنْ عِتْرَتِ نَبِیِّكَ — ہم تیرے نبی کے خاندان سے ہیں

وَ اَبْنَاءُ الْمُسْلِمِ وَ اَخَافُ — اور مسلم بن عقیل کے بیٹے ہیں — اور ابنِ زیاد

اَنْ یَقْتُلَ عُبَیْدُاللّٰہِ ابْنُ زِیَادٍ — کے قتل کے خوف سے یہاں آگئے ہیں۔

حارث نے کہا تعجب ہے کہ جن کو میں دن بھر اور رات گئے تک تلاش کرتا رہا وہ میرے ہی گھر میں سکونت پذیر ہیں۔

سُنا مسلم کے بیٹے جھٹ مثال اژدہا لپکا
پکڑ کر سَر کے بالوں سے دیا اک زور سے جھٹکا

---

[1] : روضۃ الشہداء

طمانچے زور سے مارے کہ بچے چیخ چیخ اُٹھے
یہاں تک نرم رخساروں سے قطرے خون کے ٹپکے

بچے کوٹھری میں رو رہے تھے اور خاتون کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا ــــ وُہ اپنے شوہر کے قدموں پر سر رکھ کر گریہ زاری کرتی ہوئی بولی ؎

ستم نہ کر ہیں یہ آلِ رسولؐ روتے ہیں
بتُول زہراؑ کے گلشن کے پھُول روتے ہیں
نبیؐ کے لعل ہیں، بدرِ منیر ہیں ــــ دونوں
کلی سے بڑھ کے یہ نازک سریر ہیں دونوں (خضرؔ)

حارث خبیث نے اپنی بیوی کو ڈانٹتے ہوئے کہا ــــ ان باتوں کو چھوڑ ــــ اور اپنی زبان کو لگام دے ــــ وگرنہ تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا ــــ خاتون کو کوئی چارہ نظر نہ آیا تو خاموش ہو گئی۔

سُنیں جو حارث بدخُو، پلید کی باتیں
لگے وُہ کانپنے سُن کر وعید کی باتیں
اندھیری رات میں رو رو کے یاد کرتے ہیں
جناب حضرت مسلم شہید کی ــ باتیں (خضرؔ)

حارث پلید نے بچوں کو دُوسری اندھیری کوٹھری میں مشکیں باندھ کر بند کر کے تالہ لگا دیا ــــ صبح کا وقت ہُوا ــــ اذانِ فجر ہوئی ــــ تاریکی چھٹنے لگی ــــ جب صاحبزادوں نے اذان کی پکار سُنی تو اندھیری کے اندر سے لرزتی ہوئی آواز میں بولے ــــ کوئی ہے ــــ جو ہمارے ہاتھ پاؤں کھولے ــــ تاکہ وضو کر کے ہم مُسافر بھی نماز ادا کریں۔

marfat.com

پڑی گوشِ اطاعت میں جو آوازِ اذاں بولے
کوئی ہے جو بنامِ حق ہمارے دست و پا کھولے
کہ ہم بھی ہاتھ منہ دھو کر نمازِ حق ادا کر لیں
ہمارا باپ شاید ہم کو مل جائے دُعا کر لیں

سُورج طلوع ہونے کے قریب تھا۔ جب حارث مردود اٹھا اور ان دونوں بچّوں کو کپڑے میں لپیٹ کر خچر پر باندھ کر فرات پر لے گیا۔

حارث نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان دونوں کو قتل کر دو ــــ اور سَر میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ ابنِ زیاد کو دے کر انعام لُوں ــــ غلام بچّوں کو نہر فرات پر لے گیا ــــ بچّوں نے فرمایا ــــ اے شخص کیا تو اپنے نبیؐ کی عترت کو قتل کرنا چاہتا ہے ــــ سیاہ فام غلام یہ سُن کر قدموں میں گر پڑا اور عرض کرنے لگا شہزادو! میری جان آپ پر قربان ہو اب میں ایسا نہیں کروں گا۔

حارث نے یہ سُن کر اپنے غلام کو قتل کر دیا۔

● پھر اُس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ان دونوں کو قتل کر دو جو انعام ملے گا وہ سب تمہارا ہوگا ــــ حارث کا بیٹا نوجوان تھا تلوار لیکر شہزادوں کے سامنے آیا اور اُن کی سہمی ہوئی صورتیں دیکھ کر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ صاحبزادے بولے۔

يَا شَبَابُ مَا أَخْوَفَنِي عَلَى شَبَابِكَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ (الحیات الخفی)

اے جوان تمہاری جوانی کے لئے یہ خطرہ ہے کہ یہ جہنم کا بالن نہ بن جائے۔

بچّوں کی بات سُنکر حارث کے بیٹے نے بھی شہزادوں کو قتل کرنے سے انکار کر دیا اور تلوار ہاتھ سے پھینک دی۔

marfat.com

حارث خود تلوار پکڑ کر بچوں کو قتل کرنے کے لئے ان کی طرف بڑھا۔ حارث کا بیٹا یہ منظر دیکھ کر آگے بڑھا اور کہنے لگا ــــ اے سنگدل میں تجھے ایسا نہیں کرنے دُوں گا ــــ حارث نے اپنے بیٹے پر تلوار چلائی اور ایک ہی وار سے اُسے ختم کر دیا۔ ــــ اور اپنی بیوی کو زخمی کر دیا ــــ جب اس نے اپنی بیوی کو زخمی ــــ اور اپنے بیٹے کو مرے ہوئے دیکھا تو چیخیں مارنے لگا اور بچوں کو قتل کرنے کے ارادے سے آگے بڑھا ــــ شہزادوں نے جان لیا کہ یہ دُنیا کا کتّا ہمیں ضرور قتل کرے گا ــــ تو انہوں نے فرمایا ہمیں مہلت دے کہ ہم آخری لمحوں میں خدا کے حضور سجدہ ریز ہو لیں ــــ اس نے مہلت دی شہزادوں نے نفلی نماز ادا کی ــــ اور اُونچی آواز سے ان الفاظ میں دُعا مانگی۔

يَا حَيُّ ، يَا حَلِيمُ ، يَا أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۔ اے حی و حلیم، اے احکم الحاکمین۔ ہمارے اَحْكَمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ بِالْحَقِّ ۔ اور اس کے درمیان سچّا فیصلہ فرما دے۔

حارث ایک کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ دُوسرے نے کہا نہیں پہلے مجھے قتل کر ــــ کیونکہ میں اپنے بھائی کو قتل ہوتے نہیں دیکھ سکتا ــــ تصوّر میں حضورؐ کو لا کر یُوں گویا ہوئے۔

ہمیں غموں نے کیا چُور چُور آتے ہیں ہے ایک لمحے کا وقفہ حضورؐ آتے ہیں
سروں کو رکھ کے ہتھیلی پہ یا رسول اللہ
تری جناب میں ہم بے قصُور آتے ــــ ہیں

القصّہ : حارث نے تلوار کے ایک ہی وار سے بڑے بھائی محمّد کا سَر قلم کر دیا اور اس کا جسم فرات کی لہروں کے سپُرد کر دیا ــــ چھوٹے بھائی ابراہیم نے اپنے بڑے بھائی کا سَر پکڑ لیا اور اسے چہرے

سے لگا لیا ــــ حارث مردود نے چھوٹے بھائی ابراہیم کا سر بھی کاٹ لیا اور جسم کو پانی میں پھینک دیا۔

اُس وقت زمین و آسمان سے چیخیں بُلند ہوئیں ــــ اور فریاد و فغاں کی صدائیں آسمان کے منظروں تک جا پہنچیں ــــ اور عالم برزخ میں سے

صدائیں گونجیں کہ ابنِ رشید آئے ہیں
سعادتوں کے جلو میں سعید آئے ہیں
تڑپ کے کہتی تھی مسلم کی رُوح اِدھر دیکھو
نہا کے اپنے لہُو میں شہید آئے ہیں (خضر)

(اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

سلام ہوں مسلم کے یتیموں پر جن کی یاد میں ہر آنکھ اشکبار ہے ــــ نبیؐ کے گھر کے یتیم بچّو! تمہارے دُکھوں پر ؎

زمین روئے گی اور آسمان روئے گا
چمن بھی پھول بھی، ہر باغبان روئے گا
تمہاری بے کسی جس وقت یاد آئے گی
دفورِ درد سے سارا جہاں روئے گا

حارث مردُود کا انجام :

جب حارث ملعون دونوں صاحبزادوں کے سَر لے کر ابنِ زیاد کے پاس گیا تو اس وقت سُورج طلوع ہو چکا تھا ــــ اُس نے دونوں بچّوں کے سر طشت میں سجا کر ابنِ زیاد کے سامنے رکھے ــــ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طشتری میں دو ننھے منّے چاند اُتر آئے ہوں ــــ اور کالی زلفیں سیاہ کستوری کیطرح خوشبو بکھیر رہی تھیں ــــ

marfat.com

ابن زیاد نے پوچھا یہ کن کے سر ہیں ـــ حارث بے ایمان بولا ـــ یہ مسلم بن عقیل کے بچّوں کے سر ہیں ـــ ابن زیاد ان بچوں کے سروں کو دیکھ کر بے اختیار آب دیدہ ہو گیا ـــ اور حاضرین مجلس بھی رونے لگے۔ ابن زیاد نے حارث سے کہا تو ان کو میرے پاس زندہ کیوں نہ لایا ـــ حارث نے کہا مجھے ڈر تھا کہ شہر کے لوگ حملہ کر کے انہیں مجھ سے چھین نہ لیں اور میں انعام سے محروم رہ جاؤں ـــ ابن زیاد نے کہا تو نے ایسا کیوں نہ کیا کہ انہیں کسی محفوظ جگہ پر بند کر کے مجھے اطلاع دیتا تاکہ میں کسی کو بھیج کر انہیں پوشیدہ طور پر منگوا لیتا ـــ حارث یہ سُنکر خاموش ہو گیا۔

مقاتل کا انتخاب:

ابنِ زیاد نے حاضرین پر نظر دوڑائی اور ایک شخص جسکا نام مقاتل تھا اور وہ خاندانِ نبوّت کا دل وجان سے محبّ تھا پر جاکر رُک گئی ـــ کیونکہ ابنِ زیاد کو اس کے محبّت بھرے عقیدہ کا علم تھا اسلیئے اُس نے مقاتل کا انتخاب کیا کہ وہ حارث کو قتل کرے۔ ابنِ زیاد نے کہا ـــ اے مقاتل اس حارث کو فرات کے کنارے پر لے جا کر قتل کر دے۔ جہاں اُس نے بچّوں کو قتل کیا تھا ـــ اور بچّوں کے سر بھی ساتھ لے جا اور اس جگہ پانی میں بہا دے جہاں اُس نے ان کے جسموں کو ڈالا تھا۔ مقاتل نے خوشی کا اظہار کیا اور حارث کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آیا ـــ اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا ـــ اگر ابن زیاد مجھے تمام بادشاہی دے دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس مردود کو قتل کر کے ہو گی ـــ پھر اس نے اُس کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ کر ننگے سر کوفہ کے بازاروں سے لے کر گزرا ـــ لوگ اس کے منہ پر کوڑا کرکٹ پھینکنے لگے ـــ مقاتل نے

حارث کو اسی مقام پر لا کھڑا کیا جہاں اُن شہزادوں کو شہید کیا تھا اس نے دیکھا وہاں پر ایک خاتون زخمی حالت میں پڑی ہے ـــــ اور ایک نوجوان قتل کیا ہُوا پڑا ہے ـــــ ایک غلام کے جسم کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں وُہ خاتون زخموں سے چور فرزندانِ مسلم اور اپنے بیٹے کے لئے نوحہ خوانی کر رہی ہے ـــــ مقاتل نے پوچھا اے خاتون تو کون ہے؟ ـــــ اس نے کہا میں اس بدبخت حارث کی بیوی ہوں ـــــ میں نے اِسے ظلم سے منع کیا تھا اور میرا بیٹا اور غلام اس سلسلے میں میرے ساتھ متفق تھے ـــــ بالآخر اس نے بیٹے اور غلام کو قتل کر دیا ـــــ اور مجھے زخمی ـــــ پھر مقاتل گھوڑے سے نیچے اُترا ـــــ اور پھر جب اُس نے مسلم کے بچوں کا خون زمین پر گرا ہُوا دیکھا ـــــ تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ـــــ اس نے روتے ہوئے شہزادوں کے وسیلے سے اپنی بخشش کی دُعا مانگی ـــــ پھر اس نے شہزادوں کے سروں کو نہرِ فرات کی لہروں کے حوالے کر دیا۔ (روضۃ الشہداء (ص ۱۴۱)

شہزادوں کی عجیب کرامت : جب مقاتل نے حضرت مُسلم رضی اللہ عنہ کے بچوں کے سروں کو نہرِ فرات کے سپرد کیا تو نہر کی تہہ میں اپنے اپنے سروں کے منتظر جسم پانی کی سطح پر اُبھر آئے اور سر اپنے اپنے جسم سے جڑ گئے ـــــ اور دونوں نے ایک دوسرے کی گردن میں باہیں حائل کر دیں اور پانی کے بہاؤ پر بہنے لگے ـــــ پھر دونوں کو پانی سے باہر نکالا گیا۔ اور فرات کے کنارے قبر تیار کر کے وہاں دفن کر دیا گیا اور آج تک زائرین ان کی زیارت کرتے ہیں۔ (روضۃ الشہداء ایضاً)

marfat.com

● مقاتل نے اپنے غلاموں کو حکم دیا اس لعنتی کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے قتل کردو ـــــ حارث بُری طرح قتل ہُوا اور اس مردود کی لاش کے ساتھ پتھر باندھ کر فرات میں پھینک دیا ـــــ اسی وقت نہر کی موج نے اُسے کنارے پر اُچھال دیا ـــــ پھر اس کو گڑھا کھود کر زمین میں بڑے بڑے پتھروں کے نیچے دبا دیا ـــــ تھوڑی دیر گزری تھی کہ زمین لرزنے لگی اور اُسے گڑھے سے باہر پھینک دیا ـــــ آخر کار لکڑیاں جمع کیں آگ جلائی اور آگ میں حارث بن ملعون کو ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ جل گیا اور اس کی راکھ ہَوا نے اڑا دی ۔

نوٹ : حضرت مسلم بن عقیل اور اُن کے صاحبزادوں کی شہادت کے واقعات کی اگر تفصیل جاننا مقصود ہو تو فقیر کی کتاب " آلِ رسول " حصہ دوم کا مطالعہ فرمائیں ؛

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر ۹

صفر المظفر کے پہلے جمعہ کی تقریر | واقعات کربلا اور ذکر شہداء کربلا

تمہید : حضرات ! ذکر چل رہا تھا آلِ محمد کے مصائب و آلام اور اہلِ کوفہ کی بیوفائیوں کا یہ صفر کا پہلا جمعہ ہے ___ اور صفر کے بارے بہت غلط قسم کی باتیں پھیلائی گئی ہیں ___ صفر کو منحوس نہ جانو ___ اس میں کثرت سے عبادت اور راہِ خدا میں خرچ کرو ___

" راحۃ القلوب " میں ہے کہ صفر کی پہلی رات میں نمازِ عشاء کے بعد ہر مسلمان کو چاہیئے کہ چار رکعت نماز پڑھے ___ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت قُلۡ یٰۤاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ ___ ۱۵ مرتبہ پڑھے ___ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۱۵ مرتبہ پڑھے اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ فلق ___ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ___ ۱۵ مرتبہ پڑھے ___ اور چوتھی رکعت میں ___ سورۂ الناس ___ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ___ ۱۵ مرتبہ پڑھے، سلام کے بعد چند بار اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ . پڑھے ___ بہت بڑا ثواب پائے گا اور سال بھر ہر بلا سے محفوظ رہیگا۔

حضراتِ گرامی : بات چل رہی تھی اہلِ بیتِ رسول کے مصائب و آلام کی

marfat.com

اب پھر دوبارہ سلسلہ شروع ہوتا ہے کربلا والوں کا۔

امام حسینؓ کی مکہ سے روانگی : شہزادۂ گلگوں قبا، راکبِ دوشِ مصطفےٰ

امام حسین علیہ السلام سے ایام حج کے دوران ہی مکہ معظمہ سے نکل جانے کا ارادہ فرمایا ــــ عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث مخزومی ــــ عبداللہ بن عباس تین مرتبہ ــــ حضرت امام کو کوفہ نہ جانے کا مشورہ دیا اور لجاجت سے عرض کیا کہ آپ وہاں نہ جائیں ــــ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں عراق جانے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں، انہوں نے کہا کہ آپ کو جانا ہی ہے تو پھر خود چلے جائیں عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں ــــ واللہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں عثمان کی طرح آپ بھی اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے شہید نہ کر دیئے جائیں ــــ امام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ میرے بچے اور خاندان والے بھی اس ابتلا میں میرے ساتھ مبتلا ہوں ــــ آپ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَاَنْ اُقْتَلُ خَارِجًا مِنْهَا بِشِبْرٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ دَاخِلًا مِنْهَا بِشِبْرٍ۔ (طبری ج۶ ص۲۱۷)	خدا کی قسم اگر میں ایک بالشت مسجد حرام کے باہر قتل ہوں، اس چیز کو بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک بالشت مسجد کے اندر قتل ہوں

ــــ یعنی میں مسجد حرام کے اندر قتل نہیں ہونا چاہتا ــــ مسجد کے اندر قتل ہونے کی بجائے مسجد حرام کے باہر قتل کر دیا جاؤں تو بہتر ہے ــــ آپ کا یہ ارشاد مسجد کی حرمت و عزت کے پیش نظر تھا ــــ آپ نے مزید فرمایا ــــ

لَوْ كُنْتُ فِيْ جُحْرِ هَامَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْهَوَامِّ لَاسْتَخْرَجُوْنِيْ حَتّٰى	اگر میں حشرات الارض (یعنی کیڑے مکوڑوں) کے کسی سوراخ میں بھی چھپوں گا تو یہ لوگ

marfat.com

يَقۡضُوۡا فِیۡ حَاجَتِہِمۡ — وَاللّٰہِ لَیَعۡتَدُنَّ عَلَیَّ کَمَا اعۡتَدَتِ الۡیَهُوۡدُ فِی السَّبۡتِ (ایضًا)

(دشمن) مجھے وہاں سے بھی نکال لیں گے اور جو سلوک چاہیں گے کریں گے اور خدا کی قسم یہ لوگ مجھ پر ایسا ظلم کرینگے جیسا یہودیوں نے ہفتہ کے دن کیا تھا

امام نے جلدی کیوں کی؟ : امام حسینؑ نے آٹھ ذوالحجہ ۶۰ھ کو مکہ سے روزانہ طواف وسعی کے ساتھ اپنے حج کو عمرِ مفردہ کے ساتھ بدل کر احرام اُتارا — کیوں کہ آپ حج کی تکمیل نہ کرسکے —

لِاَنَّ یَزِیۡدَ اَرۡسَلَ مَعَ الۡحُجَّاجِ ثَلَاثِیۡنَ رِجَالاً وَّ اَمَرَهُمۡ بِقَتۡلِ الۡحُسَیۡنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ[1]

اسلئے کہ یزید نے تیس ۳۰ آدمی حاجیوں کے لباس میں بھیجے تھے اور انکو حکم دیا کہ ہر حال میں موقعہ پاکر حسینؑ کو قتل کردیں۔

اس سازش کی خبر امام حسین کو بھی پہنچ چکی تھی — اگر امام مکہ سے نہ نکلتے تو پھر دشمنوں کا پُر فریب وار کارگر ہوتا — یزید اور اس کے پیروکار بہت بڑی بدنامی سے بچنے کی کوششوں میں کامیاب ہوجاتے — امام نے اُن کو اس معاملے میں شکست دی — اور آپ کا مدینہ منورہ چھوڑنا بھی اسی اَمر کے پیشِ نظر تھا۔

دوسری اور اہم ترین بات جس کی طرف دھیان دینا بہت ضروری ہے کہ مسلمانوں کے عقائد و نظریات میں یہ اَمر نمایاں ہے کہ ولایت کی دُنیا

---

[1] : الحیات الخفی ج ۲ ص ۱۶۳ بحوالہ شہادت نواسۂ سید الابرار ۶۳۸

marfat.com

ہیں کچھ ایسے اسرار بھی ہیں ــــ جو کامل ولی پر اس کی ذات کے متعلق حالات و واقعات منکشف ہوتے ہیں ــــ اور ساتھ ہی ان رازوں کو چھپائے رکھنے کا بھی حکم ہے ــــ اور یہ چیز ناقابلِ تردید ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کی آغوشِ رحمت میسر رہی ہو، وہ باطنی امور میں دوسروں سے ممتاز حیثیت کا حامل ہوگا ــــ لہٰذا امام کا ہر اقدام اللہ کی رضاء خوشنودی کے لئے تھا ــــ ذاتی اور دُنیاوی منفعت کیلئے نہیں بلکہ اسلام کی آبیاری کے لئے تھا۔

عبداللہ بن جعفر طیارؓ کا خط : امام زین العابدین سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب مکّہ سے نکلے تو عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں فرزندوں (عون و محمد) کو ایک خط میرے والد گرامی کے نام بھیجا ــــ جس میں لکھا تھا ــــ میرا خط ملتے ہی آپ فوراً رُک جائیں ــــ کیونکہ جہاں آپ جا رہے ہیں ــــ مجھے خوف آتا ہے کہ وہاں آپ شہید اور اہلبیت کا استیصال ہوگا۔

اِنْ هَلَكْتَ الْيَوْمَ طَفِئَ نُوْرُ الْاَرْضِ آپ شہید ہو گئے تو دنیا میں اندھیرا چھا جائے گا۔

(البدایہ ج ۸ ص ۱۶۷)

ــــ لکھا کہ آپ عَلَمُ الْمُهْتَدِيْنَ ــــ ہیں ــــ آپ ــــ رَجَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ ــــ ہیں ــــ یعنی اہلبیت کے رہنما ــــ اور ایمان والوں کا سہارا ہیں ــــ اور لکھا کہ روانگی میں جلدی نہ کریں ــــ اس خط کے پیچھے میں بھی آرہا ہوں۔

خواب میں رسُول اللہ کا حکم : حضرت عبداللہ بن جعفر طیار، حضرت امام کے بہنوئی اور چچازاد بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ امام کے پاس پہنچے ساتھ

حاکم مدینہ عمرو بن سعید کا خط اور بطورِ تسلّی حاکم مدینہ کے بھائی یحییٰ بن سعید کو بھی ساتھ لائے ــــ امام نے واپس ہونے سے انکار کر دیا ــ حضرت عبداللہ نے پوچھا حضور آپ بتائیں کہ نہ رُکنے کی اصل وجہ کیا ہے؟ ــــ اور آپ کوفہ جانے پر اِس قدر بضد کیوں ہیں؟

امام علیہ السّلام نے فرمایا۔

اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَقَدْ اَمَرَنِیْ فِیْھَا بِاَمْرٍ وَّ اَنَا مَاضٍ لَہٗ ۞ (اَیضًا)

میں نے خواب میں اپنے "ناناجان" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ حضورؐ نے مجھے خواب میں ایک ــــ حکم فرمایا ہے۔ جس کو میں ضرور پورا کروں گا۔ خواہ مجھے دُکھ پہنچے۔

عبداللہ اور یحیٰی نے عرض کیا ــ وہ خواب کیا ہے ــ آپ نے فرمایا۔

مَاحَدَّثْتُ بِھَا لِاَحَدٍ وَّمَا اَنَا مُحَدِّثٌ بِھَا حَتّٰی اُلْقٰی رَبِّیْ (ایضًا)

(اس خواب کا معاملہ) میں نے ابتک نہ کسی سے بیان کیا ہے اور نہ کرونگا۔ یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملوں۔

اس سے معلوم ہُوا کہ امام حسینؓ کے پیشِ نظر حکومت وسلطنت اور دنیوی جاہ وحشم ہرگز نہ تھا اور نہ ہی آپ اس چیز کے طالب تھے ــ آپ کے سامنے ایک ہی بات تھی کہ اسلام کی عزت کو کس طرح بچایا جا سکتا ہے ــــ امّت رسولؐ کو ظلم کے چنگل سے کس طرح نکالا جا سکتا ہے ــ دُوسری بات یہ کہ تمام عزیز واقارب کی معروضات کیطرف توجہّ فرمانے کی وجہ صرف یہ تھی کہ اُنکے نانا نے ایک کام آپ کے سپُرد کیا تھا جس کو ہر صُورت آپ نے نبھانا تھا۔

طبری میں ہے : کہ جب امام نے حضرت عبداللہ بن عباس کو بار بار اصرار

marfat.com

کرنے پر اشارتاً فرمادیا تھا کہ نانا جان نے خواب میں مجھے ایک خاص حکم سے نوازا ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ بِاَمْرٍ وَ اَنَا مَاضٍ فِیْہِ۔

(طبری ج ۶ ص ۲۱۹)

یعنی مجھے میرے نانا رسول اللہ نے حکم دیا ہے میں اسکو ہر صورت میں پورا کروں گا۔ خواہ مجھے اس میں نقصان اٹھانا پڑے۔

اِمام نے سفر جاری رکھا:

حضرت امام مختلف منازل طے کرتے ہوئے "ذوحُسُم" کے مقام پر پہنچے ــــ اور آپ کی نظر سامنے سے آئے ہوئے ایک لشکر پر پڑی یہ حُر بن یزید ریاحی کا لشکر تھا جسے ابنِ زیاد نے امام حسین کو رستے میں ہی روکنے اور مزحمت کرنے کی غرض سے بھیجا تھا امام حسین اپنے ساتھیوں کے مشورے سے ذُوحُسُم جہاں پانی میسّر تھا کیطرف مُڑ گئے ــــ حُر کے سواروں نے بھی رُخ موڑ لیا لیکن امام نے حُر سے پہلے پہنچ کر ذُوحُسُم کے مقام پر خیمے نصب کر دیئے۔

امام کا حُسنِ سلوک:

امام الشہداء کا مشفقانہ انداز اور اخلاق کریمانہ دیکھیں کہ ــــ حُر ہزار سواروں کا رسالہ لئے اُس آگ اُگلتی دوپہر میں آپ کے مقابل آکر ٹھہرا ــــ سیدنا امام نے اپنے جوانوں کو حکم دیا ــــ

اِسْقُوا الْقَوْمَ وَ اَرْوُوْھُمْ مِنَ الْمَاءِ — سب لوگوں کو پانی پلا کر انکی پیاس بجھاؤ

صرف اتنا ہی نہیں کہ اُن کو پانی پلاؤ بلکہ حکم فرمایا۔

وَرَشِّفُوا الْخَیْلَ تَرْشِیْفًا [1] — اور اُن کے گھوڑوں پر پانی چھڑکو۔

---

[1]: طبری جلد نمبر ۶ ص ۲۲۶

marfat.com

حضرت امام کے نوجوانوں نے ایسا ہی کیا کہ برتن بھر بھر کر گھوڑوں کے آگے رکھتے رہے ــ حُر کی فوج کا ایک سپاہی جو پیچھے رہ گیا تھا اور پیاس کی شدّت اور موسم کی حدّت سے نڈھال ہو چکا تھا ــ امام نے اس کی حالت دیکھی تو اپنے ہاتھوں سے اُسے پانی پلایا، کیوں اُس کے ہاتھ میں اتنی سکت بھی نہ تھی کہ برتن اُٹھا سکے۔

نظر والو! ذرا غور کرو ــ کہ سامنے مصائب و آلام کی آندھیاں دیکھنے کے باوصف امام نے اُن لشکریوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جس سے دُشمن کے ماتھے پر پسینہ آ گیا ــ یہ آغوشِ رسولؐ کا فیض تھا ــ سیّدہ بتول کے دُودھ کا اثر ــ اور علیؑ کے خون کی تاثیر ــ اور بنو ہاشم کی عظمت کا نشاں کہ خون کے پیاسوں کی پیاس بجھائی جا رہی ہے۔

مقامِ کربلا : چلتے چلتے امام عالی مقام کا گھوڑا ایک ہولناک زمین پر جا کر سیخ پا ہو گیا ــ اور آپ کے تازیانہ لگانے کے باوجود ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا ــ امام نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی شخص جانتا ہے کہ اس جگہ کا نام کیا ہے ــ ایک شخص نے عرض کیا حضور اس مقام کو اَرضِ ماریہ کہتے ہیں ــ امام نے فرمایا ہو سکتا ہے اس کا کوئی اور نام بھی ہو؟ ــ لوگوں نے عرض کیا: ــ جی ہاں اس جگہ کو کربلا بھی کہتے ہیں ــ امام نے فرمایا ــ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَرْضُ کَرْبٍ وَّبَلَاءٍ وَسَفْکِ الدِّمَاءِ[۱] ــ یہ کربلا وہ جگہ ہے جہاں ہمارا خون بہے گا۔

---

[۱] روضۃ الشہداء ص ۲۵۹ ؎

marfat.com

اور فرمایا یہ آلِ عبا کے مردوں کے مزارات کا احاطہ ہے۔

اگر ہے نام اِسی کا ہی کربلا سُن لو
تو پھر گرے گی یہاں ہم پہ ہر بلا سُن لو
اسی جگہ پہ ہی بکھرے گا خونِ آلِ رسولؐ
کٹے گا تیغ جفا سے یہیں پہ باغِ بتولؑ (خضر)

امام کے صاحبزادے علی اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بابا جان یہ آپ کیا فرما رہے ہیں تو امام نے جواب دیا کہ صفین کے سفر کے دوران میں میرے والد اور تمہارے دادا علی کرم اللہ وجہہٗ اس مقام پر اُترے۔ اور میں بھی ساتھ تھا ـــ اور آپ سواری سے اُتر کر میری آغوش میں سر رکھ کر۔ استراحت فرمانے لگے ـــ اچانک آپ بیدار ہو کر رونے لگے ـــ امام فرماتے ہیں ـــ میں نے پوچھا ابا جان آپ کو کیا ہو گیا ہے ـــ آپ نے فرمایا بیٹا ـــ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس صحرا میں خون کا دریا بہہ رہا ہے ـــ اور اے حسینؓ تو اس دریا میں گر کر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے مگر تیری مدد کو کوئی نہیں پہنچتا ـــ اور فرمایا ـــ اے حسین. تجھے اس صحرا میں خوفناک واقعہ پیش آنے والا ہے ـــ بیٹا تو اس وقت کیا کرے گا ؟

میں نے عرض کیا ابا جان میں اس وقت صبر کروں گا ـــ آپ نے فرمایا ایسا ہی کرنا ـــ کیوں کہ صبر کرنے والوں کا اجر شمار میں نہیں آسکتا فرمانِ خداوندی ہے ـــ

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ . (پارہ ۲۳ سورہ زمر آیت ۱۰) صابروں ہی کو اُن کا ثواب بھرپور دیا جائے گا، بغیر حساب کے۔

حضرت امام نے حکم جاری فرمایا کہ اُونٹوں کو بٹھا کر سامان اتار دو اور خیمے نصب کر دو۔

امام عالی مقام علیہ السّلام اسی جگہ پر گھوڑے سے اُتر آئے ــــ جب آپ کا قدم مبارک کربلا کی مٹی پر لگا تو خاک کا رنگ زرد ہو گیا ــــ اور اِس سے غبار اٹھا جس سے آپ کے گیسو مبارک گرد آلود ہو گئے۔

امام کی وصیّت : ــــ فرمایا ــــ اے رفیقِ دلنواز ــــ اور غمگسار کارساز ــــ جب تو مجھے اس مقام پر گھوڑے سے گرتا ہوا دیکھے ــــ اور میرے سر اور چہرے کو کٹا پھٹا پائے ــــ اور میں تیروں اور تلواروں سے گھائل ہو جاؤں تو اپنے چہرے اور سر کے بالوں کو برہنہ نہ کرنا ــــ اور نہ سینہ کوبی کرنا ــــ اور نہ منہ پیٹنا ــــ کیونکہ دُشمن کی شماتت[ع] بہت بڑی مصیبت ہے۔

جب اہلِ بیت نے یہ بات سُنی تو سب نے فریاد و فغاں کرتے ہوئے عرض کیا' اے سیّد و سرور آپ نے ہمیں یہ کیسی جاں گداز خبر دی ہے ــــ پھر آلِ پیغمبر نے "آپ کی جدائی کا تصور کر کے" اس قدر نالہ و فریاد اور آہ و زاری کی زمین و آسمان والے ان کے رونے سے پریشان ہو گئے ــــ اور پھر اُن کے کانوں میں ــــ

اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ[ل] (مشیّتِ خداوندی پر راضی رہنا) کی آواز گونجی تو انہوں نے صبر اختیار کیا ــــ

ع شماتت : کے معنی ہیں کسی کو مصیبت میں دیکھ کر خوش ہونا امام کا مطلب یہ تھا کہ اپنی مصیبت پر دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع نہ دینا ل روضۃ الشہداء -۲۶۰ ؁

کربلا کا ایک اور نام : طبری میں ہے کہ جب امام کربلا میں پہنچے تو آپ نے پوچھا یہ جگہ کس نام سے پکاری جاتی ہے لوگوں نے عرض کیا ــــ ھِیَ الْعَقْرِ ــــ اُس کا نام عقر ہے ــــ عقر ــــ زخم ــــ اور بانجھ پن کو کہتے ہیں ــــ امام نے فرمایا ــــ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَقْرِ [۱] ــــ اے اللہ تعالیٰ عقر سے مجھے بچا ــــ اور آپ وہیں اُتر پڑے ــــ یہ محرم ۶۱ھ کی دوسری تاریخ اور پنج شنبہ کا دن تھا ــــ امام نہرِ فرات سے (شَطُّ الْفُرَاتْ) ذرا ہٹ کر خیمے نصب کر دیئے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں "کتاب آلِ رسول" کا حصّہ دوم ــــ آپ نے ابنِ سعد کیساتھ بات چیت بھی کی ہے ــــ آپ کے ساتھیوں نے بھی بہت کوشش کی لیکن ابنِ زیاد اور ابنِ سعد بیعتِ یزید پر مجبور کرنے کی کوششوں میں مصروف رہے آخرکار پانی بند کر دیا گیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ دُنیاوی مال کے حصُول کی خاطر نواسۂ رسولؐ اور گلشنِ آلِ رسولؐ کے پھولوں کو صحرائے کربلا میں بکھیرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

امام کا ساتھیوں سے خطاب : حضرت علامہ حسین کاشفی مفسّرِ قرآن نور الائمہ کے حوالے سے یُوں رقمطراز ہیں ــــ نویں کا دن گزر گیا ــــ اور شبِ عاشورہ آ گئی ــــ سیّاروں کا سلطان (سورج) تعزیّت خانۂ غروب میں چلا گیا ــــ سیاہ فام رات، سیاہ لباس اوڑھ کر خاندانِ نبوّت کے سوگ میں چھپ گئی ــــ بلاؤں کے گھر کی خواتین شہیدانِ کربلا کے نظارے

[۱] : طبری ج ۶ ص ۲۳۳ ؎

کے لٹ آگئیں ـــ شفق نے آنکھوں کا خون آسمان کے دامن پر چھڑک دیا ـــ عرصۂ زمین ادبار و ہزیمت کی گرد اپنے رُخساروں اور سر سے چھاننے لگا۔

(روضۃ الشہدا، ۱۶۹)

امام عالی مقام علیہ السلام نے اس رات صحرا کے فرش پر سیاہ لکڑی کی کرسی بچھانے کا حکم دیا جو آپ کے ساتھ تھی ـــ اور اس پر بیٹھ کر انتہائی جزیل و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا ـــ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ـــ میں اپنے ساتھیوں سے زیادہ وفادار اور زیادہ بہتر کسی کے ساتھیوں کو نہیں جانتا ـــ اللہ تعالیٰ تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

سُن لو! بے شک میں گمان کرتا ہوں اپنے اس دن کو دشمنوں کے مقابلے کیلئے کل کا دن۔

میری طرف سے اجازت ہے تم چلے جاؤ ـــ کیونکہ دشمن قوم مجھے طلب کرتی ہے ـــ اور اگر وہ مجھے پا لیتے ہیں تو پھر وہ دوسروں سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

(الکامل ج ۳ ص ۲۸۵۔ طبری ج ۶ ص ۲۳۸ البدایہ ج ۸ ص ۱۷۶)

ساتھیوں کا جواب: امام کے ارشادات کو سننے کے بعد ـــ ساتھیوں، بھائیوں، موالیوں اور خویش و اقارب نے جواب دیا ـــ اے ابنِ رسول ـــ ہم آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے ـــ آپ کے بعد زندہ رہنے کی خواہش نہیں رکھتے ـــ جب تک خون کا آخری قطرہ جسم میں موجود ہے ـــ خاندانِ نبوّت کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتے رہیں گے ـــ آپ نے اُن کے لئے دُعا فرمائی۔

marfat.com

نویں کی رات آپ نے اور آپ کے گھر والوں نے عبادت میں گزار دی ـــــ اور صبح دونوں لشکروں میں صف بندی ہوئی ـــــ لشکر یزید کی تعداد ۳۰ ہزار اور امام پاک کے لشکر کی تعداد صرف (۱۴۵) نفوس پر مشتمل تھی۔

حُر بارگاہِ امام میں : جب ابنِ زیاد امام پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو حضرت حُر یہ منظر دیکھ رہے تھے ـــــ اور پھر حُر نے لشکرِ حسین کیطرف آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔

حُر کی برادری کا شخص جس کا نام مہاجرین اوس تھا، حُر کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگا ـــــ اے حُر تیرا ارادہ کیا ہے؟ ـــــ کیا تم حملہ کرنا چاہتے ہو ـــــ حُر یہ سُنکر خاموش رہے اور ساتھ ہی ہاتھوں اور پاؤں میں تھرتھراہٹ پیدا ہو گئی۔ اس پر ابنِ اوس نے کہا ـــــ اے حُر یہ تجھے کیا ہو گیا؟ اہلِ کوفہ میں سب سے بڑے بہادر تم ہو ـــــ اور یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ حُر نے جواب دیا۔

وَاللّٰهِ اُخَيِّرُ نَفْسِیْ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ـــــ خدا کی قسم میں اپنے دل سے پوچھ رہا ہوں جنت میں جانا چاہتا ہے یا دوزخ میں۔ (طبری ۶/۲۸۸)

اور ساتھ ہی فرمایا ـــــ خدا کی قسم میں کسی چیز کے لئے جنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ خواہ میرے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں یا پھر زندہ جلا دیا جاؤں۔

یہ کہہ کر گھوڑے کو تازیانہ مارا اور امام کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا ـــــ

فِدَاكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ـــــ اے رسول خدا کے بیٹے میں آپ پر قربان ہو جاؤں ـــــ میں وہی شخص ہوں ـــــ جس نے آپ کو واپس نہ جانے

marfat.com

دیا — خدا کی قسم مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ آپ کی کوئی بات نہ مانیں گے — میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے اور آپ پر جان قربان کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

آپ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے — عرض کیا — میرا نام حُر بن یزید ریاحی ہے (خیال رہے کہ حُر کا معنیٰ آزاد ہے)

امام نے فرمایا:

اَنْتَ حُرٌّ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ	انشاء اللہ تو دُنیا اور آخرت میں
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ	آزاد ہے۔

(طبری ۶/۲۴۴)

اب اُتر گھوڑے سے — حُر نے عرض کیا یا امام میرا گھوڑے پر رہنا اُترنے سے بہتر ہے — آپ کے دُشمنوں سے لڑوں گا جب شہادت پاؤں گا تو گھوڑے سے اُتروں گا، آپ نے حُر کے لئے دُعا فرمائی۔

حُر کا خواب: علامہ حسین کاشفی روضۃ الشہداء کے صفحہ نمبر ۲۷۸ پر لکھتے ہیں کہ امام اسماعیل کے "مقتل میں یہ روایت موجود ہے کہ حُر جب امام کی خدمت میں حاضر ہُوا تو اُس نے عرض کیا اے ابنِ رسول میں نے رات کو خواب میں اپنے باپ کی زیارت کی تو اُس نے کہا — اے حُر تو ان دنوں کہاں جا رہا ہے؟ تو میں نے کہا امام حسین کے راستے کی ناکہ بندی کیلئے جا رہا ہوں — میرے باپ نے چیختے ہوئے کہا — اے بیٹا تجھ پر افسوس ہے، تجھے رسولِ خدا کے بیٹے سے کیا کام؟ — اگر تو دوزخ کی آگ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو جا اُن کے ساتھ جنگ کر — اور

اگر رسولِ کریم کی شفاعت اور خدائے کریم کی رضا کا خواہاں ہے اور جنت کے باغات و محلاتِ جاودانی کی طلب رکھتا ہے تو جا اُن کے دشمنوں سے جنگ کر ـــ حُر نے عرض کیا یا امام اب مجھے اجازت فرمائیں تا کہ میں آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں ـــ امام نے اُسے اجازت دی۔

حُر دلاور اور بہادر آدمی تھا میدانِ جنگ میں اُسے ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا ہے (وہ ابنِ سعد کی فوج کے ایک حصّے کا سالار تھا) وُہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہُوا میدان میں آیا ـــ اور رجز کہتے ہوئے اپنے مقابلے کو دعوت دی۔

ابنِ سعد نے حُر کو اس شان سے میدان میں آتے دیکھا تو اس پر لرزا طاری ہو گیا۔

اور پھر اُس نے ایک مشہور پہلوان صفوان بن حنظلہ کو بُلا کر کہا حُر کے پاس جاکر اُسے نرمی سے نصیحت کر کے میری طرف واپس لے آؤ۔ اگر وہ تمہاری بات نہ مانے تو تلوار سے اس کا سَر قلم کر دو ـــ صفوان حُر کے پاس آیا تو ایک عقل مند بہادر شخص ہے ـــ اور تیرے لئے مناسب نہیں کہ یزید کیطرف سے منہ موڑ کر حسین کی طرف کرلے۔

حُر نے جواب دیا۔ صفوان! تو نے نہایت گھٹیا بات کی ہے ـــ او ـــ نادان، یزید ناپاک، ظالم اور فاسق و فاجر شخص ہے ـــ اور امام حسین پاکیزہ اور پاکوں کی اولاد ہیں ـــ اُن والدہ تزویج بہشت بریں میں ہوئی تھی ـــ حسین وُہ ہستی ہے جبریل جن کا جُھولا جھولاتے تھے ـــ حضور علیہ السلام انہیں اپنے باغ کی خوشبو کہتے تھے۔

marfat.com

حریم حیدر و زہراؑ کا وہ اجالا ہیں
اوصاف آپ کے شرح و بیاں سے بالا ہیں

صفوان نے کہا میں جانتا ہوں بلکہ اس سے زیادہ جانتا ہوں مگر مال و زر اور جاہ و حشم یزید کے ساتھ ہیں ـــ حرُ نے کہا اوذلیل تو حق کو جانتے ہوئے بھی چھپاتا ہے ـــ اور میٹھا زہر پیتا ہے۔

صفوان نے غضب ناک ہو کر حرُ کے سینے پر نیزہ مارا۔ حرُ نے نیزے کے وار کو نیزے پر روکا اور اُس کے نیزے کو ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا ـــ اور اپنے نیزے کی نوک اس کے سینے میں اُتار دی ـــ نیزہ اُس کی پشت پر ایک گز پار ہو گیا ـــ پھر اُسی نیزے پر زور دیتے ہوئے صفوان کو گھوڑے کی زین سے نیچے گرا دیا اور اس کی ہڈی پسلی ایک کر دی۔

حرُ کی شجاعت: لشکرِ یزید نے صفوان پہلوان کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھا تو شور مچانے لگے ـــ پھر کیا تھا صفوان کے تین بھائیوں اور لشکریوں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ ایوب بن مشرح الحیوانی کہتا تھا خدا کی قسم میں نے حرُ کے گھوڑے کے گلے میں تیر اُتار دیا وہ ڈگمگا کر گر پڑا ـــ اور حرُ اس پر سے نیچے کود پڑا۔

كَاَنَّهٗ لَيْثٌ وَالسَّيْفُ فِيْ يَدِهٖ — جیسے کوئی شیر تلوار کھینچ کر میدان میں آ گیا ہو۔

(طبری $\frac{6}{250}$)

ابن مشرح کہتا تھا کہ حرُ کی طرح تیغ زنی کرتے ہوئے میں نے آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔

marfat.com

ملی جس سے نظر اُس کی نظر سے
زمیں پر گر پڑا اُس کے ہنر سے
جسے کہتے ہیں سب شبیّر کا ۔ حُر
فزوں تر تھا وہ ہر شیرِ ببر سے (نخفر)

امام نے حُر کو پا پیادہ جنگ کرتے دیکھا تو اُن کے لئے ایک بہترین گھوڑا بھیج دیا جس پر سوار ہو کر حضرت حُر یزید کے لشکری جھتوں کے طوفان کو منتشر کردیا ۔۔ حُر قلبِ لشکر میں گھس گئے ۔۔۔ اور پھر کیا تھا، فوجِ یزید نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ۔۔۔ اور قسوُرہ بن کنانہ نے اُن کے سینے پر نیزہ مارا جو اُن کے جسم میں گھس گیا ۔۔ حُر نے جوابی حملہ کیا قسوُرہ کا خود سَر سے الگ ہو چکا تھا ۔۔ حضرت حُر نے اُس کے سر پر تلوار کا وار کیا جس نے قسوُرہ کو سینے تک چیر دیا ۔ اور وُہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا ۔

حضرت حُر بھی گھوڑے سے نیچے گر پڑے اور نعرہ لگایا ۔

یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَدْرِکْنِیْ ۔ اے رسولِ خدا کے بیٹے میری مدد کو پہنچو !

(روضہ ص ۲۸۱)

امام حسین نے گھوڑا دوڑایا اور حُر کے پاس پہنچ گئے ۔۔ اور زمین پر بیٹھ کر حُر کا سَر اپنی آغوش میں لے لیا ۔۔۔ اور اپنے دامن سے اُن کے رُخساروں کو صاف کرنے لگے ۔۔ حُر نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ ان کا سَر امام کی آغوش میں ہے تو مسکراتے ہوئے عرض کیا ۔۔۔ اے رسولِ خدا کے بیٹے ! آپ مجھ سے راضی ہو گئے ۔۔ امام نے فرمایا میں تجھ سے بہت خوش ہوں ۔۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو ۔۔ حُر نے یہ بشارت سُنی تو نقدِ جاں

marfat.com

کو جاناں پر نثار کر دیا ـــ امام نے حُر کا تین شعروں پر مرثیہ کہا ـــ جو کتابوں میں موجود ہے۔

خوشا کہ خود کو زمانے میں نامدار کیا
کہ جاں کو جانِ محمدؐ پہ تھا نثار کیا
نثار جاؤں میں تجھ پر اے حرِؔ کربِ بلا
تمہاری یاد نے ہر دل کو بیقرار کیا (خضر)

حُر کا بھائی اور بیٹا: حضرت حُر رضی اللہ عنہ کے بھائی جناب مصعب بھی اپنے بھائی کی شہادت کے بعد امام سے اجازت لیکر میدانِ جنگ میں شیرِ بَبر کیطرح اُترے اور مردانہ وار بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑے اور کئی دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتار کر شربتِ شہادت نوش کر کے اپنے بھائی سے جا ملے۔

● جنابِ حُر کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے باپ اور چچا کو شہید ہوتے دیکھا تو خود پر قابو نہ رکھ سکا ـــ اور کوفہ کے لشکر سے نکل کر امام پاک کی خدمت میں حاضر ہُوا ـــ اور گھوڑے سے اُتر کر آپ کے قدموں کو بوسہ دیا اور اپنے باپ کی لاش پر بیٹھ کر اُن کے چہرے پر اپنا چہرہ رکھ دیا ـــ امام نے فرمایا ـــ اے جوان تو کون ہے؟ ـــ اُس نے عرض کی حضور میں آپ پر قربان ہونے والے اس حُر کا بیٹا ہوں ـــ اور آپ کی خدمت میں آپ پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے حاضر ہُوا ہوں ـــ اور ـــ اَلْوَلَدُ الْحُرُّ یَقْتَدِیْ بِاٰبَائِہٖ (یعنی حُر کے بیٹے نے اپنے آباء کی پیروی کی) کے نکتے کا اظہار کر سکوں ـــ اور گویا ہُوا۔

marfat.com

میں لختِ دلِ فاطمہؑ زہرا پہ مروں گا
حُرؑ جیسے جری بابا کی تقلید کروں گا

امام نے اس کے لئے دُعا فرمائی اور وہ آپ سے اجازت لے کر میدانِ جنگ میں آ گیا ـــ لشکرِ شام سے ایک مسلح شخص اس کے سامنے آیا تو علی بن حُرؑ نے بغیر کوئی بات کئے اس کے سینے میں نیزہ اتار کر زمین پر گرا دیا۔ اور کہا ـــ

ظالم و بیداد کو نیچے گرا سکتا ہوں میں
سرکشوں کے سُر قلم کر کے اڑا سکتا ہوں میں
ابنِ حُرؑ ہوں اور ریاحی نسل کا ہوں نوجوان
دُشمنِ آلِ محمدؐ کو مٹا سکتا ہوں ـ میں (خضر)

بعد ازاں دشمن کے لشکر سے ایک اور شخص آیا تو ابنِ حُرؑ نے اسے بھی قتل کر دیا ـــ امام علیہ السلام نے بُلند آواز سے اُسے آفرین کہا اور ساتھ ہی اُسے دُعا دی کہ اس باپ پر خدا کی آفرین ہو جس نے تیری پرورش کی اور اس ماں پر جس نے تجھے جنا ـــ آخر سپاہ یزید نے اُسے گھیرے میں لے لیا اور وُہ لڑتا لڑتا جامِ شہادت نوش کر کے اپنے باپ اور چچا کے ساتھ جا ملا۔

<u>گیارہ سالہ بچہ</u> : ایک خاتون اپنا گیارہ سالہ اکلوتا بیٹا لیکر کربلا کے میدان میں حاضر ہوئی وُہ اپنی ماں کیساتھ امام علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا ـــ اے رسولِ خدا کے بیٹے، یہ میری ماں ہے، اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم آلِ رسول کے نام پر اپنی جان قربان کر دو۔ یا امام مجھے بھی جامِ شہادت نوش کرنے کی اجازت دیں ـــ

marfat.com

حضرت امام اُن ماں، بیٹے کے جوشِ عقیدت اور جذبۂ محبت سے بہت خوش ہوئے ـــــ پھر ماں نے عرض کیا، اے نواسۂ رسول! میرا یہ بیٹا آپ پر جان قربان کردے تاکہ میرے بھی دونوں جہاں سنور جائیں ـــــ میرا بچّہ آپ پر فدا ہو جائے تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں، ماں بیٹے کے جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت ـــــ آلِ رسول کے ساتھ نیازمندی اور بار بار اصرار کو دیکھ کر امام علیہ السلام بہت خوش ہوئے ـــــ اور ساتھ ہی اس بچّے کی نوعمری دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھی آگئے ـــــ آپ نے بچے کو پیار کیا ـــــ اجازت فرمائی اور میدانِ کارزار میں بھیج دیا ـــــ یہ گیارہ سالہ بچّہ امام سے اجازت لے کر ـــــ آپ کو اور ماں کو سلام کرکے ہاتھ میں خنجر لے کر میدان میں وارد ہوا ـــــ اور ظالموں سے خوب مقابلہ کیا۔ چند شریروں کو قتل کیا اور خود سر کٹا کر سرفراز ہوا، اس کی ماں نے اپنے بچّے کا سر اٹھایا اور چوم کر کہنے لگی۔

اَحْسَنْتَ یَا سُرُوْرُ یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ[1]   شاباش اے میرے دل کے سرور اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔

اور پھر امام کے بُلانے پر واپس آگئی۔

عون و محمدّ کی شہادت : حضرت محمد اور حضرت عون رضی اللہ عنہما امام حسین کی ہمشیرہ سیّدہ زینبؑ کے فرزند ہیں ـــــ جناب امام کے بھانجے ـــــ علی المرتضیٰ کے نواسے ـــــ حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

[1] : حیات الحنفی ج ۲ ص ۷۶۴، بحوالہ شہادت نواسۂ سیّدالابرار ۷۵۶

کے پوتے — اور عبداللہ بن جعفر طیار کے بیٹے ہیں — حضرت عبداللہ بن مسلم — اور جعفر بن عقیل کی شہادت کے بعد محمد بن عبداللہ حضرت زینب کے بیٹے اپنے ماموں جان امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا — اے اوجِ ولایت کے شہبازِ بلند پرواز مجھے بھی جنگ کی اجازت عطا فرمائیں تاکہ اپنے دل کا مدّعا اور آرزو حاصل کرسکوں — اور اپنے دادا جان جعفر طیّار کے ساتھ بہشتی فضاؤں میں پرواز کرسکوں اور شہادت کے پروں پرسوار ہوکر آشیانۂ سعادت میں پہنچوں۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ دونوں صاحبزادے اکٹھے میدان کارزار میں نکلے تھے اور سیّدہ زینبؑ نے امام سے سفارش کی تھی کہ میرے بچّوں؏ کو میدان میں جاکر جامِ شہادت نوش کرنے کی اجازت عطا کی جائے۔ اس منظر — فردوسِ آسیہ اور کچھ دوسری کتب میں اس طرح بیان کیا ہے کہ سیّدہ زینبؑ نے اپنے بچّوں کو اپنے قریب بُلا کر فرمایا ؎

اے میری آنکھ کے تارو! میرے جگر پارو
تم اپنی جان کو ابنِ رسولؐ پر — وارو
تمہاری جانوں سے پسرِ رسولؐ پیارا ہے
ہر ایک چیز سے ابنِ رسول پیارا ہے
عزیز تر ہے جہاں سے مجھے مرا بھائی
رُلاتی خون آنسو ہے اس کی تنہائی
(انور)

نوٹ : ؏ : بعض لوگوں نے ان دونوں کی عمریں آٹھ، نو سال لکھی ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ پندرہ اور اٹھارہ کے درمیان تھے۔

marfat.com

بچّوں نے گردنوں کو جھکا کر عرض کی امیّ جان ہم اپنے ماموں جان اور دین اسلام پر اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے بہت بے تاب ہیں ــــ لیکن ماموں جان امام زمن سے اجازت لیکر آپ دیں اور ہماری سفارش فرمائیں۔

امام حسینؑ اپنی بہن زینبؑ کے خیمہ کے سامنے کھڑے تھے ــــ بہن نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بلایا اور تمام آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے عرض کرتی ہیں ــــ اے بھائی ــــ اے مظلوم کربلا ؎

ہمیشہ اپنی بہنوں کا برادر مان رکھتے ہیں
بہن کی ہر تمنّا کو عزیز از جان رکھتے ہیں
سخی ماں کے سخی بیٹے میرا دامان دل بھر دے
مجھے بھی اس جہاں میں جانِ خواہر سرخرو کردے
(نادم صابری)

بھائی جان! میری التجا ہے اسے شرفِ قبولیت عطا ہو ــــ امام نے فرمایا بہن کھل کر بات کرو! کیا چاہتی ہو؟ ــــ عرض کیا میرے بچوں کیطرف دیکھو ؎

ذرا دیکھو تو کیسے باندھ کر ہتھیار پھرتے ہیں
صبح سے بس یونہی جنگ کیلئے تیار پھرتے ہیں
بنامِ مصطفٰےؐ! ان پر بھی اپنا ہاتھ رکھ لیجئے
اجازت دیجئے بچے ہیں ان کی لاج رکھ لیجئے

بھائی جان! ماں زہراؑ ہوتی تو ان سے سفارش کراتی ــــ میرے مسافر بھائی!

میرے اس آرزو کو آرزوئے بے ریا سمجھو!
میرے بچوّں کو بھیّا صدقۂ آلِ عبا سمجھو
(نادم صابری)

امام نے بہن کی بات سُنی تو بچوں کی طرف دیکھا تو وہ اپنے ماموں کے چہرے کیطرف اس طرح دیکھ رہے تھے جس طرح کوئی سوالی سوال کرنے کے بعد سخی کے منہ کیطرف امید بھری نظروں سے دیکھتا ہے ـــــ امام نے فرمایا ـــــ بہن آج میرے ایک دل پر ہزاروں زخم ہیں۔ صبح سے ان ہاتھوں سے پیاروں کے لاشے اٹھا رہا ہوں ـــــ اب تم کہتی ہو کہ تیرے بچوں کو میدان میں بھیجوں، نہیں، بہن، نہیں ؎

نہیں ہرگز نہیں زینبؑ یہ دل پتھر نہیں دل ہے
خُدارا لائقِ نشتر نہیں، مرہم کے قابل ہے
تیری بربادیوں کا آج خود ساماں کروں کیسے
بہن کی گود اپنے ہاتھ سے ویراں کروں کیسے
(نادم صابری)

حضرت سیّدہ زینب نے اصرار کیا اور روٹھ جانے کے انداز میں دوبارہ التجا کی جس پر امام خاموش ہو گئے۔

امام کی خاموشی کو رضا سے تعبیر کرتے ہوئے جنابہ سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے صاحبزادوں کو خیمہ میں لے جاکر نئے کپڑے پہنائے ـــــ اور ہتھیار سجائے ـــــ اور میدان کارزار میں روانہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ـــــ بیٹو! ـــــ جاؤ! جانوں کے نذرانے پیش کرو ـــــ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔

مگر واری ذرا ہمت سے لینا کام میداں میں
کہیں بھولے سے پانی کا نہ لینا نام میداں میں

اگر سالارِ لشکر تمہارا نام و نسب پوچھے ؎

تو تم کہنا ہماری ماں کنیزِ بنتِ سرور ہے
ہمارا باپ بچپن سے غلامِ سبطِ اصغر ہے

marfat.com

نہ کرنا بھول کر بھی تذکرہ اپنی نجابت کا
کہ تم ہو فی الحقیقت آج سر صدقہ امامت کا (نادم صابری)

ماں کو آخری سلام کر کے دو نوعمر مجاہد خیمہ سے نکل کر میدان میں آئے اور پھر فوج اشقیاء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ـــــ حضرت محمد بن عبداللہ نے دس اور عون بن عبداللہ نے تین دشمنوں کو قتل کیا ـــــ اور پھر ان کے گرد، دشمن فوج کا ایک بڑا ہجوم ہو گیا تو دونوں شہزادے آسمانِ شہادت پر ستاروں کیطرح چمکنے لگے۔ عامر بن نشل نے حضرت محمد کو ـــــ اور عبداللہ بن قطبہ طائی نے جناب عون کو شہید کیا۔

باغ زہراؑ کے گرے پھول زمیں پر جس دم
عالم کون پہ طاری ہوا ہُو، کا عالم
سُن کے بیٹوں کی شہادت کا تھا زینب نے کہا
ربِ عالم نے سنی میری تمنا کی صدا
سُن کے شبیرؑ نے فرمایا، اے کربل سُن لے
دیکھ لے تو بھی فلک، تو بھی اے مقتل سُن لے
اب کے پھر اٹھتا ہوں لاشوں کو اٹھانے کیلئے
آبرو دینِ محمدؐ کی بچانے کے لئے (خضر)

وہ کیسا منظر ہو گا، جب امام حسین علیہ السلام اپنے عزیز ترین بھانجوں کے لاشے اٹھانے کے لئے میدان میں گئے ہوں گے ـــــ زمین کانپ اٹھی ہو گی ـــــ فلک پر لرزہ طاری ہو گیا ہو گا ـــــ کربلا کے ریتیلے ٹیلوں کے تپتے ہوئے ذرے بھی چیخ اٹھے ہوں گے، جب امام نے نوعمر، خوبصورت بچوں کے لاشے دیکھ کر فرمایا ہو گا ـــــ اے میرے بہن کے فرزندو! ـــــ آے

marfat.com

جعفرؑ کے دل بندو! تجھے ماں خیمے میں بُلاتی ہے ــــ اٹھو! ؎

اٹھو! شہزادیٔ عالم کے نواسو اٹھو
اٹھو اے مالکِ کوثر کے پیاسو اٹھو
کون آیا ہے ذرا دیکھو اٹھانے تجھ کو
خیمۂ ثانیٔ زہراؑ میں لے جانے تجھ کو
گلشنِ دینِ محمّدؐ کا نکھار آیا ہے
دوشِ مختارِ دوعالم کا سوار آیا! (خضرؔ)

امام اپنے پیارے بھانجوں کے لاشے اٹھا کر خیموں کے پاس لاتے ہیں ــــ وہ منظر کس قدر المناک ہوگا کہ ایک بھائی اپنی وفاشعار اور شب زندہ دار بہن کا سرمایہ افتخار لاشوں کی صورت میں اپنے کندھوں پر اٹھائے چل رہا ہے ــــ سیدہ زینبؑ کے اُن پاک باز بچّوں کے مزاروں پر قیامت انوار کا مینہ برسے جو ؎

گئے مقتل میں پیدل، دوش پر ہو کر سوار آئے
قبا پہنے لہُو کی، ہو کے ماموں پر نثار آئے
جو لکھّا واقعہ عون و محمّدؐ کی شہادت کا
خضرؔ کی پر خطا آنکھوں میں آنسو بار بار آئے (خضرؔ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۱۰

شہادت علی اکبر، شہادت قاسم اور عباس	صفر المظفر کے دوسرے جمعہ کی تقریر

علی اکبر کی شہادت :

علی اکبر امام حسین علیہ السّلام کے بڑے بیٹے تھے ــــ آپ کی والدہ کا نام اُمِ لیلیٰ بنت مرہ ہے (یا صرف لیلیٰ بنت مُرہ ہے) آپ نہایت خوبصورت ــــ اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہم شکل رسولؐ ــــ شبیہِ مصطفٰےؐ کے القاب سے مشہور تھے ــــ آپ کی کنیّت ابوالحسن ہے۔

● بعض مؤرخین نے میدانِ کربلا میں سب سے پہلے شہید ہونے والے لکھا ہے۔ بارگاہِ امام میں عرض کرتے ہیں بابا جان ــــ میں بھی شہادت کی تمنّا رکھتا ہوں ــــ دینِ رسول کی سَربلندی کے لئے ــــ اسلام کی آبرو ــــ قرآن کی عظمت و صداقت کا علم بلند رکھنے کیلئے ــــ جان کا نذرانہ اُحکمُ الحاکمینُ کی بارگاہ میں مجھے پیش کرنے کی اجازت فرمائیں ؎

بابا جان ! آج آپ کا منصب جامِ شہادت کے ساقی کا ہے، بندہ پرور!

مئے پُرکیف بھر بھر کر پلانا کارِ ساقی ہے
جو گر جائے اُسے بڑھ کر اٹھانا کارِ ساقی ہے
(نادم صابری)

اے ساقیٔ کوثر کے ساقی بیٹے ــــ ہمیں جامِ جامِ شہادت نوش کرنیکی اجازت دیں

marfat.com

نہ ہم جب تک فدا ہوں آپ کا جینا مناسب ہے
بُلا کر سب کو پھر سرکار کا پینا مناسب ہے
(نادم صابری)

علامہ کاشفیؒ لکھتے ہیں کہ جب باپ بیٹے کے درمیان یہ بات ہو رہی تھی تو آپ کی ہمشیرگان اور بیٹیاں خیموں سے باہر نکل آئیں اور علی اکبر سے لپٹ کر جنگ سے روکنے کے لئے منت سماجت کرنے لگیں، امام حسین نے جب مخدرات عصمت و طہارت کا یہ حال دیکھا تو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی نے جب یہ دیکھا تو زار و قطار روتے ہوئے اپنے والدِ مکرم کو بہت بڑی قسم دی ؎

کہا روتے ہوئے بابا! اجازت دو اجازت دو
بنامِ احمد مرسل مجھے اذنِ شہادت دو
میں رَن کی سختیوں سے ڈر کے اپنا منہ نہ موڑونگا
رضا و صبر کا دامن قیامت تک نہ چھوڑوں گا

سیدنا امام عالی مقام نے اپنے بیٹے کا حد سے بڑھ کر اصرار دیکھا تو اپنے ہاتھوں سے انہیں مُسلّح کیا اور اپنے گھوڑے عقاب پر سوار فرمایا —— جناب علی اکبرؓ کی والدہ محترمہ اور بہنیں ان کی رکاب اور عنان سے لپٹ کر رونے لگیں۔ یہ دیکھ کر امام عالی مقام نے فرمایا۔ اس سے اپنے ہاتھ ہٹا لو۔ کیونکہ یہ سفرِ آخرت کا عزم کر چکا ہے۔ جب شہزادہ علی اکبر تیار ہو کر میدان کی طرف چلے تو امام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اے میرے کریم میں اپنے اس بیٹے کو تیرے سپرد کرتا ہوں، جو رفتار و گفتار اور سیرت و صورت میں تیرے رسول کے مشابہ ہے۔

marfat.com

وَکُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا اِلیٰ زِیَارَۃِ نَبِیِّکَ نَظَرْنَا اِلَیْہِ اَیْ وَجْھِہٖ [۱]

جب ہم تیرے رسول کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو اس کے رُخِ انور کی طرف دیکھ لیتے ہیں۔ سیدنا علی اکبر سب کو الوداع کہتے ہوئے میدانِ جنگ کی طرف تشریف لے گئے۔ علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ آپ اٹھارہ سالہ نوجوان تھے۔ آپ کا رُخِ انور آفتاب کی مانند اور زلفیں مشکِ ناب کی طرح تھی۔ خَلق و خُلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان سے زیادہ مشابہ کوئی نہ تھا۔ جب آپ میدانِ کارزار میں پہنچے تو مقامِ معرکہ آپ کے رُخساروں کی شعاعوں سے منوّر ہو گیا۔

ابنِ سعد کے لشکر نے علی اکبر کے حسن و جمال سے حیران ہو کر ابنِ سعد سے پوچھا۔ یہ پیکرِ حُسنِ جمال کون ہے جس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تو ہمیں یہاں لے کر آیا ہے۔ [۱]

یہ آرہا ہے جو بن سنور کے — یہ کون میداں میں آرہا ہے
یہ چاند کس کا ہے دیکھ کر — جس کو چاند چہرہ چھپا رہا ہے
جبینِ اقدس دمک رہی ہے — سنانِ نیزہ چمک رہا ہے
لرز رہی ہے زمینِ کربل
یہ کون نعرے لگا رہا ہے
یہ کون مردِ مدینہ آیا؟ — رُخِ قضا پہ پسینہ آیا
یہ کون صفدر ہے تانے سینہ؟ — جلالِ حیدر دکھا رہا ہے

(خضر)

[۱]: حیات الحفی جلد ۲ صہ ۳۱۲ ؎

عمرو بن سعد نے اپنے بعض لشکریوں کے باربار پوچھنے پر ندامت اور شرمندگی کے ساتھ کہا۔ یہ حسین کا بیٹا ہے جو شکل و شمائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہے۔ کاشفی ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہلِ مدینہ پر حضور رسالت مآب کی زیارت کا شوق غالب آتا تو وہ شہزادہ علی اکبر کو دیکھ کر آنکھوں کی پیاس بجھا لیتے اور جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گفتگو کا شوق ہوتا تو علی اکبر کی میٹھی میٹھی باتیں سُن لیا کرتے تھے۔

ہاں! تو بات یہ چل رہی تھی کہ عمر بن سعد نے اُن کو بتایا کہ یہ نوجوان امام کا لختِ جگر ہے تو میدان میں سناٹا چھا گیا۔ کئی نگاہیں خیرہ ہو گئیں کربلا کی فضاؤں نے پورِ حسین کو دیکھ کر اس طرح کا نغمہ سُنایا ہوگا۔

اسے جمالِ رسُول کہیے — علی کے گلشن کا پھول کہیے
چراغِ حرمِ بتول کہیے — جو رن میں برچھی ہلا رہا ہے

جوان و دلبر دلیر ہے یہ
علی کے جنگل کا شیر ہے یہ

اجل کی آنکھوں میں آنکھ ڈالے — نبی کا پرچم اڑا رہا ہے!
جو وار ہوگا شدید ہوگا — وُہ اپنے رنگ میں جدید ہوگا

زباں پہ ھَل من مَزِید ہوگا
اٹھا کے نیزہ وہ آ رہا ہے (اختر)

جب حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ، گھوڑے پر جولانیاں دکھاتے ہوئے میدان میں وارد ہوئے تو آپ کی زبان پر یہ رجزیہ اشعار تھے۔

marfat.com

أَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیّ
نَحْنُ وَبَیْتِ اللّٰہِ اَوْلٰی بِالنَّبِیّ

(لوگو! سن لو) میں علی "اکبر" بن حسین بن علی المرتضیٰ ہوں۔ بیت اللہ شریف کی قسم، ہم لوگ رسولِ دو جہاں کے بہت زیادہ قریبی ہیں۔

تَاللّٰہِ لَا یَحْکُمُ فِیْنَا ابْنُ الدَّاعِی ــــ کَیْفَ تَرَوْنَ الْیَوْمَ سَتْرِیْ عَنْ اَبِی
خدا کی قسم حرامی کا بیٹا ہم پر حکومت نہ کر سکے گا، تم دیکھو گے کہ آج میں اپنے باپ کا دفاع کیسے کرتا ہوں۔

مفسّرِ قرآن علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سوانح کربلا کے صفحہ نمبر ۱۱۵ پر رجز کا پہلا شعر اس طرح لکھا ہے۔

أَنَا عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنِ بْنُ عَلِیّ
نَحْنُ اَھْلَ الْبَیْتِ اَوْلٰی بِالنَّبِیّ

میں علی بن حسین بن علی ہوں، ہم اہلِ بیت، نبیؐ کے زیادہ قریب ہیں۔

طبری جلد ۶ صفحہ ۲۵۶ پر رجز کے پہلے شعر کا مصرعۂ ثانی اس طرح ہے۔

نَحْنُ وَرَبِّ الْبَیْتِ اَوْلٰی بِالنَّبِیّ

"ربِّ کعبہ کی قسم، ہم لوگ نبی اکرم علیہ السلام کے قریب تر ہیں"

اس رجز میں ایک شعر جو تمام کتب میں موجود ہے۔

تَاللّٰہِ لَا یَحْکُمُ فِیْنَا ابْنُ الدَّعِی

"خدا کی قسم، ہمارے بارے میں فیصلہ حرام زادے کی اولاد نہیں کر سکتی"
ــــ یعنی ہم پر حرامی لوگ حکومت نہیں کر سکتے۔

اَلدَّعِیُّ کا معنیٰ: الدعی کا معنیٰ لغت کی کتابوں میں اس طرح ہے ــــ

marfat.com

اَلدَّعِیُ ـــ اَلْمُتَّھَمُ فِیْ نَسَبِہٖ ـــ اَلَّذِیْ یَدَّعِیْ ـــ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہٖ......
الدعی اسے کہتے ہیں ـــ جس کے نسب میں تہمت لگائی گئی ہو ـــ باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونے کے معنوں میں آتا ہے ـــ (المنجد ص ۲۱۶ مطبوعہ بیروت)

شہزادہ علی اکبر کا یہ اندازِ رجز دوسرے شہداء کربلا سے ذرا الگ ہے ـــ دوسرے شہداء کے رجز میں عرب کے بہادروں کے معمول کے مطابق اپنی شجاعت کا اظہار ـــ اور امام علیہ السلام سے اپنے پیمانِ وفا کی تجدید اور اقرار پر قائم رہنے کا اعلان کیا گیا تھا ـــ لیکن علی اکبر کے اشعارِ رجز میں ایک خاص قسم کا پیغام اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے جنگی مقاصد کی حقیقتوں کا اظہار و اعلان تھا ـــ جس کو کوفیوں کے دل و دماغ "جو دنیا مراد کی بدبو سے مفلوج ہو چکے تھے" نہ سمجھ سکے ـــ بات تو صرف اتنی سی تھی کہ مجہول النسب لوگ دین اسلام کی شوکت کو مٹا کر رکھ دیں گے ـــ اور روایت میں آتا ہے کہ آپ یہ رجز بار بار پڑھتے تھے ـــ جب بھی حملہ کرتے آپ کی زبان پر یہی رجز کے اشعار ہوتے ـــ اور الدعی سے مراد عبید اللہ ابنِ زیاد ہے اور یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

مفسرِ قرآن سید محمد نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ عالی وقار شہزادے نے جب مبارزت طلب کی تو دشمنوں کیطرف میں کسی کو جنبش نہ ہوئی اور نہ کسی بہادر کا قدم آگے بڑھا ـــ معلوم ہوتا تھا کہ شیر کے مقابل بکریوں کا گلہ ہے، جو دم بخود اور ساکت ہے ـــ حضرت علی اکبر نے پھر نعرہ مارا اور فرمایا اے ظالمانِ جفا پیشہ اگر بنو فاطمہؓ کے خون کی پیاس ہے تو تم میں جو بہادر ہے اسے میدان میں بھیجو! زور بازوئے علی دیکھنا ہو تو میرے مقابل آؤ ـــ مگر کس کی ہمت تھی کہ آگے بڑھتا ـــ کس کے دل میں تاب و تواں تھی کہ شیرِ ژیاں

کے سامنے آتا ــــ (سوانح کربلا ص ۱۱۶، ۱۷۷)

علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ شہزادے نے ہرچند مقابلے کی دعوت دی، لیکن کوئی شخص مقابلے کے لئے نہ آیا ــــ تو آپ نے دشمنوں کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اور پھر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ دشمنوں کے لشکر میں شور برپا ہو گیا اور یزیدی فوج کو تھکا تھکا کر رکھ دیا ؎

ابنِ حسین جس گھڑی میدان میں گیا
پھر فوجِ اشقیاء کو سنبھلنے نہیں دیا
تلوارِ برق بار کے تیور بگڑ ــــ گئے
کوئی اِدھر گرا ہے، تو کوئی اُدھر گرا (اختر)

حضرت علی اکبر تھوڑی دیر کے لئے اپنے باپ امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیاس کی شدّت کا ذکر کیا اور ساتھ ہی عرض کیا کہ اگر پانی کا ایک قطرہ میرے حلق میں پہنچ جائے تو میں اس فوج کو ہلاکت کی وادیوں میں دھکیل دوں ــــ امام نے شہزادے کو اپنے قریب کر کے چہرے کا غبار صاف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارک ان کے منہ میں رکھ دی، جسے چوسنے سے اُن کی پیاس بجھ گئی اور سکون حاصل ہوا۔

دُوسرا حملہ : آپ جب دوسری بار حملہ آور ہوئے تو ابن سعد نے طارق بن شیث سے کہا ــــ جا کر ابنِ حسین کا کام تمام کر دے ــــ میں ابن زیاد سے تجھے رُقہ اور موصل کی حکومت لے دُوں گا ــــ طارق نے کہا، مجھے ڈر ہے کہ میں رسولِ خدا کے بیٹے کو قتل کر دُوں اور تو اپنا وعدہ پُورا نہ کرے ــــ ابنِ سعد نے کہا ــــ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس قول سے نہیں

marfat.com

پھر دوں گا — اور یہ میری انگوٹھی لے کر پہن لے — طارق نے انگوٹھی پہنی، رقّہ اور موصل کی حکومت کی امید پر مسلّح ہو کر علی اکبر سے جنگ کیلئے میدان میں آیا اور آتے ہی علی اکبر پر نیزے کا وار کیا — آپ نے وار خالی دیا — اور اپنا نیزہ اس کے سینے میں مارا جس کی نوک دو بالشت اس کی پشت سے پار نکل گئی — اور وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا — بعد ازاں اس کا بیٹا عمر بن طارق میدان میں آیا اور علی اکبر کے ہاتھوں قتل ہو گیا — اس کے بعد اُس کا دوسرا بیٹا طلحہ بن طارق اپنے باپ اور بھائی کے غم میں جلتا ہوا میدان میں آیا اور علی اکبر کے سامنے پہنچ گیا — آپ نے اسے گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ گھوڑے سے اُلٹ گیا — شہزادے نے ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن کو پکڑ کر اس طرح مروڑا دیا کہ اُس کی گردن ٹوٹ گئی — اور وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔

● علی اکبر کی شجاعت دیکھ کر ابنِ سعد کے لشکر میں افراتفری پھیل گئی۔ ابنِ سعد نے خوف زدہ ہو کر ایک نامور اور بہت بڑے پہلوان مصراع بن غالب کی منّت سماجت کی کہ اس ہاشمی جوان کو روک — مصراع لعنتی نے علی اکبر کے سامنے آکر گرما گرم آپ پر نیزے کے ساتھ حملہ کیا — علی اکبر نے اپنے آباؤ اجداد سے میراث میں ملنے والی شجاعت سے نعرہ لگایا تو یزیدی فوج آپ کے ہولناک نعرے سے ڈر گئی — آپ نے مصراع کے نیزے پر تلوار کا وار کر کے اسے قلم کر دیا — مصراع نے چاہا کہ آپ پر تلوار کا وار کرے — اتنے میں علی اکبر نے خدا کو یاد کیا — اور رسولِ خدا پر دُرود بھیجا اور اس کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی جو اُسے زین سمیت دو حصّوں میں تقسیم کر گئی

(روضۃ الشہدا ص ۳۳۸)

marfat.com

● طبری، البدایہ، تاریخ کامل میں روایت آئی ہے کہ مُرّہ بن منقذ عبدی نے شہزادہ علی اکبر کیطرف دیکھ کر کہا کہ اگر یہ جوان میری طرف اسی طرح لڑتا ہوا اور یہی رجز پڑھتا ہوا۔ گزرے اور میں اُس کے باپ کو اسکے غم میں نہ لاؤں تو سارے عرب کی مجھ پر پھٹکار ہو۔! علی اکبر اسی طرح شمشیر زنی کرتے ہوئے اسکے قریب سے گزرے تو مرّہ نے سامنے آکر (بعض نے پیچھے سے لکھا ہے) برچھی ماری جس سے آپ گر پڑے۔ وَقَطَعُوْہُ بِاَسْیَافِہِمْ [1]
"دُشمنوں نے آپ کو گھیر کر" تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

● حُمَید بن ازدی کہتا ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے سُنا۔ امام حسینؑ کہہ رہے تھے۔ اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو فنا کرے۔ جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ یہ لوگ اللہ اور رسول کی حدود کو توڑنے اور اس کی حرمتوں کو پامال کرنے میں کتنے بے باک ہیں ___ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَاءُ [2] بس تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔ بقولِ حُمَید بن مسلم۔ کہ ایک نورانی چہرے والی بی بی دوڑ کر خیمے سے باہر نکل آئیں۔ اور وہ روتی ہوئی یہ کہہ رہی تھیں ___ یَا اُخَیَّاہُ وَ یَا ابْنَ اَخَاہُ [3] ہائے میرے بھائی ہائے میرے بھتیجے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا یہ پاک بی بی زینب بنت فاطمہ بنت رسولِ خدا ہیں۔ فَجَاءَتْ حَتّٰی اَکَبَّتْ عَلَیْہِ [4] وہ آئیں اور علی اکبر کی لاش پر گر پڑیں۔ یہ دیکھ کر امام حسینؑ اُن کے ہاتھ تھام کر خیمہ میں لے گئے ___

● علامہ کاشفی لکھتے ہیں کہ جب آپ گرے تو امام نے ان کا سر اپنی گود میں لیکر فرمایا۔ بیٹے اپنے باپ سے کوئی بات کرو۔ علی اکبر نے آنکھیں

---

[1] : طبری ۴۸ ص ۲۵۶ ؛ [2] ، ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً

کھول کر اپنے سر کو باپ کی آغوش میں دیکھا تو کہا۔ ابّا جان میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھُل گئے ہیں۔ اور حُوریں شربت کے جام ہاتھوں میں لئے مجھے پلا رہی ہیں۔

● کاشفی فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ امام حسین اپنے بیٹے کی جنگ دیکھ رہے تھے۔ جب علی اکبر دشمن کے درمیان گھر گئے اور امام کی نظروں سے غائب ہوئے تو امام حسین ان کے حال جاننے کے لئے اُن کے پیچھے آئے۔ اور علی اکبر کو آواز دی۔ علی اکبر نے کہا۔ یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ [1] اے بابا جان میری امداد کو پہنچیں۔ امام حسینؑ نے اپنا گھوڑا اُس آواز کے پیچھے دوڑایا اور علی اکبر کو آواز دی۔ علی اکبر نے پھر یہی کہا۔ اے ابّا جان۔ اَدْرِکْنِیْ۔ امام حسین جدھر سے آواز آئی تھی اُدھر گئے۔ لیکن حضرت علی اکبر نظر نہ آئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے سر پر زخم لگا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ گھوڑے پر اُوندھے ہو گئے تھے اور زین کو تھام کر لگام چھوڑ دی تھی۔ گھوڑا آپ کو ایسی جگہ پر لے گیا تھا۔ جو امام کے لشکر گاہ سے ہٹ کر تھی۔ جب گھوڑا تھوڑی دُور گیا تو جناب علی اکبر نیچے گر پڑے اور گھوڑا میدان کی طرف چلا گیا۔ اُدھر امام نے علی اکبر کو آواز دی جواب نہ آیا تو نڈھال ہو گئے۔ پھر آپ نے صفِ لشکر کو چیر ڈالا۔ مگر علی اکبر نظر نہ آئے۔

امام کے گھوڑے نے ابنِ سعد کے لشکر سے ہٹ کر صحرا کیطرف رُخ کر لیا امام نے اُسے ہر چند اُس کی لگام کھینچ کر روکا مگر گھوڑا نہ رُکا۔ یہاں تک میدان سے تھوڑی دُور جا کر آپ نے علی اکبر کو پھر آواز دے کر پکارا۔ اور زبانِ حال سے فرمایا۔

---

[1] روضۃ الشہداء صفحہ ۲۶۰

marfat.com

مرے پسر، مرے لختِ جگر علی اکبرؓ
کہاں گئے ہو، پڑے ہو کدھر علی اکبرؓ
پکارو! بابا کو پھر سے یہ کہہ کے اَدرِکنی
میں آگیا ہوں اے نورِ نظر علی اکبرؓ (خضرؔ)

اسی اثنا میں امام علیہ السلام کی نظر علی اکبر کے گھوڑے پر پڑی۔ مگر علی اکبر نظر نہ آئے۔ آپ نے گھوڑے کو پکڑنا چاہا۔ مگر تو اس نے صحرا کیطرف رُخ کر لیا۔ امام اُس کے پیچھے چل پڑے، گھوڑا ایک مقام پر جا کر رُک گیا۔ امام عالی مقام نے نگاہ کی تو علی اکبر کو گرے ہوئے پایا۔ امام اُسی وقت گھوڑے سے اُترے اور علی اکبر کے پاس بیٹھ کر اپنا ہاتھ اُن کو پیشانی پر رکھ دیا۔ حضرت علی اکبر نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ تو اپنے والدِ محترم کو اپنے قریب بیٹھا ہُوا پایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا بیٹا کیا چیز دیکھ رہے ہو۔ عرض کی ابا جان مبارک ہو۔ میں نے دیکھا کہ میرے جدِ امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں شرابِ بہشت کے دو پیالے لئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک پیالہ آپ نے مجھے عطا کر کے فرمایا پی لے! میں نے عرض کی کہ دونوں پیالے مجھے عطا فرما دیں بہت پیاسا ہوں آپ نے فرمایا علی اکبر تو یہ پیالہ پی لے کیونکہ دوسرا پیالہ تیرے ابا جان کے لئے ہے وہ بھی تشنگی کے عالم میں میرے پاس آرہا ہے۔ علی اکبر نے یہ بات مکمل کی اور جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ امام حسین نے انہیں عقاب گھوڑے پر باندھا اور خیموں کی طرف چل پڑے۔ امام کو اس حالت میں آتا دیکھ کر مخدراتِ حجراتِ عصمت وطہارت پر کیا گزری ہوگی۔

کہا ماں امِ لیلیٰ نے شبیہِ مصطفےٰؐ آیا
کہا زینبؓ نے سر پر سُرخ سہرے کو سجا آیا

marfat.com

سکینہ کہہ رہی ہو گی میرے بھائی علی اکبر
میں واری کس شقی نے گرز ماری ہے تیرے سر پر
مدینے میں تیری ہمشیر صغریٰ رو رہی ہو گی
وہ دامن پاک دامن آنسوؤں سے دھو رہی ہو گی
تیری اکبر جدائی کا ابھی تک ہے بخار اسکو
کہ اب تک یا علی اکبر ہے تیری انتظار اسکو

جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے حسین ترین صاحبزادے کا لاشہ گھوڑے سے اُتار کر خیموں کے سامنے رکھا تو کھڑے ہو کر بارگاہ خداوندی میں زبانِ حال سے یُوں عرض کیا ہو گا۔

الٰہی یہ علی اکبر، ہم شکلِ پیغمبر آلِ محمد میں سب سے زیادہ حسین، بہادر، سخی اور دلاور وفادار تھا۔ یہ تیری جناب میں حاضر ہے میری اک عرضِ بے صدا کو قبُول فرما۔

خُدایا کر قبول، اک التجا درویش کرتا ہے
علی اکبر کا نذرانہ مسافر پیش کرتا ہے!
تیری مرضی کے آگے یا خدا یہ سر بھی حاضر ہے
علی اکبر بھی حاضر ہے علی اصغر بھی حاضر ہے

شہادتِ قاسم :

حضرت سیّدنا امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادے جناب قاسم رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن حسن کی شہادت کے بعد میدانِ جنگ میں اترنے کا ارادہ کیا۔ لیکن بار بار عرض کرنے کے باوجود جنگ کی اجازت نہ ملی ــــ یہاں تک کہ آپ کی والدہ خیمہ کے دروازے تک آکر اور

marfat.com

جناب قاسم کا ہاتھ تھام کر عرض کرتی ہوں ـــــ اے وارث آلِ نبیؐ آپ کے بڑے بھائی حسنؑ کا بیٹا قاسم یہ تصویرِ حسنؑ ہے۔ جنگ کرنے کی اجازت مانگتا ہے ـــــ اور اجازت کے لئے خیمہ میں آکر مجھے بار بار کہتا ہے۔

رہِ توحید میں، میں بھی بہت پُرجوش ہوں امیّ
مگر اپنی یتیمی دیکھ کر خاموش ہوں امیّ (نادم صابری)

لیکن اجازت پھر بھی نہ ملی ـــــ حضرت قاسم خیمہ میں تشریف لائے اور پریشانی کے عالم زانو پر سر رکھ کر سوچنے لگے کہ اچانک انہیں یاد آیا کہ اُن کے والدِ محترم نے اُن کے بازو پر ایک تعویز باندھ کر فرمایا تھا کہ جس جگہ پر تجھے بہت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے اور مصائب و آلام کی آندھیوں میں گھر جائے تو تعویز کو کھول کر پڑھنا اور جو اس پر لکھا ہوا ہو اس پر عمل کرنا۔

حضرت قاسمؑ نے سوچا کہ اس سے زیادہ مصائب کبھی نہیں دیکھے چلو تعویز کو پڑھ کر دیکھیں اس میں کیا لکھّا ہے ـــــ پھر آپ نے اس تعویذ کو بازو سے الگ کیا ـــــ دیکھا تو اُس پر امام حسن علیہ السلام نے قاسم کے نام ایک حکم لکھّا تھا ـــــ کہ جب تو میرے بھائی اور اپنے چچا حسینؑ کو دھوکے باز شامیوں اور بے وفا کوفیوں کے درمیان صحرائے کربلا میں گھرا ہُوا پائے تو فوراً اپنا سر اُن کے لئے قدموں پر رکھ دینا اور اپنی جان اُن پر نثار کر دینا ـــــ وہ ہر چند تجھے جنگ سے باز رکھیں گے مگر تو مسلسل گزارشات و منت سماجت کرتے رہنا، کیونکہ حسین پر جان قربان کر دینا شہادت کے دروازے کی کنجی ہے ـــــ جناب قاسم نے جب اس وصیّت نامہ کو پڑھا، تو نہیں جانتے تھے کہ وہ خوشی میں کیا کر رہے ہیں ـــــ تیزی سے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بوسیدہ خط کو امام کے سامنے پیش

marfat.com

کر دیا۔ جب شاہِ شہیداں نے اس مکتوب گرامی کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے [1]

جو دیکھی سرورِ مجبور نے تحریر بھائی کی
تو آنکھوں میں یکایک آ گئی تصویر بھائی کی (نادم صابری)

امام علیہ السلام بے تابی کے عالم میں اُٹھے اور جناب قاسم کو باہوں میں لیا۔ اور زبانِ حال سے نکلا ؎

میرے رنجور دل کو اور بھی رنجور کر ڈالا
حسن تیری وصیت نے مجھے مجبور کر ڈالا
وگرنہ حشر تک پاتا نہ دشمن رُوئے قاسم کو
میں اپنی جان دے دیتا نہ دیتا موئے قاسم کو

فرمایا بیٹا! لوگوں کو پتہ کہ تجھے اجازت کیوں نہ ملتی تھی۔ ارے تیرے جمال میں جمالِ حسن کا عکس ہے ـــــ مجھے دیکھ کر گویا امام حسن کی زیارت کر لینا۔ تجھے دیکھتا تو جلتا ہوا جگر ٹھنڈک محسوس کرتا ـــــ اب نہ رو جانِ عم ـــــ جا ـــــ اور باپ کی وصیت کی تکمیل کر اور ساتھ ہی فرمایا

اٹھو زینبؑ اٹھو! دلبند رخصت ہونیوالا ہے
حسن کا لاڈلا فرزند رخصت ہونیوالا ہے
اٹھو جلدی کہ سورج ڈھل چکا ہے کام باقی ہے
کرو ہمت ابھی کچھ خدمت اسلام باقی ہے

امام جعفر بن محمد بن جریر طبری نے حُمید بن مسلم کے حوالے سے لکھا ہے

---

[1] : روضۃ الشہداء ۳۲۱ ☆

marfat.com

خَرَجَ اِلَیْنَا غُلَامٌ کَاَنَّ	ـــــ جب وہ نوجوان میدان میں نکلا تو گویا اُسکا
وَجْھَہٗ شَقُّ قَمَرٍ	ـــــ چہرہ چاند کا ٹکڑا تھا
فِیْ یَدِہِ السَّیْفُ	ـــــ ہاتھ میں تلوار تھی
عَلَیْہِ قَمِیْصٌ وَاِزَارٌ	ـــــ قمیص ـ اور ـ تہہ بند ـ اور جوتے
وَ نَعْلَانِ	ـــــ پہنے ہوئے تھا۔
قَدِ انْقَطَعَ شَسْعُ اَحَدِھِمَا	ـــــ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اسکے بائیں
لَا اَنْسٰی اَنَّھَا الْیُسْرٰی	ـــــ پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا۔

حضرت قاسم نے میدان میں پہنچ کر رجز کے اشعار پڑھے جن کا اُردو زبان میں مفہوم کچھ اس طرح ہے ؎

خدا کے باغیو! میں آگیا ہوشیار ہو جاؤ
اجل سے جنگ لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ

جسے ہر ایک پڑھ سکتا ہے وہ حرفِ جلی ہوں میں
ارے اندھو! جگر بندِ حسن ابنِ علی ہوں میں

میں اک ادنیٰ سپاہی ہوں محمدؐ کے گھرانے کا
طریقہ مجھ کو آتا ہے سرِ باطل اڑانے کا

ارے قاسم ہوں میں تم کو ابھی تقسیم کر دوں گا
جو سالم رو برو آیا اُسے دو نیم کر دوں گا

یہ رجز کہہ کر، مبارزت طلب کی جنگ چھڑنے پر آپ نے بہت سے سر تن سے جدا کر دیئے اور نامور بہادروں کے چھکے چھڑا دیئے ـــــ اور لشکرِ اغیار میں کھلبلی مچا دی ـــــ تھوڑی دیر پیچھے ہٹ کر دم آراستہ کیا۔ پھر آگے بڑھے ـــــ اور فرمایا ـــــ او یزیدیو! میں ہاشمی ہوں اور ہاشمی جوانوں کی یہ شان ہے۔

خدا کا قہر بن جاتے ہیں یہ میدان میں آکر
درِ خیبر الٹ دیتے ہیں یہ نانِ جویں کھا کر!

marfat.com

نہ یہ مغلوب ہوتے ہیں، نہ یہ محصور ہوتے ہیں
خدا کا حکم آجائے تو پھر مجبور ہوتے ہیں

یہ کہہ کر آپ نے مبارزت طلب کی ــــ جب کوئی سامنے نہ آیا تو آپ نے قلبِ لشکر پر حملہ کر دیا ــــ حملہ اس قدر شدید تھا جس کو لفظوں میں بیان کرنا آسان نہیں ــــ

غرض اک برق سی لہرا کے کوندی جا بجا رَن میں
سوا اس کے نہیں دیکھا کسی نے کیا ہُوا رَن میں
بہادر بُزدلی کی داستاں کہتے ہوئے بھاگے
ستمگر اَلحفیظ والاَماں کہتے ہوئے بھاگے
نہ اب تھا میمنہ[ل] مَیسرہ ہی اپنی جا پر تھا
سپہ کے ساتھ خود سالار بھی دوش ہُوا پر تھا

آپ نے سنبھل کر ابن سعد کو آواز دی ــــ اور فرمایا ــــ اے سالارِ لشکر تیرے لشکر کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ مردِ میدان کس طاقت سے خوف زدہ ہو کر بھاگے ہیں ــــ کون سی چیز ہے جس نے تیری فوج کو ہراساں کر دیا ہے ــــ اے کم نظر بتا تو سہی کہ اس کا کیا سبب ہے ؟ ــــ ارے ناداں تو کارِ قدرت کیا سمجھے گا ــــ سُن ! میں بتاتا ہوں ؎

تو سمجھا ہے جسے شاید مری شمشیر کے جلوے
وُہ جلوے تھے حقیقت میں غمِ شبیرؑ کے جلوے
یہ تھی اک ذرا سی بندۂ رحمان کی قوت
بدی کے بالمقابل نیکی و ایمان کی قوت

ل : میمنہ دائیں طرف کی فوج اور میسرہ بائیں طرف کی فوج کو کہتے ہیں ؏

marfat.com

مگر خائف نہ ہو اے بے خبر! ہم جانیوالے ہیں
نہ گھبرا ہم کوئی دم میں شہادت پانیوالے ہیں
غرض المختصر جلدی کسی کو بھیج دے رَن میں

الغرض : ابنِ سعد نے شامی لشکر کے ایک سپہ سالار ــــ ارزق نامی پہلوان سے کہا ــــ اے اَرزق تو یزید سے دس ہزار دینار لیتا ہے اور اپنی آواز شام و عراق کے بہادروں تک پہنچاتا ہے ــــ کیا تو میدان میں جاکر اس نوجوان کا کام تمام نہیں کر سکتا۔

اَرزق نے کہا ــــ اے ابنِ سعد تو یہ بات اس شخص سے کہہ رہا ہے جو مصر و شام کی ولایت میں ایک ہزار کے برابر مانا جاتا ہے ــــ نہیں ہرگز نہیں ــــ میرے لئے اس لڑکے کے ساتھ جنگ کرنا باعثِ ننگ و عار ہے ــــ ابن سعد نے اس پر آوازہ کستے ہوئے کہا ــــ او بدبخت تیری زبان بند ہو جائے ــــ یہ شیرِ خدا کا پوتا ہے ــــ حَسنِ مجتبیٰ کا بیٹا ہے ــــ نبیرۂ رسولؐ ہے ــــ خدا کی قسم اگر یہ پیاسا نہ ہوتا تو اُسے ہمارے ساتھ بات کرتے ہوئے بھی عار محسوس ہوتی ــــ جا اس کے ساتھ جاکر جنگ کر ــــ اَرزق نے کہا اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے بھی اڑا دے تو بھی میں اس کے ساتھ جنگ نہ کروں گا ــــ اگر تو ضد کرتا ہے تو میرے چار بیٹے ہیں ــــ جو سب کے سب شجاعت کے پیکر ہیں ــــ میں ان میں سے کسی ایک کو بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ اس لڑکے کا سَر لے آئے اور تیرا دل اس فکر سے آزاد ہو جائے ــــ پھر اُس نے اپنے بڑے بیٹے کو بلایا اور اپنے گھوڑے سے اُتر کر اُسے سوار کیا ــــ اَرزق کا بیٹا تنگ حلقے کی زرہ اور فولادی خود پہنے ہوئے میدان میں نکلا ــــ اس نے سونے کا کمر بند باندھا ہوا تھا۔

marfat.com

بہت مضبوط اور بہت لمبا نیزہ ہاتھ میں تھامے ہوئے میدان کیطرف نکلا ـــــ تیر و کمان اور ترکش ـــــ زہر آلود تلوار حمائل کئے ہوئے دیو کی طرح جھومتا ہُوا چودہ پندرہ سالہ نوجوان کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ـــــ دوسری طرف قاسم بن حسنؑ کے پاس کیا تھا ـــــ تہہ بند باندھے ہوئے ـــــ گریبان پھٹا ہُوا ـــــ نعلین کا تسمہ ٹوٹا ہُوا ـــــ سر پر عمامہ پیوند لگا ہُوا ـــــ ہاتھ میں آپ کے پاس نہ توسن تھا نہ جوشن تھا ـــــ نہ بکتر تھا نہ خنجر تھا ـــــ نہ برچھی تھی نہ بھالا تھا ـــــ

نہ کاندھے پر کوئی ترکش، نہ کوئی تیر ہاتھوں میں
اگر کچھ تھا تو بس دو ہاتھ کی شمشیر ہاتھوں میں

ارزق کے بیٹے نے آتے ہی نظروں نظروں میں شہزادہ حسنؑ کو تولہ ـــــ

مقابل آنے والے نے مقابل پر نظر ڈالی
وہیں شبیرؑ کی آئی صدا قاسم خدا والی

دُشمن نے نیزے کا وار کیا ـــــ آپ نے وار خالی دیا ـــــ اس نے نیزہ تھام کر تلوار تھام لی ـــــ تلوار کا وار کیا ـــــ قاسم نے ڈھال آگے کر دی ـــــ ارزق کے بیٹے کے وار نے ڈھال کے دو ٹکڑے کر دیئے ـــــ اور آپ کے ہاتھ کی پشت پر زخم آگیا۔ آپ نے دستار پھاڑ کر زخم پر پٹی باندھی اور اپنے مدِمقابل کو آواز دی ـــــ ارزق کے بیٹے نے دوسری مرتبہ وار کرنا چاہا تو اُسکا گھوڑا سیخ پا ہو گیا ـــــ اور وہ گھوڑے کی پشت سے نیچے گر پڑا ـــــ اور اُس کا خود سر سے اُتر گیا جس سے اُس کے لمبے لمبے بال بکھر گئے ـــــ جناب قاسم نے گھوڑے کی پشت سے جھک کر ہاتھ بڑھایا اور اس کے بالوں کو پکڑ کر ہاتھوں پر لپیٹ لیا ـــــ آپ کا گھوڑا بھڑک اٹھا اور اُسے میدان میں

marfat.com

دُور تک گھسیٹتا چلا گیا — اور پھر آپ نے اس کے بال چھوڑ دیئے تو اُسے گھوڑے نے لتاڑ ڈالا جس سے ان کا بند بند ٹوٹ گیا۔ جناب قاسم نے اُس کی قیمتی تلوار اور نیزے پر قبضہ کر لیا — اور کھڑے ہو کر مقابلے کی دعوت دی۔

اَرزق نے جب اپنے بیٹے کو ذلت سے قتل ہوتے دیکھا تو زار و قطار رونے لگا اس کے دوسرے بیٹے نے اپنے باپ کو روتے ہوئے دیکھا تو بغیر اجازت لئے میدان میں پہنچ گیا — جناب قاسم نے اس کے پہلو پر نیزہ مارا جو اُس کے دوسرے پہلو سے پار نکل گیا — یہ نیزہ اَرزق کے بڑے بیٹے کا تھا اور بہت لمبا تھا۔ جس پر جناب قاسم نے قبضہ کر لیا تھا۔ — پھر آپ نے تیسری بار مُبارزت طلب کی تو اس کا تیسرا بیٹا کپڑے پھاڑ کر اور شور مچاتا ہُوا اپنے باپ کے پاس آکر جنگ کی اجازت مانگی — ارزق اس سے بہت پیار کرتا تھا اسلئے اس کو جنگ کی اجازت نہ دی — اس نے اپنے باپ کی بات نہ مانی اور گھوڑے کو تازیانہ لگا کر گالیاں بکتا ہُوا حضرت قاسم کے سامنے آگیا — آپ نے اس کی بیہُودہ باتیں سُنیں تو اُس کے پیٹ پر نیزہ مارا جو اس کی پشت سے پار ہو گیا — اَرزق کا تیسرا بیٹا بھی جب قتل ہو گیا تو اُس نے گھوڑے سے اُتر کر سَر میں مٹی ڈالی اور اسلحہ پہن کر حضرت قاسم سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گیا — اس کے چوتھے بیٹے نے باپ کو اس حال میں دیکھا تو باپ سے پوچھے بغیر گھوڑے کو ایڑی لگائی اور قاسمؑ کے سامنے پہنچ گیا اور گالیاں بکنے لگا — آپ نے گالیاں دینے کی بجائے اُسے جنگ کی دعوت دی — اَرزق کے چوتھے بیٹے نے آپ پر نیزے کا وار کیا تو آپ نے تلوار کا وار کیا

marfat.com

اور نیزے سمیت اُس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا ـــــ وُہ شکست کھا کر خون میں لت پت اپنے لشکر کی طرف بھاگ نکلا ـــ جب وُہ لشکر کے قریب پہنچا تو گھوڑے سے گر کر جہنم رسید ہو گیا۔ (روضۃ الشہداء ص ۲۲۵/۲۳۶)

قاسم اور اُرزق پہلوان :

جب شہزادہ قاسم اُرزق کے چاروں بیٹوں کا خاتمہ کر چکے تو سینہ تان کر پھر مُبارزت طلب کی ـــــ اُرزق جس کا جہانِ زندگی تاریک ہو چکا تھا انتہائی غصے کے عالم میں میدان کیطرف دیکھا ـــ اسلحہ سنبھالا ـــ تازی نژاد گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھی کی طرح چنگھاڑتا ہُوا ـــ اور منہ سے کف اڑاتا ہُوا ـــ اور ہذیان بکتا ہُوا غصے سے لال پیلا اور غضب ناک ہو کر میدان میں نکلا ؎

غرض بدمست ہو کر رَن میں فیل بدخرام آیا
عُدو کی فوج کا رُستم برائے انتقام آیا

اُرزق کیا تھا؟ ـــ ایک دیو قامت پہلوان ـــ ایک ہزار جنگ جُو بہادروں کے برابر مانا ہُوا ـــ ایک ہیبت ناک پیل تن ـــ مہیب اور بھیانک شکل وصورت کا مالک ـــ جسیم وجیم، موٹا تازہ ـــ شیم اندام ـــ طاقت ور اور جنگ آزمودہ پہلوان تھا ـــ کہتے ہیں کہ ؎

غم وغصہ سے جس دم تھرتھراتا زمیں آتا تھا
زمیں کے ساتھ مل کر آسماں بھی کانپ جاتا تھا

امام عالی مقام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ چودہ سالہ نوجوان کے مقابلے کے لئے آنے والا دیو پیکر ـــ مشہور زمانہ پہلوان اُرزق آ رہا ہے، تو سجدے میں سر رکھ کر دُعا مانگی ـــ الٰہی یہ ارزق شامی بڑا مغرور

اور خود سر، توانا ــــ جرّی ــــ بہت ستمگر اور ظالم ہے ــــ اور اسکے بالمقابل ــــ قاسم کیا ہے ــــ ایک ذرا سی جان ــــ نازک اندام ــــ بھوکا پیاسا ــــ غریب الوطن مسافر بے سرو ساماں، یتیم کھڑا ہے ــــ خدایا مدینے کے اس مسافر کو جامِ شہادت عطا فرمانے سے پہلے ــــ اسکے مدِّ مقابل پہلوان کے غرور کو خاک میں ملا دے ــــ اے ربِ ذوالجلال ــــ اے خالقِ موت وحیات میری دُعا ہے ؎

بھرے میدان میں تیغِ علیؑ کی آبرو رکھ لے
خدائے لم یزل! اپنے نبیؐ کی آبرو رکھ لے

اُرزق میدان پہنچ کر قاسم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا، او سنگ دل لڑکے تو نے میرے چاروں بیٹوں کو قتل کر دیا ہے ــــ جن کی مثال پورے عراق وشام میں نہ تھی ــــ آپ نے فرمایا غم نہ کر تجھے بھی اُن کے پاس پہنچا دیتا ہوں ــــ اُرزق نے جناب قاسم پر نیزے سے حملہ کیا اور وہ وار پر وار کرتا گیا ــــ آپ اس کا ہر وار رَد کرتے گئے۔ یہاں تک کہ اُرزق کے بارہ وار خالی گئے ــــ پھر اس پلید نے غضب ناک ہو کر جناب قاسم کے گھوڑے کے پیٹ پر نیزہ مارا تو گھوڑا گر پڑا ــــ تو جناب قاسم پیادہ ہو گئے ــــ امام حسین نے یہ صورتحال دیکھ کر اپنا گھوڑا قاسم کے لئے میدان میں فوراً پہنچا دیا ــــ شہزادہ قاسم اپنے چچا کے بھیجے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اُرزق پر حملہ کے لئے سینہ تان لیا ــــ اُرزق جس گھوڑے پر سوار تھا۔ اس پر سونے اور چاندی سے آراستہ مغربی زین رکھی ہوئی تھی ــــ اُرزق نے پھر قاسم پر وار کیا ــــ آپ نے اس کے پے در پے تین وار خالی کر دیئے ــــ اور پھر برق تپاں

marfat.com

کی مانند تلوار میان سے باہر نکالی اور بجلی کی طرح کڑکتے ہوئے نعرہ لگایا ۔ کہ اب سنبھل جا ۔ ازرق نے اپنی تلوار جب قاسم کے ہاتھ میں دیکھی تو کہنے لگا ۔ قاسم! میں نے یہ تلوار ہزار دینار میں خریدی اور ہزار دینار دیکر اس پہ زہر کی پان چڑھائی، اب اُسے تیرے ہاتھ سے کیسے گراؤں گا ۔ جناب قاسم نے فرمایا یہ تلوار تیرے بیٹے کی یادگار ہے، میں چاہتا ہوں تجھے اسی تلوار سے موت کے گھاٹ اتاروں اور تجھے تیرے بیٹے کے پاس پہنچا دوں ۔

پھر آپ نے فرمایا ازرق تو ایک سپاہی شخص ہے ۔ کیا تیرے لئے یہ جائز تھا کہ سوار ہوتے وقت گھوڑے کے تنگ کی احتیاط نہ کرتا۔ یہاں تک کہ تو اس کی وجہ سے سست ہو گیا ہے اور عنقریب گھوڑے کے تنگ کو دیکھنا چاہا تو شہزادہ قاسم نے اُس کے جسم کے درمیان تلوار سے پوری قوت کے ساتھ ایک شدید ترین ضرب لگائی جس نے اُسے کاٹ کر دو حصّوں میں تقسیم کر دیا ۔ اور امام پاک کی دُعا اپنا کام کر گئی ؎

خُدا جانے لبِ تشنہ سے نکلی تھی دعا پہلے
کہ بابِ عرش سے نکلی تھی مولا کی رضا پہلے
ہوا اک آن میں وہ دشمنِ ایمان دو ٹکڑے
تنِ باطل گرا ہو کر سرِ میدان دو ٹکڑے

جنابِ قاسم نے ازرق کا کام تمام کرنے کے بعد قلب لشکر میں گھس گئے ۔ اور تقریباً تیس پیادوں اور پچاس سواروں کو قتل کرتے ہوئے لشکرِ شام و عراق کو درہم برہم کر دیا ۔ پھر آپ گھیرا توڑ کر باہر نکلنا چاہتے تھے کہ عمرو بن سعید ازدی نے چھپ کر آپ کے سر پر وار کیا جو آپ کی پشت سے پار ہو گیا ۔ جس سے آپ شہید ہو گئے۔ بعض نے کہا ہے

marfat.com

شعث بن سعد نے آپ پر نیزے کا وار کیا جو آپ کی پشت سے پار ہو گیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ اور بعض نے لکھا ہے' جب آپ زخم کھا کر منہ کے بل گرے اور منہ سے نکلا ــــ یَا عَمَّاہُ ــــ اے میرے چچا جان ــــ یہ آواز سن کر ــــ

فَجَلَّی الْحُسَیْنُ کَمَا جَلَّی الصَّقَرُ ثُمَّ حَمَلَ	امام حسین" اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہین آتا ہے۔
شِدَّۃَ لَیْثٍ اَغْضَبَ	پھر آپ نے شیر غضبناک کیطرح حملہ کیا۔

اور عمرو بن سعید ازدی پر تلوار سے حملہ کیا ــــ اس نے تلوار کو ہاتھ سے روکا اس کا ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا ــــ وہ چلاتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا ــــ کوفے کے سواروں نے اس کو حضرت امام کے ہاتھوں سے بچا کر لے جانے کے لئے اپنے گھوڑے دوڑائے ــــ کوفے کے سواروں کے گھوڑے اس دشمن رسول کی طرف پلٹ پڑے اور وہ بدبخت اپنی ہی فوج کے گھوڑوں کے سموں کے نیچے کچل کر مر گیا ــــ حمید بن مسلم کا قول کہ جب غبار چھٹا تو میں نے دیکھا کہ حسین اس لڑکے کے سرہانے کھڑے ہیں اور وہ نوعمر لڑکا تڑپ رہا ہے ــــ اور فرما رہے ہیں۔ بیٹا جن لوگوں نے تجھے قتل کیا ہے۔ قیامت کے دن ان پر تیرے جدّ امجد تیرے خون کا دعویٰ کریں گے۔ قاسم ! تیرے چچا کے دشمن بہت ہیں اور دوست بہت کم رہ گئے ہیں ــــ پھر امام نے قاسم کو اٹھایا اور سینے کے ساتھ چمٹا کر لے جا رہے تھے ــــ

فَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رِجْلَیِ الْغُلَامِ یَخُطَّانِ فِی الْاَرْضِ	"حمید کہتا ہے" میں نے دیکھا حسین اس کو سینے سے لگائے ہوئے تھے

marfat.com

اور لڑکے کے دونوں پاؤں زمین پر
گھسیٹتے ہوئے جا رہے تھے۔

- اس کے بعد مولا علی کے فرزندوں نے جو دوسری ازواج کے بطون سے تھے۔ نے کمال بہادری کا مظاہرہ فرمایا اور اپنے عظیم امام کے عظیم نظریات پر قربان ہو کر جانوں کے نذرانے پیش کئے ___ ان میں ___ ابوبکر بن علی ___ عمر بن علی ___ عثمان بن علی ___ عون بن علی (رضی اللہ عنہم) نمایاں ہیں۔

علمدارِ کربلا کی شہادت

تعارف : سقائے آلِ عبا ___ علمدارِ کرب وبلا ___ سر جلوۂ شیرِ خدا ___ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نہایت خوبصورت ___ بہت جری ___ بہادر ___ شجاعت کا کوہِ گراں ___ کشورِ وفا کا تاجدار ___ سلطانِ سلاطینِ محبت ___ زورِ بازوئے حیدر ___ فدائے آلِ پیغمبر ___ اور طاقت ور ہاشمی جوان تھے ___ جس پر سلطانِ کربلا کو فخر و ناز تھا ___ آپ نے تپتے ہوئے صحرائے کربلا میں جس طرح جوانمردی کا مظاہرہ فرمایا ___ وہ رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا ___ آپ نے حسینی عَلَم جو درحقیقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور طریقت ___ اسلامی اور قرآنی احکام کا علم تھا جس طرح حفاظت کی اور اُسے سر بلند رکھا، اُس کی اِس کائنات ارضی میں نظیر تلاش کرنا آسان نہیں۔

نام ونسب : آپ کا اسمِ گرامی "عبّاس" ہے ___ اور عباس کے معنیٰ ترش رُو شیر کے ہیں۔

marfat.com

اَلْعَبُوْسُ وَالْعَبَّاس ـــ اَلْکَثِیْرُ الْعَبُوْسُ ـــ وَھُمَا مِنْ اَسْمَآءِ الْاَسَدِ۔ (المنجد)

" بہت زیادہ تُرش رُو ـــ اور شیر کے ناموں میں سے ایک نام"

اِس سے معلوم ہُوا کہ ـ عباس ـ خطرناک تیور والے شیر کو کہتے ہیں ـ خیال رہے کہ شیر کا بچّہ بھی شیر ہوتا ہے ـــ عباس علی کا شیر ـ اور علی خدا اور مصطفٰےؐ کا شیر۔

کنیّت : آپ کی کنیّت ابو الفضل ـــ اور ابو القاسم ہے۔

والد : علی المرتضٰی اسد اللہ الغالب ـــ مظہر العجائب ـــ

والدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیّت امّ البنین (بیٹوں کی ماں) اور اسمِ گرامی فاطمہ کلابیہ ہے ـــ امّ البنین کے بطن سے آپ کے سگے بھائیوں کے نام یہ ہیں ـــ عبداللہ ـــ جعفر ـ عثمان ـــ

اہلیہ : آپ کی اہلیہ کا نام لبابہ ہے۔

صاحبزادے : آپ کے بیٹوں کے نام فضل ـ قاسم ـ اور عبیدُاللہ ہیں۔ سقا (ماشکی) اور قمرِ بنی ہاشم۔

القاب : امّ بنین آپ کی والدہ کا نسب نامہ اس طرح ہے ـــ

اُمّ البنین (فاطمہ) بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن لُوئیؑ بن غالب بن کعب بن عامر بن کلاب ـــ آپ کی نانی کا نام لیلیٰ بنتِ شہید ہے اور ـــ دادی کا نام فاطمہ بنتِ اسد ـــ اور دادا ابو طالبؓ ـــ

ولادت : آپ کی ولادت ۴ شعبان ۲۶ھ بروز منگل مدینہ منوّرہ

میں ہوئی — کون عباس؟ — وہ عباس —

جس پر شبیّر کی تھی نگاہِ کرم
جس کے ہاتھوں میں تھا کربلا کا عَلَم
وہ تھا عبّاس، عبّاسِ مولا علی
اُس کو چاند کہتا تھا ماہِ حرم

٭ — ٭ — ٭

مان زینب کا تھا فخرِ سجّاد کا
جس نے توڑا تھا ہر دام صیّاد کا
جس نے دشمن کے چھکّے چھڑا کر کہا
ماشکی ہوں محمدؐ کی اولاد کا! (غضنفر)

نوٹ : جناب عبّاس رضی اللہ عنہ کئی مرتبہ میدانِ جنگ میں گئے — کبھی کسی مجاہد کی مدد کے لئے — کبھی امام کا پیغام لیکر — کبھی مجاہدینِ اسلام کو بے دفا کوفیوں اور دغا باز شامیوں کے چنگل سے چھڑانے کے لئے — اور آخری بار سیدہ سکینہ اور آلِ پیغمبر کے لئے پانی کا مشکیزہ لانے کے لئے۔

امام سے اجازت طلبی : حضرت عباس نے امام علیہ السّلام کی بارگاہ میں کئی مرتبہ جنگ کرنے کی اجازت چاہی لیکن امام نے انکار فرمایا — جب آپ کے بھائی جعفر کی شہادت ہوئی تو پھر آپ امام حسین کی خدمت میں عَلَم اٹھائے ہوئے حاضر ہوئے — اور عَلَم کو آپ کے سرہانے کھڑا کرتے ہوئے عرض کی — اے نواسۂ رسول، میری علمداری کو قیامت تک اٹھا

marfat.com

رکھیں ــــ اور مجھ پر نظرِ کرم عنایت فرمائیں اور میدان میں جانے کی اجازت فرمائیں ــــ امام نے فرمایا اے برادر تو میرے لشکر کا نشان ہے، اگر تو چلا گیا تو ہر چیز بکھر جائے گی ۔ ــــ حضرت عباس نے عرض کی ــــ اے ابنِ رسول اللہ ــــ میری جان آپ پر قربان ہو، میرا دل اس دُنیا سے تنگ آچکا ہے ــــ اور اغیار کی ریشہ دوانیوں کے غبار سے میرے سینے کا آئینہ زنگ آلود ہو چکا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ ستمگروں سے اپنے پیاروں کا بدلہ لوں ــــ اور کوفے کے بدنصیبوں اور شام کے منکروں کو تیغِ انتقام سے بے جان کر دوں ــــ امام نے فرمایا اگر تمہاری مُراد یہی ہے کہ میدانِ جنگ میں جائیں ــــ تو پہلے اُن پر حجّت قائم کر لیں اور جو کچھ میں تجھے بتاؤں وُہ کہہ دیں اور اگر وُہ تمہاری بات نہ سنیں تو پھر اُن سے جنگ شروع کر دیں ــــ اور پھر امام نے انہیں چند باتیں بتا کر اجازت عطا فرمائی (روضۃ الشہدا ص ۳۴۳)

● بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جب حضرت عباس اجازت طلبی کے لئے حاضر ہوئے تو امام نے فرمایا بھائی عباس ! جانے سے پہلے خیمہ میں جا کر سب اہلِ خانہ سے مل لو ــــ حضرت عبّاس جب خیمہ میں داخل ہوئے تو سب کا حال پیاس سے بے حال تھا ــــ اور چھوٹے چھوٹے بچّے ــــ پیاس، پانی، پانی کی صدائیں بُلند کرنے لگے ــــ آپ نے اُن سب سے فرمایا گھبراؤ نہیں ــــ تھوڑی دیر صبر کرو۔ میں تمہارے لئے پانی لانے کے لئے جاتا ہوں ــــ ابھی آپ بچّوں سے باتیں کر رہے تھے کہ خیمہ کے باہر سے امام عالی مقام کی آواز آئی ــــ یَا عَبَّاسُ اَدْرِکْنِیْ ــــ اے عباس میری مدد کو پہنچو ! یہ سُننا تھا کہ حضرت عباس خیمہ سے دوڑ کر باہر نکلے دیکھا تو دشمن امام پر حملہ کرنے کے لئے آپ کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے ــــ

marfat.com

حضرت عباسؑ نے ان دشمنوں کو وہاں سے بھگایا ـــ اس کے بعد آپ ایک تُند و تیز گھوڑے پر سوار ہو کر ـــ مصری تلوار ـــ مکّی ڈھال ـــ اور رُومی خُود کے ساتھ میدان میں جلوہ گر ہوئے ـــ ابنِ حیدرؑ کے تیور دیکھ کر لشکرِ اغیار میں کھلبلی مچ گئی ـــ میدان میں کون آتا ہے ـــ کربلا کے ریگزارو! تم بھی دیکھ لو ـــ فرات کے کنارو تم بھی دیکھو ـــ کون آتا ہے؟

سینہ تانے ہوئے سلطانِ وفا آتا ہے
چاند کہتی ہے جسے آلِ عبا، آتا ہے
لوگ کہتے تھے مدینے کا نگینہ آیا
بولی تقدیر کہ سقائے سکینہ آیا

جب آپ میدانِ جنگ میں پہنچے تو گھوڑے کی لگام کھینچ کر فرمایا اے لوگو! تمہارے لئے ایک پیغام ہے ـــ وہ یہ کہ سلطانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لختِ جگر فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بھائیوں ـــ قریبیوں ـــ دوستوں کو قتل کر دیا ہے ـــ اور صحابہ کرام و تابعین کی جماعت کے کچھ بزرگوں کا خون بھی خاک پر بہا دیا ہے ـــ اب ہمیں تھوڑا سا پانی دے دو ـــ تاکہ بچے اور عورتیں پی لیں اور ان کی پیاس کی شدت میں کمی ہو ـــ اور میرے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین نہ کرو ـــ اور یہ جنگ کا سلسلہ بند کر دو۔

حضرت عباسؑ "بطور اتمام حجت" یہ جگر سوز پیغام سنایا تو ابن زیاد کی فوج سے شور اٹھا اور تمام لوگ خاموش ہو گئے ـــ بعد ازاں کچھ لوگوں نے گالیاں دینا شروع کر دیں ـــ اور کچھ لوگ پشیمان ہو گئے ـــ اور ایک گروہ زار و قطار رونے لگا ـــ لشکرِ یزید سے شمر بن ذی الجوشن، شیبث

marfat.com

بن ربعی، اور حجر بن احجار — تین اشخاص آپ کے سامنے آئے اور کہا۔ اے ابو تراب کے بیٹے اپنے بھائی سے کہہ دے کہ اگر تمام روئے زمین پانی ہو جائے اور وہ ہمارے تصرّف میں ہوا تو ہم اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں دیں گے — جب تک تُو یزید کی بیعت نہ کر لے — اور ابنِ زیاد کا اطاعت گزار نہ ہو جائے۔

حضرت عباس نے ان پر نفرین کی اور واپس آکر امام علیہ السلام کی خدمت میں جو کچھ ان ملعونوں سے سُنا تھا عرض کر دیا۔

عبّاس فرات کیطرف :

امام حسین نے یہ سُنکر سَر مبارک جھکا لیا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے — اچانک خیموں سے فریاد و فغاں کی آواز اور پانی پانی کی صدائیں بُلند ہوئیں۔

کوئی کہتا تھا نواسۂ پیغمبرؐ پانی
رو کے کہتا تھا کوئی ساقیٔ کوثر پانی
تھام کے دامنِ عباس سکینہ نے کہا
یہ چچا اک گھونٹ ہی دیدو مجھے لاکر پانی (خضرؔ)

حضرت عباس نے اہلِ بیت کی چیخ و پکار اور فریاد و فغاں کو سُنا تو نڈھال ہو کر امام کی جناب میں کچھ اس طرح عرض کناں ہوئے —

یا امام — ؎

مجھ میں قوت نہیں بچّوں کو تڑپتے دیکھوں
پیاس کی حدّت و شدّت میں سُلگتے دیکھوں

marfat.com

ہوں تو حیدؑر کا پسر پر نہیں ہمت مجھ میں
جا کے خیمے میں سکینہ کو بلکتے ۔۔۔ دیکھوں
ابنِ زہراؑ مجھے اب دے دو اجازت تاکہ
خود پہ نیزوں کو سنانوں کو برستے دیکھوں (نصر)

پھر حضرت عباس نے ایک مشکیزہ اور روایت میں ہے کہ دو لوٹے بھی اٹھائے اور نیزہ تان کر دریائے فرات کی طرف رخ کر لیا ۔۔۔ خیموں کے پاسبان اور اپنے علمدار بھائی کو مقتل کیطرف جاتے دیکھ کر فرمایا ہو گا ۔۔۔

رک جا اے آلِ پیغمبر کے سکندر رک جا
آگ سے مانگ نہ پانی لے برا در رک جا
وعدہ کرتا ہوں نہ مانگے گی سکینہ پانی
واپس آجا میرے بھائی، میرے دلبر رک جا (نصر)

مفسرِ قرآن، ہرات کے حنفی بادشاہوں کے خطیب ملا حسین کاشفی رح رحمۃ اللہ علیہ روضۃ الشہداء کے صفحہ نمبر ۳۳۴ پر رقمطراز ہیں کہ حضرت عباس نے جواباً عرض کیا۔

گفت میرم تا آب برد تے کار باز آرم ۔ یا در دریائے خون غرقہ کردم واز تشنۂ بودن و تشنۂ دیدن وافغاں تشنگانِ شنیدن باز دہم ۔۔۔ میں جاتا ہوں ۔۔۔ یا تو پانی لے کر واپس آؤں گا۔ یا دریائے خون میں غرق ہو جاؤں گا ۔۔۔ تا کہ پیاسوں کی فریاد و فغاں سننے سے بچ جاؤں۔

یا تو اب پانی سکینہ کیلئے لاؤں گا
یا پھر اس خون کے دریا میں اتر جاؤں گا

جب آپ فرات کے قریب پہنچے تو نہر فرات پر چار ہزار افراد کا پہرہ تھا اور دو، دو ہزار لشکریوں نے راستہ روک رکھا تھا ـــ آپ نے انہیں فرمایا ـــ اے لوگو! تم مسلمان ہو یا کافر ـــ لوگوں نے کہا ہم مسلمان ہیں ـــ حضرت عباس نے فرمایا مسلمانی میں کہاں جائز ہے کہ کتے، سور، درندے، اور چرند، پرند تمام پانی پئیں اور تم لوگ اولادِ رسول اور زہراء بتولؑ کے جگر کے ٹکڑوں کو پانی سے محروم کر دو ـــ مدینے کے مسافروں کو پانی سے روکنے والو ـــ قیامت کی پیاس سے ڈرو! ـــ فرات کے محافظوں نے آپ کے یہ کلمات سُنے تو ان میں سے پانچ سو سواروں اور پیادوں نے آپ پر تیروں کی بارش شروع کر دی ـــ اس پر جناب عباس نے منہ کے سامنے ڈھال کر لی اور نیزے کو گھوڑے کی کنوتیوں پر سیدھا کر لیا ـــ اور فوج یزید پر حملہ کر دیا ـــ اور پہلے ہی حملے میں اسّی افراد کو ڈھیر کر دیا ـــ اور باقی ماندہ لشکر کو مار بھگایا ـــ اور اپنا گھوڑا پانی میں اُتار دیا اسی اثنا میں یزیدی لشکر کے سواروں نے واپس آکر آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ نے گھوڑا پانی سے باہر نکالا اور رجز خوانی کرتے ہوئے ان پر بھرپور حملہ کر دیا۔ لوگ آپ کے نیزے سے ڈرنے لگے اور آپ کی تلوار سے خوف زدہ ہو گئے۔ آپ نے دوسری مرتبہ گھوڑے کو ایڑی لگائی اور فرات کی طرف منہ کر لیا ـــ

یزیدیوں نے دوسری مرتبہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ پھر کیا تھا؟ آپ جس طرف رُخ کرتے یزیدی اِدھر سے اُدھر بھاگ جاتے تھے ـــ یہاں تک کہ آپ فرات کے کنارے پر پہنچ کر رُک گئے اور گھوڑے سے اُتر کر مشک کو پانی سے بھر لیا ـــ اور پھر آپ نے

marfat.com

خود پانی پینا چاہا تو آپ کو امام عالی مقام کے بچّوں اور عورتوں کی پیاس یاد آگئی —— اور آپ پانی پیئے بغیر گھوڑے پر سوار ہو گئے —— اور مشک کو کندھوں پر اٹھا لیا —— یزیدی سواروں نے آپ کا راستہ روکا —— آپ نے ان سے جنگ شروع کر دی —— اور مشک کی حفاظت بھی کی —— اچانک نوفل بن ارزق چھپ چھپا کر بے خبری میں آپ تک پہنچ گیا۔ آپ اس وقت دُوسروں کے ساتھ مصروفِ کارزار تھے —— اس بدبخت نے آپ پر وار کیا جس سے آپ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا —— حضرت عباس نے انتہائی جرأت و مردانگی سے کام لیتے ہوئے مشک بائیں کاندھے پر ڈال لی —— آپ پر لاتعداد تیر برس رہے تھے کہ عبداللہ بن شہاب کلبی بقول بعض حکیم بن طفیل نے حملہ کر کے آپ کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا —— ابی مخنف نے عبداللہ بن یزید شیبانی کا نام لکھا ہے —— جب آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو آپ نے مشک دانتوں میں تھام لی —— اچانک مشک پر ایک تیر آ لگا اور مشک میں سُوراخ ہونے کی وجہ سے تمام پانی زمین پر بہہ گیا حضرت عباس نے زبانِ حال سے کہا۔ کیا حکمت ہے کہ پانی ہمارے پیاسوں کے حلق تک نہیں پہنچ سکا —— منادی نے غیب سے آواز دی کہ آپ لوگوں کے لئے بہشت کا شربت تیار کیا گیا ہے —— مناسب نہ تھا کہ آپ پانی سے ہونٹ تر کرتے۔

● ادھر سیّدہ سکینہ سلام اللہ علیہا یہ دُعا مانگی ہوئی کہتی تھی ؎

سَدا زندہ رہے مولا مرا چچا علم والا
سلامت لوٹ کر خیموں میں آجائے حرم والا
(نادم صابری)

وُہ منظر کیسا المناک تھا کہ بازو کٹ چکے ہیں —— مدافعت کر نہیں سکتے

marfat.com

خیمہ گاہ کی طرف بھاگنا بھی نہیں چاہتے ـــ حسینی عَلَم سینے سے چمٹا لیا ـــ اور میدان میں ٹھہرے رہے ـــ جب زخم پہ زخم کھا کر زمین پر گرے تو کہا ـــ

یَا اَخَاہُ اَدْرِکْ اَخَاکَ [1] ـــ اے بھائی ـ اے بھائی کی امداد کو پہنچو!

حضرت عباس کی آواز جب امام کے کانوں تک پہنچی تو آپ جان گئے کہ عباس شہادت کا جام پینے والے ہیں ـــ امام حسین نے یہ سنکر ایک آہ کھینچی کہ اُس کی ہیبت سے زمینِ کربلا کانپ اُٹھی ـــ اور فرمایا ـــ

اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَهْرِیْ وَ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ [2] اب میری کمر ٹوٹ گئی اور چارہ جوئی میں کمی آگئی۔

جب امام حسین اپنے بھائی کی طرف چلے تو رستے میں بھائی کے کٹے ہوئے ہاتھوں پر نظر پڑی تو آپ نے ان کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا ـــ جب زخموں سے چور بھائی کے قریب پہنچے تو فرمایا وَ اَخَاہُ ـــ ہائے بھائی ـــ وَ اَعَبَّاسَاہُ ـــ ہائے میرے عباس ـــ اے میرے دل کے سکون ـــ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ـــ اے بے یار و مددگار ـ یَعِزُّ عَلَیَّ فِرَاقُکَ ـــ اُرے تیری جدائی میرے لئے سب کی جدائی سے زیادہ شاق ہے ـــ

کَسَرُوْا بِقَتْلِکَ ظَهْرَ سِبْطِ مُحَمَّدٍ [3] اے عباس دشمنوں نے تجھے قتل کر کے سبطِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر توڑ دی۔

اس کے بعد آپ نے ارادہ فرمایا کہ عباس کو اٹھا کر خیمہ میں لے

[1]: روضۃ الشہداء ص ۳۳۶ [2] ایضاً [3] ذکر عباس ص ۲۹۴/۲۹۵

جاؤں۔ پھر جناب عباس کو محسوس ہوا کہ مجھے اٹھایا جا رہا ہے ــــ آپ نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور ادب سے پوچھا میرے سرور ــــ میرے بھائی یہ آپ کیا کرنے لگے ہیں ــــ امام نے فرمایا ــــ

ارادہ ہے مرے بھائی اٹھا کر لے چلوں تجھ کو
طرف خیموں کی کندھوں پر بٹھا کر لے چلوں تجھ کو

تاکہ مدینے کے تاجدار کی بیٹیاں ــــ اور حرم رسولؐ کی مُخَدّرات بھی تجھے اس حالت میں دیکھ لیں ــــ کیا بتاؤں ؛ اے عبّاس کہ

برادر جب سکینہ رو کے تیرا نام لیتی ہے
تو خیمے میں کھڑی ہو کر کٹورا تھام لیتی ہے

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے امام کی خدمت میں عرض کیا، اے میرے عظیم بھائی میں آپ کو آپ کے نانا جان رسولِ خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے خیموں میں نہ لے جائیں ــــ امام نے پوچھا بھائی وہ کیوں ؟

جناب عباس نے عرض کی۔

لِاَنِّیْ مُسْتَحِیٍ مِنْ اِبْنَتِكَ سَكِیْنَةَ ؕ[1] اسلئے کہ مجھے آپ کی بیٹی سکینہ سے حیا آتی ہے۔

کیونکہ میں اس سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ تیرے لئے پانی لاؤں گا۔ چونکہ میں وعدہ پورا نہیں کر سکا اسلئے میں اس کے سامنے جانا نہیں چاہتا ــــ اسی دوران عباسؑ دارِ فانی سے دارِ بقاء کیطرف کُوچ کر چکے۔

---

[1] : ذکر العباس ص ایضاً ؏

marfat.com

فَبَکَی الْحُسَیْنُ لِقَتْلِهِ الْعَبَّاسَ بُکَاءً شَدِیْدًا [1] — پس امام حسین شہادت عباس پر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔

اور آپ کے ساتھ کربلا کی زمین بھی روئی ـــ حضرت امام حسین نے اپنے جانباز اور وفادار بھائی کی نعش نہر فرات کے کنارے پر چھوڑ کر اور کمر پر ہاتھ رکھ کر واپس آ گئے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام حضرت عباس کے جسم اطہر کو "جس کا بند بند جدا تھا" کو میدان میں چھوڑ کر آستین سے آنسو پونچھتے ہوئے خیمہ میں واپس آئے جیسے ہی آپ خیمہ کے قریب پہنچے تو جناب سکینہ دوڑ کر آئیں اور قریب آکر کہنے لگیں ابا جان!

هَلْ لَكَ عِلْمٌ بِعَمِّي الْعَبَّاسِ ـــ آپ کو میرے چچا عباس کا علم ہے کہ وہ کہاں ہیں؟ ابا جان میں نے اُن کو پانی لانے کو کہا تھا ـــ وہ ابتک پلٹ کر نہیں آئے۔ بابا وہ تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے تھے ـــ یہ سُنکر امام حسین بے ساختہ رو پڑے اور فرمایا:

اے سکینہ دیکھ مقتل کیطرف رُخ موڑ کر
چل بسا عباس بھی مجھ کو اکیلا چھوڑ کر
تھے ترے چچا کے بیٹے منتظر شیرِ خدا
جانبِ جنّت گیا میری کمر کو ـــ توڑ کر (مختصر)

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

نوٹ: بوقت شہادت حضرت عباس کی عمر شریف ۳۴ سال تھی۔

قارئین! اگر آپ سیدنا علی اکبر، سیدنا قاسم، سیدنا عباس کی تفصیل کیساتھ شہادت پڑھنا چاہتے ہیں تو فقیر کی کتاب "آلِ رسول" جلد دوم کا مطالعہ فرمائیں!!

[1] : حیات الخفی شہادت نواسہ سید الابرار ص ۸۰ ؂

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تقریر ۱۱

شہادت علی اصغر عبداللہ امام علیہ السلام	صفر المظفر کے تیسرے جمعہ کی تقریر

شہادت علی اصغر: جناب امام حسین علیہ السلام نے اہلِ بیت کو تسلی دیکر اور گھوڑے پر سوار ہو کر چاہا کہ میدان کیطرف تشریف لے جائیں کہ اچانک خیمہ سے زبردست چیخ و پکار کا شور آپ کے کانوں تک پہنچا۔ اس کا سبب پوچھا تو اہلِ بیت نے عرض کیا ـــ اے سیّد و سرور، شیر خوار بچّہ علی اصغر پیاس کی شدّت سے قریب المرگ ہے۔ امام نے فرمایا اُسے اُٹھا کر میرے پاس لے آؤ ـــ سیّدہ زینب نے اٹھا کر امام کی خدمت میں پیش کیا۔ سیّد الشہداء اپنے ننھے معصوم کو آغوش میں لیا اور فوجِ اشقیاء کی طرف چل پڑے ـــ منظر کچھ یوں تھا۔

علی اصغر نوں چا کے گود وچ مولا حسین آئے
تے ویکھن حوصلہ دوہتے دا شاہِ مشرقین آئے
سی اُودھر تیر صائم گردن معصوم وچ وجّا
فرشتے گود وچ ایدھر علی اصغر نوں لین آئے

لہ علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ ؎

حضرت امام کو یزیدیوں کے کردارِ بد کیوجہ سے علم تھا کہ اس چھ ماہ کے بچے کو پانی نہیں ملے گا اور علی اصغر کو اٹھا کر کوفیوں کے سامنے لے جاتے وقت بھی امام کے نہاں خانۂ دل میں یہ اَمر موجود تھا کہ الٰہی یہ چھ ماہ کا بچہ تیری بارگاہ میں پیش ہے اسے بھی اپنی رحمتوں کے صدقے قبول فرما۔

آپ جب معصوم علی اصغر کو مخالفین کی فوج کے رُو برُو لے کر پہنچے تو آپ نے فرمایا — اے لوگو! — اگر تمہارے گمان میں ہے کہ میں نے کوئی جرم کیا ہے — تو اس بچے نے ہرگز کوئی جُرم نہیں کیا۔ اسے ایک گھونٹ پانی دے دو کیونکہ شدّتِ پیاس سے اس کی والدہ کا دُودھ خشک ہو چکا ہے۔ ان سنگِ دل جفا کاروں نے کہا یہ محال ہے — ہم ابنِ زیاد کے حکم کے بغیر تمہیں اور تمہارے بیٹوں کو ایک قطرہ پانی نہیں دے سکتے، اس کے ساتھ ہی قبیلۂ اذد کے ایک بدبخت شخص حُرملہ بن کاہل نے تیر کھینچا اور امام حسین کیطرف چلا دیا وُہ تیر سیّدنا علی اصغر کے گلے کو چیرتا ہُوا حضرت امام حسین کے بازو میں پیوست ہو گیا۔

امام نے معصوم علی اصغر کے گلے سے تیر کو کھینچا اور معصوم کے گلے سے جاری ہونے والا خون اپنے دامن پر مَل لیا اور ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرنے دیا۔

● علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ امام کا یہ معصوم بچہ شہید ہُوا۔

فَتَلَقّٰى حُسَيْنٌ دَمَهٗ فِيْ يَدِهٖ وَ اَلْقَاهُ نَحْوَ السَّمَآءِ۔

امام حسین نے اس بچے کے خون کو اپنے ہاتھوں میں ڈالا، چلّو میں لیا اور اُسے آسمان کیطرف اُچھالا۔

وَقَالَ رَبِّ اِنْ تَكُ قَدْ حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ مِنَ السَّمَآءِ فَاجْعَلْهُ

اور فرمایا اے میرے رب اگر تُو نے (کسی وجہ سے) ہم سے آسمانی مدد کو

لِمَا هُوَخَيْرٌ وَّاَنْتَقِمْ لَنَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۔ روک لیا ہے، تو وہی کر جو تیری مصلحت ہو، اور ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۷۶/۱۷۷)

● ذبحِ عظیم کے مصنّف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۲ پر علامہ سبطِ ابن جوزی کے حوالے سے لکھا ہے ـــ اور حیات الخفی میں بھی مرقوم ہے کہ آپ کے دُعا فرمانے کے بعد ہاتف نے ندا دی۔

دَعْهُ یَا حُسَیْنُ فَاِنَّ لَهٗ مُرْضِعَةً فِی الْجَنَّةِ ۔ اے حسین اس بچّے کو رخصت کر دو اس داعیہ جنت میں مقرر کر دی گئی ہے

بچّہ چھ ماہ کا ہو ـــ اور پیاس کی شدّت سے جسم زردی مائل ہو گیا ہو ـــ اور اس کے حلقوم میں تیر پھنس جائے ـــ تیر بھی سہ شاخہ، جس کی ایک نہیں تین نوکیں ہیں۔ ایسے تیر کو ایسے بچّے کے گلے سے باہر کھینچا ہو جو پھول کیطرح نازک ہو ـــ اتنا مشکل کام بھلا نواسۂ رسول کے سوا اور کون کر سکتا تھا ـــ یہ اس کا حصّہ تھا جس نے شہزادیٔ کونین کا دودھ پیا تھا ـــ یہ ملکۂ ملکِ ولایت کے دُودھ کی تاثیر تھی کہ شبیرِ عالم نے ـــ عالم کون و فساد کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ـــ بچّے کو اٹھا کر چلنے کا منظر تصوّر کی آنکھوں کو وا کر کے دیکھیں تو امام کی سماعت سے ٹکرانے والی آوازیں کچھ اس طرح کی ہو سکتی ہیں ؎

تیر بولا کہ مجھے تیرِ جفا کہتے ہیں
ارض کہتی تھی، مجھے کرب و بلا کہتے ہیں
دیکھ معصوم کے حلقوم کو اور صورت کو
موت کہتے ہیں اسے ضربِ قضا کہتے ہیں

marfat.com

بولے شبیّر کہ لبّیک مصیبت آجا
ابنِ حیدر ہوں، مجھے کوہِ وفا کہتے ہیں
عرش والوں کا یہ نعرہ تھا حسین ابن علی
ہم تجھے پیکرِ تسلیم ورضا کہتے ہیں (اخضر)

امام علیہ السلام ننھے علی اصغر کے لاشے کو اٹھا کر خیموں کی طرف لا رہے تھے تو اہلِ بیت والوں اور ان کی والدہ محترمہ کے دل میں یہ گمان گزرا کہ بچے میں پہلی سی بے تابانہ حرکتیں نہیں اور نہ ہی وہ اضطراب و بیقراری ہے —— ہو سکتا ہے پانی مل گیا ہو — لیکن جب امام قریب آئے تو علی اصغر کی والدہ سے فرمایا لو اپنا اصغر، دنیائے فانی اور نہرِ فرات کا پانی تو میسّر نہیں آسکتا لیکن تیرا بچہ، میرے نانا ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں آبِ کوثر سے سیراب ہو گیا ہے۔ والدہ کا دل پاش پاش ہو گیا اور منہ سے ایک بے صدا چیخ نکل گئی [1]

بعض کتب مقاتل میں ہے کہ امام نے علی اصغر پر نمازِ جنازہ پڑھی اور خیموں کے قریب تھوڑی سی زمین کھود کر آپ کو دفن کر دیا۔

علامہ صائم چشتی نے لکھا ہے ؎

وفا کا نور کا پیکر حسین علی اصغر
حسینی کان کا دُرِّ ثمیں —— علی اصغر
نثار تیری شہادت پہ پیاس پر صائم
مثال تیری کہیں بھی نہیں علی اصغر

---

[1] : روضۃ الشہداء ۲۴۳ ؎

marfat.com

عبداللہ بن حسین کی شہادت : حضرت عبداللہ بن حسین علیہما السلام چند سالہ عمر — اتنے کم سن بچّہ خیمہ سے ایک چوب ہی اٹھا سکتے تھے — بعض کتابوں میں دو گوشوارے تھے وُہ بچّہ اس ہولناک عالم سے اس قدر متاثر ہو رہا تھا کہ اس کا تمام بدن بید کی طرح لرزاں تھا۔ وُہ دہشت زدہ اور حواس باختہ ہو کر ایک قنات سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ہانی بن ثبیت حضرمی نے جھپٹ کر اُس کو ایک حملہ میں قتل کر دیا۔ بعض مؤرخین نے بچّے کا نام عبداللہ بن حسین لکھا ہے — کتب کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام عالی مقام کے ایک صغیر السن بچّہ عبداللہ تھا — اور بعض علماء کا یہ قیاس ہے کہ علی اصغر کا نام عبداللہ تھا — لیکن میرے خیال میں یہ قیاس صحیح ہے — اس کی تحقیق کتاب "آلِ رسول" حصّہ دوم میں دیکھیں۔

شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام : اب مہمانِ کربلا — سید الشہداء — راکبِ دوشِ مصطفےٰ — نورِ جانِ خیر النسّاء — ابنِ خیبر شکن — برادرِ امام حسن — محسنِ باغِ زمن — امام ذوالمنن — حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر ہو گا۔

کون حسینؓ ؟

حسین گلشنِ رحمت کی دلنواز کلی
حسینؓ جانِ پیمبرؐ حسینؓ نورِ علیؓ
حسین راحتِ زہراؓ حسین شیرِ جلی
حسینؓ حسنِ ولایت حسین حق کا ولی

marfat.com

حسین چرخِ کرامت کے چاند کا ہالہ
حسین مہرِ نبوّت پہ کھیلنے والا

حُسین راکبِ دوشِ رسولِ اکرم ہے — حُسین حُسنِ شہادت شہیدِ اعظم ہے
حُسین اَرفع و اعلیٰ ہے فخرِ آدم ہے — حُسین ظلِّ کرامت، پناہِ عالم ہے

حسین نام ہے زہراؑ کے گھر کی خوشبو کا
حسین نام ہے حیدر کے زورِ بازو کا

حُسین؛ جس نے زمانے کو زندگی بخشی — حسین؛ جس نے محبت کو تازگی بخشی
حسین؛ جس نے ہے ہر آنکھ کو نمی بخشی — حسین؛ جس نے خضر کو ہے روشنی بخشی

رضائے حق میں ہے سب کچھ لٹا دیا جس نے
حسین وُہ ہے کہ دیں کو بچا لیا جس نے

(خضر)

امام عالی مقام عزیز و اقرباء اور تمام احباب و انصار کی شہادت کے بعد اکیلے رہ گئے — سوائے امام علی اوسط زین العابدین رضی اللہ عنہ کے جو سخت بیمار تھے — اور خیمہ میں بخار کی حدت اور پیاس کی شدت میں نیم بے ہوشی کی حالت میں چمڑے کے ایک پھٹے ہوئے بستر پر پڑے ہوئے تھے — امام ابھی کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ دُشمنوں کیطرف سے مُبارز طلبی کی آواز آئی تو آپ فوراً مقابلے کے لئے تیاری میں مصروف ہوگئے۔ ہر طرح کے مصائب و آلام کو گلے لگانے والا، صبر و استقامت اور عزم و استقلال کا کوہِ گراں — اٹھا اور زبان پاک پر یہ شعر تھا ؎

اِنْ کَانَ دِیْنُ مُحَمَّدٍ لَمْ یَسْتَقِمْ — اِلَّا بِقَتْلِیْ یَا سُیُوْفُ خُذِیْنِیْ

marfat.com

اگر میرے نانا محمد مصطفےٰ کا دین میرے قتل کے بغیر برقرار نہیں رہ سکتا۔
تو میں خونخوار تلواروں کو دعوت دیتا ہوں کہ مجھے پکڑ لو۔

جب امام زین العابدین نے اپنے والد گرامی کو تنہائی کے عالم میں تیاری کرتے دیکھا تو نیزہ تھام کر خیمہ سے باہر تشریف لائے ـــ مگر شدید بیمار تھے انتہائی کمزوری کیوجہ سے آپ کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے اور رنج و غم کیوجہ سے آپ کا بدن کانپ رہا تھا ـــ اور اس حال میں آپ نے میدان کا رُخ کیا ـــ امام نے جب انہیں میدان میں جاتے دیکھا تو تیزی کیساتھ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور آواز دیکر فرمایا ـــ بیٹا! واپس آجا اور یاد رکھ کہ میری نسل تجھ سے باقی رہے گی۔ اور نو اہلِ بیتِ رسول کے اماموں کا باپ ہو گا ـــ اور تیری نسل قیامت تک منقطع نہیں ہو گی ـــ میں تجھے وصیت کرتا ہوں ـــ اور خواتین کو تیری نگرانی میں چھوڑتا ہوں۔ ـــ اور آباؤ اجداد کی امانتیں تیرے سپرد کرتا ہوں ـــ پہلی چیز قرآنِ مجید ہے ـــ جو کلامِ الٰہی اور مجمعِ حقائق لامتناہی ہے ـــ اور دوسری چیز مصحف سیدہ فاطمہ ہے ـــ علاوہ ازیں جفرِ ابیض ـــ جامع ـــ جفرِ احمر ـــ علم خافنت مزبور (لکھا ہوا مذکور الصدور علم) باقی وہ علوم جن پر سوائے آئمہ اہلبیت کے کسی کو اطلاع نہیں ـــ

پھر آپ علی زین العابدین کو خیمہ میں لائے اور بٹھا کر وہ امانتیں اُنکے سپرد کیں [1]

تقویٰ اور رضائے الٰہی کی وصیت فرمائی ـــ پھر آپ نے اسلحہ

---

[1] : روضۃ الشہداء ص ۴۴۳ ؂

marfat.com

زیبِ تن کیا پھر اپنی پیاری بیٹی سکینہؑ کو جن سے آپ بہت محبّت فرماتے تھے کو آغوش میں لیا یہ دیکھ کر حضرت سیّدہ سکینہ جو اُس وقت چھ سال کی تھیں۔ معصُومانہ انداز میں عرض کرتی ہیں۔

یَا اَبَتَاہُ اِسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ — ابّا جان کیا؛ آپ موت کی تیاری کر رہے ہیں۔

امام نے سیّدہ سکینہ کی بات کے جواب میں فرمایا۔

یَا سَکِیْنَۃُ کَیْفَ لَا یَسْتَسْلِمُ لِلْمَوْتِ مَنْ لَا نَاصِرَہٗ وَلَا مُعِیْنَ؟ — "اے پیاری بیٹی" سکینہ جس کا کوئی یار و مددگار نہ ہو وہ موت کی تیاری نہ کرے تو اور کیا کرے؟

جناب سیّدہ سکینہؑ نے عرض کیا۔ اچھا ابّا جان پھر ایسا کریں۔

رُدَّنَا اِلٰی حَرَمِ جَدِّنَا —— کہ ہم کو ہمارے نانا کے شہر کیطرف بھیج دو۔

(حیاتِ خضیٰ ج ۲ ص ۲۲۳ بحوالہ شہادت نواسۂ سیّدالابرار ۸۱۷)

باپ اور سات سالہ بچّی کی گفتگو سُن کر تمام پاک بیبیاں رو پڑیں۔

فَبَکَی الْحُسَیْنُ (ایضاً) —— پھر امام حسین بھی رو پڑے۔

آپ نے صبر سے تلقین فرمائی اور سیّدہ سکینہ کو پیار اور دلاسہ دیا اور راہِ حق میں جنگ کی مکمل تیاری فرمائی —— اور اس نعرے کے ساتھ میدان میں نکلے —— کہ ——

ہم اہلبیت ہیں تخت وفا سونے نہیں دینگے —— ستم جو چاہتا ہے وہ کبھی ہونے نہیں دینگے

سکینہ کا بھرے دربار میں رونا گوارا ہے

مگر دینِ نبیؐ کو در بدر رونے نہیں دینگے

marfat.com

امام میدانِ جنگ کی طرف: اور نکلتے وقت، اپنے چہرۂ انور اور رِیش مُبارک پر دونوں ہاتھ اس طرح پھرے جیسے دُعا کے بعد پھیرے جاتے ہیں — اور ساتھ ہی — یہ ارشاد فرمایا — یَا سَکِیْنَةُ — وَ یَا زَیْنَبُ — وَ یَا اُمُّ کُلْثُوْمُ — وَ یَا حَرَمَاتُ — وَ یَا عَلِیُّ اَوْسَطُ — عَلَیْکُمْ مِنِّی السَّلَامُ (ایضاً)

— اے سکینہ — اے زینب — اے امِ کلثوم — اے ازواج و خارمات — اے علی اوسط (زین العابدین) میری طرف سے تم سب پر سلام ہو — اب میں جا رہا ہوں — یہ ایک نہایت درد ناک اور رقت آمیز منظر تھا کہ جب آلِ رسول کا سردار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُن سے جُدا ہو رہا ہے — اور تمام اہلبیت کی نگاہیں امام کی طرف اُٹھی ہوئیں تھیں — یہ میدانِ کارزار کی طرف جانے والا کوئی عام آدمی نہیں — یہ رسولِ خدا کا لختِ جگر — سیّدہ زہراء کا نورِ نظر — شیرِ خدا کا پسر — حسن مجتبیٰ کا برادر — چرخِ شہادت کا محور — اور عرب کا رہبر ہے — دُنیا جسے حسین اور نبیؐ کے دل کا چین کہتی ہے — ہاں حسین، — کون حسین؟ —

حسینؓ صورتِ حیدر، حسینؓ خونِ رسولؐ
حسینؓ نازشِ زینبؓ، حسینؓ فخرِ بتولؑ
حسینؓ اصلِ شہادت، حسینؓ اصلِ اصول
حسینؓ علم کا دریا، حسین عقلِ عقول
جمالِ حسنِ محمدؐ، جمالِ رُوئے حسین
ہے رشکِ عقدِ ثریّا، غبارِ کُوئے حسین

(خضر)

● جب امام پاک روانہ ہوئے تو پردہ نشینانِ جملۂ عصمت نے عرض کیا سرکار آپ نے ہمیں کس حال میں چھوڑا؟ ـــــ اور غریب الوطن قافلے کو کس کے سپرد کیا ـــــ امام نے فرمایا ـــــ میں نے آپ سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے ـــــ اور میری مشکلات میں وہی میرا کفیل ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور اللہ تعالیٰ کافی ہے کارساز

امام جب میدان میں پہنچے تو آپ نے اپنا نیزہ میدانِ کربلا میں گاڑ دیا اور اپنا نسب نامہ بیان فرمایا اور رجز کے اشعار کہے ؏

آپ نے اہل کوفہ و شام کو خطاب کے دوران فرمایا ـــ کہ تم خاندانِ نبوّت کو نہایت بے دردی سے شہید کر چکے ـــــ اب بھی وقت ہے باز آ جاؤ ـــــ اور سنو! میرے اہل و عیال کے جگر پیاس سے کباب ہو چکے ہیں۔ انہیں تھوڑا پانی دے دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو ـــــ

اَلْحُكْمُ لِلّٰهِ وَرَضِيْنَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر راضی ہیں۔ (روضۃ الشہدا ص ۳۴۵)

میدان میں امام کے ایک زبردست خطبہ نے بعض شامیوں کو رُلا دیا ـــــ شامی سرداروں نے جب دیکھا کہ میدان ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے تو ابن سعد نے قلبِ لشکر سے نکل کر پیادوں کو آواز دی کہ اب اگر امام حسین کے منہ سے کوئی بات نکلے تو اس پر تیروں کی بارش کر دو۔ ـــــ ابنِ سعد کی بات سُنکر اس کے پندرہ ہزار بدبختوں نے کمانوں پر تیر چڑھائے اور امام کی طرف چلا دیئے خدا کی قدرت کہ آپ اور آپ کے گھوڑے کے جسم میں ایک تیر بھی نہ لگا ـــــ تیر اندازوں نے اپنے تیر خطا جاتے دیکھے تو شرمندہ ہو کر واپس ہو گئے۔

؏ : ان اشعار کا اردو میں ترجمہ کتاب آلِ رسول حصہ دوم میں دیکھیں۔

marfat.com

زعفر نامی جن کا مدد کیلئے آنا : امام حسین نے چاہا کہ حملہ کریں ــــ لیکن اچانک زبردست گرد وغبار چھا گیا ایسا کہ ایک شخص دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا تھا ــــ اسی اثناء میں ایک مہیب اور عجیب شکل وصورت کا شخص عجیب وغریب سواری پر ظاہر ہُوا ــــ اس کا سر اور ہاتھ ــــ گھوڑے کے سر اور ہاتھ کی طرح تھے ــــ اور پاؤں شیر کے پاؤں سے مشابہ تھے، اُس نے امام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ ــــ وَعَلٰی جَدِّكَ ــــ وَعَلٰی اَبِیْكَ ــــ وَعَلٰی اُمِّكَ ــــ

یا امام آپ پر سلام ہو ــــ اور آپکے نانا پر ــــ اور آپکے والد پر ــــ اور آپکی والدہ پر ــــ

امام نے فرمایا اے نیک بخت تو کون ہے ــــ جو اس وقت مظلوموں پر سلام کرتا ہے ــــ اس نے عرض کیا ــــ اے ابنِ رسولِ خُدا ــــ میں جنوں کا سردار ہوں تیرے نانے کا غلام ہوں ــــ تیرے باپ کا نوکر ہوں ــــ میرا نام زعفر زاہد ہے ــــ اور میرا لشکر اس بیابان میں سکونت پذیر ہے ــــ آپ کے والد گرامی جب بحرالعلم کے کنویں سے تشریف لائے تو انہوں نے ضرب ذوالفقار سے جنوں کو مسلمان کیا ــــ اس وقت میرا باپ جنوں کا بادشاہ تھا اور اس کے فوت ہونے کے بعد یہ تمام جن میرے زیرِ فرمان ہیں ــــ اجازت فرمائیں تاکہ میں اپنے لشکر کو لاکر ان لوگوں سے جنگ کروں جو آپ کی طرف نیزے تان کر کھڑے ہیں۔

امام کا جواب : امام علیہ السلام نے فرمایا زعفر! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے ــــ تمہیں نہ یہ لوگ دیکھ سکیں گے اور نہ قتل کر

سکیں گے۔ جب کہ تم اُن کو دیکھ سکو گے اور قتل بھی کر سکو گے ــــ اور یہ ظلم ہے تو اپنے گھر جا اور اپنی مجلس میں واپس چلا جا۔

زعفر نے عرض کیا ــــ حضور ہم انسانوں کی طرح اُن کے سامنے آئیں گے اور جنگ کریں گے ــــ اگر ہماری ساری قوم بھی قتل ہو جائیگی تو آپ کی راہ میں شہید ہو گی ــــ

امام نے فرمایا۔

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا يَا زَعْفَرُ۔ زعفر! اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے

میرا دل حیاتِ دُنیوی سے بھر چکا ہے ــــ میں نے علم المنایا (خوابوں کا علم) میں دیکھا ہے کہ اب میں اپنے پروردگار سے ملاقات کروں گا ــــ تو میرے لئے اس قوم سے تعرض نہ کر اور واپس چلا جا ــــ زعفر واپس چلا گیا اور اُسی وقت گرد و غبار ختم ہو گیا (روضۃ الشہداء ص ۳۴۶)

امام کی شجاعت

امام کی شجاعت : بعد ازاں شامی لشکر کا ایک سردار تمیم بن قحطبہ جو اپنی قوم میں بڑا بہادر اور شہ زور تھا، امام کے سامنے آیا اور کہا اے ابنِ ابوتراب آپ کہاں تک جنگ کرینگے؟ آپ کے بیٹے، بھائی، اقرباء، اور غلاموں نے ہلاکت کا زہر پی لیا ہے ــــ اور آپ اب بھی جنگ کرنا چاہتے ہیں، اور تنِ تنہا، اکیلے ہزاروں کے لشکر سے تیغ زنی کریں گے۔

آپ نے فرمایا ــــ شامیوں! کیا میں تمہارے ساتھ جنگ کرنے آیا ہوں یا تم ــــ میں نے سرِ راہ تمہیں روکا ہے یا تم نے ــــ اور تم لوگوں نے میرے بھائیوں اور بیٹوں کو قتل کیا ہے ــــ میرے اور تمہارے

marfat.com

درمیان سوائے تلوار کے اور کیا رہ گیا ہے ــــ باقی رہی یہ بات کہ میں اکیلا ہزاروں سے کیسے لڑوں گا ــــ تو سُن لو! ــــ

میری رگ رگ میں خونِ حیدری کا جوش دیکھو گے
ہزاروں لشکری کھو دینگے اپنے ہوش دیکھو گے
ابھی میں دیکھ لیتا ہوں بہادر سورمے فوجی
ابھی ہوگا غرورِ شامیاں روپوش دیکھو گے

شامی جہنّم میں : شامی سردار تمیمؔ جب باتیں کر چکا تو ــــ امام نے فرمایا ــــ او شامی! تُو نے بہت باتیں کر لی ہیں ــــ اب جو کچھ تیرے پاس ہے، لے آ ــــ یہ فرمایا اور اس زور سے نعرہ لگایا کہ یزیدی فوج کا زُہراء اور حوصلہ پسینے کے قطروں کی صورت اختیار کر گیا اُن کے چہروں پر نمُودار ہو گیا ــــ تمیمؔ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی اور اس کا ہاتھ ناکارہ ہو گیا ــــ امام نے اس کی گردن پر اس زور سے تلوار ماری کہ اس کا سر کئی قدم دُور جا گرا ــــ پھر آپ نے یزیدی فوج پر حملہ کر دیا ــــ دشمن کی فوج آپ کی تلوار کی ضربوں کی تاب نہ لا کر، ہراساں ہو کر ایک دم بھاگ نکلی [1]

حسین ابنِ علی کے سامنے سے بے ہُنر بھاگے
جرّی، جنگجو، بہادر چھوڑ کر تیغ و تبر بھاگے
وُہ بھاگے ذوالفقارِ حیدری کی دیکھ کر شدت
جو تھے رن میں سگے کشتوں کے پشتے دیکھ کر بھاگے

---

[1] : روضۃ الشہداء ۳۴۶ ✣

marfat.com

یزید الطحی : شامی فوج کو بھاگتے دیکھ کر یزید الطحی نے لشکر کو للکارتے ہوئے کہا — او بے ہمتو! تم ایک شخص کے آگے کمزور پڑ گئے ہو۔ اور آگے آگے بھاگ رہے ہو — اب دیکھو میں اس کا سر قلم کرتا ہوں — چنانچہ وہ مسلح ہو کر امام کے سامنے پہنچ گیا — اور اس کی طاقت اور بہادری کے قصے مصر و روم تک معروف تھے — وہ آیا اور اس نے امام پر تلوار اٹھائی — امام نے اُس کے وار کرنے سے پہلے اس کی کمر پر تلوار چلا دی اور اُسے چیر کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا —

اور فرمایا —

اَنَا حُسَیْنُ بْنُ عَلِیّ　　اٰلَیْتُ اَنْ لَّا اَنْثَنِیْ
اَحْمِیْ عِیَالَاتِ اَبِیْ　　اَمْضِیْ عَلٰی دِیْنِ النَّبِیْ

میں حسین بن علی ہوں، میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ ایک ہی بات پر قائم رہوں گا۔ میں اپنے والد کے کنبہ کی حمایت کرتا ہوں — میں دین رسولؐ پر قائم ہوں۔

دریائے فرات پر : جناب امام نے معاً گھوڑے کا رُخ دریائے فرات کی طرف موڑ لیا — شمر نے اپنے لشکر کو للکار کر کہا خبردار، حسین کو پانی کیطرف نہ جانے دینا لشکر یزید فرات اور امام کے درمیان حائل ہو گیا — امام نے دین کے باغیوں پر تلوار اس طرح چلائی اور سر اس طرح گرنے لگے جس طرح موسم خزاں میں درختوں کے پتے زمین پر گرتے ہیں ؎

جو گرتا پھر نہ اُٹھ سکنے کی طاقت اسمیں رہتی تھی
عجب اک خونِ بے دینی کی ندیاں ان میں بہتی تھی

marfat.com

علی: تیغِ پسر کی کاٹ آکر دیکھ کربل میں
کھڑی اک بے وطن دروازۂ خیمہ پر کہتی تھی

یہاں تک کہ آپ لشکر کی تین صفوں کو چیرتے ہوئے فرات کے کنارے پہنچ گئے ـــــ اور آپ نے گھوڑے کو فرات میں اتار کر چلّو میں پانی لیا اور فوجِ یزید کی طرف دیکھا ـــــ جس کا مطلب یہ تھا کہ کوفیو! ـــــ دیکھ لو یہی فرات اور یہی پانی ہے جسے تم نے آلِ رسول سے روک رکھا تھا ـــــ نادانو! یہاں آکر اگر پانی پینا ہی مقصود ہوتا تو آواز دے کر پورا دریائے فرات قدموں میں بُلا لیتا ـــــ میرا اپنے جدِّ امجد سے ایک عہد و پیمان ہے، جسے نبھانے کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

آپ نہرِ فرات میں تھے کہ پیچھے سے آواز آئی حسین! یزیدی لشکر خیموں کو لوٹ رہا ہے ـــــ امام نے چلّو سے پانی پھینکا تو تیز ہوا کی طرح خیموں تک پہنچ گئے ـــــ وہاں آپ نے کسی کو نہ دیکھا تو جان لیا کہ یہ مکّاری سے کی گئی ہے ـــــ جب کہ دوست کا منشا بھی یہی تھا کہ آج کے دن کی پیاس شرابِ بہشت سے بجھائی جائے۔ جب آپ میدان کی طرف آئے ابنِ سعد نے اپنے لشکر کو آواز دے کر کہا ـــــ شاباش آگے بڑھو اور حسین کا سر کاٹ لو ـــــ یہ سُن کر لشکرِ یزید نے امام کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا ـــــ اور امام شیرِ زیاں کی طرح تیغِ بُرّاں لئے ہوئے اُن کے درمیان ـــــ اَنَا ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ـــــ (میں رسولِ خدا کا بیٹا ہوں) کا رعد آسا نعرہ لگاتے تو زمین کانپ اُٹھتی ـــــ (روضۃ الشہداء ص ۳۴۹)

مثالِ رعد تھا ہر نعرۂ تکبیرِ شبّیری
بنا تھا ہر کوئی میدان میں نخچیرِ شبّیری

طبری، البدایہ، تاریخ کامل میں ہے کہ " امام کے دائیں اور بائیں طرف کے لوگ اس طرح بھاگ رہے تھے جیسے شیر کے حملے سے بکریاں بھاگتی ہیں ___ آپ کی تیغ خارا شگاف کا سینۂ ہدف میں اُتر کر اُسے پیوندِ خاک کرنا قدرتِ خداوندی کا ایک کرشمہ تھا ۔

وُہ تیغ شبّیر، تیغِ حق تھی، کہ حق کا سکّہ بٹھا رہی تھی
جلو میں لے کر وُہ بجلیوں کو، دغا کے خرمن جلا رہی تھی
سرِ خباثت اڑا رہی تھی، وہ زورِ کثرت مٹا رہی تھی
زمینِ کربل کی خاک میں وہ، غرور باطل ملا رہی تھی
حسین میداں میں لڑ رہے تھے، اُدھر بھی سجدے میں ایک بی بی
بڑے ہی عجز و نیاز میں وہ، خدا سے کر التجا رہی تھی
خدایا رکھ لاج، آج، شمشیرِ حیدری کی، رَن بلا میں
دُعا کی آواز دُخترِ مرتضیٰ، کے خیمے سے آ رہی تھی! (اخضر)

ایک وقت آیا کہ امام حسین گھوڑے سے اُتر کر پیدل ہو کر اس طرح جنگ کر رہے تھے ۔ جیسے کوئی بہادر شہسوار فاصلہ سے خود کو بچاتے ہوئے سواروں پر حملہ کرتا ہے ۔ امام علیہ السلام نے معاً شمشیرِ بُرّاں کو نیچے کر لیا اور جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا ___ ہو سکتا ہے کہ شہادت کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے خود کو قضائے خدائے لم یزل کے سپرد کرنے کا ارادہ فرما لیا ہو ___ یا پھر کسی سمت سے ندا گونجی ہو ___ کہ بس کر حسین! بس کر!

جمالِ دینِ رسول، بس کر، عرب کے ماہِ مُبین بس کر
جنابِ زہراء کے دل کے ٹکڑے، علی کے دُرِّ ثمین بس کر

فلک نے آواز دی میں تجھ پہ، نثار اے ذوالفقار والے
کہ تیری ہیبت سے کربلا کی، لرز رہی ہے زمین بس کر
رسولِ اکرم بھی، آبِ کوثر کا جام تھامے تھے، منتظر تھے
بلا رہے تھے علی کہ آجا، نبیؐ کے دیں کے معین بس کر (خفتر)
چنانچہ آپ کو سجدے کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔

لی بچا آبرو دینِ اسلام کی
جان دے کے محمدؐ کے شہباز نے
سارے عالم کو حیرت زدہ کر دیا
ابنِ حیدر کے ہر ایک انداز نے
چِر گیا غم سے سینۂ افلاک بھی
سسکیاں ارضِ کربل بھی بھرنے لگی
عرشِ اعظم کی ہیبت کو تڑپا دیا
ایک ندبہ زینبؑ کی آواز نے (خفتر)

خیموں کو آگ لگائی گئی :

طبری جلد ۶ صفحہ نمبر ۲۴۹ - ۲۵۱ میں ہے کہ شمر لعین نے ان الفاظ میں اعلان کیا۔

وَ نَادیٰ عَلَیَّ بِالنَّارِ حَتّیٰ اُحْرِقَ هٰذَا الْبَیْتَ عَلیٰ اَهْلِهٖ	میرے پاس آگ لاؤ کہ میں اس خیمہ اور ان لوگوں کو جو اس خیمہ میں ہیں جلا ڈالوں۔

شمر کے اس اعلان کو سن کر

فَصَاحَ النِّسَاءُ وَخَرَجْنَ مِنَ الْفُسْطَاطِ	پاک مستورات چیختی ہوئی خیموں سے باہر نکل آئیں

marfat.com

ابن سعد کے الفاظ جو طبری نے نقل کئے ہیں وہ یہ ہیں۔

اَحْرِقُوْهَا بِالنَّارِ	ان سب خیموں کو آگ لگا دو۔
فَجَاءُوْ بِالنَّارِ	خیموں کو آگ لگا دی گئی۔
فَاَخَذُوْا یُحْرِقُوْنَ	خیمے جلنے لگے۔

ظلم و بدتمیزی کا طوفان :

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ یزیدی درندوں نے آپ کا لباس بھی لوٹ لیا — بحر بن کعب نے پاجامہ لیا۔ قیس بن اشعث نے حضرت امام کی چادر اُتاری — اسود نے حضور امام کی نعلین اتاری — بنی نہشل کے ایک شخص نے سرکار حسین کی تلوار نکال لی — پھر یہ لوگ مال واسباب — پوشاک وزعفران وغیرہ کیطرف دوڑے — آپ کے اونٹوں اور دیگر تمام اشیاء کو لوٹ کرلے گئے — بقول امام ابن جریر — پھر حال یہ تھا۔

وَمَالَ النَّاسُ عَلٰی نِسَاءِ الْحُسَیْنِ وَثَقَلِهٖ وَمَتَاعِهٖ فَاِنْ كَانَتِ الْمَرْاَةُ لَتُنَازِعُ ثَوْبَهَا عَنْ ظَهْرِهَا حَتّٰی تُغْلَبَ عَلَیْهِ فَیُذْهَبُ بِهٖ مِنْهَا۔	اور پھر وہ لوگ امام حسین کی مستورات اور مال و متاع کیطرف بڑھے، حال یہ تھا اگر کوئی شخص کسی پاک بی بی پر سے چھین کر بھاگ جاتا۔

(طبری ج ۶ ص ۲۶۰)

امام کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے :

شہادت امام کے بعد۔ ابن سعد نے اپنے لشکر میں منادی کرادی اور اعلان کیا۔
مَنْ یَّنْتَدِبُ لِلْحُسَیْنِ — کون ہے جو آگے بڑھے حسین کے لئے — یعنی

marfat.com

حسینؓ کی لاش کی طرف ۔

وَ یُوْطِئُہٗ فَرَسَہٗ — اور اس کا گھوڑا حسینؓ کو روند ڈالے ۔

فَانْتَدَبَ عَشَرَۃٌ مِنْھُمْ — یہ "سُن کر" دس آدمی ان میں سے آگے بڑھے ۔

فَاَتَوْا فَدَاسُوا الْحُسَیْنَ — پس وہ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے

بِخُیُوْلِھِمْ ۔ — اور امام کی نعش کو روندنے لگے ۔

یعنی رسولِ خدا کے جگر کے ٹکڑے پر گھوڑے دوڑانے لگے ۔

حَتّٰی رَضَوْا ظَھْرَہٗ وَصَدْرَہٗ — یہاں تک کہ حضرت امام کے سینۂ مبارک اور آپ کی پیٹھ کو انہوں نے چور چور کر دیا ۔

نُدْبَۃُ زَیْنَب : سیّدہ زینب بنت علی المرتضیٰ نے اپنے بھائی اور ان کی اولاد کی بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا تو ان پر ان الفاظ میں نُدبہ (بین) کیا جن کو علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد صفحہ ۱۹۳ پر نقل کیا ہے ۔

یَا مُحَمَّدَاہُ ۔ یَا مُحَمَّدَاہُ — اے محمدؐ دہائی ہے آپ کی اے محمدؐ دہائی ہے آپ کی

صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ وَمَلَکُ السَّمَاءِ — درود بھیجیں آپ پر اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے ۔

ھٰذَا الْحُسَیْنُ بِالْعَرَاءِ — یہ حسینؓ چٹیل میدان میں

مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ — خون میں لت پت پڑے ہیں

مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ ـــ یَا مُحَمَّدَاہُ — کٹے ہوئے اعضاء کیساتھ ـــ ہائے یا محمدؐ

وَبَنَاتُکَ سَبَایَا — دیکھ ـــ آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں ـــ

وَذُرِّیَّتُکَ مُقَتَّلَۃٌ — اور آپکی اولاد قتل ہوئی پڑی ہے

marfat.com

تَسۡقِیۡ عَلَیۡهَا الصَّبَا — جس پر ہوا خاک اڑا رہی ہے۔

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں۔ جب سیدہ زینبؑ نے ان الفاظ میں ندبہ کہا۔

فَاَبْكَتْ وَاللهِ كُلَّ عَدُوٍّ وَّ صِدِّيْقٍ۔ — خدا کی قسم زینب کے ندبہ نے ہر دوست اور دشمن کو رلا دیا۔

اس تقریر کا آخری حصّہ یہاں ختم کرتے ہیں اگر آپ نے کربلا کا واقعہ مدلّل، باحوالہ اور تفصیل کے ساتھ پڑھنا ہو تو جگر تھام کے ہماری اس موضوع پر لکھی کتاب "آلِ رسول" حصہ دوم پڑھیں۔

حضرات! یہ منظر کس قدر المناک ہو گا۔ وہ لمحے کتنے دردناک ہوں گے کہ خیموں کو جلایا جا رہا ہے — مال و متاع لوٹا جا رہا ہے — اولادِ رسول کی نعشوں پر گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔

گھر لٹ گیا ہے دشت میں زہرا بتول کا
لاشہ پڑا ہوا محمدؐ کے پھول کا
کربل کی خاک پر جسے روندا گیا وُہ ہے
جسمِ حسین، حصّہ ہے جسمِ رسولؐ کا

اولاد والو! جب امام حسین علیہ السلام کے جسدِ اطہر کو کچلنے کا عمل جاری تھا تو اُس وقت مُخدّراتِ عفّت و عصمت — کشورِ جود و سخا کی شہزادیاں — یہ منظر اپنی پُرنور نگاہوں سے ضرور دیکھ رہی ہوں گی — اور ان کے دلوں پر کیا گزر رہی ہو گی —

— امام حسین کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سکینہؓ نے رو کر کہا ہو گا —

marfat.com

بکھرا ہُوا صحرا میں محمدؐ کا چمن ہے

اے کوفیو! بابا مرا سلطانِ زمن ہے

رُک جاؤ نہ پامال کرو، دینِ نبیؐ کو

یہ نعش نہیں نورِ رسالت کی کرن ہے

محبوبِ خدا پیار سے اک دن کئی بار

تھے جس کو سدا چومتے یہ وہ ہی بدن ہے

(خضر)

ضروری نوٹ: بعد از شہادت کے واقعات کی یہاں گنجائش نہیں پوری تفصیل کتاب آلِ رسول میں پڑھیں

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۱۲

نُورُ

صفر کے چوتھے جمعہ کی تقریر

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ط

آپ ہیں نورِ خدا، محبوبِ داور آپ ہیں
ماہِ تاباں آپ ہیں، مہرِ منوّر آپ ہیں
نور، دو عالم نے پایا آپ ہی کے نور سے
حسنِ دو عالم کی پیشانی کا جھومر آپ ہیں
اک اشارے سے قمر کو جس نے ٹکڑے کر دیا
"وَالقمر" کی شان والے وہ پیمبر آپ ہیں

خضر

حضراتِ گرامی! چند دن بعد ربیع الاوّل شریف کا چاند طلوع ہونے والا ہے۔

ہاں! وہی ماہِ ربیع الاوّل جس میں تخلیقِ اوّل — اتالیقِ اوّل — خلیقِ اوّل — شفیقِ اوّل — صدیقِ اوّل — جلوہ گر ہوا — جس کے

آنے سے ــــ ظلمت کے جہان میں انوار پھیل گئے ــ پتّے جھومنے لگے، پھول مہکنے لگے ــــ عنادِل چہکنے لگے ــــ جامِ طہور چھلکنے لگے ــــ ذرّے دمکنے لگے ــــ چہرے چمکنے لگے ــ دریاؤں میں روانی آگئی ــ رحمتِ یزدانی آگئی ــــ کُفر کے ماتھے پر ویرانی چھا گئی ــــ بہاروں نے کہا ہمارا سرور آگیا ــــ حسینوں نے کہا محبوبِ غفور آگیا ــــ نورانی بولے کہ نورِ مستور آگیا ــــ سَلاطین نے سَر خم کرکے کہا کہ سُلطانِ زمن آگیا ــــ سیمیں بدن ــــ ماہِ مُدن ــــ رونقِ انجمن ــ جب کائناتِ ارضی پر حبیبِ خُدا نے قدم رکھا ــــ تو بے سہاروں کو سہارا مل گیا ــ کشتیوں کو کنارا مل گیا ــ یتیموں کے بخت کا ستارا چمکنے لگا ــــ غریبوں کی دُنیا بدل گئی ــ ظلم کی چکّی میں پسی ہوئی انسانیت کو چھٹکارا ملا ــ بُت خانوں کے صنم گرنے لگے ــــ کفر کی آندھیاں چھٹنے لگیں ــــ شرک کے کانٹوں نے پھولوں کا رُوپ دھار لیا ــــ عالمِ اسباب کے چہرے پر نکھار آگیا ــــ نغمگیں صدائیں گونجنے لگیں ــــ

کُفر و کفّار کو عالم سے مٹانے آیا
عدل و انصاف کی دُنیا کو بسانے آیا
قاسِم نور کی صُورت میں خضرؔ نورِ ازل
ذرّۂ خاک کو مہتاب بنانے آیا

نُور از رُوئے قرآن : خالق ارضین و سماوات کا ارشاد ہے۔

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ

(پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۱۵)

marfat.com

ترجمہ: بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس، اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی۔

— نور سے مراد رسولِ کریم کی ذات پاک ہے — اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے — اس آیت کی تفسیر میں کتب تفاسیر کے چند حوالے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ اہلِ سعادت کے دل یقین کے نور سے روشن ہوں — اور ہوسکتا ہے کہ منکرینِ نور کے دلوں پر بھی کوئی نوری کرن گرنے سے تاریک دلوں میں روشنی پیدا ہو جائے — امام ابنِ جریر مفسرین کے امام مانے جاتے ہیں اور ان کی تفسیر اُمّ تفاسیر مانی جاتی ہے۔ آپ اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

يَعْنِيْ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
یعنی نور سے مراد یہاں ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اَلَّذِيْ اَنَارَ اللّٰهُ بِهِ الْحَقَّ وَاَظْهَرَ بِهِ الْاِسْلَامَ وَمُحِقَّ بِهِ الشِّرْكَ فَهُوَ نُوْرٌ لِّمَنْ اِسْتَنَارَ يُبَيِّنُ الْحَقَّ۔
ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کر دیا، اسلام کو ظاہر فرمایا اور شرک کو نیست و نابود کیا آپ نور ہیں جس سے روشنی ہوئی حق ظاہر ہوا۔

(تفسیر ابنِ جریر ص ۱۰۴ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت۔ لبنان)

● قدوۃ المفسرین، قطبِ زمانہ شیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر روح البیان میں ارقام فرماتے ہیں — وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالثَّانِي الْقُرْاٰنُ [1]

---

[1]: روح البیان ج ۲ ص ۳۶۹

marfat.com

مفسّرین نے فرمایا ہے ـــ کہ نور سے حضور علیہ السلام اور کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔

● امام جلیل ابی محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی (متوفی ۵۱۶ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ـــ
قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ـــ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ[۱] ـــ نور سے مراد ـــ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

● علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی اپنی تفسیر اَلْجَامِعُ لِاَحْکَامِ الْقُرْآن میں فرماتے ہیں ـــ اس سے مراد ـــ ضیاء ـــ اسلام ـــ اور محمد علیہ السلام ہیں[۲]

● امام خازن (علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی) اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ضمن میں ارقام فرماتے ہیں۔ قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ (اللہ کی طرف سے نور تشریف لایا) ـــ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ـــ اللہ تعالیٰ

یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سَمَّاہُ اللّٰہُ نُوْرًا لِاَنَّہٗ یُھْتَدٰی بِہٖ کَمَا یُھْتَدٰی بِالنُّوْرِ فِی الظَّلَامِ (تفسیر خازن ج اول ص ۴۷۷)

نے مصطفےٰ کریم کا اسم نور اسلئے رکھا کیونکہ آپ کیساتھ ہدایت ملتی ہے اور ملتی رہے گی۔ جیساکہ نور کے ساتھ اندھیروں میں ہدایت پائی جاتی ہے،

● امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں ـــ
(قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ) ـــ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ ہیں۔ اِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ ـــ وَ بِالْکِتَابِ ـــ اَلْقُرْآن ـــ اور کتاب سے

---

[۱]: تفسیر بغوی ج ۲ ص ۲۲ [۲]، تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۱۱۸ ؎

مراد قرآنِ مجید ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۸۹ مطبوعہ ایران)

● تفسیر جلالین میں ہے۔ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

● عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی اپنی تفسیر اَلصَّاوِي عَلَى الْجَلَالَيْنِ میں لکھتے ہیں۔

اَيْ وَسُمِّيَ نُوْرًا لِاَنَّهٗ يُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَيَهْدِيْهَا لِلرَّشَادِ وَلِاَنَّهٗ اَصْلُ كُلِّ نُوْرٍ حِسِّيٍّ وَمَعْنَوِيٍّ

(صاوی ج اوّل ص ۲۳۹ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

یعنی آپ کا اسم شریف نور اسلئے رکھا گیا کہ آپ بصائر " بینائیوں اور دانائیوں" کو روشن فرماتے ہیں۔ اور ان کو ارشاد کر کے ہدایت فرماتے ہیں ــــ اور دوسری وجہ آپ کو نور کہنے کی یہ ہے کہ آپ ہر حسّی اور معنوی کا اصل ہیں۔

● قاضی بیضاوی (ابوالخیر عبداللہ بن عمر شیرازی' بیضاوی) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں ــــ يُرِيْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ــــ نور سے مراد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تفسیر بیضاوی ۱۴۴ مطبوعہ دار الفکر)

● علمائے دیوبند کے سرخیل شیخ شبیر احمد عثمانی نے بھی مفسرین کی تفسیر و تصریح پر اعتماد کرتے ہوئے اسی آیت کے ضمن میں لکھا ہے۔

" شاید نور سے خود نبی کریم صلعم اور کتاب مبین سے قرآنِ کریم مراد ہے" لفظِ شاید لکھ کر اپنے اندرونی خوف اور شک کا اظہار بھی فرما گئے۔

آیت نمبر (۲) : ارشادِ باری ہے :

marfat.com

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ۔

(پارہ ۱۸ سورۂ نور آیت ۳۵)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا ــــ اُس نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق، اس میں چراغ ہو ــــ وُہ چراغ شیشہ کے (ایک فانوس میں) میں ہو ــــ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی کی طرح چمکتا ہُوا۔"

اس آیت کے ضمن میں شیخ العلماء مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں صرف نور کا ذکر ہے ــــ اور ایک نور کا نہیں بلکہ دو نوروں کا ذکر ہے ــــ ایک نُورِ مُحِیط ــــ احاطہ کرنے والا، گھیرنے والا ــــ اور ایک نُورِ مُحاط ــــ (احاطہ کیا گیا، گھیرا گیا) فرماتے ہیں ــــ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ــــ نورِ خداوندی کو محیط نہیں ہو سکتا ــــ رب کریم کا نور ــــ نورِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محیط ہو سکتا ہے ــــ چنانچہ ربُّ العزّت نے فرمایا ہے ــــ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا [1] ــــ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے ــــ تو یہ آیت اس اَمر کی دلیل ہوئی (كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ) نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے ــــ اور ــــ مِصْبَاحٌ ــــ نورِ ربّی ہے ــــ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ محیط ہے ــــ یہاں اللہ تعالیٰ نے مصطفٰے کریم کے نُورِ محاط کا بھی ذکر فرمایا اور اپنے نور کو "محیط" کا بھی۔

---

[1] : پارہ ۵ سورۂ نساء آیت ۱۲۶ ؎

marfat.com

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو روشن کرنے والا ہے ــــ اور ذاتِ الٰہی بیمثل ہے (قرآن میں ہے) لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ــــ

اسی لئے ربّ العزّت نے اپنے نبیؐ کے سمجھانے کے لئے مَثَلُ نُوْرِهٖ ــــ سے حُلیۂ نورِ مصطفیٰ کا ارشاد فرمایا ــــ ربّ العزّت کے اس ارشاد ــــ مَثَلُ نُوْرِهٖ ــــ نے مصطفیٰ علیہ السلام کو نور ثابت فرمایا ــــ جو ــــ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ ــــ سے واضح ہے [۱]

مفسّرین فرماتے ہیں: امام ابنِ جریر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے حضرت کعب الاحبار سے دریافت فرمایا کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ ــــ کی تفسیر بیان فرمائیں تو جناب کعبؓ نے فرمایا ــــ

مَثَلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [۲] ــــ یعنی محمد علیہ السلام کی مثال ہے۔

● حضرت سعید بن جبیرؒ سے دریافت کیا گیا کہ ــــ مَثَلُ نُوْرِهٖ ــــ کا مطلب کیا ہے؟

قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [۳] ــــ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

● علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین نیشاپوری اپنی تفسیر "غرائب القرآن ورغائب الفرقان" میں اسی آیت کے ضمن میں رقمطراز ہیں ــــ مَثَلُ نُوْرِهٖ ــــ وَالنَّبِيُّ نُوْرًا وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ــــ مَثَلُ نُوْرِهٖ ــــ کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں ــــ سورج ہیں ــــ

---

[۱]: مقیاس نور ص ۸۳/۸۴ [۲]: تفسیر ابن جریر ج ۱۸ ص ۱۰۶ [۳]: ایضاً ۞

marfat.com

نور دینے والے (تفسیر نیشاپوری علی ہامش جامع البیان ابن جریر ج ۱۸ ص ۹۳)

● امام سیوطی اپنی تفسیر دُرِ منثور میں ارقام فرماتے ہیں —— حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جناب کعب احبار سے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا۔ قَالَ مَثَلُ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم —— حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نورِ مصطفٰے کی مثال بیان کی گئی ہے۔

● علاّمہ خازن نے فرمایا ہے —— وَقِیْلَ هُوَ مُحَمَّدٌ —— اور بعض مفسّرین کے مُطابق وہ نُورِ مصطفٰے علیہ السلام ہے۔

● علاّمہ بغوی فرماتے ہیں —— کہ سعید بن جُبیرؓ اور ضحاک فرماتے ہیں هُوَ مُحَمَّدٌ —— کہ وہ محمد مصطفٰے ہیں۔

الفاظ ومعانی : مذکورہ آیت میں مشکل الفاظ ومعانی اور مفہوم پر توجّہ فرمائیں۔ اور خوب ذہن نشین کرلیں —— اور پھر دیکھیں کہ دل میں نور کے چمن کس طرح آباد ہوتے، اور ساتھ ساتھ اس کا مصداق متعیّن کرنا بھی آسان ہوگا۔

النّوْرُ : عارف باللہ علاّمہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں نور کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اَلنُّوْرُ فِی الْاَصْلِ کَیْفِیَّۃٌ یُّدْرِکُھَا الْبَاصِرَۃُ اَوَّلًا۔	نور اس کیفیّت کا نام ہے جسکو آنکھ سب سے پہلے ادراک کرتی ہے —— پھر اسکے ذریعے
وَیُدْرِکُ بِھَا سَائِرُ الْمُبْصِرَاتِ کَالْکَیْفِیَّۃِ الْفَائِضَۃِ مِنَ النَّیِّرَیْنِ عَلَی الْاَجْسَامِ الْکَثِیْفَۃِ الْمُحَاذِیَۃِ لَھُمَا	سے دوسری قابلِ دید چیزوں کا انکشاف کرتی ہے —— جیسے چاند سورج کی روشنی کہ ان چیزوں کا ان سے روشن ہوجانا جو

marfat.com

وَهُوَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يَصِحُّ اِطْلَاقُهٗ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ؎۱

چاند اور سورج کے سامنے ہوتی ہیں۔ اس تعریف کی رُو سے لفظِ نور کا ذاتِ باری پر حقیقی اطلاق ممکن نہیں۔

کیونکہ یہ نور مادی ہے اور عوارض مادیات میں سے ہے۔

فرماتے ہیں لامحالہ اس کی تاویل کی جائے گی — اور تاویل کی چند صورتیں اس طرح بیان فرمائیں۔

(۱) مضاف کو محذوف مانا جائے — یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو نور عطا فرمانے والا ہے۔

(۲) بطورِ مبالغہ مصدر کو لفظِ اللہ پر محمول کیا جائے — "یعنی اللہ تعالیٰ میں اتنی زیادہ نور بخشی ہے کہ خُدا خود نور ہو گیا" جیسے (زید کرم) کہ زید کرم ہے — یعنی اعلیٰ ترین کریم کو کرم کہہ لیتے ہیں۔

(۳) یا مصدر اسم فاعل کے معنیٰ میں ہے۔

يَعْنِي مُنَوِّرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ بِالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْكَوَاكِبِ بِالْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ؎۲

یعنی اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کو چاند سورج اور ستاروں سے اور انبیاء فرشتوں اور اولیاء سے روشن کرنیوالا ہے

● جنابِ ضحاک کا فرمان ہے کہ یہ بھی کہا گیا ہے۔

مُنَوِّرُ الْاَرْضِ بِالنَّبَاتِ وَالْاَشْجَارِ

زمین کو درختوں اور ہری بھری گھاس سے نورانی کرنے والا بھی اللہ ہے۔

— مطلب یہ کہ زمین کا حُسن نباتات سے ہے — پھولوں کی مہک سے

؎۱ تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۲۱ ؎۲ ایضاً

marfat.com

ہے ـــ کلیوں کے تبسّم سے ہے ـــ گلشن کو جمالیات و تازگی عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

وَقِيلَ مَعْنَاهُ الْاَنْوَارُ كُلُّهَا مِنْهُ　　بعض نے کہا ہے "اللہ نور" ہے تمام انوار اسی کے ہیں۔

● کبھی کبھی لفظِ نور مدح کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے ـــ جیساکہ کسی عربی شاعر نے یہ شعر کہا ہے

اِذَا سَارَ عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ مَّرْوٍ لَيْلَةً　　فَقَدْ سَارَ مِنْهَا نُوْرُهَا وَجَمَالُهَا

کہ جب عبداللہ کسی رات کو مَرو سے چلا جاتا ہے ـــ تو مرو کا نُور اور حسن چلا جاتا ہے" شاعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے دوست عبداللہ کے جانے سے اندھیرا چھا جاتا ہے ـــ اور کوئی چیز حسین نہیں لگتی۔

● بعض نے کہا کہ نورُ سے مراد مدبرِ قوم (یعنی قوم کا وہ سردار جو حسنِ تدبیر اور بہترین منتظم ہو) ـــ اُس کو ـــ نُوْرُ الْقَوْمِ ـــ کہا جاتا ہے ـــ جو قوم کے تمام امور میں اُن کی رہنمائی کرے۔

● بعض نے کہا ہے کہ نور اس کیفیت کا نام ہے۔

ظَاهِرٌ لِذَاتِهٖ، مُظْهِرٌ لِغَيْرِهٖ　　جو خود ظاہر ہوا اور دوسری چیزوں کو ظاہر کرنے والی ہو۔

لفظِ نور ـــ باصرہ ـــ (قوتِ بینائی) کے معنوں میں اسلئے استعمال ہوتا ہے کہ چیزوں کا دریافت کرنا اس پر موقوف و منحصر ہے۔

لفظِ نور ـــ بصیرت ـــ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ـــ قوتِ باصرہ سے، قوتِ بصیرت ہر حال میں اعلیٰ ترین ہے۔ مُدرک و فہیم ہے ـــ اسلئے کہ آنکھ اپنا ادراک (دریافت کرنا) نہیں کرسکتی ـــ بصیرت

marfat.com

اپنا بھی اور اپنی ذات کے علاوہ تمام کُلیات و جزئیات کا ادراک کرسکتی ہے ــــ بصیرت ــــ حقیقتوں پر غور کرتی ہے ــــ اسلئے اس کو نور کہنا بدرجۂ اولیٰ ضروری ہے ــــ بصیرت ــــ بذاتِ خود اور کامل اختیار کے ساتھ ــــ نہ اپنی ذات کا اور نہ دوسری چیزوں کا ادراک کرسکتی ہے بلکہ اس پر اللہ کی طرف سے ادراک و فہم کا فیضان ہوتا ہے۔ کبھی بلاواسطہ اَوْ بِتَوَسُّطٍ مِنَ الْمَلَآئِکَۃِ وَالْاَنْبِیَاءِ ــــ یا پھر فرشتوں اور نبیوں کے وسیلے وَلِذٰلِکَ سُمُّوْا اَنْوَارًا [۱] ــــ سے اسلئے ان سب کو انوار کہا جاتا ہے، لہٰذا فرشتے بھی نور ہیں اور انبیاء بھی نور ہیں ــــ سب سے بڑھ کر اللہ نور ہے ــــ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے ــــ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ــــ کا معنی یہ ہے ــــ کہ اللہ زمین و آسمان والوں کا ہادی ہے ــــ اس کی عطا کردہ رہنمائی سے سب حق کیطرف چل رہے ہیں ــــ اور گمراہی سے ہدایت پا رہے ہیں ــــ نور کی اضافت بتارہی ہے کہ اسکا جلوہ سب کو اپنے دامنِ انوار میں سمیٹے ہوئے ہے۔

مشکوٰۃ : مشکوٰۃ اُس مخصوص جگہ کو کہا جاتا ہے جو دیوار میں چراغ رکھنے کیلئے بنائی جاتی ہے ــــ جو ایک طرف سے کھلی اور باقی اطراف سے بند ہوتی ہے۔

● بعض علماء کے نزدیک مشکوٰۃ حبشی زبان کا لفظ ہے ــــ جناب مجاہدؒ نے مشکوٰۃ کا ترجمہ قندیل کیا ہے۔

---

[۱]:۔ مظہری ج ۶ ص ۵۲۲ ؎

marfat.com

مصباح : مصباح ــ صبح کے معنی میں آتا ہے ــ مصباح بڑے چراغ کو کہتے ہیں جو خوب روشنی دے۔

زُجاجہ : زجاجہ شیشے سے بنا ہوا فانوس (شمع دان) جس میں چراغ رکھا جاتا ہے۔

کوکب : ستارا۔ کوکب دُرّی (یعنی موتی جیسا تارا) دُرّی ــ میں یائے نسبتی ہے ــ دُرّ موتی کو کہتے ہیں ــ مطلب یہ کہ صفائی اور حسن میں موتی کیطرح۔

سوال : اگر کوئی سوال کرے کہ تارے کی چمک اور روشنی موتی سے زیادہ ہوتی ہے پھر موتی سے ستارے کو تشبیہ دینے کا کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ وہ تارا تمام تاروں سے چمکیلا اور پُر نور ہے۔

(۲) علماء فرماتے ہیں ــ کہ پانچ ستارے جو سب سے بڑے ہیں ــ زُحَل ــ مَرِیخ ــ زُھَرَہ ــ عُطَارِد ــ مُشْتَرِی ــ ان میں سے کسی ایک ستارے کو کوکب دُرّی کہا جاتا ہے۔

ــ قاضی پانی پتی فرماتے ہیں کہ شاید زُہرہ ــ کوکب دُرّی کہتے ہیں ــ کیونکہ زُہرہ کی چمک دمک اور روشنی دوسرے ستاروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

ایک اور سوال : دوسرے ستاروں سے تشبیہ دی ــ چاند ــ سورج سے تشبیہ کیوں نہ دی کیونکہ ان دونوں

marfat.com

کی چمک اور روشنی ستاروں سے زیادہ ہوتی ہے ؟

جواب : چاند — سورج — کو — گرہن لگ جاتا ہے جبکہ ستارے گرہن کی زد میں نہیں آتے [ل]

حضرات : الفاظ و معانی اور سوال و جواب کی بحث کے بعد — اس آیت کا مفہوم تو ذہن نشین ہو گیا ہو گا — اب ایک دوسرے پہلو کیطرف توجہ فرمائیں ۔

● حضرت سالمؓ نے روایت بیان فرمائی ہے کہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا ہے ۔

مِشْکٰوۃ — جَوْفُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ — مشکوٰۃ سے مراد حضورؐ کا سینہ مبارک ہے ۔

زُجَاجَہُ — اَلزَّجَاجَۃُ قَلْبُہٗ — زجاجہ سے مراد حضورؐ کا دل ہے ۔

مِصْبَاح — وَالْمِصْبَاحُ النُّوْرُ الَّذِیْ جَعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ — مصباح وہ نور تھا جو آپ کے دل میں جلوہ گر تھا ۔ (مظہری ایضاً)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مفسّرین کے جو اقوال بیان کئے ہیں — اس مختصر ترین الفاظ میں یہ کہنا ایمان کی پختگی کا سبب بنے گا کہ مشکوٰۃ یعنی سینۂ رسول ہے — زُجاجہ یعنی دلِ مصطفٰے ہے اور دلِ مصطفٰے جو انوارِ خداوندی کی جلوہ گری ہے — اسی سے کائناتِ ہست و بود میں — دُنیائے موجود میں — افلاک کے وجود میں — کلیوں کی نمود میں — ہواؤں کے رقص و سرود میں — خلقِ وُدُود میں رونقیں بھی ہیں — مسرتیں بھی ہیں —

[ل] : (تفسیر مظہری سے ماخوذ) ؎

اُسی نور کی برکت سے سیاروں کا سفر جاری ہے ــــ اور شب و روز کا تسلسل جاری ہے۔

خیال رہے کہ ان تمام حقیقتوں کو سعید الفطر ہی تسلیم کریں گے ــــ شقی مزاج لوگوں کے سامنے آسمان سے ستارے اُتار کر بھی رکھ دیئے جائیں ــــ تو اُن مادر زاد اندھوں کو اُن کی چمک دمک ہرگز ہرگز نظر نہیں آئے گی ــــ کیونکہ ان کے ایمان اور مقدر کو روشنی دینے والا ستارا تو مدتیں بیت گئیں ڈوب چکا ہے۔

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور، کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آیت نمبر ۳ : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ ۳۲)

ترجمہ : وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، مگر اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ خواہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں۔

یہاں اس آیت مبارکہ میں " نور اللہ " سے مراد سرکارِ دو عالم ﷺ ہیں۔

- امام المفسرین امام سیوطی اپنی تفسیر دُرِ منثور میں لکھتے ہیں ــــ کہ ابن ابی حاتم نے ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ) کے متعلق فرماتے تھے ــــ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّهْلِكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ [۱] ــــ

[۱] : تفسیر دُرِ منثور ج ۳ ص ۲۳۱

کفّار ارادہ رکھتے ہیں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ہلاک کر دیا جائے ___

اس آیت کی تفسیر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنا نور فرمایا ہے ___

نام نہاد علمار کا ایک ٹولہ ایسا بھی ہے جو لفظِ نور سے اس قدر پریشان ہو جاتا ہے جیسے کوئی نفسیاتی مریض ہو ___ دراصل یہ مرض نفاق کے قبیل سے تعلق رکھتا ہے ___ اِس آزار کا علاج سوائے سرکار کی نظرِ کرم کے اور کچھ نہیں ___ مصطفےٰ کریم کی ذات وصفات کو عقل کے ترازو میں تولنے والے ہمیشہ خسارے میں رہے ہیں اور خسارے میں رہیں گے ___ اس لئے کہ ان کا ظاہری علم ان کی عقل پر حاوی ہو چکا ہے ___ جس شخص نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بے باک و بے تکلّف ہونے کی جسارت کی وُہ نورِ ایمان سے محروم ہو گیا ___ باطنی حقیقتوں سے دُور، عقل و خرد کی دُنیا پر گزارا کرنے والوں کی خدمت میں فقط اتنا ہی عرض کیا جا سکتا ہے ؎

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۱۳

ربیع الاول کے پہلے جمعہ کی تقریر | نورِ مصطفیٰ تخلیقِ اوّل از روئے حدیث

حضرات! ـــ آج ربیع الاوّل شریف کا پہلا جمعہ ہے ـــ صفر کے آخری جمعہ میں جو بیان ہوا اُس کا موضوع قرآن کے حوالے سے نورِ مصطفیٰ تھا ـــ آج کے جمعہ میں موضوع ہوگا ـــ نورِ مصطفیٰ کریم ـــ تخلیقِ اوّل ـــ از روئے حدیث ـــ اللہ جل جلالہٗ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں، اپنے پیارے رسول کا نام نور رکھا ـــ آج رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ـــ اور آپ کے اصحاب کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر غور کرتے ہیں ـــ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس چیز کو پیدا فرمایا وُہ نورِ رسول ہے ـــ آیئے دیکھتے ہیں کہ حدیثِ رسول بھی اس عقیدے کی ترجمانی کرتی ہے یا نہیں ـــ

حدیث نمبر ۱: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا ـــ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے

marfat.com

پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا ــــ فخرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ

يَا جَابِرُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّوْرَ يَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

جہاں اللہ نے چاہا وہ نور اللہ کی قدرت سے سیر کرتا رہا۔

وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ۔

اور نہ تھی اس وقت لوحِ "محفوظ" اور نہ ہی قلم۔

وَلَا جَنَّةٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا مَلَكٌ وَّلَا سَمَاءٌ وَّلَا اَرْضٌ۔

نہ جنت نہ دوزخ، نہ کوئی فرشتہ نہ آسمان اور نہ ہی زمین تھی۔

وَلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ۔

اور نہ سورج تھا اور نہ اس وقت چاند تھا نہ کوئی جن اور نہ انسان۔

فَلَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ

پس جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوق کو پیدا کرے۔

قَسَّمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِي اللَّوْحَ۔ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو تقسیم کر دیا چار حصوں میں اور پہلے حصہ سے اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا اور دوسرے حصے سے لوحِ محفوظ کو اور تیسرے سے عرش مجید کو پیدا فرمایا۔

ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيَّ۔

پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پس پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے پہلے حصہ سے حاملانِ عرش (ملائکہ) کو اور دوسرے حصے سے کرسی کو۔

marfat.com

وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِيَ الْمَلَائِكَةِ
اور تیسرے سے باقی فرشتوں کو

ثُمَّ قَسَّمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ ۔
پھر چوتھے حصّہ کو چار حصّوں میں تقسیم کر دیا ۔

فَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ السَّمٰوٰاتِ
اور اُس کے پہلے حصّے سے آسمانوں کو پیدا کیا

وَمِنَ الثَّانِيْ الْاَرْضِيْنَ ۔
اور دوسرے سے زمینوں کو ۔

وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ
اور تیسرے سے جنّت اور دوزخ کو

ثُمَّ قَسَّمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ
چوتھے حصّے کو پھر چار حصّوں میں تقسیم کر دیا ۔

وَخَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ نُوْرَ اَبْصَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور پہلے حصّہ سے مومنوں کی آنکھوں کے نور کو پیدا کیا ۔

وَمِنَ الثَّانِيْ نُوْرَ قُلُوْبِهِمْ
اور دوسرے حصّہ سے مومنوں کے دلوں کے نور کو پیدا فرمایا ۔

وَهِيَ الْمَعْرِفَةُ بِاللّٰهِ ۔
اور وہی اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے ۔

وَمِنَ الثَّالِثِ نُوْرَ اَلْسِنَتِهِمْ
اور تیسرے حصّے سے "مومنوں" کی زبانوں کے نور کو پیدا فرمایا ۔

وَهُوَ التَّوْحِيْدُ
اور وہی توحید ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا ۔ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔

(رواہ عبد الرزاق)

حجۃ اللہ علی العٰلمین فی معجزات سید المرسلین (للشیخ الامام العلامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی) ص ۲۸/۲۹ مطبوعہ المکتبۃ النوریۃ الرضویہ فیصل آباد

● نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب فصل اوّل ص ۶ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

marfat.com

مصنف شیخ علمائے دیوبند جناب اشرف علی تھانوی

اُوپر والی حدیث شریف کو امام بخاری کے دادا اُستاد حضرت امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے ـــــ اور شیخ اشرف علی تھانوی صاحب جو علمائے دیوبند کے مجدّد اور پیر و مرشد ہیں نے بھی اسے اپنی کتاب نشر الطیب میں نقل کیا ہے ـــ اس حدیث کو دیگر علماء امت نے بھی بیان فرمایا ہے۔

اس حدیث پاک سے جو امر روزِ روشن کیطرح واضح ہے وُہ یہ ہے خالقِ ارض وسماء نے تمام مخلوق سے پہلے اپنے نبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نورُ سے پیدا فرمایا ـــ

حدیث نمبر ۲ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ [۱]

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

حدیث نمبر ۳ : حضورؐ نے فرمایا ـــ اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ [۲]

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں۔

حدیث نمبر ۴ : سرکار فرماتے ہیں۔

---

[۱] : تفسیر رُوح البیان ج ۲ ص ۳۷۰ مطبوعہ کوئٹہ [۲] : ایضاً

marfat.com

كُنْتُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ وَكَانَ يُسَبِّحُ ذَالِكَ النُّوْرُ وَتُسَبِّحُ الْمَلَائِكَةُ بِتَسْبِيْحِهٖ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ اَلْقٰى ذَالِكَ النُّوْرَ فِیْ صُلْبِهٖ [1]

ترجمہ: میں اللہ رب العزت کے ہاں نور تھا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے ــ جو اللہ کی تسبیح بیان کرتا تھا۔ جسے دیکھ کر فرشتے اس کی تقلید میں اللہ کی تسبیح پڑھتے تھے ــ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے وہ نور ان کی پشت میں رکھا گیا۔

حدیث نمبر ۵: سید السادات علامہ سید قاضی احمد بن زینی دحلان مکی (قاضیٔ مکہ) رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم کتاب السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ کئی طرق سے یہ روایت آئی ہے کہ ــ

لَمَّا خَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْهَمَهُ اللّٰهُ اَنْ قَالَ يَا رَبِّ لِمَ كَنَّيْتَنِیْ	جب اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور الہام فرمایا تو انہوں نے عرض کی۔
اَبَا مُحَمَّدٍ	اے میرے رب میری کنیت ابو محمد کیوں ہے؟
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا آدَمُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَرَاٰى نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سُرَادِقِ الْعَرْشِ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا النُّوْرُ؟	اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم اپنا سر اوپر اٹھا جب انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو عرش کے تکیوں پر حضور محمد مصطفٰے کے نور مبارک کی زیارت کی تو عرض کیا یا رب یہ نور کیا ہے؟

---

[1]: ایضاً

قَالَ هٰذَا النُّوْرُ، نُوْرُ نَبِیٍّ مِنْ ذُرِّیَّتِكَ اِسْمُهٗ فِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَ فِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ

اللہ پاک نے فرمایا یہ نور میرے نبی کا ہے جو تیری ذرّیت سے ہوگا۔ اسکا نام آسمانوں پر احمدؐ اور زمین پر محمدؐ ہے۔

پھر خالقِ کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اے آدم۔

لَوْ لَاهُ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَّلَا اَرْضًا

اگر یہ نہ ہوتا تو نہ میں تجھے پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا فرماتا۔

(السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ علی ہامش السیرۃ الحلبیہ ج اول ص ۵ مطبوعہ بیروت۔ لبنان)

حدیث نمبر ۶: امام حاکم نے المستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ ___ حضورؐ نے فرمایا ___ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر اسمِ محمدؐ لکھا ہُوا دیکھا تو اللہ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا۔

لَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ

اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ فرماتا تو تجھے پیدا نہ فرماتا۔

(ایضًا)

حدیث نمبر ۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ اَهْبَطَنِیْ فِیْ صُلْبِهٖ اِلَی الْاَرْضِ وَجَعَلَنِیْ فِیْ صُلْبِ نُوْحٍ۔

کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو میرے نور کو عالمِ عُلوی سے اتار کر آدم کی پشت میں رکھا اور اس کے بعد مجھے نوح علیہ السلام کے ہاں ٹھہرایا گیا۔

فرماتے ہیں پھر مجھے ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک میں منتقل کیا گیا۔

marfat.com

اِس طرح یہ پاک پشتوں سے پاک شکموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا اپنے ماں باپ کے ہاں تشریف لایا۔ (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۷۰)

حدیث نمبر ۸ : قاضی دملان مکی نے مواہب کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔

مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ	تو عرش کے پایہ پر
وَعَلٰى كُلِّ مَوْضِعٍ فِى الْجَنَّةِ	اور جنت کے ہر مقام پر
مِنْ قَصْرٍ غُرْفَةٍ	ہر محل کے ہر کمرے پر
وَ نُحُوْرِ الْحُوْرِ الْعِيْنِ	اور موٹی موٹی آنکھوں والی حوروں کے
وَوَرَقِ شَجَرَةِ طُوْبٰى	سینوں پر شجر طوبیٰ کے پتوں پر
وَوَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى	اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر
وَ اَطْرَافِ الْحِجَابِ	پردوں کے کناروں پر
وَبَيْنَ اَعْيُنِ الْمَلَائِكَةِ	اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان
اِسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نام محمدؐ
مَقْرُوْنًا بِاِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى	لکھا ہوا دیکھا۔

وَهُوَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تو یہ دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا۔

یَارَبِّ هٰذَا مُحَمَّدٌ، مَنْ هُوَ؟ — یارب یہ محمدؐ کون ہے؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا — اے آدم یہ تیرا بیٹا ہے

اَلَّذِىْ لَوْلَاهُ	اگر وہ نہ ہوتا
مَا خَلَقْتُكَ	تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔

يَارَبِّ بِحُرْمَتِ هٰذَا الْوَلَدِ إِرْحَمْ۔ | یا میرے رب اس بیٹے کی عظمت کے صدقے سے مجھ پر رحم فرما۔

تو ندا آئی کہ اے آدم۔

لَوْ تَشَفَّعْتَ إِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَشَفَّعْنَا لَكَ۔ | اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ و حُرمت سے تمام آسمان و زمین والوں کیلئے شفاعت کرتا تو تیری شفاعت قبول کیجاتی۔

(سیرت دحلانیہ علی ھامش حلبیہ ج اول ص ۶)

یہ جو احادیث بیان کی گئیں ان پر غور کرنے سے جو چیز کھل کر سامنے آئی ہے، وہ ہے حضور علیہ السلام کا نور ہونا ـــــ اور سب سے پہلی مخلوق ہونا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے پیارے محبوب کے نور و انوار کو پیدا فرمایا ـــــ اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حبیب کو پیدا نہ فرمایا ہوتا تو کوئی چیز بھی معرضِ وجود میں نہ آتی ـــــ کہنا پڑے گا ـــــ کہ ـــــ

جس ہستی کی سب سے پہلے تخلیق ہوئی وہ کون ہے ؟ ـــــ نُورِ رسول کریم عرش و کرسی، لوح و قلم، سے پہلے کون پیدا ہُوا ؟ ـــــ مکّے کا دُرِّ یتیم ارض و سماوات سے پہلے جس کے انوار پھیلے ـــــ وہ ہے اللہ کی نعمتوں کا قسیم۔

اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے پہلے کس عظیم ہستی کی تخلیق ہوئی ـــــ اُس کو کس نام سے پکارا جاتا ہے ـــــ تو کہہ دو کہ اُس سراپائے کرم کو اللہ نے قرآن مجید میں نور فرمایا ـــــ عرشوں پہ اُس کا نام احمد ہے ـــــ زمین پر اُسے محمد مصطفےٰ کہتے ہیں ـــــ مجتبےٰ کہتے ہیں ـــــ محبوب خدا

marfat.com

کہتے ہیں ــــ کمزوروں کا یارا کہتے ہیں ــــ بے سہاروں کا سہارا کہتے ہیں ــــ بے چاروں کا چارہ کہتے ہیں ــــ مکّے والے اُسے ماہ پارا کہتے ہیں ــــ مدینے والے اُسے نوری ستارا کہتے ہیں ــــ انبیاء اُسے سُلطان کہتے ہیں ــــ اولیاء اسے ایقان کہتے ہیں ــــ قدسی اسے صاحب قرآن کہتے ہیں ــــ پھول اُسے حُسنِ گلستان کہتے ہیں ــــ کافر اُسے اپنے جیسا انسان کہتے ہیں ــــ سُنّی اسے ایمان کی جان کہتے ہیں۔

ــــ وہ نہ ہوتا ــــ تو انبیاء نہ ہوتے ــــ وہ نہ ہوتا ــــ تو اولیاء نہ ہوتے وہ نہ ہوتا ــــ تو فرشتے نہ ہوتے ــــ وہ نہ ہوتا ــــ تو سورج کی دُمک نہ ہوتی ــــ چاند کی چمک نہ ہوتی ــــ کلیوں کی چٹک نہ ہوتی ــــ حسینوں کی ہنک نہ ہوتی فلک نہ ہوتے ــــ ملک نہ ہوتے ــــ

وہ نہ ہوتے ــــ تو جنّت نہ ہوتی ــــ جہانِ حُسن میں تمکنت نہ ہوتی ــــ شاہوں کی شان وشوکت نہ ہوتی ــــ اور فقیروں کی عزّت نہ ہوتی ــــ اور کسی میں جرأت نہ ہوتی ــــ

لوگو! میں بلا خوف تردید یہ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو رب تعالیٰ اپنی ربوبیت کا اظہار نہ فرماتے ؎

خالقِ پاک کے محبوبِ یگانہ بن کر
آئے سرکارؐ ہیں سرکارِ زمانہ بن کر
غور سے دیکھ کہ نازل ہوا قرآن مجید
اُنکے اوصافِ حمیدہ کا ترانہ بن کر

حدیث نمبر ۹: سب سے پہلے، سب سے آخر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

marfat.com

سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ ۔ میں پیدا کئے جانے میں سب نبیوں

وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ [۱] ۔ سے پہلے اور بعثت میں سب کے آخر میں ہوں

حدیث نمبر ۱۰ : امام سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں حدیث نقل فرمائی ہے کہ فرمانِ خداوندی ہے۔

وَجَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ خَلْقًا وَّاٰخِرَهُمْ بَعْثًا [۲]

اور میں نے (اے حبیب) آپ کو پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے پیدا فرمایا اور اُن تمام نبیوں کے آخر میں مبعوث فرمایا۔

یہ دونوں اور اس سے پہلے بیان ہونے والی احادیث حضور کی اوّلیت اور نورانیت کی واضح ترین دلیلیں ہیں۔

حضرات! یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ اوّلیتِ رسول اور نورانیت مصطفٰی کو وہ لوگ تسلیم کرلیں گے جنہوں نے بڑے زور وشور سے ان امور کا انکار کیا نہیں ہرگز نہیں مانیں گے کیونکہ انہوں نے حضورؐ کے اوصاف حمیدہ کا انکار دلائل کی عدم موجودگی کی وجہ سے نہیں کیا ــــ بلکہ اُن کا انکار کرنا اسلام اور بانیٔ اسلام کے چھپے ہوئے دشمنوں کی تحریک سے متاثر ہوکر ــــ اور دامِ ہم رنگ زمیں، میں پھنس کر ایسا کر رہے ہیں ــــ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ منافقین کی خرافات کا رد فرمایا ہے ــــ اسلام سے لوگوں کو دُور لے جانے کے لئے ایسے ایسے ہتھکنڈے استعمال کئے کہ مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا۔ سب سے پہلے

---

[۱] : دلائل النبوۃ (امام ابونعیم) ص ۱۲ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت لبنان [۲] خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۷۵

عظمتِ رسالت پر وار کیا ـــــ ناکام ہونے کے بعد اُوپر کی بجائے نیچے سے شروع ہوئے ـــــ پہلے قبروں کو گرا دیا ـــــ پھر اولیاء کی عظمتوں کا انکار کیا ـــــ جب علمائے اسلام اور محققین کی تحقیق پیش کی گئی اور علماء نے تعاقب کیا ـــــ تو جواباً کہنے لگے ہم قرآن وحدیث کے بغیر بات نہیں کرتے ـــــ اور احادیث نبوی کو پیش کیا گیا تو پھر کہنے لگے صحاح ستّہ میں دکھاؤ ـــــ جب صحاح ستّہ نے بھی ان کے نظریات کا ساتھ نہ دیا تو کہنے لگے قرآن کا فیصلہ ٹھیک رہے گا ـــــ جب قرآن سے جواب دیا تو لاجواب ہو کر بندوقیں اٹھالیں ـــــ اہلسنّت کا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث ان کے نظریاتِ نفاق کا ساتھ نہیں دیتے ـــــ ان کے دامن میں بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیاتِ قرآنی اور وہ احادیثِ نبوی جو ابتدائی دَور کی ہیں ـــــ اور ان میں اکثر منسوخ ہو چکیں ـــــ مثلاً وہ حدیث جس میں حضورؐ نے فرمایا قبرستان نہ جایا کرو ـــــ پھر اپنے اس حکم کہ میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا۔ اب میرا حکم ہے کہ جایا کرو اور ضرور جایا کرو سے منسوخ کر دیا یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب زیارت قبور میں موجود ہیں لیکن یہ لوگ صرف وہ حدیث بیان کریں گے جس سے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کر سکیں ـــــ اب تو عالم یہ ہے کہ گالیوں پر اُتر آئے ہیں ـــــ اور معمولی دانش کا آدمی بھی یہ جانتا ہے کہ گالیاں وُہ دیتا ہے جس کے پاس دلائل نہ ہو ـــــ علمائے اہلسنّت کا اعلان ہے کہ ہمارا ہی نظریۂ مذہب صحیح ہے اور دلائل بھی صرف ہمارے پاس ہی ہیں ـــــ ہم رسول کریم سے قلبی تعلق توڑنے کو اسلام وقرآن اور صاحب قرآن سے بغاوت تصوّر کرتے ہیں ـــــ اور جو اللہ کے بےمثل نبیؐ کو اپنے مثل کہے اُسے مسلمان نہیں سمجھتے۔

marfat.com

حدیث نمبر ۱۱ : اللہ نے اپنی عزّت وجلال کی قسم اٹھا کر فرمایا :

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ — مِمَّا خُلِقْتَ ؟ — آپ کس چیز سے پیدا ہوئے — حضورؐ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی — قُلْتُ یَا رَبِّ مِمَّ خَلَقْتَنِیْ ؟ — میں نے عرض کیا اے ربّ کریم آپ نے مجھے کس چیز سے پیدا فرمایا ہے — اللہ پاک نے فرمایا — وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ اَرْضِیْ وَسَمَائِیْ — مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین وآسمان کو پیدا نہ کرتا — حضورؐ فرماتے ہیں میں نے پھر اللہ کی جناب میں عرض کیا کہ یا رب آپ نے مجھے کس چیز سے پیدا فرمایا — اللہ تعالیٰ نے فرمایا — مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی جنّت ودوزخ پیدا نہ فرماتا — حضورؐ نے فرمایا — میں نے پھر عرض کیا اے اللہ آپ نے مجھے کس چیز سے پیدا فرمایا ہے — اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

یَا مُحَمَّدُ نَظَرْتُ اِلٰی صَفَاءِ بَیَاضِ نُوْرِ الَّذِیْ خَلَقْتُهٗ بِقُدْرَتِیْ ۔

یا محمدؐ میں نے اپنے نور کی سفیدی کی صفائی کیطرف نگاہ فرمائی کہ جسکو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا ۔

اور فرمایا کہ اس میں اپنی حکمت وودیعت رکھی تھی — اور میں نے اس میں اپنی عظمت کے ساتھ اور شرف کا اضافہ کیا تھا —

فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهُ جُزْءًا فَقَسَّمْتُهٗ ثَلَاثَةَ اَقْسَامٍ

پھر اس میں سے ایک حصّہ نکال لیا اور اس کے تین حصّے کئے ۔

marfat.com

فَخَلَقْتُكَ وَاَهْلَ بَيْتِكَ مِنَ الْقِسْمِ الْاَوَّلِ۔	اور پہلے حصہ سے آپ کو اور آپ کی اہل بیت کو پیدا فرمایا۔
وَخَلَقْتُكَ اَصْحَابَكَ وَاَزْوَاجَكَ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِيْ	اور آپ کے اصحاب اور آپ کی ازواج کو دوسرے حصہ سے پیدا فرمایا۔
وَخَلَقْتُ مَنْ اَحَبَّكَ مِنَ الْقِسْمِ الثَّالِثِ۔	اور آپ سے محبت رکھنے والوں کو تیسرے حصہ سے پیدا فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ــــ

وَاَدْخَلْتُكَ وَاَهْلَ بَيْتِكَ وَاَصْحٰبَكَ وَمَنْ اَحَبَّكَ جَنَّتِيْ بِرَحْمَتِيْ فَاَخْبِرْهُمْ بِذٰلِكَ عَنِّيْ۔	"اے حبیب" آپ کو اور آپکے اہلبیت کو اور آپکے اصحاب کو، آپ سے محبت رکھنے والوں کو اپنی جنت میں اپنی رحمت کیساتھ داخل کروں گا آپ انہیں میری طرف سے خبر سُنا دیں۔
(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۰۱ المطبوعہ مصر)	

حدیث نمبر ۱۲ : نور محمدی آدم علیہ السلام کی پیشانی میں :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب اللہ کریم نے مخلوقات کو پیدا کرنا زمین کو پست اور آسمانوں کو بلند کرنا چاہا ــــ

قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ نُوْرِهٖ ــــ تو اپنے نور سے ایک مٹھی لی ــــ

ثُمَّ قَالَ لَهَا ــــ پھر اُسے فرمایا

كُوْنِيْ حَبِيْبِيْ مُحَمَّدًا ــــ میرا حبیب محمد بن جا

پھر وہ نور آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے پانچ سو برس عرش مجید کا طواف کرنے لگا اور بول اٹھا ــــ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ــــ سب تعریفیں

marfat.com

اللہ تعالیٰ کے لئے۔

— خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا — لِاَجَلِ ذَالِكَ سَمَّيْتُكَ مُحَمَّدًا — میں نے تیرا نام اسی لئے محمدؐ رکھا ہے — پھر محمد مصطفیٰ کے نورؐ سے حضرت آدم کے نور کو پیدا فرمایا — اور پھر آدم علیہ السلام کی طینت سے سرکار علیہ السلام کے جسدِ پاک کو پیدا کیا — پھر نورِ محمدی کو آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا — چنانچہ فرشتے حضرت آدم کے پیچھے صف باندھ کر اس نور کو دیکھنے کے لئے کھڑے رہتے تھے — حضرت آدم نے عرض کیا اے رب العزت — فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے رہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا — يَنْظُرُونَ اِلٰى نُوْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ محمد مصطفیٰ کے نور کو دیکھنے کے لئے کھڑے رہتے ہیں — حضرت آدم نے عرض کیا اس نورِ محمدؐ کو میری پیشانی میں رکھ دے — خدا تعالےٰ نے نورِ محمد مصطفیٰ کو پشت سے آدم علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل کر دیا — پھر فرشتے حضرت آدم کے سامنے کھڑے ہونے لگے — پھر آدم علیہ السلام نے عرض کیا یارب اس نور کو ایسے مقام پر رکھ جہاں سے میں بھی اسے دیکھ سکوں — خدا تعالیٰ نے اُس نور کو آدم علیہ السلام کی مسبحہ (شہادت والی انگلی) میں رکھ دیا — آدم علیہ السلام نے اس انگلی کو اُٹھا کر — اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ — پڑھا — پھر آدم علیہ السلام نے عرض کیا یارب کیا اس نور میں سے کچھ باقی ہے؟ قَالَ نُوْرُ اَصْحَابِهٖ — فرمایا ان کے اصحاب کا نور" باقی "ہے — جناب آدم نے عرض کیا کہ" اصحاب محمد کے" نور میری باقی انگلیوں میں رکھ دیجئے فَجَعَلَ اللّٰهُ نُوْرَ اَبِىْ بَكْرٍ فِى الْوُسْطٰى اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کے نور

درمیان والی انگلی میں رکھا۔

وَنُورَ عُمَرَ فِي الْبِنْصَرِ	اور عمر کے نور کو اس کے ساتھ والی انگلی میں
وَنُورَ عُثْمَانَ فِي الْخِنْصَرِ	اور حضرت عثمان کے نور کو چھنگلی (چیچی) انگلی میں۔
وَنُورَ عَلِيٍّ فِي الْإِبْهَامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ	اور علی کے نور کو انگوٹھے میں رکھ دیا۔

جب آدم علیہ السلام زمین پر اُترے تو سب نور اُن کی پشت پر منتقل ہو گئے پھر نورِ محمدیؐ ہمیشہ ایک پشت سے دُوسری پشت میں اور ایک شکمِ طاہر سے دوسرے شکمِ طاہر میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ نور جنابِ عبدالمطلب تک پہنچا۔ (ایضاً ج ۲ ص ۱۰۱/۱۰۲)

حدیث نمبر ۱۳ : نور کے دو حصے :

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ——

كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ	میں اور علی اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھے آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے
فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّورَ جُزْءَيْنِ	جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کے دو حصے کر دیئے۔
فَجُزْءٌ أَنَا وَجُزْءٌ عَلِيٌّ	پس ایک حصہ میں ہوں اور ایک حصہ علی۔

(الریاض النضرہ (امام محب طبری) ج ۲ ص ۱۲۰)

marfat.com

نظروں کے سامنے ہے ـــــ لیکن اہلِ محبت کے لئے اتنا ہی کافی ہے ـــــ باقی رہے منکرین تو ان کے سامنے احادیثِ مصطفیٰ کی نوری کہکشاں بھی اپنے پورے جوبن کے ساتھ چمکنے لگے تو پھر بھی نہیں مانیں گے ـــــ اسلئے کہ یہ اپنے اپنے ستارۂ مقدر کی بات ہے۔

یہ اَمر پیشِ نظر رہے : کہ علماء اہلِ سنّت نے انبیاء و رسل علیہم السلام کے جنسِ بشر اور نوعِ انسان سے مبعوث ہونے کا کبھی انکار نہیں کیا ہے لیکن انبیاء کی بشریّت بے شمار فضائل و کمالات کی حامل ہوتی ہے ـــــ چونکہ کتاب و سُنّت سے نبی علیہ السلام کی نورانیت بھی ثابت ہے ـــــ اسلئے ہمارے نزدیک نبی علیہ السلام نورانیت و بشریت دونوں کے جامع ہیں ـــــ اور اس اجتماع میں کوئی منافات (ایک دوسرے کی ضد ہونا) نہیں ہے ـــــ بلکہ کتاب و سُنّت میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں ـــــ البتہ نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا صحیح نہیں ہے۔ (توضیح البیان ص ۱۷۷)

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۱۴

محفل میلاد۔ کی برکتیں۔ جواز۔ ثواب	ربیع الاول کے دوسرے جمعہ کی تقریر

مسلمانو! آج اس خطبۂ جمعۃ المبارک میں۔ جن امور پر بات ہو گی ــــ وہ ہے میلاد مصطفےٰ کی برکتیں اور اس کا جواز اور محفلِ میلاد کا انعقاد کرنے والوں کیلئے ثواب۔

خیال رہے کہ محفلِ میلاد اس محفل کو کہتے ہیں۔ جس میں نبی الانبیاء رسولِ دوسرا۔ رحمتِ دو جہاں ــــ سیدِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کا تذکرہ ہو ــــ اور جس محفل میں آپ کی ولادت و رضاعت کا ذکر کیا جائے اس محفل کو محفلِ میلاد کہا جاتا ہے ــــ اس پر بدعت کے فتوے کہاں سے آ گئے ــــ جو لوگ ربیع الاول میں سیرت النبیؐ کے نام سے اشتہار شائع کر کے جلسے کرتے ہیں وہ میلاد النبیؐ کے قائل نہیں ــــ نادانوں کے متشدد ذہنوں میں آج تک اتنی سی بات بھی جگہ نہ پا سکی کہ سیرتِ رسول بغیر میلادِ رسول کے نامکمل ہے ــــ سیرت کا پہلا باب تو ہوتا ہی میلاد کا ہے ــــ در اصل پردے میں رہ کر اُن معجزات کا

marfat.com

انکار کرتے ہیں جن کا حضورؐ کی ولادت سے تعلق ہے ــــ ان لوگوں کا معاملہ اللہ پر چھوڑ کر اصل موضوع کی طرف آتے ہیں ــــ

اللہ تعالیٰ کے ایام : حسد و عناد کی دُنیا میں بسیرا کرنے والے کرگسوں کی عقل و خرد، قوتِ شامہ اور پرواز کے دوران اس کی نظروں کا مقام انتخاب ہر انسان کو معلوم ہے ــــ اور آسمانِ محبّت کی فضاؤں میں پرواز کرنے والے شہبازوں کی نگاہوں کی تاب سے بھی ہر باشعور انسان واقف ہے ــــ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پاکیزہ ذہنوں میں پاکیزگی اور محبّت کے شگوفے پھُوٹتے ہیں ــــ جن ذہنوں کی تعمیر خار و خاشاک کے نشیبی جوہڑوں میں ہوئی ہے وہاں سے سڑاند اور تعفن ہی پھُوٹے گا ــــ وہاں سے محبّت کی خوشبو کی امید رکھنا عبث ہے۔

حضراتِ گرامی! کہنا یہ چاہتا ہوں کہ بعض لوگ جشنِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدعت و شرک کہتے ہیں اور حضورؐ کی تشریف آوری کی خوشی منانے والوں کو مشرک کہتے ہیں ــــ اور ساتھ ساتھ گندی گالیاں بھی دیتے ہیں ــــ اور دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ یوم میلاد منانا ــــ اور اس میں خوشی کرنا ــــ مقرر کر کے یاد منانا شرعاً جائز نہیں کیونکہ اس کا قرآن و سُنّت میں ثبوت نہیں ہے ــــ آئیے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ مخصوص دنوں کی یاد کے بارے کیا حکم ہے ؟

آیت نمبر ۱ : ارشادِ خداوندی ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۵)

marfat.com

ترجمہ : اور یاد دلاؤ اُن کو اللہ تعالیٰ کا دن۔

دنوں کا خالق کون ؟ — اللہ تعالیٰ — راتوں کو کس نے پیدا فرمایا — اللہ پاک نے — معلوم ہُوا سب دن اللہ کے اور تمام راتیں خدا کی — پھر اس آیت کا مطلب کیا ہے ؟ تو آیئے مفسّرین سے پوچھتے ہیں۔

- مفسّرین کے امام ابن عباس، جناب اُبیّ بن کعب حضرت مجاہد وقتادہ اور دیگر مفسّرین کے نزدیک ایام اللہ سے مُراد وُہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام فرمائے۔ (ابنِ جریر، خازن)
- تفسیر مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) میں ہے۔

بِاَیَّامِ الْاَنْعَامِ حَیْثُ ظَلَّلَ عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلَ عَلَیْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی وَخَلَقَ لَهُمُ الْبَحْرَ (مدارک ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ دارالکتاب العربیۃ بیروت۔ لبنان)

(ایام اللہ) وُہ انعام کے دن جب اللہ تعالیٰ نے (بنی اسرائیل) پر بادلوں کا سایہ کر دیا۔ اور اُن پر مَنّ وسَلْوٰی اُتارا اور اُن کے لئے دریائے (نیل) کو پھاڑ دیا۔

- تفسیر مظہری میں بھی ابن عباس، اُبی بن کعب، مجاہد اور قتادہ کی روایت موجود ہے۔ مظہری لکھتے ہیں مقاتل کے نزدیک وہ واقعات ہیں جو گذشتہ امتوں کو پیش آئے — لکھتے ہیں۔

فَذَكِّرْهُمْ بِمَا كَانَ فِیْ اَیَّامِ اللّٰهِ الْمَاضِیَةِ مِنَ النِّعْمَةِ اَوِ الْبَلَاءِ (مظہری ج ۵ ص ۲۵۵)

کہ اپنی قوم کو وُہ واقعات یاد دلاؤ بتاؤ جو اللہ نے گزشتہ ایام میں ظاہر کیے خواہ وہ نعمت کی صورت میں ہوں یا مصیبت کی صورت میں

marfat.com

اس کا مطلب یوں سمجھیں کہ بنی اسرائیل پر جو اللہ تعالیٰ نے انعام فرمائے وہ بھی بتائیں اور اپنی قوم کو یاد دلائیں اور جو جو کفار پر بلائیں مصیبتیں نازل ہوئیں وہ بھی یاد دلائیں۔

حضرات! دنیا میں خدا کی بے شمار نعمتیں ہیں لیکن سب سے بڑھ کر اگر کوئی نعمت ہے تو وہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری ہے — جس دن حضور کی آمد ہوئی وہ دن اللہ تعالیٰ کی نعمت کبریٰ کا دن ہے — اس دن کو جشن منانے کیلئے مسلمانوں کو اس دن کی یاد دلانا سب سے افضل ہے — اور اس دن خوشی منانا برکتوں کے حصول کا باعث ہے — جن لوگوں کو اس دن خوشی نہیں ہوتی سمجھ لو کہ اس کے ایمان کی کھیتی سوک چکی ہے

آیت نمبر ۲: ارشادِ خدائے لم یزال ہے۔

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کریم کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جو فضل و کرم فرماتا ہے اسکا چرچا کرنا شکر کے معنوں میں آتا ہے — ہر نعمت پر شکر واجب ہے — اور سب سے بڑی نعمت سرکار علیہ السلام ہیں۔ آپ کے یوم ولادت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے — جو جشنِ میلاد پر خوشی نہ منائے وہ ظالم ہے — جو جشنِ میلاد پر بدعت کے فتوے لگائے وہ دین کا باغی اور نبی کا دشمن ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

اَیْ اُنْشُرْ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْكَ بِالشُّكْرِ وَالثَّنَاءِ۔ وَالتَّحَدُّثُ بِنِعَمِ اللّٰهِ وَالْاِعْتِرَافُ

یعنی جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر انعام کیا ہے اس کا چرچا کر شکر اور ثناء کے ساتھ اللہ کی نعمتوں کا بیان کرنا اور انکا اعتراف

marfat.com

بِهَا شُکْرٌ۔ کرنا شکر کہلاتا ہے۔

سب سے بڑی نعمت آقا علیہ السلام ہیں ـــــ وہ لوگ کس قدر ناشکرے ہیں جو سب سے بڑی نعمت پر شکر کرنے کی بجائے شکرادا کرنے والوں کو مشرک کہتے ہیں ـــــ علامہ قرطبی سلسلۂ کلام جاری رکھتے آگے چل کر اسی آیت کے ضمن میں حدیث رسول نقل فرماتے ہیں جو نعمان بن بشیر سے مروی ہے۔

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ الْقَلِیْلَ	جو تھوڑی "نعمت" کا شکر ادا نہیں کرتا۔
لَمْ یَشْکُرِ الْکَثِیْرَ	وُہ زیادہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔
وَمَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ	جو شخص لوگوں کا (احسان کے بدلے) شکرادا
لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ	نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا
وَالتَّحَدُّثُ بِالنِّعَمِ شُکْرٌ	نعمتوں کا چرچا کرنا شکر ہے۔
وَ تَرْکُہٗ کُفْرٌ	اور اسکا ترک کرنا (چھوڑ دینا' بیان نہ کرنا
وَالْجَمَاعَۃُ رَحْمَۃٌ	کفر ہے۔ جماعت (میں رہنا) رحمت ہے۔
وَالْفُرْقَۃُ عَذَابٌ	اور "جماعت" سے علیحدگی عذاب ہے۔

(اَلْجَامِعُ الْاَحْکَامِ الْقُرْآن (تفسیر قرطبی) ج ۲۰ ص ۲۔ مطبوعہ ایران)

حضرات گرامی! یہ حدیث جو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے سورہ "ضحیٰ" کی اس آیت (وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ) کے ضمن میں بطور تفسیر بیان کیا گیا ہے دوبارہ دیکھیں اور غور کریں ـــــ کہ جو شخص چھوٹی نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ بڑی نعمت کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔ جسے خدا کا شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں وہ جشن میلاد کی مخالفت نہ کرے تو اور کیا کرے۔

اور اس حدیث کے ان الفاظ پر غور فرمائیں ـــــ کہ نعمتیں ملنے پر

ان کا چرچا کرنا ان کو بیان کرنا شکر کہلاتا ہے اور ایسا نہ کرنا کفر کے زمرہ میں آتا ہے ــــ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کا چرچا کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ ایسا کرنے والوں پر فتوے لگاتے ہیں وُہ سوچیں کہ وہ کس زمرہ میں آرہے ہیں ــــ اُن کی "اہلسنّت" وجماعت سے علیٰحدگی اُن کیلئے عذاب کا باعث ہوگی اور وُہ جماعت میں واپس آجائیں تو خدا کی رحمت کے حقدار بن جائیں گے۔

● علامہ ابوعبداللہ قرطبی اسی آیت کی تفسیر میں ایک اور حدیث بیان فرماتے ہیں جو حضرت ابوسعید خُدری سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللہَ جَمِیۡلٌ ، یُحِبُّ الۡجَمَالِ وَیُحِبُّ اَنۡ یَّرٰی اَثَرَ نِعۡمَتِہٖ عَلٰی عَبۡدِہٖ ۔
(تفسیر قرطبی ج ۲۰ ص ۱۰۳)

بیشک اللہ تعالیٰ (حسین و جمیل ہے، اور حسن و جمال کو محبوب رکھتا ہے اور اسکو بھی محبوب رکھتا کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال سے محبّت رکھتا ــــ اور یہ بھی کہ جب وہ اپنے بندوں پر نعمت اُتارتا ہے اور جو بندہ اس نعمت کے ملنے پر شکر ادا کرے وُہ اس چیز کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ یعنی منشاء ایزدی یہ ہے کہ میری نعمتوں کا شکر اُدا کیا جائے ــــ مسلمانو! ذرا اس عالم کون د فساد میں نظر دوڑا کر دیکھو وُہ کون سی جماعت ہے۔ جو اللہ کی سب سے بڑی نعمت ملنے پر شکر ادا کرتی ہے۔

شکر کے معنی : اب دیکھنا یہ ہے کہ شکر کس کو کہتے ہیں اور شکر کے معنی

marfat.com

کیا ہیں ؛ (مُنجَد) میں ہے۔

اَثْنٰی عَلَیْہِ لِمَا اَوْلَاہُ مِنَ الْمَعْرُوْفِ کسی کے بہتر سلوک کیوجہ سے اسکی تعریف کرنا۔

یعنی کسی کے احسان و بھلائی پر اسکی تعریف کرنا۔

توجہ فرمائیں ـــــ اللہ کی سب سے بڑی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا اس کی تعریف و ثناء کرنا ـــ نعمت ملنے پر خوشی کا اظہار کرنا ـــ اسکے نام پر خرچ کرنا ـــ اور گلی گلی، کُوچے کُوچے اس نعمت کا چرچا کرنا ـــ اُسلوب قرآن کے مطابق ہے ـــ جو اس کا انکار کرے وہ قرآنی احکام کا حقیقی کا منکر ہے ـــ جن لوگوں نے قرآن مجید کی آیات کیمطالب و معانی کو بیان کرنے میں ابن تیمیہ وغیرہ کی پیروی کی وہ خسارے میں رہے ـــ اور جو لوگ محبّت و عقیدت سے اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ کا چرچا کرتے ہیں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی منشاء کے مطابق کیا ـــ ہم تو ـــ

صبح کرتے ہیں شام کرتے ہیں ذکرِ خیر الانام کرتے ہیں
لب پہ نغمے ثنائے حضرت کے ہم سجا کر کلام کرتے ہیں
باندھ کر ہاتھ بزم جاناں میں اہلسنّت قیام کرتے ہیں
اُن کے صدقے حیات پائی ہے
قلب و جاں انکے نام کرتے ہیں

حضرات : آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا مقصد کیا ہے ـــ کہ ہم اللہ کی عظیم نعمت کا جا بجا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ امّت مسلمہ کو پتہ چلے اس دن اس ماہِ مبارک میں اللہ نے ہم عاصیوں پر کتنا فضل و کرم کیا۔ اب آئیے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی نعمتوں کو

marfat.com

یا د رکھنے کا کیا حکم ہے۔

آیت نمبر ۳ : خالق ارض وسماوات کا پاک ارشاد ہے۔

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (پارہ ۲ سورۂ بقرہ آیت ۲۳۱)

ترجمہ : اور یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں مسلمان کیا اور سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمتی بنایا ـــــ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ہم اس کے محبوب کی امت میں شامل ہیں ـــــ اور آقا ومولا کی شفاعت کے امیدوار ہیں ـــــ جبھی ان تمام اُمور کا ذکر شان وشوکت کے ساتھ کرتے ہیں ـــــ اور جو لوگ ذکرِ رسول کرنے سے اور جشنِ میلاد منانے سے منع کرتے ہیں اُن کو کیا نام دیا جائے ـــــ احسان فراموش؟ ـــــ یا کچھ اور؟

کلمہ بھی پڑھیں تیرا رُتبے کے بھی ہیں منکر
اقرار کے پردے میں بدبخت مکرتے ہیں

ہماری صداؤں کا انداز کچھ یوں ہے۔

ہر دَم میں ہے دَم آیا دمساز تیرے دَم سے
دَم خضر کے اے ہمدم دم تیرا ہی بھرتے ہیں

میلادِ رسولؐ پر خوشی منانا : کچھ لوگ، جشنِ میلاد کی خوشی منانے سے روکتے ہیں کہتے ہیں اب ہم تمہیں زبان سے روکتے ہیں۔ عنقریب بندوق کی گولی سے روکیں گے ـــــ ہم کہتے ہیں کہ جب گولی کا وقت آئیگا تو دیکھا جائے ـــــ (اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْھُمْ) آپ فی الحال کوئی دیل پیش کریں کہ حضورؐ کی آمد پر خوشی منانا کفر وشرک ہے ـــــ کہتے ہیں بدعت ہے ـــــ کہ یہ

marfat.com

انداز عہدِ نبوی میں نہ تھا

غور فرمائیں — قرآن مجید کی موجودہ ترتیب — سُنتِ تراویح کی باقاعدہ جماعت — ترتیب ابواب کے ساتھ مسائلِ فقہ — تدوین احادیث — قرآنِ مجید پر حرکات وسکنات — اوقاف ورکوعات تفاسیر کی موجودشکل — جمعہ کی دُوسری اذان — مساجد کے محراب — کیا یہ تمام بدعتیں عہد نبوی میں تھیں — اگر جواب نفی ہے تو پھر کہنا پڑے گا کہ جن امُور کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے وُہ بدعت نہیں ہے — اور یہ تمام امُور اسلام میں ضمنی طور پر موجود تھے — اور وُہ مسائل اسلامیہ جو آغازِ اسلام میں اجمالی شکل میں موجود تھے — عہدِ رسالت کے بعد جُوں جُوں اسلام نے سیاسی اقتصادی اور ہمہ گیری کی کروٹیں بدلیں تو ساتھ ہی اجمالی امُور کو زیادہ تفصیل سے پیش کیا گیا۔

جو لوگ اس کو خارجی بدعت کا نام دیتے ہیں اُن کیلئے مشورہ ہے کہ وُہ کسی ایسے مکتب میں داخلہ لیں جس میں اسلام کی اصل رُوح اور قرآن و حدیث کے باطنی اور حقیقی معانی و مطالب کا درس دیا جاتا ہے — اور اُن کے لئے یہ بھی — ایک مشورہ ہے — نیک مشورہ ہے — کہ —

دِل کی دنیا ہی بدل جائے گی چین آئے گا
پیار سے گیت مرے شاہ کے گا کر دیکھو
دُور ہو جائیں گے غم اور ملے گی راحت
اپنے گھر محفلِ میلاد سجا کر — دیکھو

اللہ پاک کا فرمان ہے:

آیت نمبر۴: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (پارہ ۱۱ سورہ یونس ۵۸)

marfat.com

ترجمہ : (اے محبوب) آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اور اس کی رحمت ہے، چاہیئے کہ اس (کے ملنے پر) خوشی کریں۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے فضل و کرم اور رحمت و عطا کی بارش ہو تو اس پر خوشی کا اظہار کرنا حکم خداوندی ہے ۔۔۔ چونکہ اللہ کریم نے نبی کریم کو رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بنا کر بھیجا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر سب سے بڑا فضل اور سب سے اعلیٰ رحمت حضورؐ کی تشریف آوری ہے ۔۔۔ اور اس پر خوشی کا اظہار کرنا، اس آیت پر عمل ہے ۔۔۔ جس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ یوم ولادت منانا اور خوشی کا اظہار کرنا بدعت نہیں جائز ہے۔

ہم پھر دلِ ناشاد کو اب شاد کرینگے ۔۔۔ پھر گلشنِ دل نعت سے آباد کرینگے
ہر منکرِ میلاد کو میرا ہے یہ چیلنج ۔۔۔ ہر حال میں ہم محفلِ میلاد کرینگے

میلاد کرنا حضورؐ کی تعظیم ہے : امام المفسرین امام اسمٰعیل حقّی اپنی عظیم تفسیر روح البیان میں سورہ فتح کی آیت نمبر ۲۹ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وَمِنْ تَعْظِیْمِہٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ یَکُنْ فِیْہِ مُنْکَرٌ ۔ کہ میلاد شریف کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تعظیم ہے جب وُہ منکرات سے خالی ہو۔

علامہ حقّی فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں۔

یُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْھَارُ الشُّکْرِ لِمَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامِ ۔ کہ ہمارے لئے حضور علیہ السلام کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

marfat.com

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ حافظ ابنِ حجر اور امام سیوطی نے ثابت کیا ہے کہ

اَصْلاً مِّنَ السُّنَّۃِ — کہ میلاد شریف کی اصل سنّت سے ہے یعنی سنّت سے ثابت ہے۔

وَرَدًّا عَلٰی اِنْکَارِھَا[ع] فِیْ قَوْلِہٖ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَۃٌ مَّذْمُوْمَۃٌ[1] — اور ان لوگوں کا ردّ فرمایا ہے جو میلاد شریف منانے کو بدعت مذمومہ کہہ کر منع کرتے ہیں

ان حقائق کی موجودگی میں اگر کوئی انکار کرتا ہے تو اُن کیلئے دُعا ہی کی جاسکتی ہے کہ الٰہی ان لوگوں کو مصطفٰے کریم کے درِ دولت کی غلامی نصیب فرما۔

جشنِ میلاد اور لفظ عید : جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لفظ، اگر کسی کی زبان پر آجائے — اشتہار کا عنوان یا نعروں کی زبان — بعض لوگ لفظ "عید" سن کر آگ بگولا ہو جاتے ہیں — کفر و شرک کی مشین گنوں کے منہ کھل جاتے ہیں — مساجد کے لاؤڈ سپیکروں پر چیخ و چنگھاڑ شروع ہو جاتی ہے — ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے جو تھمنے کا نام نہیں لیتا — ہر طرف شور و غل اور چلانے کی آوازیں اس طرح سماعت سے ٹکراتی ہیں جیسے کوئی قیامت بپا ہوگئی ہو — سعید الفطرت لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں — الٰہی ماجرا کیا ہے؟ — یہ لوگ کلمہ گو ہونے کے

ع مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ سے چھپنے والی کتاب روح البیان میں لفظ (انکارھا) کو مٹا کر بدل ڈالا ہے معلوم ہوتا ہے کتاب کو شائع کرنیوالے میلاد شریف کے مخالفین سے متاثر ہیں۔ اس قسم کی حرکتیں دیانت کے منافی ہیں

[1] : تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۶/۵۷ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ

marfat.com

باوصف رسول دشمنی میں اتنے آگے کیوں نکل گئے ہیں ــــ

اور اعتراض یہ کرتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں یہ تیسری کہاں سے آگئی ــــ

مسلمانو! اگر یہ لوگ اسلامی تعلیمات سے واقف ہوتے تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتے، کیونکہ آقا علیہ السلام ہر یوم جمعہ کو عید قرار دیا ہے۔

عید کے معنی : اب دیکھنا یہ ہے کہ عید کہتے کسے ہیں ــــ عید کو عید اسلئے کہتے ہیں ــــ کہ یہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔

كُلُّ يَوْمٍ فِيْهِ جَمْعٌ اَوْ تَذْكَارٌ لِذِيْ فَضْلٍ، اَوْحَادِثَةٍ مُهِمَّةٍ، قِيْلَ اَنَّهُ سُمِّيَ عِيْدًا، لِاَنَّهُ يَعُوْدُ كُلَّ سَنَةٍ بِفَرَحٍ مُجَدَّدٍ (المنجد)

ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی جمع ہوکر یاد منائی جائے کہا گیا ہے کہ عید کو عید اسلئے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال نئی فرحت کیساتھ لوٹ کر آتی ہے

حضرات! آپ نے لفظ عید کے معنی تو ذہن نشین کر لئے ہوں گے اب منصف مزاج لوگوں کو تو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اپنے نبی کے وفادار امتی اگر جمع ہوکر اپنے نبی کا جشن عید میلاد منائیں تو یہ اُن کے لئے کارِ ثواب اور فرحتوں کا سامان ہوگا ــــ باقی رہے وہ لوگ جو اللہ کے پیارے رسول کو چھٹی رساں کا درجہ دیتے ہیں۔ تو اُن کے لئے قرآن کا ارشاد پیش کیا جاتا ہے۔ اس امید پر کہ شاید ایمان کی کشت بنجر میں محبت کی ہریالی از سرِنو پھوٹنے لگے۔

آیت نمبر ۵ : اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا۔

marfat.com

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا (پارہ ۷ سورۂ مائدہ آیت نمبر ۱۱۴)

ترجمہ: اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اُتار ہم پر خوان آسمان سے، بن جائے ہم سب کے لئے عید کا دن، ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی یعنی ہمارے لئے آسمان سے ایسا دسترخوان نازل فرما جس پر پکا ہُوا کھانا موجود ہو ـــ اور ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید کا دن ہوگا۔

مائدہ کے معنی: امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی نے اپنی تفسیر میں مائدہ کا معنی ان الفاظ میں نقل فرمایا۔

اَلْمَآئِدَةُ الْخِوَانُ الَّذِیْ عَلَیْهِ الطَّعَامُ (تفسیر قرطبی ج ۶ ص ۳۶۷) یعنی مائدہ اس دسترخوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا چُنا ہُوا ہو۔

لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا ـــ سے مراد یہ ہے کہ اس مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے ایمان لا چکے اور جو بعد میں ایمان لائیں گے یہ اُن سب کے لئے عید کا دن ہوگا۔

عید: سُدی فرماتے ہیں۔ ـــ وَالْعِیْدُ اَلسُّرُوْرُ بَعْدَ الْغَمِّ [۱] جو خوشی غم کے بعد آئے اُسے عید کہتے ہیں ـــ بعض علماء کا فرمان ہے ـــ یَوْمُ السُّرُوْرِ سُمِّیَ بِهٖ لِلْعَوْدِ مِنَ التَّرَحِ اِلَی الْفَرَحِ [۲] کہ عید خوشی کے دن کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں آدمی رنج سے خوشی کیطرف لوٹتا ہے۔

● حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اسی

---

[۱]: ج ۳ ص ۲۰۵ [۲]: ایضاً

marfat.com

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ــــــ اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس دن کو عید منانا اور خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا، شکرِ الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اسلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت مُبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکرِ الٰہی بجا لانا اور اظہار فرح وسرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ (خزائن العرفان)

سات روٹیاں: ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ (عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا کے بعد) فرشتے ایک دسترخوان اٹھائے ہوئے۔

عَلَيْهَا سَبْعَةُ اَرْغِفَةٍ وَّ سَبْعَةُ اَحْوَاتٍ[۱] ــــ یعنی تو اس دسترخوان پر سات روٹیاں اور سات (بھُنی ہوئی) مچھلیاں تھیں ــــ اوّل سے آخر تک سب نے کھایا لیکن اُسے ختم نہ کر سکے وُہ ویسا کا ویسا ہی تھا۔

● جس دن آسمان سے سات روٹیاں نازل ہوئی ہیں وُہ دن تو عید کا دن ہے اور جس دن سات آسمانوں اور سات برِّ اعظم (اعظم کی جمع) کا رسولؐ تشریف لائے وہ دن عید کا دن کیوں نہیں ہے ـــ اس سے معلوم ہوا کہ یوم ولادت مصطفےٰ کو عید کا دن کہنے میں کسی قسم کا شرک لازم نہیں آتا ـــ اور نہ ہی اس دن کو عید کہنے والا مشرک و بدعتی ہوتا ــــ سُنتوں کو بدعتیں کہنے والے سب سے زیادہ بدعتی ہیں۔

---

۱ : مظہری ج ۳ ص ۲۰۷ ٭

marfat.com

—— جو لوگ میلاد شریف پر خوشیاں منانے والوں کو بُرا کہتے ہیں وہ غضب خداوندی کو دعوت دیتے ہیں —— دلوں میں بغضِ رسول کی چنگاریاں موجود ہوں تو وُہ اپنا رنگ بھی دکھاتی ہیں —— اور اُن کا رنگ ہر مسلمان کے سامنے ہے۔

میلاد پر خوش ہونے کا فائدہ :

امام بخاری اور مُسلم نے روایت بیان کی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ابولہب کی لونڈی ثوبیہ (یا ثوبیہ) نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے ہاں فرزند (محمد مصطفیٰ) پیدا ہوئے ہیں، ابولہب یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ کہ اُس نے انگلی کا اشارہ کر کے یہ کہا کہ ثوبیہ! تو نے بہت خوشی کی خبر سُنائی لہٰذا میں تجھے اس پر آزاد کرتا ہوں سب جانتے ہیں کہ ابولہب وہ کافر تھا کہ قرآن مجید میں اُس کے خلاف ایک پوری سورت (سورۂ لہب) نازل ہوئی —— اور قرآن نے اس کا نام لیکر اسکی مذمت کی —کافر ہونے کے باوجود اسے حضور علیہ السلام کی ولادت پر خوشی کرنے کا جو فائدہ ہوا اُسے امام بخاری نے بیان فرمایا ہے۔

جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں یعنی اُس کے بھائی حضرت عباسؓ نے اس کو خواب میں دیکھا —— اور پوچھا۔ (اے دشمنِ خدا و رسول) تجھ پر کیا گزری؟

قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ خَيْرًا اِنِّيْ سُقِيْتُ مِنْ هٰذِهٖ بِعِتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ ۔

ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی بیشک اس (کلمہ کی) انگلی سے پانی ملتا ہے —کیونکہ میں نے

marfat.com

(بخاری شریف) (حضور کی ولادت پر) اس انگلی کے اشارے سے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

● امام حافظ ابن حجر عسقلانی "فتح الباری شرح بخاری میں اسی حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں" فرماتے ہیں ـــــ امام سُہیلی نے بیان کیاہے۔ کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُری حالت میں ہے اور یہ کہہ رہاہے کہ تم سے جُدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی۔

اِلَّا اَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّيْ	مگر مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی
فِيْ كُلِّ يَوْمِ اثْنَيْنِ	ہر پیر کے دن ـــــ
وَذَالِكَ اَنَّ النَّبِيَّ	ـــــ "حضرت عباس فرماتے ہیں"
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	وہ اسلیئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی
وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ	ولادت پیر کے دن ہوئی تھی۔
وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ اَبَالَهَبٍ	اور ثویبہ نے ابولہب کو خوشخبری سنائی
بِمَوْلِدِهٖ فَاَعْتَقَهَا [1]	نبی کی ولادت کی" تو ابولہب نے خوش ہوکر اُسے" آزاد کردیا۔

اِس حدیثِ مُبارکہ کو محدثین کی ایک پوری جماعت نے نقل کیاہے ـــــ

یہ حدیث معنوی اعتبار سے تواتر کے قریب تر ہے ـــــ

حضرات گرامی! ذرا غور فرمائیں ـــــ کہ ابولہب کافر تھا ـــ چچا ہونے کے

[1] : فتح الباری ج ٦ ص ١١٨ بحوالہ برکاتِ میلاد

marfat.com

باوجود دشمنِ رسول تھا ـــ بیوی کے اُکسانے پر وُہ دشمنی کی آخری حدود پھلانگ گیا تھا۔ اس کا ولادتِ رسول کے وقت خوش ہونا فطری تھا کہ پیدا ہونے والا بھتیجا ہے۔ اور دوسری بات کہ حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا اُن کے انتقال کے بعد بچّے کی ولادت کا سُننا خوشی کو دوچند کر گیا۔ اُس نے مصطفےٰ کریم کو اپنا رسول سمجھ کر خوشی نہیں ـــ بھتیجا سمجھ کر خوشی کا اظہار کیا ـــ

حضرات: ہم تو مسلمان ہیں سرکار کے غلام ہیں ـــ حضور کو اپنا رسول مانتے ہیں۔ ـــ اپنا آقا و مولا جانتے ہیں ـــ جب ایک کافر کو اتنا فائدہ ہُوا کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور اُسے پیر کے دن اپنی اس انگلی سے پانی ملتا ہے۔ تو ہم غلاموں کو کتنا فائدہ ہوگا ـــ ہمیں کتنا انعام ملے گا۔

جو خدا دُشمنوں کو بھی اپنی رحمت سے محروم نہیں فرماتا ـــ وہ سرکار کے غلام اُمتیوں کو بھی اپنی رحمت سے نوازے گا ـــ لیکن بعض پتہ نہیں کیوں جشنِ میلاد کے خلاف اتنا زور لگا رہے ہیں۔

جس سمت بھی جاتی ہے یہ دنیا چلی جائے
ہم دُھوم سے آقا کا میلاد منائیں گے

بگڑے ہیں مقدر گو، امید بھی رکھتے ہیں
بگڑی ہوئی قسمت کو، سرکارؐ بنائیں گے

ہم جا کے لحد میں بھی، اے خضر فرشتوں کو
کونین کے والی کی، بس نعمت سُنائیں گے

فرامین خُلفائے رسُولؐ: میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد سے متعلق خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ـــ حضرت عمر فارُوق ـــ حضرت عثمان غنی

—— مولا علی کے فرامین وارشادات دیکھیں اور ایمان کو تازہ کریں —— ان ارشادات کو حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب " اَلنِّعْمَۃُ اُلْکُبْریٰ عَلَی الْعَالَمِ فِیْ مَوْلِدِ وُلِدَ آدَمْ " میں نقل فرمایا ہے —— جناب صدیق فرماتے ہیں ——

مَنْ اَنْفَقَ دِرْھَمًا عَلٰی قِرَاءَ ۃِ مَوْلِدِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔

جس شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا

کیوں جناب سرور آیا —— قول صدیق کے مطابق جنت میں ان کا رفیق کون ہوگا ؟ میلاد منانے والا —— یا محفل میلاد پر فتوے صادر فرمانے والا۔

ارشادِ فاروق : حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَحْیَا الْاِسْلَامَ

جس نے حضورؐ کے میلاد شریف کی تعظیم کی گویا اس نے اسلام کو زندہ کیا

حضرات آپ خلیفۂ دوم کے اس فرمان پر سوچیں گے کہ میلاد شریف سے احیائے اسلام کا تعلق کیسے ہے —— کہ سرکارؐ بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے —— اور جو پیدا ہو وہ الٰہ نہیں ہوتا —— اس کے باپ کا نام عبداللہ —— اس عظیم ہستی کی ماں کا نام آمنہ امینہ ہے —— جس کے ماں باپ ہوں وہ کبریاء نہیں ہوتا —— اس رحمتِ دوجہان نے حلیمہؓ کا دودھ پیا —— جو دُودھ پیئے وہ خدا نہیں ہوتا —— میلاد شریف بیان کرنے میں لاکھوں حکمتیں ہیں —— کہیں لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے امتیوں کی طرح —— رسول خدا کو —— خدا یا خدا کا بیٹا کہنا شروع نہ کردیں اسلیئے حضرت عمرؓ نے فرمایا —— کہ میلاد شریف کی تعظیم

marfat.com

احیائے اسلام کی جدوجہد میں شامل ہے — جس کے دل میں جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا احترام موجود ہے — وہ محفل میلاد مناتے رہیں گے — سلطانِ دوعالم کے گیت گاتے رہیں گے — اسی طرح بگڑی بناتے رہیں گے — اللہ کے دنوں کو یاد دلاتے رہیں گے —

میلاد کی محفل ہے، انوار کی بارش ہے
منکر مرے آقا کے، کیوں شور مچاتے ہیں
سرکار کی یادوں سے مٹ جاتے ہیں غم سارے
ہم لیتے ہیں آقا سے گیت آقا کے گاتے ہیں

فرمانِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ: خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّمَا شَهِدَ غَزْوَةَ بَدْرٍ وَّحُنَيْنٍ

جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا (اُسے اتنا ثواب ملے گا) گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں (جیسے) حاضر ہوا ہو۔

اچھے ہیں زمانے میں، خوش بخت ہیں دُنیا سے
جو عشقِ محمد میں گھر بار لٹاتے ہیں

مولائے کائنات کا فرمان: خلیفہ چہارم حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان عالی شان ہے — فرماتے ہیں —

مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ سَبَبًا لِقِرَاءَتِهٖ لَا يَخْرُجُ

جس نے سرکار علیہ السلام کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ

marfat.com

مِنَ الدُّنیَا اِلَّا بِالْاِیْمَانِ وَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

دُنیا سے ایمان لیکر جائیگا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔

(النعمۃ الکبریٰ ص ۷ قادری کتب خانہ سیالکوٹ)

منکرینِ میلاد کو مولا علی کے ارشادات ہضم نہیں ہوتے — مولا علی کی عظمتوں کو ماننے والوں اور میلاد کی محفل بپا کرنے والوں کے لئے جنّت کی بشارت ہے۔ اس ارشاد میں حضور علیہ السلام کی نظرِ رحمت اور کرم و عنایت کیطرف اشارہ ہے۔ کہ میلاد کی محفلوں کو سجانے، اہتمام و انتظام کرنے والے حضورؐ کی عنایات کے امیّدوار رہیں — کیونکہ اُن کی شان یہ ہے کہ —

دَر کھول کے رحمت کا، برکت کا، کرامت کا
ہر وقت مرے مولا، منگتوں کو بُلاتے ہیں
تطہیر کی چادر کا، صدقہ ہو عطا مجھ کو
اے خضرِ جہاں مجھ کو دُکھ درد ستاتے ہیں

علاّمہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (جن کی تحقیق پر سب فرقوں کے اور جماعتِ اہلسنّت کے علماء اعتماد کرتے ہیں) سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے

امام حسن بصری کا قول: امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں — امام خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں —

وَدِدْتُ لَوْ کَانَ لِیْ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ ذَھَبًا، فَاَنْفَقْتُہٗ عَلٰی قِرَاءَۃِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو — اور میں اُسے حضور علیہ السلام کے میلاد شریف پڑھنے پر خرچ کردُوں۔

marfat.com

فرمانِ جُنید بغدادی: سُلطان الاولیاء حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔

مَنْ حَضَرَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَظَّمَ قَدْرَہٗ فَقَدْ فَازَ بِالْاِیْمَانِ۔

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہُوا اور اُس کی تعظیم کی تو وہ ایمان کیساتھ کامیاب ہوگا۔

فرمانِ معرُوف کرخی: حضرت معرُوف کرخی قدس اللہ سرّہٗ کا فرمان ہے جس شخص نے حضورؐ کے میلاد شریف کے کھانے کا اہتمام کیا —— وَجَمَعَ اِخْوَانًا —— اور اپنے بھائیوں، عزیز و اقارب کو جمع کیا —— وَاَوْقَدَ سِرَاجًا —— اور چراغاں کیا —— وَلَبِسَ جَدِیْدًا —— اور نئے کپڑے پہنے —— وَتَبَخَّرَ —— اور خوشبو سُلگائی —— وَتَعَطَّرَ —— اور عطر لگایا —— تَعْظِیْمًا لِمَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ —— اور یہ سب اہتمام اُس نے حضورؐ کے میلاد کی تعظیم میں کیا —— حَشَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الْفِرْقَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَکَانَ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ —— اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن نبیوں کے پہلے گروہ کے ساتھ اٹھائے اور وہ اعلیٰ علّیین میں جگہ پائے گا (النعمۃ الکبریٰ ص ۹)

نعمتِ کبریٰ میں کافی بزرگانِ دین کے اقوال موجود ہیں جو اہلِ ایمان کے لئے باعثِ سکون قلب ہیں۔

ان عظیم علماء و اولیاء کے اقوال کے مقابلے میں —— ابنِ تیمیہ کے ذاتی اقوال و خیالات کی کیا حیثیت ہے —— اور اقوال الاخیار کے مقابلے میں ابن الحاج کے نظریات کو کون پوچھتا ہے —— ابنِ تیمیہ جن کی عقل و خرد پر اُن کا علم (اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ) بن کر ایسا حاوی ہُوا کہ انکی فہم و فراست

marfat.com

ادر اِدرا کی قوتوں کو چاٹ گیا ــــ اُن کی شدّتِ طبع کے اور بھی کافی عوامل ہیں ــــ اُن کی ایک طبعی بیماری نے اُن کے مزاج میں چڑچڑا پن پیدا کر دیا تھا ــــ جس کی وجہ سے وہ علماء ذی وقار پر فوراً کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیتے تھے ــــ اُن کی اس عادت نے انکو ذاتی طور پر بہت پریشان کیا ــــ اُن کی ایسی کتابوں کو جن سے امّت میں فتنہ و فساد پیدا ہونے کا خطرہ تھا، ضائع کر دیا گیا ــــ انہوں نے جو مذہب میں نئی راہیں نکالنے کی کوشش کی ان امور میں وہ تنہا ہیں ــــ اُن کے چند شاگردوں کے علاوہ انکے نظریات کو علماء اسلام نے قبول نہیں کیا ــــ اُن کے اٹھائے ہوئے سوالات کا اُس دور کے علماء نے دلائل کے ساتھ ردّ کیا۔

علاّمہ ابن کثیر: علاّمہ ابن کثیر (جو مفسّر، محدّث، مورخ ہیں) شیخ ابن تیمیہ کے قریبی شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں ــــ انہوں نے میلاد شریف پر ایک پوری کتاب (ذکر مولد رسول اللہ و رضاعۃ) لکھی ہے ــــ انہوں نے اس میں لکھا ہے ــــ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ــــ اور اس کے حبیب اور اس کے خلیل ہیں ــــ "اللہ تعالیٰ نے" اُن کو مبعوث فرمایا اس شان کے ساتھ۔

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ، وَبَشِيْرًا لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ، وَنَذِيْرًا لِّلْكَافِرِيْنَ ، وَاِمَامًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ، وَشَفِيْعًا لِّلْمُذْنِبِيْنَ ، (ذکر مولد رسول اللہ ص ۱۳، مصنف ابن کثیر، مطبوعہ لاہور)

کہ وُہ رحمۃ للعٰلمین تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں، تمام مومنوں کے لئے بشیر ہیں، تمام کافروں کے لئے نذیر ہیں ــــ اور تمام پرہیزگاروں کے امام ہیں ــــ اور تمام گنہگار مومنوں کی شفاعت فرمانے والے ہیں۔

marfat.com

"شفاعت فرمانے والے ہیں" کے جملے پر وہ لوگ غور کریں جو خود کو علامہ ابن کثیر کے علمی وارث قرار دیتے ہیں لیکن شفاعتِ رسول کا بڑے زور وشور سے انکار کرتے ہیں ہمارا تو عقیدہ ہے۔

جو دے گا قیامت میں محمدؐ کا حوالہ
دوزخ کے فرشتے اُسے آزاد کریں گے

علاّمہ ابن جوزی محدّث : علامہ ابنِ جوزی محدّث حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "مولدُ العروس" میں لکھا ہے فرماتے ہیں۔

وَجَعَلَ لِمَنْ فَرِحَ بِمَوْلِدِہٖ حِجَابًا مِنَ النَّارِ وَسِتْرًا۔

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی کرے وُہ خوشی دوزخ کی بھڑکتی آگ کے لئے پردہ بن جائیگی۔

وَمَنْ اَنْفَقَ فِیْ مَوْلِدِہٖ دِرْھَمًا وَکَانَ اَلْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَہٗ شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

(مولد العروس ص ۹ مطبوعہ سیالکوٹ)

اور جس نے حضورؐ کے میلاد میں ایک درہم خرچ کیا، تو مصطفےٰ کریم اس کیلئے شفاعت فرمائیں گے اور آپکی شفاعت قبول ہوگی۔

میلاد کی خوشی منانے کا اجر و ثواب تو آپ نے جان لیا اب جو میلاد شریف محافل منعقد کرنے سے روکتا ہے اور جشنِ میلاد شریف کی مخالفت کرتا ہے اس کے بارے بھی جان لیں۔

مُنکرینِ میلاد پر نزولِ مصائب : علاّمہ محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الارشاد الی مباحث المیلاد" میں لکھا ہے کہ نواب محمد علی خان بہادر

marfat.com

والیٔ ٹونک نے ایک کتاب لکھی جس کا نام (مِرْآۃُ السُّنَّۃِ لِرَدِّ قُبحِ المَجَالِسِ المَمُوْلِدِیَۃِ) رکھا" والیٔ ٹونک" نے اس کتاب میں مجالس میلاد کے متعلق بہت سخت سُست لکھا، آخر چند روز کے بعد ہی حکومتِ ٹونک سے معزول ہو کر بنارس میں نظر بند کیئے گئے۔

● نواب صدیق حسن صاحب بہادر نے ریاست بھوپال میں" امیر الملک والاجاہ" کا خطاب خاص حاصل کیا — کسی نے اتفاقاً اُن کے زیرِ حکومت مجلس میلاد منعقد کی۔ نواب صاحب نے اس کو سخت دھمکایا اور حکم دیا کہ اس کا مکان بھی کھود کر معدوم کیا جائے — تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ نوابی جاتی رہی — کسی نے ان کی معزولی کی تاریخ یوں لکھی ہے ؎

چہ نواب بھوپال معزول شُد — بگیرید پند اَیُّھَا الغٰفِلُوْنَ
پۓ سال تاریخ ہاتف زغیب — چنیں گفت لَا یُفلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

(الارشاد الی مباحث المیلاد ص ۴۵ مصنف علامہ آسی رح مطبوعہ لاہور)

نوابؔ صاحب : نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مُقلّد (اہلحدیث) تھے یُوں کہنا مناسب ہو گا کہ آنجناب برِّصغیر پاک و ہند کے تمام غیر مُقلّدین جو خود کو اہلحدیث کہتے کے سردار و پیشواء اور اُن کے سب سے بڑے رہنما ہیں یا یُوں سمجھیں کہ برِّصغیر کے غیر مقلدین اُن کے مقلدین ہیں — عرفِ عام میں اُن کو وہابی کہا جاتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ جب آپ نے میلاد کی محفل کی سختی کے ساتھ مخالفت کی اور نوابی سے معزول ہونے کے بعد شائد آپ کے دل میں کسی احساس نے کروٹ لی تو خود اپنے قلم سے میلاد شریف کے حق میں ایک کتاب لکھی جس کا نام (الشَّمَامَۃُ العَنبَرِیَّۃ مِن مَّوْلِدِ خَیرِ البَرِیَّۃِ) ہے اب اس کے چند حوالے پیش کرتا ہوں

marfat.com

شاید اپنے پیشوا کی تحقیق پر غیر مقلدین اعتماد کرتے ہوئے میلاد کے بارے میں اپنے نظریات پر نظر ثانی کریں۔

● نواب صاحب اپنی کتاب میں محفل میلاد شریف اور ذکرِ مصطفےٰ علیہ السلام کے بارے لکھتے ہیں۔

کہ" اس میں کیا بُرائی ہے کہ اگر ہر روز ذکرِ حضرتؐ نہیں کر سکتے تو ہر اُسبُوع (ہر ہفتہ)، یا ہر ماہ میں التزام (کسی چیز کو لازم کر لینا) اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت و دل وہدیٰ وولادت ووفات آنحضرت کا کریں، پھر ایّام ماہِ ربیع الاوّل بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات وآثار کو پڑھیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں"۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۵)

نواب صاحب کی اُردو پرانے زمانے کی ہے اسلئے سمجھنے میں دُشواری ہوگی۔

● حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں نواب صاحب لکھتے ہیں۔

(۱) آپ پشت سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسے سامنے سے۔

(۲) اور رات وتاریکی میں مثل دن کے دیکھتے تھے۔

(۳) آپ کا تھوک آبِ شور کو شیریں کر دیتا اور شیر خوار کے لئے غذا ہو جاتا۔

(۴) آپ کی بغل سفید تھی متغیر اللون نہ تھی، اس میں بال نہ تھے۔

(۵) کبھی آپ کو جمائی نہ آئی نہ کبھی احتلام ہوا۔

(۶) آپ کا پسینہ مشک سے زیادہ پاکیزہ تر تھا۔

(۷) آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور نہ دُھوپ وچاندنی میں سایہ آپ کا نظر آتا اور نہ مکھی آپ کے کپڑے پر بیٹھتی۔

(۸) اور آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اُس کے

marfat.com

اذان اور اقامت کے ساتھ" (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۵۱/۵۲)

نواب صاحب کے ان اقوال جو احادیث نبوی کا ترجمہ ہیں پر وہ لوگ توجہ کریں جو نواب صاحب کو اپنا مقتدا سمجھتے ہیں ـــــ نواب صاحب نے تو میلاد شریف کے بارے پوری کتاب لکھی اور ان کے پیروکار اور ہم مسلک میلاد شریف پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے صادر فرمائیں یہ کہاں کا انصاف ہے کم از کم اپنوں کی بات تو مان لیں ـــــ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ نہ چاند کی چاندنی میں ـــــ نہ سورج کی روشنی میں ـــــ اور اُن کو متبعین کہتے ہیں کہ حضورؐ کا سایہ تھا ـــــ وُہ سرکار کو بے مثل مانتے ہیں ـــــ یہ اپنی مثل کہتے ہیں وُہ کمالات رسُول کے قائل ہو گئے تھے ـــــ اور یہ ابھی تک انکار کر رہے ہیں ـــــ ہمارا ایمان ہے کہ۔

کمال نزہے زمانے سے ہر کمالِ رسُولؐ
نہیں ہے خلقِ خدا میں کوئی مثالِ رسولؐ
نبیؐ کا نُور ہے تاروں میں چاند میں تاباں
جلالِ مہر میں رخشندہ ہے جلالِ رسولؐ
(خضر)۔

ـــــ ٭ ٭ ٭ ـــــ

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر ۱۵

ربیع الاوّل کے تیسرے جمعہ کی تقریر	بوقتِ ولادت معجزات، آثار

مچی ہے دھوم عالم میں حبیب کردگار آئے
سجا کے سر پہ تاج "لِیۡ مَعَ اللّٰہ" تاجدار آئے
وہ آئے تو جہاں میں رحمت پروردگار آئی
خدائے پاک سے لیکر شہر وہ اختیار آئے

(خضر)

حضراتِ گرامی! آج جمعہ شریف کے خطبہ میں مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت باسعادت کے موضوع پر گفتگو ہوگی ___ آپ کی ولادت سے تمام جہانوں میں رحمتِ خداوندی کے نقارے بجنے لگے ___ ظلم وجبر کی چکّی میں پسی ہوئی انسانیت پر خدا تعالیٰ کو رحم آگیا ___ کفر وشرک کی آندھیوں کے تھپیڑوں سے بے حال آدمیّت پر مولا تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا، کہ مرجھائے ہوئے چہروں پر مسرت کا غازہ بکھر گیا ___ کلیوں کو تبسّم اور گلوں کو تازگی مل گئی ___ شجر پتّوں کی تالیوں میں جھومنے لگے ___ پتھروں کو زبان مل گئی ___ ہر طرف خدائے رحیم وکریم کے انوار کی بارش برسنے لگی۔

حضور کی آمد سے پہلے تمام نبیوں سے حضور علیہ السلام پر ایمان لانے

marfat.com

اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا تھا۔

آیت نمبر ا : وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ○

(پارہ ۳ سورۂ آلِ عمران آیت ۸۱)

ترجمہ : اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ وعدہ، کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اُن (کتابوں اور نبوتوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور بالضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

● علامہ امام حسین بن مسعود بغوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "مَعَالِمُ التَّنْزِیْل" میں مذکورہ آیت کے ضمن میں لکھا ہے فرماتے ہیں کہ اللہ ربّ العزّت نے (روزِ میثاق) حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے اُن کی تمام اولاد کو برآمد کیا

وَالْاَنْبِیَاءِ فِیْھِمْ کَالْمَصَابِیْحِ وَالسُّرُجِ وَاَخَذَ عَلَیْھِمُ الْمِیْثَاقَ فِیْ اَمْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(تفسیر بغوی ج ۱ ص ۳۲۲ مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

marfat.com

اور انبیاء اُن میں چراغوں کیطرح (چمک رہے) تھے اور اُن سب (انبیاء) سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا۔"

مطلب یوں سمجھیں کہ اے انبیاء جب تمھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوّت و رسالت عطا ہو اور پھر تمہاری نبوّت و رسالت کی تصدیق کرنے والا میرا محبوب محمد مصطفےٰ تشریف لائے تو تم ان پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اور یہ تمہارے لئے لازمی اور ضروری اَمر ہے۔

اس آیت مبارکہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آقا علیہ السلام کی تشریف آوری سے ہزاروں سال پہلے انبیاء کی بزمِ انوار میں حضورؐ کی آمد کا چرچا کیا جا رہا ہے اور انبیاء کو تاکید کے ساتھ آپؐ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

خیال رہے کہ جس محفل میں حضور پُر نور کی تشریف آوری کا ذکر ہو اس محفل کو مسلمانوں کی زبان میں محفلِ میلاد کہتے ہیں۔

یومِ ولادت رسولؐ کے دن خوشی وہ مناتا ہے، جس کو نبی کی آمد کی خوشی ہو اور جو ناخوش ہو؟ آپ خود ہی سمجھ لیں کہ وہ شخص کس زمرہ میں آتا ہے۔ جس شخص کو رسالت مآب ــــ آفتابِ عالم تاب کا صحنِ عالم میں قدم رکھنا گوارا نہیں ــــ وہ ہمارا نہیں۔

آیت نمبر ۲ : فرمانِ خداوندی ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

(پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۲۸)

marfat.com

ترجمہ : بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اُس پر تمہارا مشقت میں پڑنا، بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ، بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی تشریف آوری کا ذکر ایک اور انداز میں بیان فرمایا ـــ مِنْ اَنْفُسِكُمْ سے مراد یہ ہے کہ جو رسول تمہارے پاس آیا وہ ـــ تم میں سے ـــ یعنی اسمٰعیل کے نسب سے ہے اور تم اُسے خوب جانتے ہو ـــ اور اس کے ہر اندازِ کریمانہ سے تم واقف ہو ـــ یہ رسول رؤف بھی اور رحیم بھی ہے ـــ کریم بھی ہے اور آمنہ کا دُرِّ یتیم بھی ہے ـــ قاسم بھی ہے اور قسیم بھی ہے ـــ نورِ مبین بھی ہے ـــ رحمۃ للعلمین بھی ہے ـــ جمیل بھی حسین بھی ہے ـــ بے کسوں کا معین بھی ہے ـــ نازنینوں کا نازنین بھی ہے۔

حبیبِ کبریا، فخرِ رُسل، نورِ مبیں آیا
نرالا ہے جو ہر مخلوق سے وُہ مہ جبیں آیا
غریبوں کا سہارا، آمنہؑ کی آنکھ کا تارا
یتیموں، غم کے ماروں، ناتوانوں کا مُعیں آیا
خضر ایمان والوں کیلئے وہ عید کا دن ہے
کہ عالم میں تھا جس دن رحمۃ للعلمیں آیا

آیت نمبر ۳ : اللہ کریم فرماتے ہیں :

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا

marfat.com

مِنۡ قَبۡلُ لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ٥

(پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران آیت ۱۶۴)

ترجمہ: یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جب اُس نے بھیجا اُن میں ایک رسول انہیں میں سے، پڑھتا ہے اُن پر اللہ کی آیتیں، اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں کتاب و حکمت، اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیتِ مُبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اور غیر مُبہم انداز میں اعلان فرمایا ہے کہ میں نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔

کہ اُن میں اپنا پیارا رسول بھیجا اس سے مراد تمام مسلمان ہیں عربی ہوں یا عجمی سب پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان ہُوا ــــ اللہ تعالیٰ نے ایسا رسول اُن میں بھیجا ــــ جو باعثِ تخلیقِ کائنات ہے ــــ جو وجہِ تکوینِ مُمکنات ہے ــــ جو صاحبِ کمالات و معجزات ہے ــــ جو رسولِ ارضین و سماوات ہے ــــ جس کی بات خدا کی بات ہے ــــ جو انہیں قرآن سکھاتا ہے ــــ اور علم و حکمت کی باتیں سُناتا ہے ــــ جو اَن پڑھوں کو پڑھاتا ہے ــــ اور اُن کی بگڑی بناتا ہے ــــ اُن کے دلوں کو پاک فرماتا ہے ــــ وہ رسول ﷺ: لوگوں کے عقیدوں کو سنوارنے آیا ــــ ان کے دلوں کو نکھارنے آیا۔

اوڑھ کر نورِ حقیقت کی ردا آیا ہے
مظہرِ ذاتِ خدا، شاہِ ہدیٰ آیا ہے
خضرِ جس کا نہیں کونین میں کوئی ثانی
وہ نبی ﷺ ساری مثالوں سے وری آیا ہے

حضرت عبدالمطلب کا خواب : علامہ امام اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح البیان میں رقمطراز ہیں کہ حضور علیہ السّلام کے دادا جناب عبدالمطلب نے ایک رات خواب دیکھا ـــ اور خواب سے گھبرا کر اُٹھے اور ایک طرف چل پڑے ـــ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں اُن کے پیچھے چل پڑا تاکہ معلوم کروں کہ آپ کیا کرتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں ـــ " فرماتے ہیں کہ میری اتنی عمر تھی" کہ میں باتوں کو سمجھ سکتا تھا ـــ حضرت عبدالمطلب قریش کے کاہنوں کے پاس تشریف لے گئے ـــ اور فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک لٹکتی ہوئی زنجیر دیکھی جو کہ میری پشت سے نکلی جس کے کنارے تھے ـــ اس کا ایک کنارہ مشرق میں اور ایک مغرب میں ـــ تیسرا آسمان پر اور چوتھا تحت الثریٰ تک پہنچ چکا تھا ـــ میں دیکھ رہا تھا کہ اچانک وہ زنجیر سرسبز وشاداب درخت بن گیا اور اس سے نور چمکنے لگا ـــ میں اس حالت میں تھا کہ میرے پاس دو بزرگ تشریف لائے ـــ میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا آپ کون ہیں؟ قَالَ اَنَا نُوْحٌ نَبِیُّ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـــ انہوں نے فرمایا میں تمام جہانوں کے رب کا نبی نوحؑ ہوں۔

فرماتے ہیں پھر میں نے دوسرے بزرگ سے دریافت کیا۔

قَالَ اِبْرَاهِیْمُ خَلِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـــ انہوں نے فرمایا میں ابراہیم خلیل رب العلمین ہوں۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ ثُمَّ اِنْتَبَهْتُ ـــ

کاہنوں نے کہا اگر تو نے یہی خواب دیکھا ہے تو تجھے مبارک ہو۔

لَیَخْرُجَنَّ مِنْ ظَهْرِكَ نَبِیٌّ یُّؤْمِنُ بِهٖ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلُ الْاَرْضِ ـــ کہ تمہاری پشت سے ایک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوگا جس کی نبوت پر آسمان

marfat.com

زمین والے ایمان لائیں گے۔

اور زنجیر کے پھیلنے میں یہ اشارہ ہے کہ آپؐ کی پیروی اور غلامی کرنیوالے اَن گنت ہوں گے ـــ اور وُہ آپس میں اس طرح متحد ہوں گے کہ ان کا مختلف ہونا اس طرح ہے، جس طرح زنجیر کا ٹوٹ کر بکھرنا مشکل ہے ـــ اور پھر زنجیر کے درخت بن جانے میں اشارہ یہ ہے کہ آپ کا دین قیامت تک رہیگا ـــ اور آپ کا ذکر مبارک بلند و بالا رہے گا [۱]

حضور علیہ السلام اپنے دادا کے خواب کی تعبیر ہیں ـــ اُن کو خواب میں یہ اشارہ ہُوا کہ تیری پشت سے پیدا ہونے والا نبیؐ ـــ کائناتِ ارض و سماوی کا رسول ہوگا ـــ جس کا چرچا چار دانگ عالم میں ہوگا ـــ یا پھر یوں کہہ لیجئے۔

ہاتفِ غیب سے آتی تھی صدا آتا ہے
فرش پر مالکِ ارضین و سما آتا ہے
فخر ہے جس کیلئے عالمِ امکان بنا
مصطفٰےؐ پیکرِ انوار و ضیاء آتا ہے

حضورؐ کے دادا :

حضرت علامہ قاضی سید احمد دحلان شافعی مفتیٔ اعظم مکہ اپنی معرکۃ الآرا کتاب "اَلسِّیرَۃُ النَّبَوِیَّۃُ وَ الْآثَارُ الْمُحَمَّدِیَّۃ" میں رقمطراز ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب بن ہاشم قریش میں نہایت حلیم ـــ اعلیٰ بُردبار، صاحب علم و دانش تھے۔

وَکَانَ مُجَابُ الدَّعْوَۃِ [۲] ـــ آپ مستجاب الدعوات تھے۔

---

[۱] : رُوح البیان ج ۲ ص ۱۲۱ [۲] : سیرت دحلانیہ (السیرۃ النبویہ) علیٰ حاشیہ السیرۃ الحلبیہ ج اوّل ص ۲ مطبوعہ لبنان

marfat.com

اور آپ نے خود پر شراب کو حرام کر رکھا تھا ـــــ اور آپ وُہ پہلے شخص ہیں جو حرا کے خلوت کدہ میں چلّہ کشی فرماتے ـــــ اور مخصوص راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے ـــــ

اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ صَعِدَهٗ وَ اَطْعَمَ الْمَسَاكِيْنَ [1] — اور جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ پہاڑ پر چڑھ جاتے اور مسکینوں کو کھانا کھلاتے۔

اور آپ لوگوں سے تخلیّہ کے لئے پہاڑوں پر تشریف لے جاتے۔

يَتَفَكَّرُ فِيْ جَلَالِ اللّٰهِ وَعَظْمَتِهٖ [2] — اور اللہ تعالیٰ کے عظمت و جلال پر غور و فکر کرتے

وَكَانَ يَرْفَعُ مِنْ مَائِدَةٍ لِلطَّيْرِ وَالْوُحُوْشِ فِيْ رُؤُوْسِ الْجِبَالِ [3] — اور آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر پرندوں اور جنگلی جانوروں کے لئے کھانا بکھیر دیتے۔

جس کی وجہ سے آپ کو پرندوں اور جانوروں کا میزبان اور فیاض کہا جاتا

جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر ایک جگہ سفید بال تھے اسلئے آپ کو "شَيْبَةُ الْحَمْد" کہا کرتے ـــــ قاضی دحلانؒ نے علی حلبیؒ ابنِ جوزی سے نقل کیا کہ

كَانَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ يَفُوْحُ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمِسْكِ الْاَذْفَرِ [4] — حضرت عبد المطلب کے بدن سے کستوری کی "راحت خیز اور فرحت بار" خوشبو آتی تھی۔

● قاضی احمد دحلان نے لکھا ہے وَكَانَ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضِيْئُ فِيْ غُرَّتِهٖ — رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ اقدس

---

[1]: ایضاً [2] ایضاً [3]: ایضاً [4] ایضاً ص ۲۱ ؎

marfat.com

ان کی پیشانی میں چمکتا تھا ـــــ اس کے بعد قاضی دحلان نے کسی کا شعر نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ـــــ جناب عبدالمطلب کو "شیبۃ الحمد" اسلئے کہتے تھے کہ آپ کا چہرہ اندھیری رات میں چودھویں کے چاند کیطرح چمکتا تھا۔

● جب ابرہہ نے کعبہ شریف کو منہدم کرنے کے لئے ہاتھیوں پر سوار ہوکر مکّہ پر چڑھائی کی ـــــ تو جناب عبدالمطلب نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان الفاظ کے ساتھ دُعا کی جو شعر کی صُورت میں ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ يَمْنَعُ	الٰہی! انسان اپنی متاع کی حفاظت کرتا ہے
رَحْلَهٗ، فَامْنَعْ رِحَالَكَ	تو اپنی متاع کعبہ شریف کی حفاظت کر اور
وَانْصُرْ عَلٰى آلِ الصَّلِيْبِ	مدد فرما اہلِ صلیب کے مقابلے میں۔
وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ آلَكَ ؎	اپنے بندوں کی آج کے دن۔

آپ کی دُعا کا یہ اثر ہُوا کہ اصحابِ فیل تمام کے تمام ہلاک ہو گئے۔

حضور علیہ السلام کے باپ : حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے والدِ گرامی کا نام نامی عبداللہ ہے ـــــ حضرت عبداللہ نہایت حسین وجمیل تھے ـــــ حلیم اولادِ اسماعیل تھے ـــــ اثرِ دُعائے خلیل تھے ـــــ پیکرِ حیا اور صاحبِ سخا تھے۔ آپ کے اخلاق کا عرب بھر میں شہرہ تھا ـــــ آپ مکّہ کی گلیوں میں جب قدم اٹھا کر چلتے تو نظریں جھکا کے چلتے ـــــ گلشنِ جمال کھلا کے چلتے ـــــ اور ماتھے پر نورِ محمّد سجا کے چلتے ـــــ

جناب عبداللہ جب پیدا ہوئے : جس رات حضرت عبدُاللہ پیدا

؎ : سیرت دحلانیہ ص

ہوئے تو اہلِ کتاب (یہود) نے جان لیا کہ نبیٔ آخر الزمان کی ولادت قریب ہے ــــ اور اس کا سبب یہ ہُوا کہ اہلِ کتاب کے پاس حضرت یحیٰی علیہ السلام کا خون آلود لباس (قبا) جو صُوف کا بنا ہُوا تھا، موجود تھا کیونکہ حضرت یحیٰی علیہ السلام کو کافروں نے شہید کیا تھا ــــ "یہود" آسمانی کتابوں کے مضامین سے واقف تھے اور یہ بات جانتے تھے کہ حضرت یحییٰ کا وہ لباس جب دوسری بار تازہ خون کے ساتھ سُرخ ہو جائے گا اور اس سے چند قطرے ٹپکیں گے تو یہ امر اس بات کی علامت ہوگا کہ نبیٔ آخر الزمان کے والد پیدا ہو گئے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ کی ولادت کے وقت یہی واقعہ پیش آیا جس سے مُلکِ شام کے یہودی حضرت عبداللہ کے جانی دشمن بن گئے [1]

حضرت عبداللہ کہتے ہیں : سرور العباد فی بیان المیلاد میں تاریخ خمیس جلد اوّل صفحہ ۱۸۲ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ نے اپنے والد کو بتایا ــــ کہ جب میں مکّہ سے چل کر کوہِ ثبیرہ پر چڑھ جاتا ہوں تو میری پشت سے ایک نُور نکل کر دو حصّوں میں تقسیم ہو جاتا ہے ــــ ایک حصّہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں چلا جاتا ہے اور پھر یہی نور گول دائرے کی شکل میں تبدیل ہو کر بادل کی طرح میرے سر پر سایہ فگن ہو جاتا ہے ــــ پھر آسمان کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وُہ نور آسمان پر چڑھ جاتا ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد لوٹ کر میری پیٹھ میں مل جاتا ہے۔

● اور جب میں زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے آواز آتی ہے اے وہ

---

[1] : خیر المونس ج ۲ ص ۱۵۹ بحوالہ سرور العباد ص ۱۰۷

marfat.com

ذات جس کی پشت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نور امانت ہے آپ پر میرا سلام ہو۔

● اور جب میں خشک جگہ یا خشک درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں تو وُہ زمین سرسبز ہو جاتی ہے ــــ اور درخت اتنا سرسبز ہو جاتا ہے کہ اپنی ہری بھری ٹہنیاں مجھ پر ڈالتا ہے ــــ اور جب میں وہاں سے علیحدہ ہو جاتا ہوں تو اُن کی پہلی سی حالت ہو جاتی ہے۔

یہ سُن کر خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا ــــ آپ کو خوشخبری ہو ــــ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ کی پشت سے اَکرمُ العَالَمِین پیدا ہوں گے۔

● حضرت عبداللہ جب کبھی لات اور عزّیٰ بتوں کے پاس سے گزرتے تھے تو وُہ بُت اس طرح چیختے تھے جس طرح بلّی چیختی ہے ــــ اور وُہ بولتے اور کہتے ــــ اے وُہ ذات! جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے ہم سے دُور ہو جا، اسلیئے کہ اس نُورِ مقدس کے ہاتھوں ہماری اور دنیا کے تمام بتوں کی ہلاکت ہو گی ؎

جناب عبدُاللہ پر ستّر یہودیوں پر حملہ : پیچھے گزر چکا ہے کہ یہودی حضرت عبداللہ کے جانی دشمن بن گئے تھے (اس خیال کے پیشِ نظر کہ اولادِ اسحاق علیہ السلام سے نبوّت نکل کر اولادِ اسمٰعیل میں آنے والی ہے) چنانچہ ستّر (۷۰) یہودیوں نے آپس میں پختہ عہد و پیمان کیا کہ جب تک عبداللہ کو قتل نہ کریں ہرگز واپس نہیں آئیں گے ــــ اور خیالِ محال سے مکّہ میں آئے ــــ اور موقعہ کی تلاش میں تھے کہ ایک دن جناب عبداللہ شکار کی غرض

؎ : ایضاً ؞

marfat.com

سے تنہا شہر مکہ سے باہر نکلے اور اتفاق سے وہب بن عبدِ مناف (حضورؐ کے نانا) بھی شکار ہی کی خاطر شہر سے باہر تھے ـــــ وہب نے دُور سے دیکھا کہ یہود بدانجام زہر آلود تلواروں کو بے نیام کر کے یکبارگی جناب عبداللہ پر حملہ آور ہوئے جناب وہب نے چاہا کہ حضرت عبداللہ کی مدد کو پہنچ کر اُن کو دشمنوں سے بچائیں کہ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک ایک فوج ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان سے زمین پر اُتری اور اُس نے اُن یہود پر حملہ کر دیا اور اُن کو شکست دی ـــــ وہب بن عبدِ مناف نے آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مکمل ارادہ کر لیا کہ اپنی بیٹی آمنہ خاتون کو عبداللہ کے ساتھ بیاہ دُوں گا۔

اور پھر یہ دیکھ کر خوشی خوشی گھر آئے اور اپنی بیوی کو اس حیرت انگیز واقعہ کی خبر دے کر کہا کہ عبداللہ قریش میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں ـــــ نسب میں شریف ہیں ـــــ اور میں اپنی بیٹی آمنہ کے لئے اس سے زیادہ اچھا کوئی رشتہ نہیں پاتا ـــــ پھر انہوں نے اپنی بیوی ـــــ بی بی برہ کو حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں بھیج کر کہلایا کہ میری التجا ہے کہ میری بیٹی آمنہ کا رشتہ عبداللہ کے لئے قبول فرمالیں ـــــ جس پر حضرت عبدالمطلب راضی ہو گئے اور حضرت عبداللہ کی شادی آمنہ سے کر دی۔[1]

● حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ جس رات حضرت کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی ـــــ تو بنو مخزوم ـــــ اور عبد الشمس ـــــ اور عبدالمناف سے دوسو عورتیں اس رشک و حسد سے مرگئیں کہ حضور کے نورِ مقدس نے بی بی آمنہؓ کے پاک بطن میں قرار پایا۔[2]

---

[1] : سرورالعباد ص $\frac{۱۰۹}{۱۱۰}$ [2] : بحوالہ تاریخ الخمیس ج ص : ۱۸۲ ؎

marfat.com

● قاضی دحلان مکی لکھتے ہیں ـــــ جب قریش کی عورتیں حصولِ نورِ محمدی میں ناکام ہوئیں۔

اِنَّهٗ لَمْ تَبْقَ اِمْرَاَةٌ فِیْ قُرَیْشٍ اِلَّا مَرِضَتْ لَیْلَةَ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بِاٰمِنَةَ۔

(سیرت دحلانیہ ص ۳۰۰)

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کی زفاف کی شب قریش کی (ان طلبگار عورتوں میں سے) ایک بھی عورت نہ بچی جو اس غم میں بیمار نہ ہو گئی ہو۔

رقیقہ بنتِ نوفل : اُن عورتوں میں سے ایک عورت رقیقہ بنتِ نوفل بن اسد بن عبدالعزّیٰ بن قصیّ، ورقہ بن نوفل کی بہن تھی اور اس کی کنیت امِّ قتال تھی اور جو کتب آسمانی پڑھی ہوئی اور علمِ کہانت (فال کے ذریعے باتیں بتانا) میں کامل تھی ـــــ حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو نکاح کے واسطے لے جا رہے تھے تو راستے میں رقیقہ نے حضرت عبداللہ سے عرض کی ـــــ اگر تم مجھ سے نکاح کرو تو میں سو اونٹ دُوں گی ـــــ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت اپنے باپ کے ہمراہ ایک کام کے لئے جا رہا ہوں، واپسی پر اس کا جواب دُوں گا ـــــ القصہ جب آپ کا نکاح ہو گیا اور اسی رات سرکارؐ کا نور بی بی آمنہ کے جسم مقدس میں منتقل ہُوا ـــــ اس کے بعد حضرت عبداللہ بی بی امِّ قتال کے ہاں تشریف لے گئے ـــــ جب اُمِّ قتال کی نظر جناب عبداللہ پر پڑی اور اس نور کو آپ کے رُخِ انور میں نہ پایا، تو کہا کہ مجھے آپ کی حاجت نہیں ہے، کیونکہ میں تو اس نور کی طلبگار تھی ـــــ جس سے محروم ہو گئی ہوں [1]

---

[1] : سیرت ابن ہشام ج اوّل ص ۵۳ بحوالہ سرور العباد ص ۱۱۱

marfat.com

فاطمۃ بنت مرّ الخثعمیہ: اُن عورتوں میں سے ایک عورت کا نام فاطمۃ بنت مرّ الخثعمیہ ہیں —

اس عورت کے بارے میں کتب سیر میں لکھا ہے۔

وَکَانَتْ مِنْ اَجْمَلِ النِّسَاءِ وَاَعَفِّهِنَّ مَرَأَتْ نُوْرَ النُّبُوَّةِ فِیْ وَجْهِ عَبْدِاللّٰهِ

(سیرت ابن ہشام ج اوّل ص ۳۰)

وہ عورتوں سے نہایت حسینہ اور جمیلہ تھی اور پاک دامن تھی۔ جب اس نے نورِ نبوت عبداللہ کے چہرہ پر دیکھا۔

تو خود کو حضرت عبداللہ کے سامنے پیش کر دیا، مگر آپ نے انکار کر دیا۔

تو اُس نے حضرت عبداللہ اور بی بی آمنہ کے نکاح کے بعد چند شعر کہے جنہیں قاضی دحلان نے نقل کیا۔

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ میں اس نُور سے محروم رہی — اور نوزہرہ کی وُہ بی بی کتنی خوش نصیب ہے جس نے یہ نعمت حاصل کی۔

حُسنِ عبداللہ: حضرت عبداللہ کے حُسن وجمال کا عرب میں چاروں طرف چرچا تھا — آپ نہایت خوبصورت تھے —

وَکَانَ عَبْدُاللّٰهِ اَحْسَنَ رَجُلٍ رُؤِیَ فِیْ قُرَیْشٍ۔

(ایضاً)

اور حضرت عبداللہ قریش کے نہایت خوبصورت اور حسین وجمیل تھے۔

حضورؐ کی والدہ: سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی آمنہؓ ہے — آپ وہب کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی پاک دامنی — اخلاقِ حسنہ — اور پاکیزگی سارے خاندان میں ضرب المثل تھی — خالق کائنات نے آپ کو نورِ ہدایت کی امینہ ٹھہرایا۔

marfat.com

اور وُہ نُور، عرب میں کسی اور عورت کے حصّے میں نہیں آیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بار امانت کو اٹھانے کی صلاحیت صرف سیدہ آمنہ میں ہی تھی ——

حضراتِ گرامی ! یہ بات شاید آپ کے علم میں ہو — کہ آج اس دور میں کچھ لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو رسولِ کریمؐ کی ماں آمنہ اور والد عبداللہ کو منبروں پر چڑھ کر دوزخی، جہنمی، کافر اور نہ پتہ نہیں کیا کیا خرافات بکتے ہیں۔ ان لوگوں کو —— نبیؐ کے باپ —— اور علی کے باپ کے سوا کوئی دوزخی نظر نہیں آتا —— ہم اہلسنّت کا عقیدہ اور مسلک ہے کہ حضورؐ کے والدین کریمین جنتی ہیں —— اور ہمارا یہ بھی مسلک ہے کہ حضرت علی کے باپ ابوطالب کی نجات و بخشش بھی ہو گی —— نبوّت کی خدمت کے صلہ میں دوزخ نہیں جنت ملتی ہے —— اور یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ نے آخری وقت میں اپنے ایمان کا اظہار بھی کر دیا تھا ——

لیکن ان تمام حقیقتوں کے باوصف بعض لوگوں پر جنون کی کیفیت طاری ہے، وُہ رسولِ کونین کے والدین کریمین کے خلاف ایسی زبان استعمال کرتے ہیں جو ایک باہوش انسان ہرگز نہیں کر سکتا۔

حضورؐ کی والدہ : یہ وُہ باعظمت خاتون ہیں جنہوں نے بوقتِ ولادت ایسے ایسے عجائبات کا مشاہدہ فرمایا جو کسی دوسری خاتون کے حصّے میں نہیں آئے۔

قریش کے مویشیوں نے ایک دُوسرے کو بشارت دی :

امام علیؒ حلبی نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جس رات کو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ وَالتّسلیم سے جناب آمنہ حاملہ ہوئیں اَنَّ کُلَّ دَابَّةٍ لِقُرَیْشٍ نَطَقَتْ تو قریش کے مویشیوں (چوپایوں) نے

تِلْكَ اللَّيْلَةَ۔ ایک دوسرے کو بشارت دی۔

وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَلَمْ يَبْقَ سَرِيْرُ الْمَلِكِ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا اِلَّا اَصْبَحَ مَنْكُوْسًا[1] کعبہ کے رب کی قسم، دنیا کے بادشاہوں کے جتنے تخت تھے صبح کو سب اوندھے گر گئے تھے۔

دُنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت اوندھے گرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ظلم و جور کا دور ختم ہونے کو ہے ــــ سلطانِ دو عالم بطنِ مادر میں منتقل ہو چکے ہیں ــــ عنقریب انسانیت پر رحمت کا سایہ کئے ہوئے جلوہ گر ہوں گے۔

● خیال رہے کہ قریش کے مویشیوں کو نورِ مصطفےٰ کے بطنِ مادر میں منتقل ہونے کی خوشی ہوئی ــــ ایک دوسرے کو مبارکیں دیں ــــ مسرت سے جھوم گئے ــــ لیکن جن لوگوں کو سرکارؐ کی آمد کی خوشی نہیں ہوتی ــــ کیا وہ مویشیوں ڈھور ــــ ڈنگروں ــــ سے بھی گئے گزرے ہیں؟

اُمّت کا سردارؐ: حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ میں جس وقت حاملہ ہوئی تو مجھے نیند آگئی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ، اے آمنہ تو اس امت کے سردار کی متاعِ عزیز کی امانت دار ہوتی ہے[2]

بُت سرنگوں ہوگئے: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس رات کی صبح کو جس رات حضورؐ علیہ السلام بطنِ مادر میں منتقل ہوئے۔

---

[1]: سیرت حلبیہ ج اوّل ص ۴۷ مطبوعہ بیروت۔ لبنان۔

[2]: زرقانی ج اوّل ص ۱۰۶ بحوالہ الخصور العباد : ۱۸۱ ❖

marfat.com

اَصْنَامُ الدُّنْیَا مَنْکُوْسَۃٌ [1] | دنیا کے تمام بُت سرنگوں ہو گئے۔

بادشاہ گونگے ہو گئے :

شیخ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں — کہ شیخ اکبر شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب "مُحَاضَرَۃُ الابرار و مُسَامَرَۃُ الْاَخْیَار" میں فرماتے ہیں کہ ہم نے احمد بن عبداللہ کی حدیث سے روایت کیا — وہ کہتے ہیں — ہم سے سلطان بن احمد بن ایّوب طبرانی نے بیان کیا — ان کو حفص بن عمرو بن صباح برقی نے خبر دی — اُن سے یحیٰ بن عبداللہ باہلی نے — اُن سے ابوبکر بن ابی مریم نے — اُن سے سعید بن عمرو انصاری نے — اُن سے اُن کے باپ نے — اور انہوں نے کعب الاحبار سے — اور حضرت کعب حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے — ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس رات سرکار علیہ السلام شکمِ مادر میں منتقل ہوئے۔

اَنَّ کُلَّ دَابَّۃٍ کَانَتْ لِقُرَیْشٍ نَطَقَتْ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ وَقَالَتْ! حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ وَھُوَ اَمَانُ الدُّنْیَا وَسِرَاجُ اَھْلِھَا وَلَمْ تَبْقَ کَاھِنَۃٌ مِنْ قُرَیْشٍ وَلَا فِیْ قَبِیْلَۃٍ مِنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ۔

بیشک قریش کا ہر چوپایہ اس رات کو بول کر کہنے لگا۔ اللہ کے رسول شکمِ مادر میں منتقل ہو چکے ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم وُہ دنیا کی امان و پناہ عافیت و حفاظت ہیں۔ اور دُنیا میں بسنے والوں کا چراغ ہیں اور قریش کی کوئی کاہنہ باقی نہ رہی۔ عرب کے قبیلوں میں سے ہر قبیلہ — ایک دوسروں

---

[1] : سیرت حلبیہ ج اول ص ۴۷ ؎

اِلَّا حُجِبَتْ عَنْ صَاحِبِهَا — کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔
یعنی اُن قبائل کے افراد قریب قریب ہونے کے باوجود ایک دُوسرے کو نہ دیکھ سکے"

وَانْتَزَعَ عِلْمُ الْكَهَانَتِ مِنْهَا — اور ان سے علم کہانت چھن گیا۔

● "کہانت کہتے ہیں فال گوئی کو یعنی فال وغیرہ کے ذریعہ سے گزرے ہوئے اور آنے والے حالات کا اندازہ لگانا"

وَلَمْ يَبْقَ سَرِيْرُ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا اِلَّا اَصْبَحَ مَنْكُوْسًا وَالْمَلِكُ مُخَرَسًا لَا يَنْطِقُ يَوْمَهٗ — اور دُنیا کے بادشاہوں میں سے ہر بادشاہ کا تخت (اس رات کی) صبح کو اوندھا ہو گیا اور ہر بادشاہ اس طرح گونگا ہو گیا کہ اس دن میں وہ کوئی بات نہ کر سکا۔

وَمَرَّتْ وَحْشُ الشَّرْقِ اِلٰى وَحْشِ الْغَرْبِ بِالْبِشَارَاتِ وَكَذٰلِكَ اَهْلُ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ — مشرق کے جنگلی جانور مغرب کے جنگلی جانوروں کو خوشخبریاں سُنانے لگے۔ اور اس طرح سمندروں میں رہنے والی مخلوق ایک دوسرے کو بشارتیں دینے لگے۔

وَكُلُّ شَهْرٍ مِنْ شُهُوْرِهٖ نِدَاءٌ فِي الْاَرْضِ وَنِدَاءٌ فِي السَّمَاءِ اَنْ اَبْشِرُوْا فَقَدْ آنَ لِاَبِي الْقَاسِمِ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الْاَرْضِ مَيْمُوْنًا مُبَارَكًا۔ — اور ہر مہینے زمین و آسمان میں ندائیں گونجنے لگیں۔ کہ اب خوش ہو جاؤ کہ ابوالقاسم (محمد رسول اللہ) کے دُنیا میں تشریف لانے کا مبارک وقت اور سعادت کی گھڑیاں قریب آ پہنچیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین از امام نبہانی ص ۲۲۳/۲۲۴)

marfat.com

حضراتِ گرامی! اس روایت پر بار بار غور فرمائیں ـــ زمین والے زمین والوں کو ـــ آسمان والے آسمان والوں کو بشارتیں دے رہے ہیں ـــ جنگلی جانور ایک دوسرے کو خوشخبری سنا رہے ہیں ـــ سمندری مخلوق آپس میں ایک دوسرے کو مژدۂ جانفزا سُنا رہی ہے ـــ اسلئے کہ ان کو اس امر کی خوشی ہوئی کہ اللہ کا آخری رسول آنے والا ہے ـــ رحمت کی بارش ہونے والی ہے ـــ کُفر کی گھٹائیں چھٹنے والی ہیں ـــ شرک کا طوفان تھمنے والا ہے ـــ ظلم وستم کی چکّی میں پسنے والے بے یارو مددگار کا قرار آنے والا ہے۔

ارے یہ تو بتاؤ! جنگلوں ـــ بیابانوں ـــ پہاڑوں اور سمندروں کی تہہ میں رہنے والوں کو، کون بتا گیا ہے؟ ـــ کہ رسولِ دوجہان کی آمد آمد ہے ـــ ظاہر ہے کہ بھیجنے والے نے وحشی جانوروں تک کے دل روشن کر دیئے کہ انہوں نے اس امر کی خوشی منائی ـــ جو خدا مشرق ومغرب والوں کے دلوں میں ایک مخفی امر اُتار کر اُن کے لئے مسرّتوں کا سامان پیدا فرماتا ہے ـــ کیا وہ اپنے نبیؐ کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی عطا نہیں کرتا؟ ارے دیوار کے پیچھے کا علم تو رہا ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو علم مکنون کے خزانے عطا فرما کر عالِمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بنا دیا ـــ

ہاں! تو عرض یہ کر رہا تھا کہ کائنات ارضی وسماوی اس امر کی خوشی میں جھومنے لگی کہ آخرالزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

مسلمانو! ذرا دوسری طرف بھی دیکھئے ـــ اللہ تعالیٰ کا گھر مسجد شریف ـــ اس میں منبر رسولؐ ہے ـــ اور اُس منبر پر کھڑے ہو کر حضورؐ کی آمد پر خوشیاں منانے والوں کو گالیاں دی جا رہی ہیں ـــ یہ گالیاں دینے والے صاحب کوئی عام آدمی نہیں ـــ یہ مولوی صاحب ہیں ـــ فرماتے ہیں میں بہت بڑا

marfat.com

عالم ہوں ــــ میں پوچھتا ہوں کہ فرشتوں کے معلّم سے بھی بڑا ؟ ــــ نہیں ہرگز نہیں ــــ اگر صرف علم ہی صداقت کی دلیل ہوتا تو معلّم الملائکہ کو سچّا تسلیم کیا جاتا۔
لوگو ! یاد رکھو جب زبانوں کے چلن بگڑ جائیں تو خون ریزی کے دروازے کُھل جاتے ہیں ــــ محبّتوں کے گلستان اُجڑ جاتے ہیں ــــ انسانیت تڑپنے لگتی ہے۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفویؐ
جہاں میں آگ لگاتی پھرے بُولہبی!

شیطان چیخنے لگا : علّامہ صفوریؒ نے بیان فرمایا ہے ــــ کہ جب سرکار علیہ السلام شکمِ مادر میں منتقل ہوئے۔

وَصَاحَ اِبْلِیْسُ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْسٍ
شیطان " اللہ کی لعنت ہو اس پر" ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر چیخنے لگا۔

اور تمام شیاطین اُس کے پاس جمع ہو گئے ــــ اور ابلیس سے پوچھنے لگے " اے سردار" تجھ پر کیا مصیبت آن پڑی ــــ شیطان نے اپنی ذرّیت سے کہا ــــ

قَدِ اسْتَقَرَّ مُحَمَّدٌ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ یَبْعَثُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالسَّیْفِ الْقَاطِعِ فَیُغَیِّرُ الْاَدْیَانَ [1]
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطنِ مادر میں قرار پذیر ہو گئے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو تیغ بُرّاں (بہت کاٹنے والی تلوار) کیساتھ بھیجے گا۔ وہ دوسرے دینوں میں تغیر پیدا کر دیگا۔

---

[1] : نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۰۲

"یعنی دیگر تمام اُدیان میں ایسا انقلاب پیدا کر دے گا ۔۔۔ اور انکی قوت کو پلٹ کے رکھ دے گا ۔۔۔ اُنکی حالتوں اور مزاج کو تبدیل کر دے گا"

وَ یُکَسِّرُ الْاَوْثَانَ [1] اور بتوں کو توڑ دے گا

کیا سمجھے آپ ؟ یہی ناکہ حضورؐ کی آمد کی تکلیف سب سے زیادہ شیطان اور اس کی ذرّیت و اولاد کو ہوئی ۔۔۔ وُہ کوہِ اَبُو قُبیس پر چڑھ کر اس طرح چیخنے لگا کہ اس کے سارے چیلے جمع ہو گئے ۔۔۔ شیطان کو بڑا دُکھ ہُوا ہو گا ۔۔۔ بڑے کرب کے ساتھ چلّانے لگا ۔۔۔ یارو ! وہ شیطانِ لعین ہے ۔۔۔ افسوس تو یہ ہے کہ خود کو مسلمان کہنے والے بعض لوگوں کی ۔۔۔ ماہِ ربیع الاوّل شریف میں اس طرح چیخنے چنگھاڑنے اور چلّانے کی آوازیں آتی ہیں جس طرح کوہِ ابو قبیس پر کھڑا ہو کوئی غل غپاڑہ مچا رہا ہو۔

نورِ مکنون :

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت علّامہ شیخ العلماء عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ "روض الافکار" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت سھل رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے ۔۔۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمانا چاہا تو۔

اَمَرَ رِضْوَانَ بَوَّابَ الْجَنَّةِ — رضوانِ جنّت دروغۂ بہشت کو حکم دیا
اَنْ یَّفْتَحَ فِیْ تِلْكَ اللَّیْلَ — کہ اس رات کو کھول دو
اَبْوَابَ الْفِرْدَوْسِ [2] — فردوس اعلیٰ کے دروازوں کو

جنّت الفردوس کے دروازوں کو کھولنے کا حکم دینا ۔۔۔ حبیبؐ کی عظمتوں کا اعلان کرنا ہے ۔۔۔ اور عالَم بالا والوں کے لئے اس میں پیغام یہ ہے ۔۔۔ جنّت

[1] : ایضاً [2] : ایضاً

marfat.com

کی تمام بہاریں صاحب لولاک اور اس کی امت کیلئے ہیں۔

اعلان ہوا : اللہ تعالیٰ کا رضوانِ جنت کو یہ حکم ہوا۔

وَاَمَرَ مُنَادِیًا یُّنَادِیْ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِیْنَ۔ — کہ اے رضوانِ جنت منادی کو حکم دے کہ تمام زمینوں اور آسمانوں میں اعلان کر دے

اَلَا اِنَّ النُّوْرَ الْمَکْنُوْنَ الْمَخْزُوْنَ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ — کہ نورِ مکنون مخزون (یعنی قدرت کے پوشیدہ خزانے میں رکھا ہوا نور) آج کی رات

قَدِ اسْتَقَرَّ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ [1] — شکم مادر میں قرار پذیر ہوا ہے۔

ایک یہودی کی پکار : حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ میں اس وقت سات سال کا لڑکا تھا — دیکھتا کیا ہوں مدینہ منورہ میں ایک یہودی پکارتا پھرتا ہے۔

یَا مَعْشَرَ الْیَهُوْدِ قَدْ طَلَعَ اللَّیْلَةَ نَجْمُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ [2] — اے یہودیو! آج کی رات محمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔

اربابِ حل عقد! اس امر پر توجہ مرکوز فرمائیں کہ نورِ مکنون — عالم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ — رازدارِ کُن فَیَکُوْن — کی منتقلی کا کیسے نفیس انداز میں اعلان کیا جا رہا ہے — ان اعلانات کو وہ لوگ کیا نام دیں گے — جو فرقہ وارانہ جنون میں ہر وقت محزون پھرتے ہیں — یہی وجہ ہے کہ وہ مَطعُون بھی ہیں — اور مَطنُون بھی — وہ بے فنون بھی ہیں — مفتون بھی — اپنی جانوں

---

[1] ایضاً ص ۱۰۳ [2] ایضاً ص ۱۰۳

کو عناد کا روگ لگائے ہوئے حدِ اعتدال سے — بہت آگے نکل چکے ہیں — اگر وہ آج بھی رسولِ خدا کے دامن سے وابستہ ہوجائیں۔ اُن کو سکون وقرار کی دولت نصیب ہوجائے گی — یہ ایک فقیر کا وعدہ ہے — ہم اُن کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آؤ — اپنی علمی صلاحیتوں کو مصطفےٰ کریم کی مخالفت میں برباد نہ کریں — خون ریزی پر اپنی دولت اور مال وزر کو خرچ کر کے تباہی کا سامان نہ کریں — اپنی دولت کو دینِ حق کی اشاعت پر خرچ کر کے اپنے پیارے رسول کی قربت حاصل کریں — کذب وافترا اور دوسروں پر بہتان باندھنے سے انسان شعوری طور پر مفلوج ہوجاتا ہے۔

ہر مہینے : حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانۂ حمل میں مجھے ایک ایسا نور نظر آیا جس سے مشرق ومغرب روشن ہو گئے۔

حَتّٰی رَاَیْتُ قُصُوْرَ بُصْرٰی مِنْ اَرْضِ الشَّامِ [1]

یہاں تک کہ مجھے اس نور کی روشنی میں سرزمین شام میں شہرِ بصریٰ کے محلّات نظر آنے لگے۔

مکّہ معظّمہ کے ایک پہاڑ کے دامن میں بنے ہوئے حجرے میں استراحت فرماتی ہوئی عرب کی ایک خاتون ذی مقام کو ملک شام کے محلّات کس طرح نظر آ گئے — یہ کس کا فیض تھا کہ سنگلاخ پہاڑوں کا سینہ چیرتی ہوئی نظر ملک شام کے محلّاتِ بصریٰ کے مکانات کا مشاہدہ فرما رہی ہیں۔ اہلِ دانش! اس امرِ عجیت کو کیا نام دیتے ہو — جاؤ ان خطیبوں سے پوچھو! جو منبرِ رسول پر بیٹھ کر

---

[1] : ایضاً ص ۱۰۳ ؛

marfat.com

کہتے ہیں ـــــ نبیؐ کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ـــــ اس قسم کے سطحی خیالات کے مالک لوگ اِن حقیقتوں کو کیا سمجھیں گے ـــــ آؤ حضرت اقبالؒ سے پوچھتے ہیں ؎

جو ہو پردوں میں پنہاں چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

بات دُور نکل گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ جب نور مصطفےٰ بطنِ آمنہ میں منتقل ہُوا تو ـــــ پہلے مہینے میں مجھے ایک دراز قد شخص نظر آیا وُہ مجھ سے کہتا تھا۔

اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ـ تجھے بشارت ہو کہ تیرے بطن میں سیدالمرسلین ہیں۔

فرماتی ہیں میں نے پوچھا آپ کون ہیں ـــــ انہوں نے فرمایا ـــــ

اَبُوْہُ آدَمُ ـ میں اس کا باپ آدم ہوں۔

(۲) دوسرے مہینے میں بشارت دینے والے حضرت شیث علیہ السلام تھے فرماتے ہیں

اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِسَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ ـ مبارک ہو تیرے بطن میں سیّد اولین و آخرین ہیں۔

(۳) تیسرے مہینے حضرت نوح علیہ السلام جناب آمنہؓ کے پاس یہ مژدہ سُنانے تشریف لائے۔

اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِالنَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ـ آپ کو مبارک ہو کہ آپکے حمل میں کریم نبیؐ ہیں

(۴) چوتھے ماہ حضرت ادریس علیہ السلام تشریف لائے اور خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا۔

اَبْشِرِیْ فَقَدْ حَمَلْتِ بِالسَّیِّدِ الشَّرِیْفِ وَالنَّبِیِّ الْعَفِیْفِ۔ ـ خوشخبری ہے آپ کیلئے کہ آپ کے حمل میں صاحب شرافت سردار اور نبی خفیف ہیں

marfat.com

(یعنی پرہیز گار، پاکباز نبیؐ)

(۵) پانچویں مہینے حضرت ہُود علیہ السلام تشریف لائے اور مژدۂ نور سُناتے ہوئے فرمایا۔

اَبْشِرِی فَقَدْ حَمَلْتِ سَیِّدَ الْبَشَرِ — مبارک ہو آپکے بطن میں سیّد البشر ہیں۔

(۶) چھٹے ماہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت آمنہ کے پاس تشریف لائے مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا۔

اَبْشِرِی فَقَدْ حَمَلْتِ بِالنَّبِیِّ الْہَاشِمِیِّ — بشارت ہو کہ آپکے بطن میں ہاشمی نبی ہیں۔

(۷) اور ساتویں ماہ جناب اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام سیّدہ آمنہؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا۔

اَبْشِرِی فَقَدْ حَمَلْتِ بِحَبِیْبِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ — آپ کو بشارت ہو کہ آپکے بطن میں تمام جہانوں کے رب کے حبیب ہیں۔

(۸) آٹھویں مہینے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام حجرۂ آمنہ میں تشریف لائے اور ان الفاظ میں ہدیۂ تبریک پیش کیا۔

اَبْشِرِی فَقَدْ حَمَلْتِ بِخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ — مبارک ہو کہ تمہارے حمل میں تمام نبیوں کے ختم کرنیوالے (آخری نبیؐ) ہیں۔

(۹) نویں ماہ حضرت عیسیٰ رُوح اللہ حضورؐ کی والدہ کے پاس عظیم تر مژدہ سنانے تشریف لائے اور فرمایا۔

اَبْشِرِی فَقَدْ حَمَلْتِ بِمُحَمَّدٍ — خوشخبری ہے آپکے لئے کہ آپکے بطن میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

marfat.com

اور پھر اسی ماہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

وَفِيْهِ سَقَطَ التَّاجُ عَنْ رَأْسِ كِسْرٰى۔ | اور اس ماہ میں "شاہِ ایران" کسریٰ کا تاج اس کے سر سے گر پڑا۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۰۲ مطبوعہ مصر)

● بعض علماء کا بیان ہے کہ چوتھے مہینے حضورؐ کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا اور مدینہ شریف میں دفن ہوئے [1] ـــ اس وقت آپ کی عمر پچیس ۲۵ سال تھی ـــ پانچ اونٹ ایک گلہ بکریوں کا ـــ اور ایک کنیز اُمِّ ایمن جن کا نام شریف برکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا چھوڑ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ (ایضاً)

● جب حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا تو فرشتوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا ـــ اے رب تیرا نبیؐ یتیم رہ گیا ہے ـــ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ـــ

أَنَا وَلِيُّهٗ وَحَافِظُهٗ وَنَاصِرُهٗ | میں اُن کا ولی (دوست) ہوں ـــ میں اسکی حفاظت کرنیوالا ہوں ـــ میں اس کا مددگار ہوں۔

(ایضاً ص ۱۰۳)

ولادتِ رسولؐ : حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت میں جب صرف چار دن باقی رہ گئے ـــ تو ربیع الاوّل شریف آٹھویں رات فرشتوں نے ایک ایسا عمل کیا جس کے بیان سے اہلِ ایمان کے دلوں کو کیف و سرور کی دولت نصیب ہوئی۔

---

[1] مسجد نبوی کی توسیع کے وقت حضرت عبداللہ کو سعودی حکومت نے چودہ سو باون (۱۴۵۲) سال بعد از وفات قبر سے نکالا تو آپ کا جسدِ مبارک تر و تازہ تھا اور کفن کی صفائی اور سفیدی میں کوئی فرق نہ پڑا تھا ÷

marfat.com

حضرت علامہ محدث ابنِ جوزی (عبدالرحمان بن ابی الحسن علی) نے اپنی عظیم کتاب "مولدُ العروس" میں لکھا ہے۔

وَفِی اللَّیْلَةِ الثَّامِنَةِ — (ربیع الاوّل شریف) آٹھویں رات کو
طَافَتِ الْمَلَائِکَةُ حَوْلَهَا — (سیدہ آمنہ امینہ) کے ارد گرد فرشتوں نے طواف
لَمَّا قَرُبَ وَضْعُهَا وَدَنَا [1] — کیا کیونکہ حضورؐ کی ولادت کی گھڑیاں نزدیک آ پہنچی تھیں

تین عورتیں :

حضرت آمنہ امینہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ربیع الاوّل شریف کی بارھویں رات (ولادتِ حضورؐ سے تھوڑی دیر پہلے) کو دردِ زہ لاحق ہوا — اور مجھ پر ایک رعب سا طاری ہو گیا — اور میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں — میں اسی کیفیت کے عالم میں تھی — کہ میں نے دیوار کو پھٹتے ہوئے دیکھا —
وَخَرَجَ مِنْهُ ثَلَاثُ نِسْوَةٍ [2] — اور اس دیوار سے تین عورتیں رونما ہوئیں۔

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں — وہ عورتیں دراز قامت اور عبد مناف کی صاحبزادیوں کے مشابہ تھیں — انہوں نے سفید لباس اور تہہ بند باندھ رکھے تھے۔
تَفُوحُ مِنْهُنَّ رَائِحَةُ الْمِسْكِ [3] — اور ان سے کستوری جیسی خوشبو مہک رہی تھی — اور اُن کا کلام بہت ہی شیریں تھا — انہوں نے مجھے فرمایا کہ آپ ہم سے قطعاً خوف زدہ نہ ہوں۔

- فرماتی ہیں میں نے ان خواتین سے دریافت کیا آپ کون ہیں ؟

قُلْنَ حَوَّاءُ وَآسِیَةُ وَمَرْیَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ [4] — انہوں نے جواب دیا ہم حوّاؑ، آسیہؑ اور مریمؑ بنتِ عمران ہیں۔

---

[1] : مولد العروس ص ۶ مطبوعہ دار الکتب بیروت - لبنان [2] [3] ایضاً [4] : مولد العروس ص ۲۶ ؛

فرماتی ہیں پھران خواتین کے بعد میرے پاس دس دیگر خواتین آئیں میں نے اُن سے پوچھا آپ کون ہیں ؟

فَقُلْنَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ — انہوں نے کہا ہم حُورِعین (بڑی سیاہ آنکھوں والی) میں سے ہیں۔

حَضَرْنَا لِوِلَادَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ [۱] — اور ہم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے سلسلے شامل ہونے کیلئے حاضر ہوئی ہیں۔

● حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میرا دردِ زہ مزید تیز ہو گیا لیکن اس کے باوجود میں نے بوجھ ثقل اور درد محسوس نہ کیا ــــ اور نہ ہی معمول کیمطابق ــــ وَلَا دَمًا اَصْلًا [۲] ــــ میرے ہاں خون کی علامات و نشانات تھے۔

فَکَشَفَ اللّٰہُ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ فَرَأَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا [۳] — اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے اٹھا دیئے میں نے زمین کے مشرق و مغرب کے حصے دیکھ لئے۔

تین جھنڈے : فرماتی ہیں پھر میں نے تین جھنڈے دیکھے اُن میں سے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں نصب کر دیا گیا ــــ اور ایک کعبہ شریف کے اُوپر گاڑ دیا گیا۔

وَرَأَیْتُ الْمَلَائِکَةَ اَفْوَاجًا [۴] "اور میں نے فرشتوں کو فوج در فوج دیکھا"

پھر میں نے پرندوں کو دیکھا کہ انہوں نے فضائے آسمانی کو ڈھانپ رکھا تھا۔

---

[۱] : ایضاً [۲] ایضاً [۳] ایضاً [۴] ایضاً ص ۲۶ ؎

marfat.com

ان کے پاؤں اور رنگ سبز تھے ـــ اور ان کی چونچیں یاقوت سے بھی زیادہ حسین و جمیل تھیں ـــ اور یہ پرندے مختلف زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کے نغمے آلاپ رہے تھے ـــ آمنہ فرماتی ہیں پھر مجھے پیاس لگی تو اچانک ایک پرندہ میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں سفید موتیوں سے زیادہ خوبصورت گلاس تھا ـــ جس میں ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا مشروب تھا ـــ میں نے وہ سارے کا سارا پی لیا اور وُہ بہت ہی خوشگوار لگا ـــ اور پھر اس کے بعد میں نے اپنے پروردگار کی ان الفاظ میں حمد و ثناء بیان کی۔

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ	اے حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا فرمانے والے
وَیَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ	اے دُعائیں قبول و منظور فرمانے والے '
وَیَا غَافِرَ الذَّنْبِ	اے بخشنے والے گناہوں
وَالْخَطِیْئَاتِ	اور خطاؤں کے
وَیَا کَاشِفَ الضُّرِّ	اے ٹلنے والے نقصان دہ چیزوں
وَالْبَلِیَّاتِ	اور بلاؤں کے
یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ [1]	اے تمام جہانوں کے پالنے والے

● حضرت آمنہ امینہ فرماتی ہیں میری یہ دعا سن کر آوازیں تھم گئیں اور حرکات سکون و اطمینان میں آگئیں اور پھر اچانک ایک سفید پرندہ اپنے دو پَروں کے ساتھ میری پشت پر سے گزرا۔

فَوَضَعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [2]	اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شکم سے تولّد ہوئے۔

---

[1] : مولد العروس ص ۲۷ [2] ایضاً ؎

marfat.com

حضراتِ گرامی! حضورؐ کی ولادت سے چند لمحے پہلے حضرت آمنہ امینہ نے جو دُعا پڑھی اس پر غور فرمائیں — کہ کوئی کافر اس قسم کی دُعا کرتا ہے — آپ نے جن الفاظ میں اپنے رب کو پکارا کوئی مشرک ایسے الفاظ سے پکارنے کا تصوّر کرسکتا ہے — اگر جواب نہیں میں ہے — تو پھر ان مولویوں کو کیا ہو گیا کہ یہ حضورؐ کی والدہ ماجدہ کو ہر جمعہ کے مبارک دن میں منبرِ رسول پر چڑھ کر سیدہ آمنہ کو کافرہ کہتے اور جہنم کا ایندھن قرار دیتے ہیں — کیا وُہ اسی رسولؐ کے اُمتی ہیں جس پیغمبرؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ امینہ ہے — کہیں ایسا تو نہیں کہ اُن کی دماغی حالت بگڑ چکی ہے — یا پھر یہ نفاق کی مہلک بیماری میں مبتلا ہیں — یا حسد و عناد کی آگ نے سوچنے اور سمجھنے کی تمام قوتوں کو خاکستر میں تبدیل کر دیا ہے — میرے خیال میں ابن حزم — ابن تیمیہ — یا پھر شیخ نجدی کی کتابوں کے مطالعہ نے ان کے اذہان کو پراگندہ کر دیا ہے — ان حضرات کی کتب اپنے اپنے دور اور وہاں کے علاقائی حالات و سیاسیات کی پیداوار ہیں — کتابیں دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے دور کے اربابِ بست و کشاد کے مسلک پر حملہ آور ہوئے — اور ان کی بے قط اقلام میں ذاتی رنجشوں کی بناء پر شدّت آتی گئی — یہی وجہ ہے ان کو اپنی شدّتوں کے سبب کئی مرتبہ ملک بدر ہونا پڑا۔

وقتِ ولادت معجزات کا ظہور: سیدہ آمنہ خاتون فرماتی ہیں، جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنا تو آپ اس کیفیت میں پیدا ہوئے — کہ آپ

وَضَعْتُهٗ مَكْحُوْلًا — پیدا ہوئے تو آپ کی آنکھوں میں سُرمہ لگا ہُوا تھا۔

مَدْهُوْنًا — جسدِ انور پر تیل ملا ہُوا تھا۔

marfat.com

مُطَيَّبًا — آپ کے پاک جسم سے خوشبو مہک رہی تھی۔

مَخْتُوْنًا — اور آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

سَاجِدًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ — اور آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔

رَافِعًا يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ — اور آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔

وَوَجْهُهٗ يَسْطَعُ نُوْرًا — آپ کے چہرہ انور سے نور کے سوتے پھوٹ رہے تھے

چنانچہ حضرت جبریلؑ نے حضورؐ کو اٹھا لیا ــــ اور آپ کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ لیا ــــ یہ مبارک کپڑا جنت سے لایا گیا تھا ــــ اور جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی کو لے گئے۔

وَطَافَ بِهٖ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا — اور آپؐ کو زمین کے مشرق ومغرب کا چکر لگایا گیا۔

حضورؐ آئے تو چاروں طرف بہار آئی ٭ صبا حضورؐ پہ ہونے کو تھی نثار آئی
خضرؑ کھلا ہے حقیقت کا در حقیقت میں ٭ کہ ہو کے آج حقیقت ہے آشکار آئی

حضرات! اپنے تصور کی نگاہوں سے دیکھیں مکہ کے سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان ایک چھوٹے اور ٹوٹے ہوئے حجرے میں کون آیا ہے؟ــــ جس کی چمک نے چاند کی روشنی کو ماند کر دیا ــــ جس کی خوشبو سے وادیٔ مکہ مہک اٹھی ــــ یہ کون آیا ہے؟ ــــ جس کے آنے سے بادِ بہاری رقص کناں ہے ــــ یہ آنے والا ــــ دنیا کو بسانے والا ــــ

مصطفٰےؐ، نورِ خدا، شاہِ زَمَن ٭ جانِ جاں، روحِ جہاں، مولائے مَن
مظہرِ ذات وصفاتِ کردگار، ٭ شانِ حق، آنِ کرم، حُسنِ بہار
سیّدِ کُل، صاحبِ اُمّ الکتاب ٭ بےمثال و باکمال ولاجواب!

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ۱۶

بعد از ولادت معجزات۔ رضاعت	ربیع الاوّل شریف کے چوتھے جمعہ کی تقریر

کفر و کفار کو عالم سے مٹانے آیا
عدل و انصاف کی دُنیا کو بسانے آیا
قاسم نور کی صورت میں خضر نورِ ازل
ذرہ خاک کو مہتاب بنانے آیا

ایمان والو! گذشتہ جمعہ کی تقریر میں قبل از ولادتِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات و آثار جن کا ظہور ہُوا ان کو نہایت مختصر کر کے بیان کیا ـــــ اور اُن لمحات کا ذکر بھی ہُوا جن میں حضور سرورِ عالمیان کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آج اس جمعہ میں بعد از ولادتِ رسول کے معجزات اور سرکار کی رضاعت کا مختصر بیان ہوگا ـــــ جن کی سماعت کرنے سے ایمان کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوں گی ـــــ بے چین دلوں کو قرار ملے گا ـــــ خزاں رسیدہ چمن کو رنگ بہار ملے گا ـــــ زبانوں کو زورِ اظہار ملے گا ـــــ اور اہلِ محبت کو اقتدار ملے گا ـــــ اسلئے کہ ہم اُس نبیؐ کے میلاد و رضاعت کا تذکرہ کرنے والے ہیں ـــــ جو نورِ مجسّم ہے ـــــ جو رسولِ مکرّم ہے ـــــ جو غریبوں کا ہمدم ہے ـــــ جو شاہِ دو عالم ہے

marfat.com

جو صاحب جُودو کرم ہے ۔۔ جو ۔۔ امامِ آدمؑ و نسلِ آدمؑ ہے ۔۔ جو ناظرِ لوح و قلم ہے ۔۔ یہ ذکر کس نبی کا ذکر ہے۔

جس نے باطل کو بھگایا وہ نبیؐ — جس نے ظلمت کو مٹایا وُہ نبیؐ
جس نے ذروں کو عطا کی روشنی — جس نے پھیلائی وفا کی روشنی
روشنی کو جس نے ہے دی روشنی — ہر جگہ پر ہے اسی کی روشنی

عیسٰی راہب: امام جلال الدین سیوطی نے ابُونُعیم اور ابن عساکر کے حوالے سے مسیب بن شریک سے روایت بیان کی ہے ۔۔ کہ شام کے علاقہ میں مرّالظہران کے مقام پر ایک راہب رہتا تھا جس کا نام عیسٰی تھا' اللہ تعالٰی نے اُسے علمِ کثیر سے نوازا تھا اور وہ ہمیشہ اپنے عبادت خانہ میں رہتا تھا اور کبھی کبھار مکہ معظمہ میں بھی آتا تھا ۔۔ ایک مرتبہ اس نے مکّہ میں لوگوں سے مُلاقات کے دوران کہا ۔۔ اے اھلِ مکّہ عنقریب تمہاری سرزمین میں ایک بچّہ پیدا ہوگا' جس کی تمام عرب وعجم والے پیروی کرینگے وہ عرب وعجم کا مالک ہوگا ۔۔ اور اُس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے ۔۔ جو شخص اُس کو پالے اور اس کی پیروی کرے وہ خوش نصیب ہے ۔۔ اور جو اس کی مخالفت کرے گا وہ بدنصیب ہوگا ۔۔ خُدا کی قسم میں نے شراب وکباب کی دنیا کو ترک کر کے' بھوک وافلاس کی سرزمین میں اس کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔

اور پھر قریش کے خاندان میں جب بھی کوئی بچّہ پیدا ہوتا تو وُہ اس کے بارے میں دریافت کرتا اور جب حضورؐ کی علامات نہ پاتا تو اکثر کہا کرتا تھا کہ وہ فرزندِ جلیل ابھی تشریف نہیں لایا۔

جب رسالت مآب کی ولادت ہوئی تو اسی صبح عبدالمطلب عیسٰی راہب کے

marfat.com

عبادت خانہ میں آئے، اور اُسے آواز دی ـــــ اس راہب نے نام پوچھا آپ نے فرمایا میں عبدالمطلب ہوں ـــــ اور پھر وُہ نکل کر آیا اور کہا۔

کُنۡ اَبَاہُ فَقَدۡ وُلِدَ ذٰلِکَ الۡمَوۡلُوۡدُ الَّذِیۡ کُنۡتُ اُحَدِّثُکُمۡ بِہٖ عَنۡہُ یَوۡمَ الۡاِثۡنَیۡنِ۔	"اے عبدالمطلب" تم ہی اس فرزند ارجمند کے دادا ہو جس کی ولادت کے بارے میں، میں تم سے باتیں کرتا تھا وہ آج پیر کے دن پیدا ہو چکا ہے۔

راہب نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اس اُمر کی خبر بھی دی کہ ـــــ

وَھُوَ یُبۡعَثُ یَوۡمَ الۡاِثۡنَیۡنِ	اور وہ پیر کے دن ہی مبعوث ہوگا (یعنی پیر کے دن ہی اس پر وحی نازل ہوگی اور وُہ اپنی نبوّت کا اعلان فرمائے گا۔
وَیَمُوۡتُ یَوۡمَ الۡاِثۡنَیۡنِ وَاِنَّ نَجۡمَہٗ طَلَعَ الۡبَارِحَۃَ ۱؎	اور اس کا وصال بھی پیر کے دن ہوگا۔ بیشک آج رات ہی اسکا ستارا طلوع ہُوا ہے۔

خیال رہے کہ عیصیٰ راہب کی تمام پیشگوئیاں درست ثابت ہوئیں کہ اُس نے انجیل کی بشارتوں کے مطابق یہ تمام باتیں حضرت عبدالمطلب کو بتائی تھیں۔

زمین نُور سے منوّر ہو گئی : ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے اپنی تفسیر میں حضرت عکرمہؓ سے روایت بیان کی ہے۔

لَمَّا وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ نُوۡرًا ۲؎	جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو ساری زمین نُور سے منوّر ہو گئی۔

۱؎ : الخصائص الکبریٰ ج اوّل ص ۵۰ ۲؎ : ایضاً

marfat.com

جبریلؑ کی ٹھوکر سے : ابنِ ابی حاتم لکھتے ہیں کہ ابلیس نے کہا آج کی رات ایک ایسا فرزند پیدا ہوا ہے ــــ جو ہمارے پھیلائے ہوئے برائیوں کے جال کو توڑ دے گا ــــ ہمارے کام خراب کر دے گا ــــ اس پر اس کی تمام ذرّیت اور تمام چیلوں نے کہا ــــ تم اس کے پاس جاؤ اور اس کی فہم و دانش کو متاثر اور خراب کر دو ــــ چنانچہ ابلیس لعین حضور کے قریب ہونے والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا۔

فَرَکَضَہٗ رَکْضَۃً فَوَقَعَ بِعَدْنٍ [۱] حضرت جبریلؑ نے اس کو ایک ٹھوکر ماری اور وہ ملک عدن میں جا کر گرا۔

ہانڈی دو ٹکڑے ہو گئی : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ کوئی بچہ رات کو پیدا ہوتا تو اُسے کسی برتن سے ڈھانپ دیتے تھے ــــ اور رات میں نہ دیکھتے ــــ چنانچہ آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کو بھی ایک ہانڈی میں ڈھانپ دیا گیا۔

فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَتَوُا الْبُرْمَۃَ [۲] جب صبح ہوئی تو وہ ہانڈی کے پاس آئے
فَاِذَا ھِیَ قَدِ انْفَلَقَتْ ثِنْتَیْنِ تو وہ پتھر کی ہانڈی دو ٹکڑے ہو چکی تھی
وَعَیْنَاہُ اِلَی السَّمَآءِ [۳] اور حضورؐ کی نگاہیں آسمان کیطرف لگی ہوئی ہیں۔

یہ دیکھ کر سب کو تعجب ہوا ــــ اس کے بعد آپ کو بنی بکر کی ایک عورت

---

[۱] : ایضاً ص ۵۱ [۲] : خصائص کبریٰ ج اوّل ص ۵۰ [۳] : ایضاً

marfat.com

کے دُودھ پلانے کے لئے بھیج دیا گیا۔ جب اس عورت نے آپ کو دُودھ پلایا۔

دَخَلَ عَلَيْهَا الْخَيْرُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ[1] اور اُس کے گھر میں ہر طرف سے خیر و برکت داخل ہو گئی۔

تمام اُونچے ٹیلے روشن ہو گئے :

ابو نعیم نے داؤد بن ابی ہند سے روایت بیان ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو۔

نَارَتِ الظِّرَابُ[2] تمام اونچے ٹیلے روشن ہو گئے۔

اور جب آپ کو زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں کا سہارا لیا اور آسمان کیطرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے۔ اور جب آپ پر ہانڈی رکھی گئی تو وُہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔

حضرات ! ان روایات و احادیث پر غور فرمائیں کہ سرکارؐ کی آمد پر کیسے کیسے عجائبات ظہور پذیر ہوئے۔ حضورؐ کی ولادت کے موقعہ پر زمین روشن ہو گئی اور بلند ٹیلے جگمگانے لگے۔ مکّہ کی پہاڑیاں درخشاں ہو گئیں۔

ایمان والو ! سب مل کر دُعا کرو کہ میلادِ مصطفٰے پر خوشی منانے والوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والوں کے بھی دل روشن ہو جائیں۔ اور سینوں میں بھڑکنے والے نار کے شعلے گلزار بن جائیں۔ عناد کے

---

[1] : ایضاً [2] : ایضاً

دھوئیں سے تاریک سینے آئینے بن جائیں ـــــ معرفت کے خزینے بن جائیں ـــــ راحت کے سفینے بن جائیں ـــــ سقفِ محبّت کے زینے بن جائیں ـــــ اور مذہبی کمینے، زرینے بن جائیں ـــــ

یہ بھی سرکارؐ کا میلاد منائیں ـــــ اپنے مقدر چمکائیں ـــــ سوئی ہوئی قسمت کو جگائیں ـــــ محبتوں کے جھنڈے لہرائیں ـــــ اپنی بگڑی کو بنائیں ـــــ اور سرکارِ مدینہ کے ہو جائیں ـــــ محبوبِ دوعالم کے گیت گائیں ـــــ اسلئے کہ

زباں بنائی گئی نعتِ مصطفیٰؐ کیلئے
بنی ہے آنکھ فقط دیدِ دلرُبا کیلئے
وُہ خوش نصیب ہیں جنکو خدائے برتر نے
عطا کیا ہے ترنّم تیری ثناء کیلئے

جبریلؑ نے اعلان فرمایا :

علامہ ابنِ حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے ـــــ سرکارؐ کی ولادت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے طاؤس الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا ـــــ آسمانوں میں ـــــ حاملانِ عرش کے پاس ـــــ سدرۃ المنتہیٰ ـــــ جنت ماویٰ میں اعلان کردو ـــــ کہ حکمتِ خداوندی انجام کو پہنچی ـــــ وعدۂ الٰہی پورا ہونے کا وقت آگیا ہے ـــــ جو نبی آخر الزّمان کے ظہور کے بارے میں تھا جو بشیر و نذیر اور سراج منیر ہوں گے ۔

اَلشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ فِی الْیَوْمِ الْعَسِیْرِ ـــ قیامت کے ہولناک دن شفاعت فرمانے والے ہونگے اور انکی شفاعت قبول ہوگی ۔

اَلَّذِیْ یَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ ـــ وُہ نیکی کا حکم دیں گے ۔

marfat.com

وَيَنْهىٰ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور برائی سے روکیں گے۔
صَاحِبُ الْاَمَانَةِ	وہ صاحب امانت ہوں گے۔
وَالدِّيَانَةِ وَالضِّيَافَةِ	وہ صاحب دیانت و ضیافت ہونگے۔
وَالْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ	وہ راہ خدا جہاد کا حق ادا کریں گے۔
فَخَيَّرَهُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهٖ	وہ اللہ کے بہترین بندوں سے ہونگے
وَنُوْرُ اللّٰهِ فِيْ بِلَادِهٖ	اور کائنات ارضی (و سماوی) میں اللہ کا نور ہوں گے۔

حضرت جبریل امین کی زبانی یہ الفاظ بھی دیکھیں —— فرماتے ہیں۔

قَدْ خَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النَّبِيِّيْنَ	"یہ وہ ہیں" جن پر اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ختم کر دیا (یعنی آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا)
وَجَعَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ	"یہ وُہ ہیں" جنکو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنایا گیا ہے۔
وَسَمَّاهُ اَحْمَدَ اَوْ مُحَمَّدًا اَوْ طٰهٰ وَ يٰسِيْنَ۔	(اور آپ کو) احمد و محمد طٰہٰ و یاسین جیسے پیارے ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔
وَاَعْطَاهُ الشَّفَاعَةَ فِي الْمُذْنِبِيْنَ	گنہگاروں کے بارے میں انہیں شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔
وَنَسَخَ بِدِيْنِهٖ وَشَرِيْعَتِهٖ كُلَّ دِيْنٍ (النعمت الکبریٰ ص ۲۸/۲۹)	اور جن کے دین و شریعت کے ساتھ تمام سابقہ دینوں اور شریعتوں کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔

marfat.com

جبریل علیہ السلام کی یہ ندائے دلنواز سُنکر تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں رطب اللسان ہو گئے ــــ جنّت کے دروازے کھول دیئے گئے ــــ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے گئے ــــ کائناتِ ارضی و سماوی میں مسرّتوں کی لہر دوڑ گئی۔

حضرات! آپ نے مذکورہ حدیث میں اوصافِ حمیدہ کا ذکر جبریل کی زبانی سُنا ــــ اب بابِ مدینہ علم کا کلام سنیں اسی سلسلے میں ابنِ حجر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کے لکھتے ہیں کہ ــــ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کے بارے میں پوچھا تو حضرت علیؓ نے فرمایا۔

اعلم انه رسول رب العٰلمين	جان لو بیشک آپ رسولِ رب العٰلمین (یعنی تمام جہانوں کے رسول ہیں)
وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ	آپ چمکتی ہوئی پیشانیوں کے قائد ہیں
وَسَيِّدُ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ	تمام انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ (یعنی تمام نبیوں اور رسول کی سردار کا تاج آپ کے سر ہے)
وَالَّذِیْ كَانَ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ	آپ اُس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان جلوہ گر تھے
رَؤُفٌ بِالْمُؤْمِنِيْنَ	مومنوں کے لئے مہربان۔
وَشَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ	اور گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں
وَرَسُوْلُ اِلٰى كَافَّةِ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ	اور تمام مخلوقات کیلئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

marfat.com

جیساکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

ترجمہ: "محمد مصطفےٰ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں آخری"

مولا علی کرم اللہ وجہہ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

صَاحِبُ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ	صاحب حوض کوثر ہیں
وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ	اور مقام محمود
وَاللِّوَاءِ الْمَعْقُوْدِ	اور لوائے حمد کے مالک ہیں
وَالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى فِيْ يَوْمِ الْمَوْعُوْدِ	اور قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ کے منصب پر جلوہ گر ہونگے آپ امام ہاشمی ہیں
اِمَامٌ هَاشِمِيٌّ	
وَرَسُوْلٌ قُرَيْشِيٌّ	اور رسول قریش ہیں
وَنَبِيٌّ حَرَمِيٌّ	نبی حرمی
مَكِّيٌّ ، مَدَنِيٌّ	مکّی ہیں مَدَنی ہیں
اَبْطَحِيٌّ ۔ تِهَامِيٌّ	ابطحی اور تہامی ہیں یعنی بطحا اور تہامہ میں رہنے والے ہیں۔
اَصْلُهٗ آدَمِيٌّ	ظاہر میں آدمؑ کی نسل سے ہیں۔
وَفَرْعُهٗ نِزَادِيٌّ	نزار کی اولاد سے ہیں
وَحَسَبُهٗ اِبْرَاهِيْمِيٌّ	حسب میں ابراہیمی ہیں
وَنَسَبُهٗ اِسْمٰعِيْلِيٌّ	نسب میں اسمٰعیلی ہیں
وَشَخْصُهٗ عَلَوِيٌّ	(اور حقیقت میں) آپکی شخصیت عالم قدس سے تعلق رکھتی ہے۔

marfat.com

وَنُوْرُہٗ قَمَرِیٌّ — آپ کا نور قمری ہے (کیونکہ قمر کا نور ٹھنڈا ہوتا ہے)

وَلِسَانُہٗ عَرَبِیٌّ — اور زبان عربی ہے۔

وَقَلْبُہٗ رَحْمَانِیٌّ — دل رحمانی ہے

وَبُقْعَتُہٗ حِجَازِیٌّ — اور وطن حجازِ مقدس ہے

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم ص ۳۴، ۳۵)

ہیں آپ مالک و مختار یا حبیب اللہ
تمام نبیوں کے سردار یا حبیب اللہ
برس رہے ہیں ہمیشہ تمام عالم پر
تمہارے نور کے انوار یا حبیب اللہ
تمہارے حسن کو یوسف بھی دیکھنے آئیں
خدا کے ایسے ہوشہکار یا حبیب اللہ

شبِ ولادت ستارے جھکنے لگے :

علامہ ابن کثیر دمشقی نے اپنی کتاب " ذکرِ مولد رسول اللہ" میں — امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے — (امام بیہقی رحؒ نے دلائل النبوۃ اور حافظ ہیثمی رحؒ نے مجمع الزوائد میں اس روایت کو نقل فرمایا ہے) لکھتے ہیں کہ امام بیہقی رحؒ نے اپنی سند کے ساتھ جو عثمان بن ابی العاص ثقفی تک جاتی ہے سے روایت کیا ہے — انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ جس رات سیدہ آمنہ رضؓ کے ہاں رسولِ کریمؐ کی ولادت ہوئی۔ حضرت عثمان ثقفی کی والدہ فرماتی ہیں کہ میں وہیں تھی — فرماتی ہیں — کہ گھر کا کوئی حصہ، کونا ایسا نہ تھا جسے میں نے نور سے معمور نہ دیکھا ہو۔ "یعنی سارا مکان بقعۂ نور بنا ہوا تھا —

فرماتی ہیں ــــ

وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدْنُوْا
حَتّٰی اَنِّیْ لَا قُوْلُ لَتَقَعَنَّ عَلَیَّ

بیشک میں نے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ ستاروں کے جھرمٹ یوں جھک رہے تھے کہ بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ کہیں یہ مجھ پر نہ آ گریں۔

(ذکر مولد رسول اللہ ص ۶۲)

حضرت عثمان ثقفی کی والدہ نے حضور کی آمد پر جن انوار کا ذکر کیا ہے وہ اہلِ ایمان کے نظریات کی پختہ دلیل ہے ــــ آسمانوں کے ستارے چمک رہے ہیں ــــ دمک رہے ہیں ــــ جھک کر سلامی دے رہے ہیں ــــ خوشیاں منا رہے ہیں ــــ اپنی جبینیں جھکا رہے ہیں ــــ اسلئے کہ محبوبِ کبریا تشریف لا رہے ہیں ــــ اور منکرینِ میلاد گھبرا رہے ہیں ــــ اپنا خونِ جگر جلا رہے ہیں ــــ سٹپٹا رہے ہیں ــــ چلاّ رہے ہیں ــــ مسلمانوں کو ورغلا رہے ہیں ــــ فساد کی آگ بھڑکا رہے ہیں ــــ غصّے سے جھنجلا رہے ہیں۔

نبیؐ کے دیں کی حقیقتوں کو یہ لوگ عمداً چھپا رہے ہیں
ہوائے دنیائے دُوں کے بدلے متاعِ ایماں لٹا رہے ہیں
رسولِ حق کی محبتوں کے جہاں جہاں بھی چمن کھلے ہیں
وہاں وہاں پر سے دیں کے دشمن یہ نقشِ الفت مٹا رہے ہیں
اُمن کے دشمن وطن کے دشمن وطن کے سُر و سُمن کے دشمن
یہ اپنی گردن پہ اپنے ہاتھوں سے تیر و خنجر چلا رہے ہیں

رضاعت ــــ **حضورؐ کو دُودھ پلانے والی عورتیں** : حضور سیدِ عالم صلی اللہ

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کو دُودھ پلانے والی عورتوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضورؐ نے جن خواتین کا دُودھ پیا اُن کو دولت ایمان میسّر آئی۔

سیّدہ آمنہؓ : سب سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حقیقی والدہ سیدہ آمنہ امینہ رضی اللہ عنہا کا دُودھ پیا۔

ثوُبیہ : جنابہ ثوبیہ کو سرکار کی پہلی ماں کا شرف حاصل ہُوا یہ ابُولہب کی لونڈی تھیں اور ابولہب نے انہیں اس وقت آزاد کر دیا جب انہوں نے آکر ابولہب جو کہ حضور کا چچا تھا کو خوشخبری سُنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔

عاتکہ : قبیلۂ بنوسلیمہ کی تین خواتین نے سرکارؐ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا — اتفاقاً اُن تین خواتین کے نام عَاتِکہ تھے — اور عاتکہ کی جمع ہے عواتک — حضورؐ کی حدیث ہے۔

اَنَا اِبْنُ الْعَوَاتِکِ مِنْ سُلَیْمٍ [1] — میں بنو سلیم کی عواتک کا بیٹا ہوں

خَوْلَۃ بِنْتُ الْمُنْذِرِ — جنابہ خولہ بنت منذر کو بھی حضورؐ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت حلیمہ کے قبیلے بنوسعد کی ایک عورت نے بھی حضور کو دُودھ پلایا۔

حلیمہ سعدیہ : حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جو شرف حاصل کیا وہ سب سے

[1] : سیرت حلبیۂ جلد اوّل ص ۸۸ . بحوالہ سیرت رسول از علامہ طاہر القادری

marfat.com

جُدا ہے ــــ اس کا آگے ذکر آئے گا ــــ اس طرح جن خواتین کو حضور کی رضاعی مائیں بننے کا شرف حاصل ہوا اُن کی تعداد آٹھ ہے ــــ اور یہ تحقیق شدہ اَمر ہے کہ حضور علیہ السلام کو دودھ پلانے والیوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو ایمان و اسلام کی دولت سے محرُوم رہی ہو۔

حضورؐ کی اَنّائیں : حضور سرورِ عالمیان کی اَنّائیں (کھلانے والیاں) میں سے سب سے زیادہ جس بی بی کا نام آتا ہے وہ ہیں اُمّ اَیمنؓ۔

اُمّ اَیمنؓ : حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے یہ بھی مشہور ہے کہ حضورؐ نے اُن کا دُودھ بھی پیا تھا ــــ یہ حضرت عبداللہ کی کنیز تھیں ــــ جناب عبداللہ نے جو میراث چھوڑی ان میں حضرت اُمّ ایمن بھی ہیں ــــ حضور نے بعد میں اُن کو آزاد فرما دیا تھا ــــ حضورؐ ان کو اُمّیؔ کہتے تھے ــــ حضور کو بڑے لاڈ پیار سے کھلاتی تھیں۔

شیما : یہ حضرت حلیمہؓ کی صاحبزادی تھیں اپنی ماں حلیمہؓ کے ساتھ حضورؐ کی خدمت نگہداشت کے فرائض انجام دیا کرتی تھیں ــــ اور قریشی بھائی کہہ کر پکارتی تھیں ــــ شیما حضور کو ہر وقت گود میں اٹھا کر گھومتی رہتی تھیں اور لوریاں دے دے کر سُلاتی تھیں ــــ اور تھپک تھپک کر لوریاں سُناتی تھیں۔

جھُوم کر لوریاں دیتی تھی ادب سے شیماؔ
اور خوش ہو کے یہ کہتی تھی برادر سو جا

marfat.com

سو جا ہم سب کے مقدّر کو جگانے والے
حُسن کے نور کے انوار کے پیکر سو جا

حلیمہ سعدیہؓ : حضرت حلیمہ سعدیہ بنت ابی ذؤیب — آپکے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزیٰ تھا۔ اور ان کی کنیت ابو کبشہ تھی — حلیمہؓ کا قبیلہ بنو سعد بن بکر بن ھوازن ہے — یہ قبیلہ شجاعت و بہادری اور استقامت کیساتھ ساتھ شرافت و نجابت — اور دیگر انسانی اوصاف کے حوالے نامور اور اچھی شہرت کا مالک تھا — اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

حلیمہ سعدیہؓ کی مکہ آمد : عربوں میں رواج تھا کہ اُن میں جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو اُسے دُودھ پلانے کیلئے دوسرے قبیلہ کی عورت تلاش کرتے تاکہ بچہ اُس سے نجابت و فصاحت حاصل کرے۔ چنانچہ "بنو سعد" کے قبیلے کی عورتیں دُودھ پلانے کیلئے بچوں کی تلاش میں مکہ معظمہ آئیں اور ان کے ساتھ جناب حلیمہؓ کے تمام عورتوں نے بچے حاصل کرلئے تھے — حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میری ساتھی عورتوں کے سامنے لایا جاتا تو وہ یتیم سمجھ کر انکار کر دیتیں — ہمارا نظریہ یہ ہے کہ حضورؐ ہی نے ان دائیوں کو قبول نہ فرمایا ورنہ ان کی کیا مجال تھی کہ انکار کرتیں — فرماتی ہیں جب سب دائیاں بچے لیکر واپس جانے لگیں تو میں نے اپنے شوہر سے کہا — مجھے یہ پسند نہیں کہ میں بغیر بچے کے واپس جاؤں۔ خدا کی قسم میں اس بچے کے پاس ضرور جاؤں گی جس کو یہ چھوڑ آئی ہیں — میرے شوہر نے کہا ضرور جاؤ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہمارے لئے برکت بنا دے۔ پس میں گئی اور اس بچے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لے لیا۔ (سیرت نبویہ از قاضی دحلان)

marfat.com

منادیٔ رحمٰن کی ندا : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ منادیٔ رحمٰن نے ندا کی — اے خلق : یہ محمد بن عبداللہ ہیں اس پستان کو مبارک ہو جو آپ کو دودھ پلائے — پرندے بول اٹھے اے ہمارے رب ہم انہیں اپنے آشیانوں میں اٹھا کر لے جائیں گے اور زمین کی ایک سے ایک پاکیزہ چیز انہیں کھلائیں گے — ابر بولا کہنے لگا اے خدائے لم یزل ہم انہیں زمین پر مشرق سے مغرب تک لئے پھریں گے اور نہایت خوبی سے اُن کی پرورش کریں گے — فرشتے بولے اے خالق جہاں اُنکی پرورش کے ہم زیادہ مستحق ہیں — خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَدْ اَجْرَيْتُ ذَالِكَ عَلٰى يَدِ حَلِيْمَةَ السَّعْدِيَةِ [1] — ہم یہ کام حلیمہؓ سعدیہ کے ہاتھ سے لیں گے —

علامہ صفوریؒ "کتاب شرف المصطفیٰ" کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حلیمہؓ نہایت تنگ دستی کے عالم میں مبتلا تھی اور اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتی اور بکثرت الحمدللہ پڑھا کرتی تھیں — حلیمہ کی بستی قحط زدہ تھی کھانے کو کچھ نہ ملتا تھا وہ گھاس پات کھا کر گزارا کرتی تھیں پھر ان کے لڑکا پیدا ہُوا — ابھی سات دن بھی نہ گزرے تھے کہ اُن کو بہت کم کھانے کو ملا آپؓ گرسنگی (بھوک) کی تکلیف میں مبتلا تھیں —

حلیمہؓ کا خواب : پھر انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ایک نہر میں لے جا کر غوطہ دیا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے

---

[1] : نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۱۰۶ ؎

marfat.com

زیادہ میٹھی تھی — اور وہ شخص کہنے لگا اے حلیمہ اس سے پی — میں خوب سیر ہوکر پی لیا — پھر وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ تو جانتی ہے کہ میں کون ہوں آپ بولیں نہیں — اس نے کہا۔

اَنَا الْحَمْدُ الَّذِیْ کُنْتِ تَحْمِدِیْنَ — میں تیرا وہ شکر ہوں جو تو تکلیف کے

اللّٰہَ بِیْ فِی الشِّدَّۃِ وَالرَّخَاءِ[1] — ایام اور آرام کی حالت میں کیا کرتی تھی

پھر اُس نے مجھ سے کہا —

یَاحَلِیْمَۃُ اِنْطَلِقِیْ اِلَی الْمَکَّۃِ[2] — اے حلیمہ مکہ کی طرف چلی جا

فَاِنَّ لَکِ فِیْھَا الرِّزْقُ الْوَاسِعُ — وہاں تیری روزی میں وسعت پیدا ہوگی

وَاکْتُمِیْ شَانَکِ[3] — اور اپنا یہ حال کسی سے بیان نہ کرنا، پوشیدہ رکھنا۔

حلیمہؓ بیان کرتی ہیں کہ پھر میری آنکھ کھل گئی — کیا دیکھتی ہوں کہ —

وَاَنَا اَجْمَلُ النِّسَاءِ — اور میں دوسری عورتوں سے ایک نہایت خوبصورت عورت ہوں۔

وَلَا اُطِیْقُ ثَدْیِیْ مِنَ اللَّبَنِ — اور دودھ کی (کثرت کی) وجہ سے پستانوں کو سنبھال نہیں سکتی۔

فَتَعَجَّبَتِ النِّسَاءُ مِنِّیْ — عورتوں کو میری اس حالت سے نہایت تعجب ہوا

پھر ایک روز ہم کچھ ساگ پات کی تلاش میں نکلیں تو ہم نے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے — مکہ میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے اُسے مبارک ہو جو اس کو دُودھ پلائے گی — قبیلے کی عورتوں نے یہ ندا سُنی تو وہ واپس آئیں اور انہوں نے

---

[1]: ایضاً [2]: ایضاً

اپنے اپنے خاوندوں سے اس صدائے سروش کا ذکر کیا، اور مکہ روانہ ہوگئیں۔ وہ سب دس عورتیں تھیں۔

حلیمہؓ کی سواری: حلیمہ جس سواری پر سوار ہو کر مکہ کیطرف روانہ ہوئیں اس میں سیرت نگاروں نے اختلاف کیا ہے کسی نے لکھا ہے کہ وہ گدھا تھا۔ کسی نے لکھا ہے کہ وہ خچر تھا — اکثریت ان کی ہے جنہوں نے اونٹنی لکھا ہے — اور زیادہ کی یہی رائے ہے کہ وہ اونٹنی تھی۔

حلیمہ فرماتی ہیں میں اپنی کمزور ترین سواری پر سوار ہو کر ان کے ساتھ چلی — ابھی میں رستے میں تھی کہ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص درخت سے حربہ لئے ہوئے نکلا اور میری سواری کو ہنکایا، اور کہنے لگا۔

اَسْرِعِیْ بِمُوْضِعَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ — کہ جلدی لے جا نبیؐ — رسولوں کے سردار کو دودھ پلانے والی کو —

وَسَبَقْنَا الْقَوْمَ وَدَخَلْنَا مَکَّۃَ — اسکے بعد ہم ان لوگوں سے آگے نکل گئے — اور مکہ میں داخل ہوگئے۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ دیگر عورتوں کو شیر خوار بچے مجھ سے پہلے مل گئے۔

پھر مجھے حضرت خواجہ عبدالمطلب نے دیکھا میں نے اُن سے شیر خوار بچے کی نسبت پوچھا — وہ فرمانے لگے کہ میرے پاس ایک بچہ ہے جسے دوسری عورتوں نے اپنی بدبختی کے سبب سے لینے سے انکار کیا — اسلئے کہ وہ یتیم ہے — پھر آپ نے میرا نام دریافت فرمایا — میں نے عرض کیا حلیمہؓ سعدیہ — حلم اور سعادت میں ہمیشہ کے لئے عزت ہے۔

اس کے بعد مجھے حضرت آمنہؓ کے گھر لے گئے — میں نے دیکھا آپ سو

marfat.com

رہے ہیں — میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا —

فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ — پھر آپ نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

فَخَرَجَ مِنْهُمَا نُوْرٌ الْحَقِّ بِعَنَانِ السَّمَاءِ — آپ کی دونوں آنکھوں سے ایسا نور نکلا — جو آسمان تک جا پہنچا۔

فرماتی ہیں پھر میں نے آپ کو اپنی داہنی پستان پیش کی، آپ نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا — پھر میں نے بائیں پستان پیش کی۔ آپ نے دودھ نہ پیا — فرماتی ہیں، یہ آپ کا عدل و انصاف تھا — کیوں کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ کا دودھ میں شریک رضاعی بھائی بھی ہے — اپنا حصہ لے لیا اور دوسرا حصہ اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیا — فرماتی ہیں پھر ہمیشہ ایسا ہی ہوا۔

(نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۱۰۶/۱۰۷ مطبوعہ مصر)

حضرت عباسؓ کی گواہی : قاضی پانی پتی نے تفسیر مظہری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ایک بیان نقل فرمایا ہے۔

— حضرت عباس نے آقا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپ کے دین میں میرے داخل ہونے کا ایک خاص امر سبب بنا — وہ یہ کہ میں نے آپ کے نبی ہونے کی نشانی اُسی وقت دیکھ لی تھی جب آپ جھولے میں پڑے ہوئے۔

تُنَاغِي الْقَمَرَ وَتُشِيْرُ اِلَيْهِ — چاند سے کھیل رہے تھے۔

بِاِصْبَعِكَ فَحَيْثُ اَشَرْتَ — اور اُنگلی سے اس کی طرف اشارہ فرما

اِلَيْهِ مَالَ۔ — رہے تھے — اور جب آپ اس کی

— طرف اشارہ فرماتے تو وہ جھک جاتا تھا۔

marfat.com

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے چچا کو جواباً ارشاد فرمایا ــــ چچا جان!
کُنْتُ اُحَدِّثُہٗ وَیُحَدِّثُنِیْ ــــ میں اس سے باتیں کر رہا تھا اور وہ مجھ سے
وَیُلْھِیْنِیْ عَنِ الْبُکَاءِ ــــ باتیں کر رہا تھا وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا
وَاَسْمَعُ وَجْبَتَہٗ حِیْنَ یَسْجُدُ ــــ اور میں اس کی آواز سنتا تھا جس وقت
تَحْتَ الْعَرْشِ [۱] ــــ وہ سجدہ کرتا تھا عرش کے نیچے۔

چاند جھک جاتا جدھر کرتے اشارہ مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا!

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ پالنے میں بھی چاند کی بوقت سجدہ تسبیح و تحمید سُنتے تھے ــــ جو نبیؐ بچپن میں مہد پر لیٹے ہوئے چاند کی آواز سُن سکتا ہے وہ میرا اور آپ کا درود شریف کیوں نہیں سُن سکتا ــــ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ــــ یارسول اللہ کا نعرہ بلند نہ کرو حضورؐ سُن نہیں سکتے ــــ وہ لوگ خود ــــ
(صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ؏ہ) ــــ کی جیتی جاگتی تفسیر ہیں ــــ

علامہ مظہری اس حدیث شریف کے بعد لکھتے ہیں ــــ کہ حضورؐ کی خصوصیات میں سے یہ بات بھی شمار کی گئی ہے۔
اِنَّ مَھْدَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ــــ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھولے
کَانَ یَتَحَرَّکُ بِتَحْرِیْکِ الْمَلَائِکَۃِ [۲] ــــ کو فرشتے جھلاتے تھے۔
مظہریؒ سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔

---

[۱] : التفسیر المظہری ج ۶ ص ۵۲۷ مطبوعہ کوئٹہ ؏ہ بہرے گونگے، اندھے ہیں پس وہ نہیں جوع کرینگے (حق کیطرف)
[۲] : ایضاً

وُرُوِیَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ـــــ روایت میں آیا ہے کہ پیدا ہوتے ہی تَکَلَّمَ اَوَّاَئِلَ مَا وُلِدَ لہ ـــــ آپ نے کلام فرمایا۔

جس پاک ہستی کا جھولا اللہ کے پاک فرشتے جھلائیں ـــــ اور جو ولادت کے فوراً بعد کلام کرے وہ ہم جیسا کس طرح ؟ ـــــ مولویو! وہ تمہاری مثل نہیں، وہ محبوب بے مثل و بے مثال ہے ـــــ وُہ محبوب ذوالجلال ہے ـــــ وہ صاحبِ جمال ہے ـــــ وہ آسمانِ حُسن کا ھلال ہے ـــــ وُہ مجسّمۂ کمال ہے ـــــ وہ حبیبِ ربِّ لایزال ہے ـــــ اس کی مثل محال ہے ـــــ اس کا ہر غلام صاحبِ اقبال ہے ـــــ اس کا منکر ذلیل ہے ضَالّ ہے ـــــ شیطان کا دلاّل ہے ـــــ

ایمان والو! اپنے پیارے رسولؐ کی نعت کا ترانہ چھیڑ کر اپنے گرد دیکھو! ـــــ کچھ ایسے چہرے بھی آپ کو نظر آئیں گے جو سرکارؐ کی تعریف و توصیف کے نغمے سُننا گوارا نہیں کرتے ـــــ اُن کے چہروں کا رنگ بدل جائے گا۔ ماتھے پر سلوٹیں اُبھر آئیں گے۔

بن گیا آتش کدہ ظالم کا سینہ دیکھ لو
جل رہا ہے دشمنِ شاہِ مدینہ دیکھ لو
میں نے چھیڑا ہے ترانہ مصطفٰےؐ کی نعت کا
آگیا ہے اس کے چہرے پر پسینہ دیکھ لو
سارے نبیوںؑ کی جماعت میں نہیں جسکی مثال
اپنے جیسا اسکو کہتا ہے، کمینہ دیکھ لو

لہ : ایضاً ؎

جب حلیمہ رض نے حضور کو گود میں لیا : امام ابویعلیٰ — امام ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور کی رضاعی ماں حضرت سیّدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا — کہ جب میں نے سرکار کو گود میں لیا۔

ثَدَیَایَ بِمَا شَاءَ مِنْ لَبَنٍ ۱؎ — تو فوراً میری چھاتیاں دودھ سے بھر آئیں

فرماتی ہیں — پہلے میرا اپنا بچہ ضمرہ بھوکا رہنے کیوجہ سے سوتا نہ تھا۔ اب دونوں (یعنی رسول کریم اور ضمرہ) نے سیر ہوکر دودھ پی لیا اور دونوں سو گئے — کیونکہ میرے پہلے چھتے دودھ میں اتنا دودھ ہی نہ ہوتا تھا جو میرے بچے کے لئے کافی ہوتا — اور نہ ہماری اونٹنی کے پاس دودھ تھا جو بچے کو پلایا جاتا — اب جو میرا شوہر اونٹنی کے پاس گیا تو دیکھا کہ اونٹنی کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں — میرے شوہر نے اُس کو دوہا — اور پھر میں نے اور میرے شوہر نے خوب سیر ہوکر پیا اور رات بڑی چین سے گزری۔

حلیمہ رض سرکار کو لے کر چلی : جب حلیمہ رض سرکار علیہ السلام کو لیکر چلی تو سب سے پہلے میں "کعبہ شریف میں داخل ہوئی" بتوں کی طرف لیکر گئی۔

فَنَكَسَ الْهُبُلُ رَأْسَهٗ وَكَذَا — تو (بڑے بت) ہبل سمیت تمام بت

جَمِيعُ الْاَصْنَامِ مِنْ اَمَاكِنِهَا — آپ کی تعظیم میں اپنی اپنی جگہ سرنگوں

تَعْظِیْماً لَهٗ ۲؎ — ہوگئے۔

۱؎ ، ۲؎ : مظہری ایضاً ۵۲۸ ؎

marfat.com

میں سوال کرتا ہوں اُن مویوں سے جن کی تمام علمی صلاحیتیں سرکار کی شان وعظمت کو گھٹا کر بیان کرنے میں ضائع ہو رہی ہیں ـــــ اور سوال کرتا ہوں سفینۂ سائنس کے ناخداؤں سے کہ وہ کون سی طاقت تھی جس نے پتھر موم میں تبدیل کر دیا ـــــ پتھر میں نرمی. گداز اور موم کی طرح نرم ہو کر سر جھکانا اسکی فطرت کے خلاف ہے. ـــــ سنگِ خارا کو تراش کر بنائے ہوئے بُت موم کی طرح پگھل کر کیوں سرنگوں ہو گئے ـــــ ماننا پڑے گا کہ یہ حُسنِ انوارِ حق کی تابشوں کا ایک عظیم کرشمہ ہے کہ خداوندانِ کفّار بھی تعظیماً سجدہ کناں ہیں.

چاند شرمندہ ہے اُن کا رُوئے تاباں دیکھ کر
پھُول شرمائے چمن میں ان کو خنداں دیکھ کر
کس کی طاقت ہے کہ دیکھے بیحجاب حُسنِ حضورؐ
طُور جل اٹھا تھا اُن کا حُسنِ عُریاں دیکھ کر

حجرِ اَسْوَد : حجرِ اسود سے کون مُسلمان واقف نہیں ـــــ حجرِ اسود کعبہ شریف کی دیوار کے کونے پر نصب ہے ـــــ ہر مسلمان دورانِ طواف اُسے چُومتا ہے ـــــ اس کے چُومنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں ـــــ اسکو چومنے کے لئے بڑی مشقت سے گزرنا پڑتا ہے ـــــ وہ اپنی جگہ برقائم ـــــ بڑے بڑے شاہانِ عالم ـــــ اور حسینانِ جہاں ـــــ اُسے چومنے کیلئے اپنے سروں کو خم کرتے ہیں ـــــ لیکن آئیے ایک یہ منظر بھی تصوّر کی آنکھوں سے دیکھئے ـــــ

ؔ : مظہری ایضاً ؂

marfat.com

جب حلیمہ آقا علیہ السلام کو (حجرِ اسود کا بوسہ دلوانے کی خاطر) اُس کے پاس لے کر گئیں۔

فَخَرَجَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنْ مَکَانِہٖ — تو حجرِ اسود خود اپنی جگہ سے نکل کر حضور
حَتّٰی اِلْتَصَقَ بِوَجْہِ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ — صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مُبارک کے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ — ساتھ آکر چمٹ گیا۔

یعنی حجرِ اسود نے اپنی جگہ کو چھوڑا اور آکر سرکارؐ کا منہ چوم لیا — دیکھا آپؐ نے کہ سنگِ اسود نے حضورؐ کی تعظیم میں کیسا انداز اپنایا —

خطابت کی زبان سے سوال کرتا ہوں ان لوگوں سے جو منبروں پر کھڑے ہو کر آقا علیہ السلام کو محض ایک چِٹھی رَساں کا درجہ دیتے ہیں — اور ظلم کی بات یہ ہے کہ اس قسم کی خرافات کو توحیدِ خالص کا نام دیتے ہیں۔

نہیں توحید وہ، توڑے تعلق جو پیغمبرؐ سے
وُہ ہے توحید کیسی، دُور لے جائے جو سرورؐ سے
نہیں توحید، فتنے دینِ خالق میں بپا کرنا
نہیں توحید، سرکارِ دوعالم پر جفا کرنا

حضورؐ کی سواری :

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حلیمہؓ جس سواری پر سوار کر کے سرکارؐ کو اپنے گھر لائی — بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ اونٹنی تھی — اور بعض نے خچر لکھا — اور بعض نے گدھا — اور بعض نے گدھی — ہم یہاں صرف سواری کا لفظ استعمال کریں گے۔

حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر اپنے گھر کی طرف واپس چلی تو آپؐ کو سواری پر بٹھایا اور خود بھی ساتھ سوار ہوئی تو

marfat.com

خدا کی قسم وُہ اتنی تیز چلنے لگی کہ میرے ساتھ آنے والی تمام عورتوں کی سواریاں اُس کا مقابلہ نہ کرسکیں —— ساتھ والیاں کہنے لگیں —— اے اُبی ذوٗیب کی بیٹی ذرا ٹھہر تو سہی —— اور ہمیں بتا کہ —— کیا یہ تیری وہی سواری ہے جس پر تو آئی تھی " حلیمہ فرماتی ہیں —— میں نے کہا —— یہ وہی ہے —— جو اپنی کمزوری اور لاغری کی وجہ سے سارے قافلہ کے لئے بار بنی ہوئی تھی —— کہ قافلہ کو رستے میں اس کی وجہ سے بار بار رُکنا پڑتا تھا۔ (مظہری ایضاً ص ۵۲۷)

ایمان والو! —— اگر وُہ اونٹنی تھی، تو اپنی نوع سے بلند تر ہو گئی —— اگر وہ گدھی تھی —— تو سلاطین زمانہ کے برق رفتار گھوڑے اور طاقت ور سواریاں اُس کے قدموں کی دُھول پر فدا —— اگر وہ گدھا تھا —— تو دنیا کے ان تمام گدھوں سے زیادہ سمجھ دار، جن پر دُنیا کے تمام علوم کی کتابیں بھی لاد دیجائیں تو بھی، علم کی دولت سے محروم رہتے ہیں —— سرکار جس سواری پر سوار ہوئے وہ اتنی تیزی سے چلنے لگی، جیسے اُن میں بجلیاں بھر دی گئیں ہوں اُس کے اندر ایک خاص قسم کی طاقت کا آجانا حضورؐ کے جسد پاک کی برکت سے تھا —— حضور علیہ السلام ہی کی بدولت اُسے ہمّت عطا ہوئی۔

ہیں نظر لیتے سبھی منظور و ناظر آپ سے
نُصرتیں پاتا ہے ہر منصوُر و ناصِر آپ سے
ربّ عالم سے کسی نے مانگنا ہو تو اُسے
رابطہ کرنا ہی پڑتا ہے بالآخر آپ سے

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر ۱۷

ربیع الثانی کے پہلے جمعہ کی تقریر | حضور کے دورانِ رضاعت و بچپن کے معجزات

دی حلیمہؓ کو مبارک حضرت جبریل نے
پیار کی آغوش میں شہکار قدرت دیکھ کر
جھک گئیں سب تاجدارانِ جہاں کی۔ گردنیں
سیّد الکونین کی شانِ جلالت ـــ دیکھ کر

جنابہ حلیمہؓ ـــ جو سارے قبیلے سے مالی طور پر کمزور تصور کی جاتی تھی جس کے پاس نہ مال و منال تھا ـــ نہ شہرت کی بلندیاں ـــ نہ رزق کی فراوانی ـــ نہ عیش و آرام تھا ـــ نہ کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا ـــ ہاں ایک عظیم سعادت کے گود میں نبیوں کا امام تھا ـــ ایک بوسیدہ سی جھونپڑی اور اُس میں سیّد الانام تھا ـــ

جب حلیمہؓ سرکار کو لے کر اپنے جھونپڑے میں پہنچی تو اُس کی کائنات ہی تبدیل ہو چکی تھی ـــ کیونکہ دو جہان کا مختار اس کے گھر میں جلوہ افروز تھا اور اس کی مامتا کی تمام توجّہ اُس بچّے کی طرف مبذول ہو گئی جو مکّہ سے دُرِّ یتیم لے کر آئی تھی ـــ اور آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جدھر بھی لے کر جاتی معجزات و عجائبات کا مشاہدہ کرتی ـــ آپ سے متعلق یہ بھی مروی ہے ـــ کہ حلیمہؓ جب

marfat.com

آپ کو دودھ پلانے لگیں تو آپ کے چشمۂ دودھ سے اتنا دودھ بہنے لگا۔
فَکَانَتْ تُرْضِعُ مَعَہٗ عَشَرَۃً اَوْ اَکْثَرَ[1] — جو دس بلکہ اس سے زیادہ بچوں کیلئے کافی ہوتا — دیکھا آپ نے یہ ہے آقا علیہ السلام کا فیض — کہ جب حلیمہ کے پاس اتنا دُودھ بھی نہ تھا کہ اُس کا بچہ ضمرہ بھی سیر ہو کر پی سکے — حضورؐ کو گود میں لیتے ہی مائی صاحبہ کی چھاتیاں دُودھ سے بھر گئیں۔

وادیاں سرسبز ہو جاتیں : سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے قاضی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں — کہ جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کسی خشک وادی سے گزرتیں۔
اَخْضَرَ فِی الْوَقْتِ[1] — تو وہ فوراً سرسبز و شاداب ہو جاتی — اِس میں کسی وادی کی قید نہیں آپ خشک مقام سے گزرتیں — وہ جگہ خُضرت میں تبدیل ہو جاتی — یعنی — ہر وادی کی — تباہی و بربادی — ویرانی وخرابی — فی الفور — آبادی و شادابی کا رُوپ دھار لیتی۔

زمیں کی ساری پھبن، وادیاں، چمن کہسار
یہ رنگ و نور، یہ خوشبو یہ بوستاں تیرا

ہیں پیش کرتے وہ صحرا جناں کا منظر
گزر ہوا ہے، کریما جہاں جہاں تیرا

جہاں جہاں یہ ہے مخلوق ربّ عالم کی
اُجالا پہنچا ہے آقا وہاں، وہاں تیرا

---

[1] : مظہری ج ۶ ص ۵۲۸ ایضاً ⁂

پتھر آپ کو سلام کرتے :

ایمان والو! میں آپ سے مخاطب ہوں۔ رقیق القلب لوگوں سے مخاطب ہوں۔ میں اُن سے مخاطب ہوں جن کے دل میں محبت کی شمع روشن ہے ۔۔۔ میں سنگدل لوگوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتا۔۔۔ سینے میں سوز و گداز کی دنیا آباد کرنے والو! توجہ فرماؤ ۔۔۔ اور اپنے پیارے رسولؐ کی عظمت و اعجاز کی بات سنو ۔۔۔ سنو! کہ برِّ صغیر کا عظیم مفسرِ قرآن کیا بیان کر رہا ہے ۔۔۔ لکھتے ہیں۔

وَكَانَتْ تَسْمَعُ الْأَحْجَارَ تَنْطِقُ [۱] ۔۔۔ کہ حضرت حلیمہؓ پتھروں کی آواز خود سنتی تھیں

بِسَلَامِهَا عَلَيْهِ وَالْأَشْجَارَ تَحِنُّ ۔۔۔ کہ وہ حضورؐ کو سلام کرتے ۔۔۔ اور

بِأَغْصَانِهَا إِلَيْهِ (ایضاً) ۔۔۔ درختوں کی شاخیں آپ کی طرف جھک جاتی تھیں

پتھر سلام کہتے ہیں ۔۔۔ درخت آداب بجا لاتے ہیں ۔۔۔ درختوں کی ٹہنیاں جھک جھک کر سلامی دے رہی ہیں ۔۔۔ عظیم نبی کی تعظیم کر رہی ہیں ۔۔۔ وہ لوگ پتھر سے زیادہ سخت ۔۔۔ اور خاردار شاخوں سے بھی گئے گزرے ہیں جو سرکارؐ کی تعظیم کو شرک کہتے ہیں ۔۔۔ میں پوچھتا ہوں اُن نام نہاد مبلغین سے ۔۔۔ کہ پتھروں کو کون بتا گیا تھا؟ ۔۔۔ کہ حلیمہ کی آغوش میں صاحب انوار رسول جلوہ گر ہے۔ درختوں اور اُن شاخوں کو کس نے اطلاع دی کہ بنو سعد کے قبیلے کی ایک غریب عورت کی گود میں نبیوں کا سرور موجود ہے ۔۔۔ پتھر تو حضورؐ کی قدر و منزلت کو جانتے تھے ۔۔۔ اگر عظمتِ رسول کو نہیں جانتے تو وہ ہیں منبروں پر غوغا کرنے والے ۔۔۔ مسجدوں میں شور مچانے والے ۔۔۔ جن کی اندرونی بیماری کو اہلِ نظر بخوبی جانتے ہیں

اے اہلِ نظر دور رہو فتنۂ گردوں سے
برباد ہیں خود تم کو بھی برباد کریں گے

---

[۱] : مظہری ایضاً ؎

چراغ کی ضرورت نہ رہی :

تفسیر مظہری میں شمائل محمدیہ کے حوالے سے لکھا ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔

مَاکُنَّا نَحْتَاجُ اِلَی السِّرَاجِ مِنْ ـــــ ہمیں چراغ کی ضرورت نہیں رہی
یَوْمِ اَخَذْنَاہُ (ایضاً) ـــــ جس دن سے ہم نے آپ کو لیا۔

مطلب یہ کہ جس دن سے سرکارؐ ہمارے گھر میں آئے اس دن سے ہمیں چراغ روشن کرنے کی کبھی ضرورت نہیں رہی ـــــ ضرورت کیوں نہیں رہی ؟ حلیمہ خود فرماتی ہیں ـــــ اسلئے کہ ـــــ

لِاَنَّ نُوْرَ وَجْهِهٖ كَانَ اَنْوَرَ مِنَ السِّرَاجِ ـــــ کہ آپکے چہرے کا نور چراغ کی روشنی سے بہت زیادہ تھا۔

ایمان والو ! دیکھا آپ نے حضورؐ کی رضاعی ماں کیا ارشاد فرما رہی ہیں ـــــ رسولِ خدا کی ماں کی بات مانیں ـــــ یا اس زبانِ آتش فشاں کی ـــــ جس نے کبھی اچھا بولنا نہیں سیکھا۔

خیال رہے کہ رات کے اندھیرے میں اگر کوئی چیز تلاش کرنی ہو تو وہاں چراغ جلا کرلے جاتے ہیں ـــــ حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ رات کے اندھیرے میں اگر گھر کے کسی گوشہ میں ہمیں کوئی چیز تلاش کرنے کی ضرورت پیش آتی تو ہم یہ کرتے۔

فَاِذَا احْتَجْنَا اِلَی السِّرَاجِ فِیْ مَكَانٍ ـــــ اور جب کبھی ہم کو کسی جگہ چراغ کی ضرورت
جِئْنَا بِهٖ فَتَنَوَّرَتِ الْاَمْكِنَةُ ـــــ پڑتی، تو ہم آپؐ کو وہاں لے جاتے تو
بِبَرَكَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ایضاً) ـــــ آپ کی برکت سے تمام مقامات روشن ہو جاتے۔

او ـــــ رسولِ دو جہان کو اپنی مثل کہنے والو ـــــ حضور اندھیروں کو اُجالوں میں تبدیل کرتے ہیں ـــــ اور تم اُجالوں کو اندھیروں میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ـــــ تمہارے بدنما چہروں کو دیکھ کر اہلِ ایمان کو خوشی نہیں ہوتی ـــــ

marfat.com

سرکارؐ کے چہرے کو دیکھ کر کانٹے بھی پھولوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

کہاں تو؟ اور کہاں شانِ پیمبرؐ
اے گستاخِ رسالت کچھ حیا کر

حلیمہؓ :

بات چل رہی تھی حضورؐ کی رضاعی اماں حلیمہ سعدیہ کے فرامین کی — جو حضور کا میلاد اور ایام رضاعت کے حالات بیان کرنے والی وہ مبلّغہ ہے جس نے مذکورہ حالات و واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے — اور شجر و حجر کے صلوٰۃ و سلام کی آوازیں اپنے کانوں سے سنیں۔

حلیمہ! تیرے مقدّر کی عظمت کو سلام — تو مخدومۂ اہلِ ایمان ہے — امّت پر تیرا احسان ہے — تیری گود میں رسولِ انس و جان ہے — سلطانوں کا سُلطان ہے — تیرا گھر اسلام کا پہلا دبستان ہے —

حلیمہ شان بھی عزّت بھی ہے بڑی تیری
نبیؐ کے ساتھ گزرتی ہے ہر گھڑی تیری
ہیں خضرِ کون و مکاں تیرے گھر کے آنگن میں
ہے نقشِ عرشِ معلّٰی کا جھونپڑی تیری

حلیمہؓ کی زبانی مزید سُنیئے :

علامہ صفوریؒ نے نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ حلیمہ فرماتی ہیں جب میں سرکارؐ کو لے کر واپس گھر آنے لگی اور میں نے سرکارؐ کو گود میں اٹھایا اور باہر آکر اپنی سواری پر بٹھایا۔

اِسْتَقْبَلَتْ بِوَجْهِهَا الْكَعْبَةَ سَجَدَتْ — اس نے کعبہ کیطرف منہ کر کے سجدہ

marfat.com

ثَلٰثَ مَرّٰاتٍ [۱] ——— کیا تین بار

حلیمہ فرماتی ہیں پھر وہ میری گدھی عمدہ ترین گھوڑے کی طرح چلنے لگی ــــ اس کی تیز رفتاری کو دیکھ کر ساتھی عورتیں بولیں، اے حلیمہ کیا تیری یہ وہی گدھی نہیں ہے ــــ ارے تیری شان ہی عجیب معلوم ہوتی ہے حلیمہ کہتی ہیں اتنے میں وہ گدھی بول اٹھی ــــ اور کہنے لگی ــــ

اَلَا تَانُ اَنْتُنَّ فِیْ غَفْلَۃٍ عَنِّیْ [۲] ——— تم سب غفلت میں ہو

یہ اس سواری کا کلام ہے جس پر نبی الانبیاء سوار ہیں۔صفوری نے اس کو گدھی لکھا ہے وہ تمام بنو سعد کی عورتوں کو کہہ رہی ہے کہ تم غفلت میں ہو تمہیں پتہ ہے ــــ کہ ــــ

عَلٰی ظَھْرِیْ رَاکِبُ الْبُرَاقِ [۳] ——— میری پشت پر راکب براق سوار ہے ـ

مسلمانو ! ــــ میں سوال کرنا چاہتا ہوں اُن پڑھے لکھے جاہلوں سے جو مسجد کے محراب کے درمیان کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ ــــ نبی کو تو دیوار کے پیچھے تک کا علم نہیں وہ بتائیں کہ حلیمہ کی گدھی کو کون بتا گیا تھا ــــ اور اُسے کس طرح پتہ چلا کہ میری پیٹھ پر معراج کی شب براق و رفرف پر سواری کرنے والا سوار جلوہ افروز ہے ــــ اے اربابِ حل و عقد ــــ اے یارانِ علم و دانش ــــ آپ ان مولویوں کو ــــ اور حلیمہؓ کی اس گدھی کو ــــ کس نظر سے دیکھیں گے ــــ علم ظاہر کی تباہ کاریاں ــــ اور خدمت کی ادا کاریاں ــــ دیکھو اور پھر کوئی فیصلہ کر کے مجھے بھی بتاؤ ــــ میرے وِجدان کے مطابق تو ــــ حلیمہؓ کی گدھی اور مسندِ افتاء پر بیٹھنے والے ان فتویٰ بازوں کے درمیان موازنہ ــــ حلیمہؓ کی گدھی کے پاؤں سے ٹکرا کر اُڑنے

---

[۱] [۲] [۳] : نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۱۰۷ مطبوعہ مصر

marfat.com

والی ڈھول کی بھی توہین ہے۔

لوگو! ذرا تصوّر کی نگاہوں کو وا کر کے دیکھو کہ بنو سعد کے قبیلے کی عورتوں کے ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ سفر کرنے والا کون ہے؟ — ارے یہ وُہ ہے جسے خالقِ کُل نے — کُل کائنات و موجودات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے — جسے ارضین و سمٰوات کا مالک و مختار بنا کر بھیجا گیا ؎

چمک، دمک، یہ سماق و سمک، فلک تارے
ملک بھی تیرے شاہا، ملک جاوداں تیرا
تو سلسبیل کا، کوثر کا، خُلد کا مالک
ہے تیرا عرش بھی، جنّت بھی آسماں تیرا
زمیں پہ، کعبہ پہ، جنّت میں، حوضِ کوثر پر
ہُوا بُلند نہ پرچم کہاں، کہاں ترا

چالیس نصرانی

: حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ ابھی ہم لوگ راستہ میں ہی تھے کہ اتنے میں چالیس نصرانی ملے جو آپس میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرتے جاتے ہیں — اور اُن کے پاس زہر میں بجھی ہوئی تلواریں تھیں — فرماتی ہیں اُن میں سے اُن کے بڑے سردار نے جب حضورؐ کو دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے چلّا کر بولا۔

وَیحکُمْ دُوْنَکُمْ ھٰذَا الْغُلَامُ — تمہارا بُرا ہو۔ لو یہی وہ لڑکا ہے جسے فَاقْتُلُوْہُ فَھُوَ مَطْلُوْبٌ [1] — تم تلاش کر رہے ہو — اسے قتل کردو۔

---

[1] : نزہۃ المجالس ایضاً۔

فرماتی ہیں میں نے جب اُن سے یہ بات سُنی ـــــ اور اُن کے ارادے کا پتہ چلا تو میرے منہ سے نکلا ـــــ وَامُحَمَّدَاہُ ـــــ ہائے محمد ـــــ میری آواز کو سُن کر ـــــ

فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ ـــــ آپ نے آنکھیں کھول دیں۔

وَرَمَقَ السَّمَاءَ بِطَرْفِهٖ ـــــ اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں۔

وَاِذَا بِنَارٍ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ ـــــ (آنکھیں آسمان کیطرف اُٹھنے کی دیر تھی کہ) فَاَحْرَقَتْهُمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ [1] ـــــ اتنے میں آسمان سے ایک آگ اُتری اور اس نے سب نصرانیوں کو جلا کر راکھ کر دیا ـــــ

خیال رہے جو اشارۂ ابرو سے آسمانوں سے آگ اتار سکتا ہے وہ اک تبسّم سے نار کو گلزار بھی بنا سکتا ہے ـــــ حلیمہؓ کی پکار پر آنکھیں کھول کر اللہ تعالےٰ کے اذن سے مدد کو پہنچ سکتا ہے ـــــ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبیؐ کر کچھ نہیں سکتا ـــــ حیران ہوں کہ وہ نبیؐ کا کلمہ کس طرح پڑھتے ہیں ؎

ہے وَرَاء ادراک سے شان رسالت آپ کی
ہے خِرد کی پہنچ سے باہر حقیقت آپ کی
آپ کے نام گرامی کے ہیں چرچے چار سُو
فرش سے تا لامکاں کس کی حکومت؟ آپکی

بڑی شان والا : علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہیں لکھتے ہیں کہ حلیمہؓ فرماتی ہیں ـــــ نصرانیوں کی ہلاکت کے

---

[1] : ایضاً ؛

marfat.com

بعد میرے شوہر نے کہا یہ لڑکا بڑی شان والا ہے۔ آگے چل کر اس کے کام بڑے عالی شان ہوں گے ـــــ فرماتی ہیں جب ہم اپنے قبیلے میں داخل ہوئے تو وادی کو ہر شہری اور دیہاتی کے لئے سرسبز و شاداب پایا۔ خدا نے ہمیں وافر مقدار میں دودھ عطا فرمایا ـــ ہمارے کھیتوں نے خوب غلہ پیدا کیا۔

فرماتی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں اتنا بڑھتے جتنا دوسرے لڑکے ایک ماہ میں بڑھتے ـــ اور آپؐ ایک ماہ میں اتنا بڑھتے تھے جتنا اور لڑکے سال بھر میں بڑھتے۔ (ایضاً)

حلیمہؓ! سلام ہو تیری محبتوں پر جو رسولِ کون و مکاں کے حصے میں آئیں سلام ہو تیری اُس جھونپڑی پر جس میں جبریل علیہ السلام کا آقا استراحت فرماتا رہا۔ سلام ہو اُن وادیوں پر جہاں کائنات کا وارث بکریاں چراتا رہا۔ سلام ہوں لاکھوں سلام حلیمہؓ تیری قسمت پر اور تیری برتری پر ؎

ملی حلیمہؓ ہے دائیوں سے برتری تجھ کو
ملی ہے کشورِ عالم کی سروری تجھ کو
نثار شاہی زمانے کی تیری قسمت پر
ملی ہے خضرِ دو عالم کی چاکری تجھ کو

بادل سایہ کرتے تھے: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ـــ کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورؐ کو کہیں دور نہ جانے دیتی تھیں تاکہ آپؐ کی طرف سے ان کو بے خبری نہ رہے، اور آپؐ نظروں کے سامنے رہیں۔ ایک دن حضورؐ کی رضاعی بہن شیما، آپؐ کو لے کر جنگل کی طرف جہاں اونٹ چرتے تھے وہاں لے گئی ـــ حضرت حلیمہؓ تلاش کے لئے نکلیں تو

marfat.com

آپ اپنی رضاعی بہن شیماء کے ساتھ مل گئے — حلیمہؓ نے اپنی بیٹی شیماء سے فرمایا تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گرمی میں لیکر کہاں پھر رہی ہو — تو جنابہ شیماء نے جواب دیا — "اماں تجھے ایک بات بتاؤں"۔

مَا وَجَدَ اَخِیْ حَرًّا — مجھے اپنے اس بھائی کے ساتھ گرمی محسوس نہیں ہوئی

رَاَیْتُ غُمَامَۃً تَظُلُّہٗ — میں نے دیکھا ہے برابر ان پر ایک بدلی سایہ کئے رہی

اِذَا وَقَفَ وَقَفَتْ — جب یہ کہیں ٹھہر جاتے تو بدلی بھی" ان کے اوپر" ٹھہر جاتی تھی۔

وَاِذَا سَارَا سَارَتْ مَعَہٗ — جب یہ چل پڑتے تھے تو بدلی بھی اُن کے اوپر چل پڑتی تھی۔ (مظہری ج ۶ ص ۵۲۸)

یہ عجیب نظارہ حضرت شیماء نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بیان کیا جنابہ شیماء نے سرکارؐ کی بہت خدمت کی ہر وقت اُن کو اٹھا کر گھومتی تھی — لوریاں دے دے کر کھلاتی اور بہلاتی تھی۔

جھُوم کر لوریاں دیتی تھی ادب سے شیماء
اور خوش ہو کے یہ کہتی تھی برادر سو جا
چاند جھک جھک کے فدا ہو کے صدا دیتا تھا
سو جا اے ارض وسمٰوات کے محور سو جا

کلام اوّل : علامہ ابن جوزیؒ "مولد العروس" میں رقمطراز ہیں کہ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ دو سال کے ہوئے تو میں نے آپ کا کلام سُنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا — اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور کبیر ہے

marfat.com

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ——— اور سب تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں

وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً ——— اور ہم صبح و شام سبحان اللہ کہتے ہیں

(مولد العروس ص ۳۴ مطبوعہ بیروت لبنان)

مذکورہ روایت کئی اور کتابوں میں بھی موجود ہے۔

حضرات ! میرا سوال آپ سے نہیں، کیونکہ آپ اپنے دلوں میں محبت کا نور رکھتے ہیں ـــ میرا سوال اُن مبلغین سے ہے، جو گلے کی پوری قوت کے ساتھ اپنے ہم فرقہ سامعین مزید کو مفلوج کرنے کے لئے فرماتے ہیں ـــ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چالیس سال تک نہ خدا کا پتہ تھا نہ اپنی نبوت کا ـــ میرا دوسرا سوال ـــ عقل و شعور میں بھرے ہوئے نور کے مالکوں سے ہے ـــ کہ اس قسم کے واعظوں کو کیا نام دیا جائے؟ ـــ اگر کوئی ذہن میں نام آئے تو مجھے بھی بتانا۔

نورِ سیّدُ الانام : محدث ابنِ جوزیؒ ارقام فرماتے ہیں ـــ کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور پُرنور کی شان و عظمت ـــ اور وقار و تمکنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

فَمَا مَرَرْتُ عَلٰی شَجَرٍ ـــ کہ میں جب کبھی بھی کسی درخت ـــ اور کسی پتھر کے

وَعَلٰی حَجَرٍ وَلَا عَلٰی مَدَرٍ ـــ نزدیک سے گزرتی ـــ اور کسی مٹی کے ڈھیلے کے

اِلَّا وَیَقُوْلُ بُشْرَاتِ یَا ـــ پاس سے گزرتی ـــ اور وہ کہتا اے حلیمہ تجھے بشارت

حَلِیْمَۃُ۔ ـــ و مبارک ہو۔

سرکارؐ کی رضاعی اماں جان فرماتی ہیں ـــ کہ میں نے جب آپ کی ذاتِ اَقدس و اَطہر سے ایسے معجزات کا صُدور و ظہور دیکھا تو حیران بھی ہوئی ـــ اور مسرور بھی ہوئی ـــ فرماتی ہیں ـــ

marfat.com

وَنُوْرُ سَیِّدِ الْاَنَامِ قَدْ اَغْنَانِیْ — تمام مخلوق کے سردار کے نور نے مجھ سے
حِنْدِسَ الظَّلَامِ — گھپ اندھیروں کو دور کر دیا — آگے
فَلَمْ اَزَلْ اَمْشِیْ فِیْ اَنْوَارِہٖ — فرماتی ہیں میں مسلسل آپ کے انوار کے
حَتّٰی وَصَلْتُ اِلٰی بَیْتِیْ — جلو میں چلتی آئی یہاں تک کہ اپنے گھر کی
وَقَدْ اَضَاءَ مَا حَوْلِیْ — طرف پہنچی اور میرا پورا ماحول (ارد گرد) روشن
— ہو چکا تھا۔

حلیمہؓ فرماتی ہیں — جب بنو سعد کے لوگوں نے اُن انوار کیطرف دیکھا تو کہنے لگے۔
یَا حَلِیْمَۃُ مَا ھٰذَا النُّوْرُ السَّاطِعُ؟ — اے حلیمہ یہ چمکنے والا نور کیسا ہے؟

(مولد العروس ص ۲۳ (ابن جوزیؒ)

امام حدیث ابن جوزیؒ نے ان روایات کو نہایت ذمہ داری کے ساتھ اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے — علامہ کے اندازِ تحقیق — اور طرزِ اِسْتِدلال سے دنیائے علم پوری طرح واقف ہے — یہ آپ ہی کا دعویٰ ہے — کہ میرے زمانے تک سیّدِ عالمؐ سے روایت شدہ کوئی ایک حدیث میرے سامنے بیان کی جائے تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ حدیث صحت و ضعف کے کس درجے پر ہے —

یہ چند الفاظ بیان کرنے کا مطلب یہ ہے — کہ جس مُحدّث کی طبیعت الفاظ کے ظاہری معانی کی طرف زیادہ مائل ہو وہ اپنے مزاج و مسلک کے اعتبار سے کس قدر سخت ہوگا۔

حضراتِ گرامی! میلاد شریف کے بیان کرنے والوں پر شرک و بدعت کے فتوے صادر فرمانے والوں میں تو کوئی ابن جوزی نہیں — دُنیائے اسلام کے تمام محدّثین کی جماعت کو چھوڑ کر صرف ابنِ تیمیہ کی پیروی کرنا خود کو فریب دینے کے مترادف ہے — شیخ ابنِ عبدالوہاب نجدی کو اپنا مذہبی پیشوا ماننے والوں پر

marfat.com

اسلام اور بانی اسلام کے ساتھ قلبی تعلق کی امّید رکھنا عبث ہے۔

حضرات! آپ میری اس بات کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے ـــ مطلب صرف اتنا ہے مفسدین سے اُلجھنے کی بجائے حضورؐ کے اوصاف حمیدہ ـــ کمالاتِ عالیہ ـــ معجزات و آیات ـــ حضور کی امّت کے سامنے بیان کرتے رہو ـــ سُنتے رہو ـــ میلاد شریف مناتے رہو ـــ اپنے پیارے وطن کو ان دشمنوں سے بچاتے رہو۔

جب دو سال کے ہوئے : بات چل رہی تھی کہ آپ جب دو سال کے ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی جیسا کہ پیچھے گزر چکا ـــ اور یہ بات بھی بیان ہو چکی کہ آپ دن میں اس طرح بڑھتے جتنا دوسرے لڑکے ایک ماہ میں ـــ جب آپ دو سال کے ہوئے (اور بعض نے دو سال سے زیادہ لکھا ہے) تو حلیمہؓ آپؐ کو لیکر آپ کی والدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مُلاقات کرانے آئیں اور آپ کی جو ظاہری برکتیں دیکھی تھیں۔ جناب آمنہؓ کی خدمت میں ان کا بیان کیا ـــ حضرت آمنہؓ نے حضرت حلیمہ سے فرمایا ـــ اے حلیمہ میرے اس بچے کو ابھی واپس اپنے ساتھ لے جا، کیونکہ مجھے مکّہ کی وباء کا اندیشہ ہے۔

حلیمہ خوشی خوشی سرکار کو واپس لے آئی ـــ حضرت حلیمہ کو سرکارؐ سے اپنی اولاد سے کہیں زیادہ محبّت تھی ـــ حضورؐ کا رُخِ انور ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتی تھیں ـــ اور نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتی تھیں ـــ وُہ جانتی تھی کہ اُس کا ایک ٹوٹا ہُوا گھر ہے ـــ اس گھر میں اللہ تعالیٰ کا نور جلوہ گر ہے ـــ وُہ نورِ شفیعِ محشر ہے ـــ صاحبِ کرّو فر ہے ـــ اس کی نظر، نظرِ مازاغ البصر

marfat.com

ہے ـــ خوبیوں کا سرور ہے ـــ اس کا نام وجہ فتح و ظفر ہے ـــ جو برتروں سے برتر ہے ـــ اور انوار کا پیکر ہے ـــ

حلیمہ دوسری بار گھر لاتی ہے ـــ خوشیوں کے گیت گاتی ہے ـــ اور لوریاں دے دے کر سُلاتی ہے ـــ اور کہتی ہے۔

سو جا کہتی تھی حلیمہؓ مرے سرورؐ سو جا
جا گنا تجھ کو ہمیشہ ہے، گھڑی بھر سو جا

سو بھی جا چاند مرے تیری بلائیں لے لوں
تجھ پہ سو جان سے قرباں مرے اُختر سو جا

لوریاں دیتی مرے ساتھ ہیں حُوریں تجھ کو
شاہِ فردوسِ بریں، مالکِ کوثر سو جا

سو جا اے میرے مقدّر کو جگانے والے
حُسن کے، نور، انوار کے پیکر سو جا

چاند جھک جھک کے فدا ہو کے صدا دیتا تھا
سو جا اے ارض و سمٰوات کے محور سو جا

رقص کر کر کے یہ گاتی تھیں ہوائیں نغمے
صاحبِ جُود و سخاوت کے سمندر سو جا

نعت سُنتے ہی نکیرین خضر سے بولے
سو جا، سو جا، اے ثنا خوانِ پیمبرؐ سو جا

چوتھے سال میں : حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں جب آپ چوتھے[عہ] سال میں داخل ہوئے تو مجھ سے کہا۔

یَا اُمَّاہُ مَالِیْ لَا اَرٰی اِخْوَتِیْ فِی الْحَیِّ نَہَارًا ؟ [لہ]	اے اماں میرے (رضاعی) بھائی کو محلّہ میں نظر نہیں آتے؟ کہاں جاتے ہیں

عہ : ولادت کے تیسرے سال میں داخل ہوئے تو مکہ میں حضرت ابو بکر صدیق کی ولادت ہو۔

لہ : نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۱۰۷ ۔

marfat.com

حلیمہ کہتی ہیں، میں نے کہا۔

اِنَّھُمْ یَرْعَوْنَ الْاَغْنَامَ الَّتِیْ ــــ وہ بکریاں چرانے جاتے ہیں

رَزَقَنَا اللّٰہُ اِیَّاھَا بِبَرَکَتِكَ ــــ جو خدا تعالیٰ آپکی برکت سے مجھے دی ہیں

اپنی رضاعی ماں حلیمہ سے آپ نے فرمایا ـــــ ماں ! ـــــ کل ـــــ

دَعِیْنِیْ اَخْرُجُ مَعَھُمْ اِلَی الْمَرْعٰی ــــ اُن کیساتھ چراگاہ میں ہمیں بھی جانے دو

فرماتی ہیں اور ساتھ ہی مجھے قسمیں دلائی ـــــ "مطلب یہ کہ آپ کو قسم ہے کہ کل بھائیوں کے ساتھ مجھے بھی بکریاں چرانے چراگاہ میں جانے دو" ـــــ اور جب دوسرا دن ہُوا تو آپ نے کمر باندھی ــــ ہاتھ میں عصا لیا ـــــ اور تھوڑا سا کھانا ساتھ لیا ـــــ تو بھائیوں کے ساتھ چراگاہ کیطرف روانہ ہوئے۔

حضرات گرامی ! ذرا غور فرمائیں یہ حلیمہ رض کی بکریوں کے پیچھے پیچھے کون جا رہا ہے ـــــ کملی والا جا رہا ہے ـــــ صداقت کا اجالا جا رہا ہے ـــــ سارے نبیوں سے نرالا جا رہا ہے ـــــ گلشنِ نبوّت کا گُلِ لالہ جا رہا ہے ـــــ بکریاں آگے اور وُہ پیچھے جا رہا ہے ـــــ یہ کون جا رہا ہے ـــــ

رُکھّاں سُکیاں نوں ہرے کرن والا، گھراں اُجڑیاں تائیں وسان والا
گیاں گزریاں جگ توں ماڑیاں نوں، شفقت نال ایہہ سینے لگان والا
لِیْ مَعَ اللّٰہ دا پہن کے تاج نوری مکّی، مدنی سُلطان سُران والا
پیچھے پیچھے حلیمہ رض دی بکریاں دے، اُگے اُگے جبریل توں جان والا

چراگاہ میں معجزات کا ظہور : رئیس المفسرین حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری ـــــ اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ حضورؐ اور آپ کا رضاعی بھائی ساتھ ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے ـــــ آپکے رضاعی بھائی کا بیان ہے ـــــ

marfat.com

حجازی بھائی۔

اِذَا وَقَفَ بِقَدَمَیْهِ عَلَی الْوَادِیْ ـــ جب کسی "کی پشت" پر جا کر کھڑا ہوتا

یَخْضَرُّ لِوَقْتِهٖ۔ ـــ تو وہ فوراً وادی سرسبز و شاداب ہوجاتی

● ایک اور معجزہ بیان کرتے ہوئے آپ کے رضاعی بھائی کا بیان ہے کہ جب بکریوں کو پانی پلانے کے لئے ہم کسی کنویں پر آتے تھے۔

یَعْلُو الْمَاءُ اِلٰی فَمِ الْبِئْرِ ـــ تو کنویں کا پانی اُبل کر کنویں کے منہ تک آجاتا تھا

● وَاِذَا قَامَ فِی الشَّمْسِ ظَلَّتْهُ الْغَمَامَةُ ـــ جب آپ سورج کی دھوپ

ـــ میں کھڑے ہوتے تھے تو بدلی

ـــ آکر سایہ کرلیتی تھی۔

● وَتَأْتِی الْوُحُوْشُ اِلَیْهِ وَهُوَ ـــ اور جنگلی جانور آپ کے پاس آکر آپ

قَائِمٌ فَتُقَبِّلُهٗ ـــ کو چومتے تھے۔

(التفسیر المظہری ج ۶ ص ۵۲۸)

اے کبوترانِ بامِ حرص وہوا ـــ کبھی تمہارے قدموں سے خشک وادیاں سرسبز ہوئیں ـــ کبھی آپ کے وضو کیلئے کنویں کا پانی اس کے کناروں تک آیا ـــ کبھی وحشی جانوروں نے تمہارے قدم چومے ـــ ہرگز نہیں ـــ تو پھر وہ محبوب تم جیسا کیسا؟ ـــ تمہاری کرامات میں شاید ایسا تو ہو جائے ـــ کہ سرسبز و شاداب وادیوں سے گزر جاؤ تو ان میں خزاں آجائے ـــ پھول کانٹوں کی شکل اختیار کرلیں ـــ کنویں کے کنارے یہ تمہارے قدم لگ جائیں تو کنویں کا پانی کیچڑ میں تبدیل ہو جائے ـــ اور درندے تمہیں دیکھ کر تمہارے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیں ـــ اسلئے کہ تمہاری شکل وصورت دیکھ کر اور تمہارے جسموں کی ناخوشگوار بُو سونگ کر ہر چیز کو تمہاری رسول دشمنی کا پتہ چل جائے گا۔

marfat.com

فقیر آپ کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ رسولِ مکرّم سے قلبی تعلق پیدا کرنے کی دوبارہ کوشش کرو — اور اللہ کے پیارے حبیب کے اوصافِ حمیدہ کو کھل کر اپنی تقریروں میں بیان کرو — کیونکہ یہ وہ حقیقت ہے جس کو مٹانے میں تم کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکو گے — تمہارے نہاں خانوں میں جو چیز بسیرا کئے ہوئے ہے وہ شاید کبھی بھی پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکے — حقیقتوں سے انحراف انسانیّت کو گمراہی کی وادیوں میں دھکیل دیتا ہے — حقیقتیں زندہ رہنے کیلئے ہوتی ہیں — اور سنو!

کمالاتِ رسالت کو چھپایا جا نہیں سکتا — کبھی حق و صداقت کو دبایا جا نہیں سکتا
فسانہ پھر فسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے — حقیقت کی حقیقت کو مٹایا جا نہیں سکتا

(خضرؔ)

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریر ۱۸

ربیع الثانی کے دوسرے جمعہ کی تقریر	شق صدر — مہر نبوت — بچپن کے معجزات

شرحِ صدر — ارشادِ خداوندی :

ارشادِ خداوندی ہے :

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

(سورۃ الشراح پارہ ۳۰)

ترجمہ : کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا۔

حضرات ! شرحِ صدر کے بارے علماء کی ایک جماعت نے اختلاف کیا ہے ایک کثیر جماعت کا اس کے ساتھ اتفاق ہے کہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام سینہ مبارک دو مرتبہ شق کیا گیا ایک بچپن میں — اور دوسری بار شبِ معراج بعض علماء نے چار مرتبہ لکھا ہے — علمائے اہلسنت کے نزدیک شرح صدر بھی حضورؐ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے —

واقعہ شقِ صدر :

پہلے آپ واقعہ شرح صدر سماعت فرمائیں اس کے بعد قرآنی آیت کی تفسیر اور مفسرین کی رائے بیان کی جائے گی۔

تفسیر مظہری میں علامہ قاضی پانی پتی نے — سیرتِ نبویہ میں قاضی سید احمدؒ

marfat.com

دحلان مکیؒ نے ـــ نزہتہ المجالس میں علامہ صفوریؒ نے تفسیر حقانی میں شیخ ابو محمد عبد الحق دہلوی نے واقعۂ شق صدر کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

حضرت حلیمہؓ سعدیہ فرماتی ہیں ـــ جب ہم دوسری بار سرکارؐ کو لیکر واپس آگئے تو دو تین ماہ گزر گئے تو آپ ایک روز اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے اونٹوں کے مقام پر تھے ـــ اچانک آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ دو سفید پوش آدمیوں نے میرے قریشی بھائی کو پکڑ کر زمین پر لٹا کر پیٹ پھاڑ دیا ـــ حلیمہ فرماتی ہیں یہ سُن کر ہم لوگ فوراً ان کیطرف نکل کھڑے ہوئے جا کر دیکھا تو آپ منہ پلیٹے کھڑے ہوئے تھے ـــ صفوری لکھتے ہیں کہ پتھر پر کھڑے ہو کر مسکرا رہے تھے ـــ حلیمہ فرماتی ہیں میں نے آپ کو سینے کے ساتھ چمٹا لیا اور دریافت کیا کہ کیا واقعہ پیش آیا۔ آپ نے فرمایا ـــ سفید لباس والے دو آدمی آئے اور انہوں نے مجھے لٹا کر میرا پیٹ کھولا پھر اس کے اندر کسی چیز کو ٹٹولا پتہ نہیں انہوں نے کیا چیز نکالی ـــ

● شداد ابو یعلیٰ ـــ ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت شداد بن ادس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں حدیث نقل فرمائی ہے کہ تین آدمیوں کا ایک گروہ آیا اس کے پاس سونے کا طشت تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا ـــ ان میں سے ایک نے مجھے زمین پر لٹایا اور ہنسلی ـــ (وہ ہڈی جو گردن کے نیچے ہوتی ہے) ـــ کے گڑھے سے لے کر پیٹ کے بالوں تک سینہ چاک کیا ـــ پھر پیٹ کے اندر کی چیزیں نکالیں ـــ پھر اُن کو برف سے دھویا ـــ اور خوب دھویا ـــ پھر اُن کو ان کی جگہ دوبارہ رکھ دیا۔

وَقَامَ الثَّانِیْ ـــ پھر دوسرا اٹھا ـــ وَاَخْرَجَ قَلْبِیْ ـــ اُس نے میرا دل نکالا ـــ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ ـــ یہ سارا منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا ـــ

marfat.com

فَصَدَعَهٗ — پھر اُس نے میرے دل کو چاک کیا — پھر ایک سادہ رنگ کا مُضغَہ (لوتھڑا) نکال کر پھینک دیا — پھر دائیں بائیں ہاتھ گھمانے لگا — معلوم ہوتا تھا کوئی چیز تلاش کر رہا ہے۔

فَاِذَا بِخَاتَمٍ فِیْ یَدِہٖ — پھر مجھے نظر آیا کہ اسکے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہے
مِنْ نُوْرٍ یَحَارُ النَّاظِرُ دُوْنَہٗ — جو مجسّم نور ہے اسکو دیکھنے سے نگاہ چکا چوند ہو رہی تھی
فَخَتَمَ بِہٖ فِیْ قَلْبِیْ فَامْتَلَأَ نُوْرًا — اس انگوٹھی سے اُس نے میرے دل پر مہر لگا دی اور
وَذٰلِكَ نُوْرُ النُّبُوَّةِ وَالْحِکْمَةِ — مہر لگاتے ہی میرا دل نور سے بھر گیا — اور یہ
— نبوّت و حکمت کا نُور تھا۔
ثُمَّ اَعَادَ مَکَانَہٗ — پھر دل کو لوٹا کر اس کی جگہ رکھ دیا
فَوَجَدْتُ بَرْدَ ذٰلِكَ الْخَاتَمِ — میں اس مہر کی ٹھنڈک اپنے دل میں
فِیْ قَلْبِیْ دَھْرًا — مدّت تک محسوس کرتا رہا۔

پھر تیسرے شخص نے اپنے ساتھی سے کہا — تم ہٹ جاؤ (وُہ ہٹ گیا)
فَاَمَرَّ یَدَہٗ بَیْنَ مَفْرَقِ صَدْرِیْ اِلٰی مُنْتَھٰی عَانَتِیْ فَالْتَامَ ذٰلِكَ الشَّقُّ
(اس تیسرے نے) سینے کی درمیانی لکیر کے آغاز سے لے کر ناف کے آخری حصّے تک ہاتھ پھیرا تو شکاف فوراً اُجڑ گیا۔ (تفسیر مظہری ج ص ۵۲۹)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ کُنْتُ اَرٰی اَثَرَ الْمَخِیْطِ فِیْ صَدْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ایضًا)
کہ میں حضورؐ کے سینے پر سلائی کا نشان دیکھتا تھا۔

ایمان والو! — ان بیان کردہ اُمور کے ایک ایک لفظ پر غور فرمائیں تو آپ کو اپنے پیارے رسول مکرّم کی شان و عظمت کا پتہ چلے گا — اور آپ کے اعجاز و معجزات "جن کو شمار کرنا مُشکل ترین کام ہے" پھر بھی غور کرو اور پھر مساجد میں

marfat.com

تبلیغ کے نام پر فساد پھیلانے والے نام نہاد مبلّغین کی ہذیانی تقریروں پر بھی غور کرو تو حقیقت نکھر کر سامنے آجائے گی ۔

ہاں ؛ تو بات چل رہی تھی — شق صدر کی — اور سورۂ انشراح کی پہلی آیت کی — اللہ تعالیٰ نے فرمایا — اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ — کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کیا —

استاذ المفسّرین حضرت علاّمہ سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں اسی آیت کے ضمن میں ارقام فرماتے ہیں — اکہ اے حبیب) ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ اور وسیع کیا — ہدایت و معرفت — اور مُوعِظَت و نبوّت — اور علم و حکمت کے لئے یہاں تک کہ عالَمِ غیب و شہادت اس کی وسعت میں سما گئے — اور علائق جسمانیہ انوارِ روحانیہ کے لئے مانع نہ ہو سکے اور عُلُوم لَدُنیہ — حِکَم الٰہیّہ — معارفِ ربّانیہ — حقائق رحمانیہ — سینۂ پاک میں جلوہ نما ہوئے — فرماتے ہیں —

اور ظاہری شرح صدر بھی بار بار ہُوا — ابتدائے عمر شریف میں — اور ابتدائے نزول وحی کے وقت — اور شب معراج جیسا کہ احادیث میں آیا ہے ۔ اس کی شکل یہ تھی کہ جبریل علیہ السلام نے سینۂ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک ہو کو نکالا — اور زرّین طشت میں آب زم زم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اُس کو اُس کی جگہ رکھ دیا ۔

● شیخ عبد الحق حقّانی اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شرح صدر کا لفظی معنیٰ ہیں سینہ کھول دینا — حضور کے مقام و مرتبت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ — اس مرتبے میں تمام حقائق مُلک و مَلکوت، لاہُوت وجبرُوت مُنکشِف ہو جاتے ہیں — زبان اسرارِ غیب کی کنجی اور دل خزانہ ہو جاتا ہے —

marfat.com

اور پھر وہ جو کچھ فرماتا ہے عالمِ غیب میں مشاہدہ کرکے فرماتا ہے ـــــ سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کے لکھتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ دوبار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ فرشتوں نے چاک کرکے قلبِ مبارک کو نورانی طشت میں آبِ قدس سے دھویا ایک بار لڑکپن میں جب آپ حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پایا کرتے تھے دوبارہ جبکہ معراج کو تشریف عالم بالا کیطرف لے گئے [1]

حقانی صاحب کا اس گروہ سے تعلق ہے، یا یوں کہہ کہ وہ گروہ حقانی صاحب کو اپنی جماعت کا مذہبی پیشوا تصور کرتے ہیں ـــــ جن کا نظریہ یہ ہے کہ نبیؐ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ـــــ حقانی صاحب فرماتے ہیں کہ ـــــ عالمِ جبروت (بزرگی، عظمت، تجبّر، صفاتِ الٰہی، آسمانی عظمت و جلال کا عالم) عالمِ ملکوت۔ (فرشتوں کا جہان) عالمِ لاہوت (ذاتِ الٰہی کا وہ مقام جہاں سالک کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے) حضورؐ کے سامنے منکشف (کھلا ہوا عیاں آشکارا) ہوجاتے ہیں ـــــ حضور جو کچھ فرماتے ہیں عالمِ غیب میں مشاہدہ کرکے فرماتے ہیں۔

جس رسولِ پاک کی نظریں ـــــ عالمِ جبروت و لاہوت و ملکوت تک پہنچ سکتی ہیں ـــــ وہ دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں رکھتا ؟ ـــــ افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا ہے ـــــ جس پیغمبر کی شان اتنی بلند اور نظر عالمِ لاہوت پر ہے اس کے سامنے زمین کا کرّہ کیا حیثیت رکھتا ہے ـــــ یہی وہ بات ہے جو ان چھوٹی چھوٹی کھوپڑیوں میں نہیں آسکی ـــــ جن ذہنوں میں فرقہ واریّت کی آگ بھڑک رہی ہو وہاں احترام و عقیدت کے غنچے نہیں پھوٹتے۔

---

[1] : تفسیر حقانی ج ۵ ص ۲۱۰/۲۱۱ مطبوعہ کراچی ؞

marfat.com

مسلمانو! اُن لوگوں سے دُور رہو ورنہ یہ تمہیں اپنے ساتھ اس جگہ میں لے جائیں جہاں آگ بھڑک رہی ہے۔

انوار آگے آگے

انوار آگے آگے : شرح صدر کے واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ حضورؐ کو اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتی — فرماتی ہیں ایک دن سرکار صلے اللہ علیہ وسلم سارا دن غائب رہے، جب شام کا وقت ہونے لگا تو ہم چراگاہ کے راستے پر آپ کو تلاش کرنے لگے — اتنے میں دیکھا کہ آپؐ سامنے سے چلے آرہے ہیں —

وَالْاَنْوَارُ تَسْبِقُهٗ — اور انوار آپ کے آگے ہیں

وَالْاَغْنَامُ تَلُوْذُ بِہٖ — اور بکریاں آپ سے لپٹی جاتی ہیں

— گویا آپ سے پناہ مانگ رہی ہیں

فرماتی ہیں کہ ایک بکری کو آپ کے بھائی ضَمْرَہ نے مارا تھا جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔

فَجَعَلَتْ تَلُوْذُ بِہٖ — وُہ آپ سے پناہ مانگ رہی تھی

کَالشَّاکِیَۃِ اِلَیْہِ — جیسے آپ سے شکایت کر رہی ہو

فَقَبَضَ بِیَدِہِ الْکَرِیْمَۃِ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک

عَلٰی سَاقِھَا — سے اس کی ٹانگ پکڑلی۔

فَکَانَ الْوَجْعُ لَمْ یَکُنْ — تو اس کا درد جاتا رہا گویا تھا ہی نہیں

حلیمہ فرماتی ہیں میں نے اپنے ضمرہ سے پوچھا کہ تو نے اپنے قریشی سے کیسا پایا، مطلب یہ تھا کہ سارا دن تیرے ساتھ رہے ہیں تم نے آپ کو کیسا پایا — ضمرہ نے کہا اے ماں!

مَا مَرَّ بِحَجَرٍ وَلَا مَدَرٍ — وَلَا سَھْلٍ — وَلَا جَبَلٍ — وَلَا شَجَرٍ —

marfat.com

وَلَا وَحْشٍ ـــ وَلَا طَيْرٍ اِلَّا وَيَقُوْلُ ـــ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ [1]
کوئی پتھر ـــ کوئی ڈھیلا ـــ نرم زمین ـــ پہاڑ ـــ کوئی درخت ـــ
کوئی وحشی جانور ـــ کوئی پرندہ ـــ غرض جس شے پر آپ کا گزر ہوا اُس نے کہا

السلام علیک یارسول اللہ

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول

وَلَا يَطَأُ مُوْضِعًا اِلَّا وَنَبَتَ الْعُشْبُ فِيْهِ [2] ـــ اور جہاں جہاں آپ کا قدم پڑتا تھا، وہاں وہاں سبزہ پیدا ہوتا جاتا ـــ

سواری کے قدم : علامہ صفوری حضرت ابن ابی جمرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔

حَتّٰى مَوْضِعَ دَابَتِهِ الَّتِيْ يَرْكَبُهَا يَخْضَرُّ فِي الْحَالِ [3] ـــ یہاں تک کہ جس جانور پر آپ سوار ہوتے اس کا قدم بھی جہاں پڑتا سبزہ اُگ آتا ـــ

شیر آپ کے قدموں میں : ضمرہ بیان کرتے ہیں ـــ کہ جب ہم کسی کنوئیں سے پانی بھرتے تھے، پانی اس کے اوپر سے اُبلنے لگتا تھا ـــ کہتے ہیں ـــ ایک بار ہم ایک ایسی وادی میں داخل ہوئے جس میں وحشی جانور بکثرت پائے جاتے تھے ـــ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا شیر دھاڑتا ہوا آرہا ہے اور اُچھل کر ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔

فَلَمَّا نَظَرَ اَخِيْنَا مُحَمَّدًا ـــ لیکن جب اس نے ہمارے بھائی محمدؐ کو دیکھا

---

[1] : نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۰۸ [2] ایضاً [3] ایضاً ؛

marfat.com

تو آگے بڑھا اور آپ کے ساتھ جھک گیا ___ اور" آپ کے قدموں کے قریب" زمین پر گر پڑا۔

وَ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ فَصِيحٍ وَ قَالَ ___ بڑی فصاحت و خوش بیانی کیساتھ کہنے لگا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ ___ سلام ہو آپ پر اے محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ضمرہ کہتے ہیں ___ آپؐ نے آگے بڑھ کر اسکے کان میں کچھ کہا ___

فَذَهَبَ الْاَسَدُ يَعْدُوْ [1] ___ وہ شیر دوڑتا ہوا چلا گیا

ارباب حل وعقد! دیکھا آپ نے ___ بکریاں حضورؐ کے قریب رہنے میں اپنی عافیت محسوس کرتی ہیں ___ شجر و حجر ___ مٹی کے ڈھیلے ___ اور وحشی جانور سرکارؐ کی بارگاہ بے کس پناہ میں سلام پیش کرتے ہیں ___ خونخوار شیر آپ کو دیکھ کر قدموں میں لپٹ جاتا ہے ___ جنگل کے جانور آپ کو پہچانتے ہیں ___ گردنیں جھکا کر سلامی پیش کرتے ہیں۔ کورنش بجا لاتے ہیں ___ کنوؤں کا پانی اُبل کر کناروں کے اُوپر سے بہنے لگتا ہے ___

اور دوسری طرف واعظِ بے تدبیر، تقریظ بیجا کے تیر کا گمراہی کا شکار ہو کر مسلمانوں کے ذہنوں میں زہر گھول رہا ہے ___ اربابِ بست وکشاد اور اہلِ دُوَل کی خوشامد کر کے چندہ مانگنے والا ___ حضورؐ سرورِ عالمیان کے حضور دامن پھیلا کر سوال کرنے کو شرک کا نام دیتا ہے ___

سُنتوں کو بدعتیں اور بدعتوں کو سُنتیں
ہے زباں پر شرک لب پر ردِ بدعت دیکھئے

جرم سنگین کا یہ کہہ کر کر رہے ہیں ارتکاب
کچھ زیادہ ہی چڑھا رکھی ہے بدعت کی شراب

٭

[1] : ایضاً ٭

مُہرِ نبوّت : سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رضاعی بھائیوں کیساتھ روزانہ جایا کرتے تھے اور جب وہ لوٹ کر آتے تو آپ کے معجزاتِ باہرات اور آیاتِ بیّنات دیکھتے ہوئے آتے ــــ پھر ایک روز ایسا ہوا کہ آپ کا بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا ــــ اے ماں میرا قریشی بھائی قتل ہو گیا ــــ قوم کے سب لوگ نکل کھڑے ہوئے حلیمہؓ فرماتی ہیں میں آگے آگے تھی ــــ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ایک بڑے پتھر کے اُوپر کھڑے ہوئے مسکرا رہے ہیں ــــ فرماتی ہیں ــــ میں نے پوچھا بیٹا تیرا کیا حال ہے ــــ آپ نے فرمایا ــــ ماں ! میرے پاس تین آدمی آئے انہوں نے میرا سینہ چاک کیا ــــ اور اس سے ایک سیاہ لوتھڑا نکال ڈالا ۔

وَخَتَمُوْا بَیْنَ کَتِفَیَّ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ ــــ اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوّت لگائی ۔ (ایضاً)

حضرت علائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باطنی مہر میں لکھا تھا ۔

اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ــــ اللہ تعالیٰ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں

فرماتے ہیں ظاہری مُہر میں تھا ۔

تَوَجَّہْ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ ــــ آپ جہاں چاہیں متوجہ ہو آپ کی نصرت ہو گی (یعنی جدھر بھی رُخ کرو گے فتح و کامیابی آپ کے قدم چومے گی)

وَھُوَ لَحْمٌ مِثْلُ الْبُنْدُقَةِ ــــ اور وہ مُہر گولی کیطرح گوشت اُبھرا ہوا تھا

اور مسلم شریف میں

کَبَیْضَةِ الْحَمَامَةِ ــــ وُہ مُہر کبوتر کے انڈے کیطرح تھی

ترمذی میں ہے کہ وہ نشانِ مہر سیب کی طرح تھا ــــ (ایضاً)

marfat.com

دستِ شفاء: قاضی احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ "السیرۃ النبوہ والآثار المحمدیۃ" میں رقمطراز ہیں کہ حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ بنو سعد کے گھروں میں ایک بھی گھر ایسا نہ تھا جس سے (آپ کی آمد پر) کستوری کی خوشبو نہ آتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور آپ کی برکت کا اعتقاد راسخ کر دیا تھا یہاں تک کہ بنو سعد کے قبیلے میں سے کسی فرد کے جسم میں کوئی تکلیف ہوتی۔ اَخَذَ کَفَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَضَعُھَا ــــ تو وہ سرکار علیہ السلام کا ہاتھ مبارک اپنے عَلٰی مَوْضِعِ الْاَذٰی فَیَبْرَاُ بِاِذْنِ ــــ مرض کی جگہ پر رکھتا تو اللہ تعالیٰ کے اذن اللّٰہِ تَعَالٰی سَرِیْعًا [1] ــــ سے فوراً شفا حاصل کرتا۔

حلیمہؓ فرماتی ہیں ــــ کہ اسی طرح ان کا کوئی اونٹ بیمار ہوتا یا کوئی بکری بیمار ہوتی تو وہ آپ کے دستِ برکت سے اُن کے لئے شفا حاصل کرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ سرِانور کے گیسوؤں سے کفِ پا تک تمام جسدِ نوری شفا ہے ــــ آپ کسی بیمار پہ ہاتھ رکھ دیں شفا پائے ــــ حلیمہ کی بکری کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر ہاتھ رکھیں ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ جائے ــــ جانور بیمار ہوں تو آپ سے شفا پائیں ــــ آپ کی شان یہ ہے کہ

قطرے کو سمندر کرتے ہیں ذرّوں کو ستارا کرتے ہیں
کونین میں خم آجاتا ہے جب زُلف سنوارا کرتے ہیں

بکریوں کا سجدہ کرنا: حضرت سیدہ حلیمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں جلوہ گر ہوتے تو جب میری بکریاں

---

[1]: سیرت النبویہ علیٰ ہامش سیرت حلبیہ ج اوّل ص ۴۹ ؎

باڑے سے نکلتیں ــ " تو پھر وہ کیا کرتیں اس پر ذرا غور فرمائیں "

فَاَقْبَلَتْ وَاحِدَۃٌ مِّنْهُنَّ ــ تو اُن میں سے ہر ایک آتی یہاں تک کہ

حَتّٰى سَجَدَتْ لَهٗ ــ آپ کو سجدہ کرتی

وَقَبَّلَتْ رَاسَهٗ ــ اور آپ کے سر کو بوسہ دیتی

ثُمَّ ذَهَبَتْ اِلٰى صَوَاحِبِهَا لـه ــ پھر سب کی سب چراگاہ کیطرف چلی جاتیں

اربابِ دانش کی توجہ مطلوب ہے ــ حلیمہ کی بکریوں کا اندازِ تعظیم دیکھیں ــ عجز و نیاز مندی کا طور طریقہ ملاحظہ فرمائیں ــ اور بکریوں کے شوق فراواں کو نظر میں رکھیں ــ اور پھر اپنے شہر کے مولوی کی آگ اُگلتی زبان سے نکلنے والے ایک ایک جملے پر غور فرمائیں ــ اُس کا اندازِ تکلم دیکھیں ــ حضورؐ کا نام زبان پر آنے کے بعد اُس کے ماتھے پر اُبھرنے والی ٹیڑھی، میڑھی اور ترچھی سلوٹوں کا بغور جائزہ لیں ــ تو باطن میں چھپا ہوا بغض و عناد کی شکل و صورت کو تصور کی آنکھوں سے بخوبی دیکھ سکتے ہیں ۔

حضورؐ کی رضاعی بہن شیماء کی لوری

حضرت شیماء حضور سرورِ عالم کی رضاعی بہن کے وہ بول جو اپنے اندر محبتوں اور عقیدتوں کا ایک جہاں بسائے ہیں اور اہلِ ایمان کے لئے انکی ایک خاص قسم کی چاشنی ہے غور سے دیکھیں ــ شیماء آپ کو ان الفاظ میں لوری دیتی تھی ۔

هٰذَا اَخٌ لِّیْ لَمْ تَلِدْهُ اُمِّیْ ــ وَلَیْسَ مِنْ نَسْلِ اَبِیْ وَعَمِّیْ
فَاَنْمِهِ اَللّٰهُمَّ فِیْمَنْ تُنْمِیْ

لـه : سیرت دحلانیہ ایضاً ؛

marfat.com

میرے اس بھائی کو میری ماں نے نہیں جنا ـــــ اور نہ ہی میرے باپ اور چچا کی نسل سے ہیں۔ اے اللہ انہیں نیند آجائے جو میری نیند ہے۔

یَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا ـــــ حَتّٰی اَرَاہُ یَافِعًا وَاَمْرَدًا،
ثُمَّ اَرَاہُ سَیِّدًا مُسَوَّدًا ـــــ وَاکْبِتْ اَعَادِیَہٗ مَعًا وَالْحُسَّدَا
وَاَعْطِہٖ عِزًّا یَدُوْمُ اَبَدًا لہ

اے ہمارے پروردگار ہمارے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو باقی رکھ ـــــ یہاں تک کہ میں اُن کو نوخیز جوان دیکھوں ـــــ پھر میں ان کی سرداری اور حکمت کو دیکھوں ـــــ اور ان کے دشمن کو معادِ حسد (قیامت خیز حسد) پکڑے ـــــ اور انہیں دائمی اور اَبدی عزت عطا فرما ـــــ

حضرت شیماء کی لوری کا اُردو اشعار میں مفہوم کچھ اس طرح بنتا ہے ـــــ

یہ میرا بھائی قریشی، میری ماں جایا نہیں ـــــ کوئی گھر ایسا نہیں جو اس نے مہکایا نہیں
میرے والد اور چچا کی نہیں ہے نسل سے ـــــ اصلِ خلقت ہے جبھی تو جسم کا سایہ نہیں
میرے سب ارمان اسکی نیند پر قربان ہوں ـــــ رتبہ اس جیسا کسی نے آج تک پایا نہیں

جنابہ شیماء کی دُعائیہ لوری کے اشعار کا معنیٰ و مفہوم کچھ اس طرح سے ہے۔

اسکو باقی رکھ ہمارے واسطے پروردگار ـــــ یہ جواں ہوگا تو آئے گی جوانی پر بہار
اپنی آنکھوں سے میں دیکھوں اسکی سرداری کا رنگ ـــــ اسکے آگے گردنیں خم کردیں سارے تاجدار
اسکے سب دشمن حسد کی آگ میں جلتے رہیں
دائمی کردے عطا یارب اسے عزّ و وقار

﴿

لہ : ایضاً ص ۵۵ ﴿

حلیمہ آپکو مکہ واپس لائیں: حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں آپ کو لے کر آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ امینہ کی خدمت میں مکہ معظمہ حاضر ہوئی تو حضرت آمنہ رضی نے فرمایا تم میرے بیٹے کو کیوں ساتھ لائی ہو۔ جبکہ تم اسے اپنے پاس ٹھہرانے کی بہت آرزو مند تھی — حلیمہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے پہنچا دیا ہے — میں کسی حادثے کے ڈر سے آپ کی امانت واپس کرنے آئی ہوں — آپ نے فرمایا سچ سچ بتا بات کیا ہے ؟

میں نے عرض کی — آپ میری بات سُن لیں — پھر ان عجائبات کا تذکرہ کیا — حضرت آمنہ فرماتی ہیں — کیا مجھے ان پر شیطان کے حملے کا خوف ہے ؟ میں نے کہا ہاں — فرمایا حلیمہ! اس کا شیطان کچھ نہیں بگاڑ سکتا جب یہ میرے بطن میں آئے۔

اَنْ خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ اَضَاءَ لَہٗ قُصُوْرُ — تو مجھ سے نور نکلا جس کی روشنی میں نے بَصُرٰی مِنْ اَرْضِ الشَّامِ — بصریٰ کے محلات سرزمینِ شام سے دیکھ لئے۔

(السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ لاحمد دحلان مکی علیٰ ھامش السیرۃ الحلبیۃ ج ۱ ص ۵۲)

سیدۃ آمنہ رض امینہ نے حلیمہ کو یہ بھی بتایا کہ جب یہ میرے بطن میں تھے تو میں نے اِن کا خفیف سا بوجھ بھی محسوس نہیں کیا — اور جب ان کی ولادت ہوئی تو انہوں نے زمین پر اپنے ہاتھ رکھ کر —

رَفَعَ رَأْسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ — آسمان کیطرف سر اٹھا رکھا تھا۔

حلیمہ! جا اب تو ان کو چھوڑ جا اور اپنے گھر چلی جا — (ایضاً)

ایمان والو! — کیا آپ نے کوئی ایسا بچہ دیکھا جس کی ماں اس کے انوار کے جلو میں مکہ کے ایک پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹے سے مکان کے اندر

marfat.com

لیٹے لیٹے ملکِ شام کے شہر بصریٰ کے محلات کو دیکھ لے ___ کیا ؟ کوئی ایسا بچہ آپ کی نظروں سے گزرا جو بوقتِ ولادت اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر آسمان کی طرف گاڑ دے ___ اگر جواب نفی میں ہے ___ تو کیا آپ نے میلادِ مصطفیٰ کے جشن منانے اظہارِ مسرت کرنے کو بدعت اور جہالت کی پیداوار کہنے والوں سے کبھی پوچھا ؛ تم کس دین کی تبلیغ کر رہے ہیں ___ اور خدا کی زمین پر کیوں ؛ فساد و فرقہ واریت کا بیج بو رہے ہیں ___ باقی رہے ہم ! تو ہمارے نغمے ہمیشہ ہی فضائے آسمانی میں گونجتے رہیں گے ۔

سارے نبیاں تے رسولاں چوں نرالا آیا
ساری کونین دے متھے دا اُجالا آیا
پیدا ہندیاں ای جاں سر سجدے چہ آقا رکھیا
رب دی رحمت دے سمندر نوں اُچھالا آیا

(صائمؔ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریر ۱۹

ربیع الثانی کے تیسرے جمعہ کی تقریر		آمنہؓ کا انتقال، دادا اور چچا کی کفالت میں

خالقِ اکبر کی ہے یہ مہربانی آپؐ پر
کی فدا، انوار کی اک اک نشانی آپؐ پر

حسن کی، گفتار کی، رفتار کی اعجاز کی
ختم ہو جاتی ہے آکر ہر کہانی آپؐ پر

گو نجتے ہیں دو جہاں میں بس ترانے آپکے
ہر گھڑی کرتی ہے فطرت گلفشانی آپؐ پر

مومنوں کی صف میں کیسے حشر میں ہونگے شمار
جو فقط ایمان لائے ہیں زبانی آپؐ پر

حضورؐ کا گم ہونا : مفتیٔ اعظم مکہ، قاضیٔ عرب حضرت علامہ سید قاضی احمد دحلان مکیؒ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سیرتِ نبویہ میں رقمطراز ہیں۔ واقعہ شقِ صدر کے بعد پانچویں سال میں جب حضرت حلیمہؓ آپ کو لے کر واپس کرنے کیلئے مکہ معظمہ آئیں تو آپ کو وادیوں میں گم کر بیٹھیں ــــ فرماتی ہیں کہ میں اس رات محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر مکہ معظمہ پہنچی اور ایک جگہ بٹھا کر راستہ بھول گئی اور مجھے پتہ نہ چل سکا کہ آپ کہاں ہیں ــــ میں نے حضرت عبدالمطلب کو آکر بتایا کہ آپ کا بچہّ گم ہو گیا ہے ــــ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ آپ انہیں واپس مل جائیں ــــ اور یہ شعر کہا ــــ

marfat.com

يَارَبِّ رُدَّ وَلَدِی ــــ مُحَمَّدًا

اَرْدُدْهُ رَبِّیْ وَاصْطَنِعْ عِنْدِیْ یَدًا

یارب میرے بیٹے محمدؐ کو واپس فرمادے ـــــ میرا رب اُسے واپس لوٹائے گا اور میرے ہاتھ مضبوط فرمائے گا۔

دُعا کے بعد ہاتف غیب کو آسمان سے یہ کہتے ہوئے سُنا ـــ اے لوگو! شور مت کرو ــــ یعنی اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ــــ

اِنَّ لِمُحَمَّدٍ رَبًّا لَنْ یَّخْذُلَـهٗ ــــ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہرگز ہرگز نہیں وَلَنْ یُّضِیْعَهٗ (ایضًا ص ۵۱) ــــ ضائع اور رُسوا نہیں ہونے دے گا۔

اِنَّهٗ بِوَادِیْ تِهَامَةَ عِنْدَ ــــ وہ وادی تہامہ میں شجرۂ یمنی کے اَلشَّجَرَةِ الْیُمْنٰی ــــ (ایضًا) ــــ پاس ہیں۔

یہ سُن کر حضرت عبدالمطلب نے سوار ہو کر ورقہ بن نوفل کو ساتھ لیا اور وہاں پہنچ کر دیکھا کہ آپ اُس درخت کی شاخوں پر ہاتھ پھیر رہے ہیں ــــ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا۔

مَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ ؟ ــــ اے لڑکے تو کون ہے؟ ــــ آپ نے فرمایا ــــ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ــــ میں محمدؐ بن عبدالمطلب ہوں۔

حضرت عبدالمطلب نے کہا ــــ میری جان آپ پر قربان ــــ میں آپ کا دادا ہوں اور آپ کو اٹھا کر گلے لگا لیا ــــ اور رونے لگے ــــ اور پھر گھوڑے کی زین کے اگلی طرف بٹھا کر مکّہ معظمہ کی طرف آئے ــــ پھر بکریاں اور گائیں ذبح کر کے اہلِ مکّہ کی ضیافت کی ــــ (ایضًا)

بعض مفسّرین نے اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ــــ وَوَجَدَكَ

ضَآلاً فَھَدٰی[1] ـــــ پر محمول کرتے ہوئے یہ قصّہ بیان کیا ہے ـــــ اور اس سے دُوسری بار گم ہونا مُراد ہے ۔ (ایضاً)

شیماء کا اعزاز : جب کبھی حضورؐ کی رضاعی والدہ حلیمہ حضور کے پاس آتی تھیں ۔ تو حضور علیہ السّلام ان کے لئے چادر بچھا دیتے تھے ـــــ امام علی حلبی اور قاضی دحلان مکیؒ نے اپنی اپنی سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے ـــــ کہ جنابِ حلیمہؓ کی بیٹی ـــــ آقا علیہ السّلام کی رضاعی بہن شیماء غزوہُ حنین کے دن قیدی بنائی گئی تھی ـــــ جب مسلمانوں نے انہیں پکڑنا چاہا تو انہوں نے کہا ـــــ مسلمانو ! مجھے پکڑنے سے پہلے یہ سُن لو ـــــ

اَنَا اُخْتُ صَاحِبِکُمْ ـــــ میں تمہارے صاحب " تمہارے آقا و مولا کی بہن ہوں ـــــ اور یہ سُن کر جب اُن حضور سیدِ کل صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو جنابِ شیماء نے عرض کیا ۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اُخْتُکَ ـــــ یا رسول اللہ میں آپ کی بہن ہوں ۔

حضورؐ نے شیماء کی یہ بات سُن کر فرمایا اگر تو میری بہن ہے تو کوئی نشانی بتلا ـــــ شیماء نے عرض کیا ایک دن میں آپ کو کھلا رہی تھی تو آپ نے میری کمر پر اپنے دانت مبارک چبھو دیئے تھے ـــــ حضور علیہ السلام نے اس نشانی کو پہچان لیا ۔

فَقَامَ لَھَا قَائِمًا ـــــ اور ان کی تعظیم کے لئے سیدھے کھڑے ہو گئے

وَ بَسَطَ لَھَا رِدَاءَہٗ ـــــ اور اُن کے لئے اپنی چادر بچھا دی

وَ اَجْلَسَھَا عَلَیْہِ ـــــ اور اس چادر پر انہیں بٹھایا

---

[1] : پارہ ۳۰ سورہ ضحیٰ آیت ۷ ترجمہ : اور آپکو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزلِ مقصود تک پہنچا دیا ۔

marfat.com

وَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ ـــــ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

(سیرت دحلان ج اول ص ۵۶)

حضرت حلیمہؓ سعدیہ اور اُن کا شوہر اور اولاد نے اسلام قبول کیا ـــــ اُن کے اسلام کا انکار کرنے والا غلطی پر ہے ـــــ حضرت حلیمہؓ کی رحلت مدینہ منورہ میں ہوئی جنت البقیع میں دفن ہوئیں اُن کی قبر مُبارک مشہور زیارت گاہ ہے۔

حضرت حلیمہؓ نے لمبی عُمر پائی ـــــ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضورؐ کی سنّت کے مطابق ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی ـــــ اور حضرت عمرؓ فاروق نے بھی ایسا ہی کیا ـــــ

لوگو! اپنی ماؤں بہنوں کا احترام کرو ـــــ اسلئے کہ یہ تمہارے رسول کریمؐ کی سنّت ہے ـــــ جو بیٹا اپنی ماں کی تعظیم نہیں کرتا ـــــ وہ بد بخت ہے حضور علیہ السلام اپنی رضاعی ماں کا اتنا احترام کرتے کہ اپنی چادرِ رحمت اُن کیلئے بچھا دیتے تھے۔

حضرت آمنہؓ کا انتقال:

امام زُہری حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسالت مآب کی عمرِ مبارک چھ سال کی ہوئی تو آپ اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کے ہمراہ اپنے جدِّ امجد کے ماموؤں کے پاس تشریف لے گئے، جو مدینہ منورہ میں تھے ـــــ اور بنو عدی بن نجّار کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کیساتھ اُمِّ ایمن برکتؔ حبشیہ بھی تھیں ـــــ آپ نے وہاں ایک ماہ قیام فرمایا چنانچہ آقا علیہ السلام ہجرت مدینہ کے بعد اُن باتوں کا ذکر فرمایا کرتے تھے ـــــ اور ایک گھر کیطرف اشارہ فرما کر فرمایا کرتے ـــــ یہ وہ گھر ہے جہاں میں اپنی والدہ کے ساتھ آیا تھا ـــــ اور بنو عدی بن نجّار کے تالاب میں تیرنا کیا

marfat.com

ہی اچھا ہے ــــ فرماتے ہیں کہ یہودی میری طرف مختلف نظروں سے دیکھتے تھے

اُمِ ایمن فرماتی ہیں ــــ میں نے ایک یہودی کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔

هُوَ نَبِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ــــ یہ اس امت کے نبیؐ ہیں

وَهٰذِهٖ دَارُ هِجْرَتِهٖ [1] ــــ اور یہ اُن کا دارِ ہجرت ہے

حافظ ابو نُعَیم کی روایت میں ہے کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مدینے کے ایک یہودی نے مجھے کئی طرح سے دیکھا " یعنی نہایت اور مختلف انداز" دیکھا اور کہا ــــ

مَا اِسْمُكَ يَا غُلَامُ ــــ اے لڑکے تیرا نام کیا ہے ؟

قُلْتُ اَحْمَدُ ــــ میں نے کہا احمد

وَنَظَرَ اِلٰى ظَهْرِى ــــ اور اس نے میری پشت دیکھی

حضور فرماتے ہیں ــــ میں نے اُسے یہ کہتے ہوئے سُنا.

هٰذَا نَبِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ [2] ــــ یہ اس امت کا نبیؐ ہے

پھر وہ یہودی اپنے بھائیوں کی طرف چلا گیا ــــ تو اُنہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے میری والدہ مکرّمہ کو بتایا ــــ چنانچہ میری وجہ سے خوفزدہ ہوگئیں اور ہم لوگ مدینہ منورہ سے نکل آئے ــــ اور جب ہم ابواء میں پہنچے تو میری والدہ کا وہاں پر انتقال ہوگیا ــــ اور وہیں پر دفن ہوئیں ــــ اس وقت حضرت آمنہؓ کی عمر شریف بیس سال تھی۔

حضرت آمنہؓ نے نعت کہی

: امام ابو نعیم نے زہری سے دلائل النبوۃ

---

[1] : سیرت دحلان ج اوّل ص ۵۷ [2] ایضاً ٭

میں روایت بیان کی ہے ـــ کہ حضورؐ اپنی والدہ کی رحلت کے وقت آپ کے سرہانے کھڑے تھے ـــ آپ کی والدہ نے آپ کے چہرے کیطرف دیکھا ـــ اور پھر یہ نعتیہ اشعار کہے، جن کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

اُے بیٹا ! اللہ تعالیٰ آپ کو برکت عطا فرمائے ـــ آپ اس عظیم باپ کے فرزند ہیں جو قوم کے سردار تھے۔

جنہوں نے بلند شان کے مالک اللہ تعالیٰ کی نصرت سے نجات حاصل کی اور جن کی زندگی بچانے کے لئے صبح کے وقت تیروں سے قرعہ اندازی ہوئی ـــ ان کے بدلہ میں اچھی نسل کے سو اونٹوں کا فدیہ دیا گیا ـــ میں نے جو خواب دیکھا ہے اگر وہ درست ہے۔

فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامِ ‏ تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَامِ
تُبْعَثُ فِی التَّحْقِیْقِ وَالْاِسْلَامِ ‏ دِیْنُ اَبِیْكَ الْبَرِّ اِبْرَاھَامِ
فَاللّٰہُ اَنْھَاكَ عَنِ الْاَصْنَامِ ‏ اَنْ لَّا تُوَالِیْھَا مَعَ الْاَقْوَامِ

تو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام لوگوں کیطرف مبعوث ہوں گے۔ آپ حلّت و حرمت (حلال و حرام ہونا) کے لئے اسی دین کے ساتھ مبعوث ہوں گے جو دین آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ہے ـــ اللہ تعالیٰ بتوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا ـــ اور آپ کی دوستی ان لوگوں سے نہیں ہوگی جو بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا بیٹے ! ہر زندہ کے لئے موت ہے ـــ ہر ایجاد ہونے والی چیز کا اختتام ہے ـــ اور ہر بڑی عمر والے کے لئے مناسب ہے ـــ میں انتقال کر جاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا ـــ اسلئے کہ میں نے ایک پاکیزہ اور طاہر بیٹے کو جنم دیا ـــ اور اپنی یاد کے لئے خیر کو چھوڑے جا رہی ہوں۔ (سیرت دحلان ایضاً)

marfat.com

— اے اربابِ حل وعقد — اے اپنے رسولؐ کی ہر شان پر ایمان رکھنے والو!
— اے اہلِ دانش وبینش — اے دینِ اسلام سے محبت کرنے والو!
اے عقل وخرد کے وارثو! — اے عظمت نبوت پر جانیں نچھاور کرنے والو!

مجھے ان لوگوں سے اُن خطیبوں سے پوچھنے کی اجازت دو جو ہر روز منبرِ رسولؐ پر گلا پھاڑ پھاڑ کر — سینے کا سارا زور لگا کر — چلاّ چلاّ کر یہ کہتے ہیں کہ صاحب لولاک — وارثِ ارضین وافلاک — رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین دوزخ میں جل رہے ہیں — جہنمی ہیں (معاذ اللہ)

کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کرنے والی پاک بی بی — اور قبل از وقت اپنے بیٹے کو نبوت کی بشارت دینے والی خاتون دوزخی ہے — تو کس کی ماں جنت کی وارث ہے — کفر وعناد اور فتنہ وفساد کی دُنیا کو آباد کرنے والو! تمہیں نبیؐ اور علیؓ کے باپ کے سوا کوئی دوزخی نظر نہیں آتا — امن کے گلشن کو آگ لگانے والو! — تمہیں رسولِ محترم کے خاندان سے اتنی دشمنی کیوں ہے؟ محبوبِ خدا کو اپنی طرح سمجھ کر کیوں اپنے دین وایمان کا بیڑا غرق کر رہے ہو۔

حضرات! یہ لوگ کس دین کی تبلیغ واشاعت کر رہے ہیں — یہ کیسے لوگ ہیں؟

اپنے جیسا اس کو کہتے ہیں جو ہے شاہِ زمن
آگ میں اک روز لے جائیگا ان کا یہ چلن
بغض کا دل میں دُھواں، آتش فشاں انکی زباں
کُفر کے فتوے لگانا دین ہے اِنکے یہاں
مشغلہ جس کا ہو تنقیصِ امام الانبیاء
وُہ شقی، بدبخت کیا سمجھے گا شانِ کبریا
ہے وُہ ناہنجار، بد اطوار شیطاں کا ردیف
کبریا و مصطفیٰ کو جو سمجھتا ہو حریف

نبیوں کے ماں باپ کافر نہیں ہوتے:

چلتے چلتے چند باتیں اس

موضوع پر بھی ہو جائیں تاکہ والدینِ مصطفےٰ کی نجات کے منکروں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ یہ خطیبانہ انداز ہے ـــــ

● امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء ملت حنیف اور دینِ ابراہیم علیہ السلام پر تھے ـــــ جیسے زید بن عمرو بن کفیل اور اس قسم کے دوسرے لوگ ـــــ لکھتے ہیں۔

بَلْ اِنَّ آبَاءَ الْاَنْبِیَاءِ کُلِّهِمْ ـــــ بلکہ تمام انبیائے کرام کے آباؤ اجداد نبوّت
مَاکَانَ کُفَّارًا تَشْرِیْفًا ـــــ کی بزرگی کی بناء پر کفر سے پاک تھے
لِمَقَامِ النُّبُوَّةِ وَکَذٰلِکَ ـــــ ایسے انبیائے کرام کی مائیں کہ ان میں سے
اُمَّهَاتُهُمْ [1] ـــــ کوئی کافر نہ تھی۔

امام رازی کی تحقیق کے سامنے ان تعصب کے مارے مولویوں کی کیا حیثیت ہے ـــــ رہا مسئلہ ابراہیم علیہ السلام کے چچا آزر کا تو سنو ! ـــــ

وَاِنَّ آزَرَ لَمْ یَکُنْ اَبًا لِاِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَلْ کَانَ عَمَّهٗ [2]

اور آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا بلکہ چچا تھا ـــــ فرماتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے ـــــ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ [3]

اس آیت کی تفسیر میں شیخ شبیر احمد عثمانی صاحب جو علمائے دیوبند کے شیخ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ساجدین سے آپ کے آباء مراد ہیں، یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب میں منتقل ہونا اور آخر میں نبیؐ ہو کر تشریف لانا، بلکہ بعض مفسرین نے ان الفاظ سے حضورؐ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔

(تفسیر عثمانیہ ص ۶۴۸)

---

[1] : السیرۃ النبویۃ از دحلان علیٰ هامش السیرۃ الحلبیۃ ج اوّل ص ۶۲ [2] : ایضاً ؛

[3] : پارہ ۱۹ سورۂ شعراء آیت ۲۱۹ ترجمہ: آپ کا سجدہ کرنیوالوں میں منقلب (لوٹنے والا) ہوتے ہیں ؛

marfat.com

اور اس کے ساتھ رسولِ کریم کا یہ ارشاد پاک کہ

- لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ [1]

ہم ہمیشہ اصلاب طاہرین سے اَرحام طاہرات کی طرف منتقل ہوتے رہتے ہیں — یعنی پاک پشتوں سے پاک رحموں کیطرف منتقل ہوتے رہے — حضورؐ جن جن پشتوں سے گزر کر آئے وہ سب پاک تھیں — اور یہ بات بھی سچ ہے کہ کافر پاک نہیں — قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ [2] — تمام مشرک یقیناً ناپاک ہیں

اس سے معلوم ہُوا کہ آپ کے اجداد میں سے کوئی ایک بھی مشرک نہ تھا۔

ہر دور میں سات مسلمان :

حضراتِ گرامی! یہ بات یاد رہے کہ زمین کبھی بھی مسلمانوں سے خالی نہیں رہی —

حدیث سُنیئے —

- امام عبدالرزاق (امام بخاری کے دادا استاد) اور امام ابنِ مُنذر رضی اللہ عنہما نے صحیح سند کے ساتھ شیخین کی شرط پر مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل کی۔

لَمْ يَزَلْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ — کہ زمین کبھی بھی سات یا اس سے زیادہ
سَبْعَةُ مُسْلِمِيْنَ فَصَاعِدًا — مسلمانوں سے خالی نہیں رہی — اور اگر
وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَهَلَكَتِ الْاَرْضُ — وہ نہ ہوں تو زمین اور جو کچھ اس پر ہے
وَمَنْ عَلَيْهَا [3] — ہلاک ہو جائے۔

---

[1]: سیرت دحلان ایضاً [2] ۱ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ آیت نمبر ۲۸ [3] ایضاً ص ۶۳

marfat.com

● امام احمد بن حنبل نے کتاب الزہد میں صحیح سند کے ساتھ شیخین کی شرط پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے ـــ کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی مسلمانوں سے خالی نہیں رہی ـــ روایت دیکھیں ـــ

مَا خَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ـــ زمین کبھی خالی نہیں رہی نوح علیہ السلام کے بعد ـــ

مِنْ سَبْعَةٍ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِمْ ـــ سات "مسلمانوں" سے اور ان کے باعث

عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ [1] ـــ اللہ تعالیٰ اہلِ زمین کی "بلائیں" دُور فرماتا۔

معلوم ہوا کہ زمین پر ہمیشہ سات مسلمان رہے اور زمین سات مسلمانوں سے کبھی خالی نہیں رہی ـــ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ اُن نیک بندوں کے طفیل اہلِ زمین کی آفتیں، مصیبتیں، بلائیں دور فرماتا ہے ـــ اگر عام مسلمانوں کے صدقے بلائیں ٹل سکتی ہیں ـــ تو پھر سیّد الانبیاء صاحبِ نبوّت مصطفیٰ ـــ اور سیّد الاولیاء صاحب ولایت مرتضیٰ کے نام کے صدقے بلائیں کیوں نہیں ٹل سکتیں۔

● ـــ سمجھنے اور سوچنے کی صلاحیّت کا کچھ حصّہ اگر باقی بچ گیا ہو تو آیئے! ایک صاحبِ محبّت کے اشعار پر غور کریں ـــ حافظ ابن ناصر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

تَنَقَّلَ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِيْمًا ـــ تَلَأْلَأَ فِيْ جِبَاهِ السَّاجِدِيْنَا

تَنَقَّلَ فِيْهِمُوْا قَرْنًا فَقَرْنًا ـــ اِلٰى اَنْ جَاءَ خَيْرُ الْمُرْسَلِيْنَ [2]

منتقل ہوتے رہے احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ عظیم کی صورت میں ـــ اور سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں چمکتے رہے ـــ اور منتقل ہوتے رہے ان میں زمانہ بزمانہ ـــ یہاں تک کہ خیر المرسلین (سارے رسول سے بہتر) تک آگیا۔

---

[1]: ایضاً [2] ایضاً

ان دلائل کی موجودگی کے باوصف اگر کوئی شور مچاتا ہے تو اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ـــــ یہ دلائل ـــــ یہ علمِ کلام و بیان سعید الفطرت لوگوں کیلئے باعثِ سکونِ قلب ہے ـــــ شقاوت و تشکیک کے عالم میں رہنے والوں کے لئے ـــــ تو خوش بختی کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند رہتے ہیں ـــــ اُن کے مذہب کی دُنیا اُجڑ چکی ـــــ اب اُن پر دلائل و براہین کے اثرات مرتّب نہیں ہوتے۔

عمرُ بن عبد العزیز کا غضبناک فرمان :

ابنِ عساکر اور ابو نعیم نے روایت بیان کی ہے کہ شام کے گورنر کے کاتبوں میں سے ایک شخص کو ایک چھوٹے سے علاقے (ضلع کی سطح پر) افسر مقرر کیا جس کے باپ نے ایک مجوسیہ سے بدکاری کی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے گورنر کو فرمایا کہ تم نے مسلمانوں کے ضلع کا افسر ایسے شخص کو بنایا ہے جس کے باپ نے ایک مجوسیہ عورت سے بدکاری کی ـــــ گورنر نے کہا ـــــ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو خیریت سے رکھے ـــــ اس کے باپ کیوجہ سے مجھ پر کوئی گناہ نہیں ـــــ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ بھی مشرک تھا ـــــ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا ! آہ ـــــ اور خاموش ہو گئے۔

ثُمَّ رَفَعَ رَاسَہٗ ـــــ پھر سرِ مبارک اوپر اُٹھایا ـــــ اور فرمایا

أَأَقْطَعُ لِسَانَہٗ ـــــ میں اس کی زبان کاٹ دُوں ؟

وَقَالَ أَأَقْطَعُ يَدَهٗ وَرِجْلَهٗ ـــــ اسکے ہاتھ کاٹ دُوں ـــــ اسکے پاؤں کاٹ دُوں

أَأَضْرِبُ عُنُقَہٗ [1] ـــــ یا اس کی گردن اُڑا دُوں

[1] : سیرت نبویہ از دحلان ص ۷۸

marfat.com

پھر فرمایا — جب تک میں زندہ ہوں تو کبھی گورنر نہیں بن سکے گا — اور اس کے ساتھ ہی اُسے گورنری سے معزول کر دیا —

حضرات ! کچھ بات سمجھ میں آئی ؟ — دیکھیں شام کے گورنر نے رسولِ کریم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کو مشرک کہا — تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے افسوس سے آہ کھینچی — اور غضبناک ہو کر فرمایا — کہ میں اس کی زبان، ہاتھ پاؤں کاٹ دوں — اس کی گردن اُڑا دوں — کہ اس نے آقا علیہ السلام کے والد کو مشرک کہا ہے اور پھر فوراً اُسے معزول کر دیا۔

سوچتا ہوں کہ اگر آج عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی حکومت ہوتی — تو نہ جانے کتنی زبانیں کٹ جاتیں — حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عقیدے کے مطابق وہ زبان کاٹ دینے کے قابل ہے جو رسولِ کریم کے والدین کریمین کو کافر مشرک کہتی ہیں۔

مسلمانو ! اِن مبلّغین سے اپنے دامن کو بچا کر رکھو جو خُدا کی زمین میں فساد اور خون ریزی کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں — یہ رسول اللہ کی عظمتوں پر برسنے والی زبانیں ایمان کی کھیتیاں کاٹ رہی ہیں — اور عقیدت کے گلستانوں میں آگ لگا رہی ہیں — اور یہ ضرب قیامت کی نشانیوں میں سے واضح ترین علامت ہے۔

حضورؐ اپنے دادا کی کفالت میں : جب حضرت آمنہ امینہ کا انتقال ہوا تو حضورؐ کی عمر شریف چھ سال تھی اُن کے انتقال کے بعد آپؐ اپنے دادا جناب عبدالمطلب کی کفالت میں آئے — اور آپ پر وہ بے حد شفقت و مہربانی کرتے تھے — اور ہمیشہ آپؐ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے — جب آپ کے دادا کا انتقال ہُوا تو

marfat.com

تو آپ کی عمر شریف آٹھ سال تھی — اور جناب عبد المطلب کی عمر بوقتِ رحلت ایک سو چالیس (۱۴۰) سال تھی — جب اُن کا وقت احتضار وانتقال آیا تو جناب عبد المطلب نے حضورؐ کے والد گرامی کے سگے بھائی حضرت ابو طالبؓ کو آپ کے لئے وصیت فرمائی۔

حضرت ابو طالبؓ : حضرت ابو طالب اپنی کنیت سے مشہور ہوئے آپ کا نام عبد مناف تھا — اہلِ تشیّع آپ کا نام عمران بتاتے ہیں — حضرت ابو طالبؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت فرماتے تھے — اور ایسی محبت وہ اپنی اولاد سے بھی نہ کرتے تھے — وہ آپؐ کو پہلو میں لٹائے بغیر نہ سوتے تھے۔

وَكَانَ يَخُصُّهُ بِاَحْسَنِ الطَّعَامِ — اور آپ کیلئے اچھے سے اچھا کھانا مخصوص فرماتے تھے۔

حضرت ابو طالب اور آپ کے والد کے دوسرے سگے بھائی جناب زبیر کے درمیان آپ کی کفالت کے بارے میں قرعہ اندازی ہوئی۔

فَخَرَجَتِ الْقُرْعَةُ لِاَبِي طَالِبٍ — تو قرعہ ابو طالب کے نام نکلا

● قاضی سید دحلان فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ

بَلْ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَارَ — حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اَبَا طَالِبٍ لِمَا كَانَ يَرَاهُ مِنْ — جناب ابو طالب کو پسند فرمایا کیونکہ آپ شَفْقَتِهٖ عَلَيْهِ وَمُوَالَاتِهٖ لَهٗ[1] — دیکھتے تھے کہ حضرت ابو طالب آپؐ پر بہت زیادہ شفقت اور محبت کرتے تھے

---

[1] : ایضاً ص ۸۰ ۔

قاضی دحلان لکھتے ہیں کہ کتب قدیمہ میں مذکور ہے کہ ـــــ

وَكَفَالَةُ جَدِّهٖ وَعَمِّهٖ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ ـــــ آپ کے والدین کے انتقال کے بعد
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِيْهِ وَ ـــــ آپ کے دادا اور چچا کفالت کرینگے
اُمِّهٖ [1] ـــــ

فَهِيَ مِنْ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ [2] ـــــ اور یہ امر نبوّت کی نشانیوں میں سے ہے۔

یعنی یہ بات آپ کی نبوّت کی علامات میں سے ہے کہ آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کی کفالت اُن کے دادا (عبدالمطلب) اور چچا (ابوطالب) کریں گے۔

حضراتِ گرامی! ذرا غور کریں میرے اور آپ کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کفالت سے متعلق قرعہ جناب ابوطالبؓ کے نام نکلا ـــــ اور حضورؐ نے بھی اپنے چچاؤں میں سے ابوطالب کا انتخاب فرمایا ـــــ اور انہوں نے کمال محبّت و شفقت سے پرورش کی ـــــ اور بہت پیار دیا ـــــ اور مولوی منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ کے شفیق چچا کو جی بھر کے گالیاں دیتا ہے ـــــ اور کافر کافر کی رٹ اتنے زور سے لگاتا ہے کہ کانوں کے پردے پھٹنے لگتے ہیں۔

میں پوچھتا ہوں ان بے ذوق واعظین سے کہ نبوّت کی خدمت کے صلہ میں جہنّم کی آگ میسّر آتی ہے ـــــ یا جنّت کے پھول؟

● میرے شیخ، شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ المحدثین خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوطالبؓ کی نجات کے بارے فتویٰ تحریر فرمایا ہے ـــــ علمائے اہلسنّت کی اکثریت آپ کے ایمان کی قائل ہے۔

[1] : [2] : ایضاً ؛

marfat.com

کھانے میں برکت :

حضرت ابو طالب قلیل المال اور عیالدار شخص تھے، جب اہل خانہ اکٹھے ہو کر اکیلے کھانا کھاتے تو سیر نہ ہوتے۔

وَاِذَا اَکَلَ مَعَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ شَبِعُوْا ۔ ـــــ اور جب ان کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہوتے تو خوب سیر ہو جاتے ـــــ

چنانچہ جب وہ لوگ صبح یا شام کے کھانے کا ارادہ کرتے تو جناب ابو طالبؓ فرماتے تم جس حال میں ہو رک جاؤ یہاں تک کہ میرا بیٹا آجائے ـــــ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے اور ان کے ساتھ طعام میں شریک ہوتے۔

فَیَشْبَعُوْنَ فَیَفْضُلُوْنَ مِنْ طَعَامِهِمْ ـــــ تو وہ لوگ سیر ہو جاتے بلکہ مزید کھانا بچ جاتا

جب وہ لوگ دودھ پیتے تو حضرت ابو طالب پہلے دودھ کا برتن جو لکڑی کا پیالہ تھا حضورؐ کی خدمت میں پیش کرتے ـــــ پھر اُن کے گھر والے اس پیالے سے پیتے جاتے اور آخری فرد تک سیراب ہو جاتے ـــــ اور حضرت ابو طالب آپ کی خدمت میں عرض کرتے۔

اِنَّكَ الْمُبَارَكُ ـــــ بے شک آپؐ برکت والے ہیں

(السیرۃ النبوۃ علی ھامش السیرۃ الحلبیہ ج اول ص ۸۱)

حضورؐ کے وسیلہ سے بارش :

حافظ ابن عساکر نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں مکہ معظمہ میں آیا تو اہل مکہ کو قحط میں مبتلا دیکھا ـــــ ان میں سے ایک شخص نے لات وعزّٰی پر اور کسی نے منات پر اعتماد کرنے کو کہا ـــــ ایک خوبصورت اور جید رائے والے شخص نے کہا ـــــ تم میں ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی سُلَالَتْ (خلاصہ ۔ اولاد) باقی ہے اور تم ادھر، ادھر دیکھ رہے ہو۔ اور یہ بات کرنے والے حضرت ابو طالب تھے ۔ ـــــ جلہمہ کہتے ہیں کہ ہم سب لوگ

marfat.com

ابوطالبؓ کے دروازے پر آ گئے ۔۔۔ جب وُہ باہر نکلے تو لوگوں نے کہا اے ابو طالبؓ! مکّہ کی وادی قحط زدہ ہے اور ہمارے اہل وعیال خشک سالی کی زد میں ہیں ۔۔۔ ہمارے ساتھ آ کر بارش طلب کریں ۔۔۔ حضرت ابوطالب نکلے۔

وَمَعَهٗ غُلَامٌ وَهُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهٗ شَمْسُ دَجَنٍ تَجَلَّتْ عَنْهَا سَحَابَةٌ قَتْمَاءُ [1] ۔۔۔ اور ان کے ساتھ ایک لڑکا تھا ۔۔۔ اور وُہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ گویا وہ سورج کا ٹکڑا ہو جس سے سیاہ بادل چھٹ اُٹھے ہوں۔

حضرت ابوطالبؓ نے آپؐ کو ساتھ لیا۔

فَاَلْصَقَ ظَهْرَ الْغُلَامِ بِالْكَعْبَةِ [2] ۔۔۔ اور آپ کی پشت مبارک کو دیوارِ کعبہ سے ملا دیا۔

اَیْ اَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ اِلَى السَّمَاءِ [3] ۔۔۔ یعنی آپکی اُنگلی کو اٹھا کر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

جیسے کوئی التجاء وزاری اور تضرّع کرتا ہو ۔۔۔ اور آسمان پر اس وقت بادل کا کوئی ایک ٹکڑا بھی نہ تھا ۔۔۔ پھر اچانک اِدھر اُدھر سے بادل اُمڈ اُمڈ کر گرجنے، چمکنے لگے اور زور کی بارش شروع ہو گئی جس سے شہر اور وادیوں میں جل تھل ہو گیا۔

حضورؐ کی بعثت کے بعد جب قریش نے آپؐ کو اذیت دینا شروع کی تو حضرت ابوطالبؓ نے ان کے سامنے بچپن میں آپ کی برکتیں اور ہاتھ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

---

[1]، [2]، [3]: ایضاً ص ۸۲ ☆

marfat.com

وَ اَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ   ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

یَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ   فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّفَوَاضِلِ

وہ گورے مکھڑے والے، جن کے چہرے سے بادل بارش مانگتے ہیں ـــ آپ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کے نگہبان ہیں ـــ وہ پناہ گاہ جن کے زیرِ سایہ آلِ ہاشم کو نعمتیں اور فضیلتیں حاصل ہوئی ہیں ـــ (ایضاً)

حضرت ابوطالب کا یہ طویل قصیدہ اسّی (۸۰) اشعار پر مشتمل ہے۔

● اس واقعہ کے بعد صرف یہ کہنے کی جسارت کروں گا۔ کہ حضرت ابوطالبؓ پرسب کرنے والو! زبان حمدِ خدا ـــ اور نعتِ مصطفیٰ کے لئے ہے ـــ گالیاں دینے کیلئے نہیں ـــ حضورؐ کا کلمہ پڑھنے والوں کو یہ زیب نہیں دیتا ـــ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آباؤ اجداد کو گالیاں دیں ـــ اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھو ـــ غضبِ خداوندی کو دعوت دینا کافروں کا طریقہ ہے ـــ مسلمان ایسا کرتے ـــ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو آوازیں دیتے ہیں ـــ اور کہتے ہیں یارب!

تیرے حرم سے ملا ہے ترے کرم کا سراغ ـــ حریم دل میں جلادے محبّتوں کے چراغ
غبارِ راہ مدینہ مجھے بنا۔ یارب ـــ نبیؐ کے عشق میں ہستی میری مٹا یارب

چشمہ پھوٹ پڑا : حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچپن کے زمانے میں اپنے چچا ابوطالبؓ کیساتھ وادیٔ ذوالمجاز میں گئے ـــ یہ وادی عرفات سے تین میل کے فاصلے پر ہے ـــ اور وہاں پر جاہلیت کے زمانے میں میلہ لگتا تھا ـــ حضرت ابوطالبؓ کو وہاں پر پیاس لگی ـــ اور انہوں نے حضور سرورِ دوجہاں کی خدمت میں عرض کی ـــ

marfat.com

يَا ابْنَ اَخِیْ عَطَشْتُ ـــــ اے میرے بھائی کے بیٹے مجھے سخت پیاس لگ گئی ہے ـــــ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے زمین کی طرف اور ایک روایت میں ہے چٹان کی طرف پاؤں کو حرکت دی۔

وَقَالَ شَيْئاً ـــــ اور فرمایا کوئی چیز ہے؟

حضرت ابوطالب نے عرض کیا پانی ہے ـــــ لَمْ اَرَمِثْلَهٗ۔ جس کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھی ـــــ آپ نے فرمایا پی لیں ـــــ تو انہوں نے پانی پی لیا ـــــ یہاں تک کہ آپ نے پاؤں مبارک ہلایا تو وہ جگہ ویسی ہی ہوگئی جیسے پہلے تھی۔ (ایضاً ص ۹۱)

سفر شام : جب آپ کی عمر شریف نو برس ہوئی (بعض نے بارہ ۱۲ لکھا ہے) تو آپ اپنے چچا جناب ابوطالب کے ہمراہ ملک شام کیطرف گئے۔ قاضی دحلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کے چچا شام کیطرف تیاری کرکے چلنے لگے تو حضور نے آگے بڑھ کر جناب ابوطالب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی ـــــ اور فرمایا ـــــ

يَا عَمِّ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِیْ لَا اَبَ وَلَا اُمَّ ـــــ اے چچا جان آپ مجھے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں جبکہ نہ میرا باپ ہے اور نہ میری ماں ہے ـــــ (ایضاً)

یہ بات سن کر حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے آپ کو ساتھ لے لیا اور اپنے پیچھے بٹھالیا۔

راہبوں سے ملاقاتیں : حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ دوران سفر جب ایک کلیسا کے پاس پہنچے تو اس نے حضرت ابوطالب سے پوچھا ـــــ یہ لڑکا آپ کا

marfat.com

کیا لگتا ہے ؟ — حضرت ابوطالبؓ نے کہا — میرا بیٹا ہے — کلیسا کے راہب نے کہا — یہ آپ کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں — جبکہ اِنکے باپ کو تو زندہ نہ ہونا چاہیئے — کیونکہ نبیٔ مُنتظَر کی یہی صفت ہے اور کتبِ قدیمہ میں اُن کی نشانی یہ ہے۔

اَنْ یَّمُوْتَ اَبُوْہُ وَاُمُّہٗ حَامِلٌ — کہ وُہ اپنی ماں کے بطنِ اطہر میں ہونگے — اور اُنکے باپ کا انتقال ہو جائے گا۔

اَنْ تَمُوْتَ اُمُّہٗ وَھُوَ صَغِیْرٌ — اور ان کے بچپن کے زمانے میں انکی — والدہ انتقال فرما جائیں گی۔

حضرت ابوطالب نے صاحبِ دَیر سے پوچھا — وَمَا النَّبِیُّ ؟ — نبی کیا ہوتا ہے؟ صاحبِ کلیسا نے کہا —

اَلَّذِیْ یَاْتِیْہِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ فَیُنَبِّئُ اَھْلَ الْاَرْضِ۔ — وہ اہلِ زمین کیلئے آسمان سے خبریں — لاتا ہے۔

حضرت ابوطالبؓ نے کہا — جو تو کہتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ کلیسا والے نے کہا — فَاتَّقِ الْیَھُوْدَ — انہیں یہودیوں سے بچائیں — پھر آپ وہاں سے چل دیئے۔

ایک اور راہب : اور ایک اور کلیسا کے راہب کے پاس پہنچ گئے اس دوسرے راہب نے بھی آپ سے یہی سوال کیا کہ یہ لڑکا آپ کا کیا لگتا ہے ؟ — آپ نے اُسے بھی یہی جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے —

راہب نے کہا یہ آپ کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں ــــ جب کہ ان کے باپ کو زندہ نہ ہونا چاہیئے ــــ اور میں یہ بات اسلئے کہہ رہا ہوں ــــ

لِاَنَّ وَجْهَهٗ وَجْهُ نَبِيٍّ ــــ کہ اُن کا چہرہ نبی کا چہرہ ہے

وَعَيْنَهٗ عَيْنُ نَبِيٍّ ــــ اور اُن کی آنکھیں نبی کی آنکھیں ہیں

اَيِ النَّبِيُّ الَّذِيْ يُبْعَثُ ــــ یعنی یہ وُہ نبی ہیں جو مبعوث ہوں گے

لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ الْاٰخِيْرَةِ ــــ اِس آخری امت کے لئے

راہب نے مزید کہا کہ ــ میں یہ بات یوں ہی نہیں کہہ رہا ــ بات یہ ہے

لِاَنَّ مَاذُكِرَ عَلَامَتُهٗ فِيْ ــــ کہ انکی نشانیاں ــ پُرانی کتابوں میں یہی

الْكُتُبِ الْقَدِيْمَةِ ــــ بیان کی گئی ہیں۔

حضرت ابوطالب نے کہا ــ سُبحان اللہ ــ جو تو کہتا ہے ــ اللہ تعالیٰ اس سے بڑا ہے ــــ پھر جناب ابوطالب نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا ــ اَے میرے بھائی کے بیٹے آپ نے اس کی بات سُنی! ــــ آپؐ نے فرمایا ــــ

اَیْ عَمِّ لَا تُنْكِرِ اللّٰهَ قُدْرَةً ــــ اے چچا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار نہ کریں

بُحَیرہ راہب سے مُلاقات : جب آپ کی سواری بُصریٰ میں پہنچی وہاں راہب کو بَحِیْـرہ کہتے ہیں ــــ اور اس کا نام جرجیس ــ یا سرجیس تھا ــــ جو ایک کلیسا میں رہتا تھا ــــ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصیت کردہ علم ــ ایک وصی سے دوسرے وصی عالم تک ہوتا ہُوا اس تک پہنچا تھا ــــ اور بعض نے کہا ہے بُحَیرہ احبار یہود سے تھا [۱]

[۱] : سیرت نبویہ از دحلان ج ۱ ص ۹۲ ؎

marfat.com

● امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب الخصائص الکبریٰ میں امام بیہقی — حافظ ابُو نعیمؒ اور خرائطی کے حوالہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جناب ابوطالب رسولِ کریم اور قریش کے چند دُوسرے بوڑھوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے، ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اس پر اُوپر ایک راہب آیا اور راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں — پھر یکبارگی اُس نے حضورؐ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور کہنے لگا —

هٰذَا سَيِّدُ الْعٰلَمِيْنَ — یہ سارے جہانوں کا سردار ہے

هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ — یہ تمام جہانوں کے رب کا رسول ہے

هٰذَا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [1] — اور اسکو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کیلئے رحمت بناکر مبعوث فرمائے گا۔

بحیرہ کی یہ بات سُنکر ابوطالبؓ کے ہمسفر قریش کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کچھ کس طرح معلوم ہوا — راہب نے کہا تمہاری جماعت جب گھاٹی سے نمودار ہوئی، تو میں نے دیکھا — اس فرزند کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا تھا۔

وَلَا يَسْجُدُ اِلَّا لِنَبِيٍّ — اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے۔ راہب نے کہا میں نے اُن کی شناخت اس طرح کی کہ ان کے دونوں شانوں کے نچلے حصّہ میں سیب کی طرح مہرِ نبوّت ہے! — بحیرہ نے اس جماعت کے لئے کھانے کا بندوبست کیا — اور رسول اکرم کے قیام

[1]: الخصائص الکبریٰ ج اوّل ص ۸۳ ؞

marfat.com

کے دوران بحیرا مسلسل تاکید کرتا رہا کہ اس بچّہ کو رُوم نہ لے جاؤ ـــ کیونکہ ان کی علاماتِ نبوّت کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان جائیں گے ـــ اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کر دیں۔

اتفاقاً وہاں روم کے نو اشخاص نمودار ہوئے ـــ بحیرہ جا کر ان سے ملا اور مقصدِ سفر دریافت کیا ـــ انہوں نے جواب دیا ـــ ہم اس نبیؐ کی تلاش میں آئے ہیں جو عنقریب مبعوث ہُوا جاتا ہے ـــ اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کے ظہور سے پہلے ہی اُسے قتل کر دیں۔

بحیرا نے اُن سے کہا تم نے کبھی سُنا یا دیکھا ہے کہ حکمِ خداوندی اور ارادۂ باری تعالیٰ کو ٹالنے اور روکنے کی کوشش کسی نے کی ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو ـــ انہوں نے جواباً کہا ـــ یہ اَمر نہ سُنا ہے نہ دیکھا ہے ـــ راہب نے انہیں مشورہ دیا ـــ تم کو چاہیئے کہ اُس نبیؐ کی اطاعت کرو اور اس کے کاموں میں شریک ہو جاؤ۔

بحیرہ راہب نے اس کے بعد قریشیوں کے پاس آکر کہا آپ لوگوں میں محمدؐ کا اصل والی کون ہے ـــ لوگوں نے حضرت ابوطالب کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں انکے اصل والی ـــ

بحیرا نے حضرت ابوطالب کو وقت کی نزاکت سے آگاہ کیا اور اُن کو کسی نہ کسی طرح مکّہ واپس کر دینے پر راضی کر لیا۔ (ایضاً)

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے امام سیوطیؒ ـــ ایک اور روایت کو بیان کرتے ہوئے آگے چل کر لکھتے کہ بحیرا نے حضورؐ سے نیند کے بارے میں پوچھا ـــ تو آپ نے فرمایا ـــ

marfat.com

تَنَامُ عَيْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِی [1] — کہ میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر پہلی آسمانی کتابوں میں موجود تھا — بلکہ آپ کا حلیہ شریف بھی کتب قدیمہ میں خالقِ اکبر نے بیان فرمایا تھا اور اُن کتابوں کے عالموں نے سرکار کو پہلی نظر میں پہچان لیا — قدم قدم پر آپ کے معجزے نظر آئے — کفّار نے — یہود و نصاریٰ نے — شجر و حجر کو سرکار کے سامنے جھکتے، سجدہ کرتے دیکھا — شجر و حجر سرکار کو پہچان گئے — اہلِ نظر حضورؐ کو پہچان گئے — لیکن اِس کلمہ پڑھنے والے کو کیا ہو گیا ہے — حضورؐ کی نبوّت کی زبانی تصدیق کرنے والوں کے دلوں میں ابھی تک اُجالا کیوں نہیں ؟

ایمان والو ! یہ اُن لوگوں کی بد نصیبی ہے کہ وہ سرکارؐ کی عظمتوں کو بیان کرنا بدعت تصوّر کرتے ہیں ۔

دُعا ہے خالقِ ارضین و سمٰوات اُن کے دلوں کو روشن فرمائے ۔ آمین !

---

[1] : الخصائص الکبریٰ ج اوّل ص ۸۵ ۔

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تقریر ۲

ربیع الثانی کے چوتھے جمعہ کی تقریر | قبل از بعثت کے معجزات

خُدائے لَمۡ یَزَل کا نورِ اوّل، ساقیٔ کوثر
شہِ کون و مکاں، سلطانِ عالم، سیّدِ سرور
یتیموں، ناتوانوں، بے کسوں کا حامی و یاور
شفیعِ عاصیاں، محبوبِ یزداں، شافعِ محشر

○

حضراتِ گرامی! سلسلۂ میلاد میں یہ آخری تقریر تصور کریں — اس کے بعد دیگر موضعات پر گفتگو ہو گی — میلادِ رسول کے ذکر سے اہلِ ایمان کی محبتوں کے گلزار مہک اُٹھے — مشام دل و دماغ معطر ہوئے — عقیدت کی کھیتیوں میں خضرت نے نکھار پیدا کیا — عقیدوں میں پختگی آئی — وارفتگی نے رنگ دکھایا — اہلِ محبت کے ارمان مچل گئے — منکروں کے دل جل گئے — رحمت کے دریاؤں کو اُچھالا آیا — اندھیری وادیوں میں اُجالا آیا — عالمِ ناسوت میں کملی والا آیا — دُنیا میں سرکار کے چرچے ہونے لگے — شیاطین رونے لگے — اپنے ہوش وحواس کھونے لگے — اُن کے بخت سونے لگے — غریبوں کے مقدر سنورنے لگے — اُلفت کے گلشن نکھرنے

marfat.com

لگے ___ منکروں کے ہجوم بکھرنے لگے ___

اُن کے آنے سے گلستاں پہ جوانی آئی
نور و انوار کے دریا میں روانی آئی!
آپ آئے تو فرشتوں کی صدائیں گونجیں
دہر میں حق و صداقت کی نشانی آئی

سرکش اونٹ : علامہ سیّد قاضی احمد دحلان مکیؒ لکھتے ہیں ___ جب آپ کی عمر شریف اُنیس[۱۹] سال ہوئی تو آپ اپنے چچا زبیر کے ہمراہ ملکِ شام کے سفر کو گئے ___ جب ایک وادی میں پہنچے تو وہاں پر ایک سانڈ اونٹ تھا جو لوگوں کو راستے سے گزرنے نہ دیتا تھا ___ جب اونٹ نے سرکار کو دیکھا تو زمین پر بیٹھ گیا ___ اور زمین کو سینے سے رگڑنے لگا ___ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی ناقہ پر سے اُتر کر اس سانڈ پر سوار ہو گئے۔ حَتّٰی جَاوَزَ الْوَادِیَ ثُمَّ خَلّٰی عَنْہُ[۱] ___ یہاں تک کہ آپ اس وادی سے گزر گئے ___ پھر اُسے الگ کر دیا۔

بڑی شان والا : جب قافلہ کی سفر سے واپسی ہوئی تو آپ کے قافلے کا گزر ایک وادی سے ہوا جو پانی میں ڈوبی ہوئی تھی ___ رسولِ کریمؐ نے اہلِ قافلہ سے فرمایا ___ اِتَّبِعُوْنِیْ ___ "اے لوگو!" ___ میرے پیچھے پیچھے چلو جب ان لوگوں نے خود کو پانی میں گھرے ہوئے پایا تو آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

---

۱ : سیرت النبویہ از دحلان ج اوّل ص ۹۱ ؎

marfat.com

فَاَیْبَسَ اللّٰہُ الْمَاءَ ـــــ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو خشک کر دیا جب یہ لوگ مکہ معظمہ میں پہنچے لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے تھے ـــــ

اِنَّ لِھٰذَا الْغُلَامِ شَاْنًا ؎ ـــــ بیشک اس صاحبزادے کی بڑی شان ہے۔

اس سے معلوم ہُوا کہ جو حضورؐ کی اتباع کرے وہ مصائب و آلام سے محفوظ رہتا ہے ـــــ حضور نے فرمایا تھا ـــــ اِتَّبِعُوْنِیْ ـــــ میرے پیچھے پیچھے چلو وہ سرکار کے پیچھے چلے تو پانی میں ڈوبنے سے محفوظ رہے ـــــ جو حضورؐ سے آگے آگے چلنے کی کوشش کرے وہ ڈوب جاتا ہے ـــــ جو یہ کہتا ہے کہ حضورؐ کا درجہ بڑے بھائی جیسا ہے ـــــ اس کا اس کے سوا کوئی علاج نہیں کہ اسے مینٹل ہسپتال میں داخل کرا دیا جائے ـــــ جو حضورؐ کو چٹھی رساں کا درجہ دیتا ہے اُسے محکمۂ ڈاک میں ملازم کروا دیں! شاید عقل پر پڑا ہُوا غبار چھٹنے کی کوئی صورت نکل آئے ـــــ لیکن بہت مشکل ہے ـــــ کیونکہ حضورؐ کی جناب میں اس قسم کی بے باکیاں تمام صلاحیتوں کا خاتمہ کر دیتی ہیں۔

حضورؐ نے ام المؤمنین سے فرمایا : امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت بیان کی ہے کہ مجھ سے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے پڑوسی نے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجۃؓ سے فرماتے ہوئے سُنا۔

وَاللّٰہِ لَا اَعْبُدُ اللَّاتَ اَبَدًا ـــــ خدا کی قسم میں لات کو کبھی نہ پُوجوں گا۔

؎ : ایضاً

marfat.com

وَاللهِ لَا اَعْبُدُ الْعُزّٰی اَبَدًا [1] ـــ خدا کی قسم میں عزّٰی کی کبھی پرستش نہ کرونگا۔

حضورؐ کا ام المومنین کو قبل از بعثت یہ فرمانا کن معنوں میں آنا ہے؛ یہی نہ کہ اعلانِ نبوت سے پہلے ان تمام امور کا علم تھا کہ بُت پرستی اور بُت پرستوں کے قلع قمع کرنے کے لئے عنقریب میدان میں نکلنے والا ہوں۔

سوال ہے انصاف کے بے رحم قاتلوں سے جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ حضورؐ کو وحی سے قبل اپنی نبوّت کے بارے میں کچھ علم نہ تھا ـــ اگر رسول ان امُور سے لاعلم تھے پھر بیان کردہ اس حدیث کا مطلب و معنٰی کیا ہے؟ ـــ لیکن یہ کفر کی کھیتیوں کے قلُبہ ران اس قسم کی احادیث کے مطالب و معانی کو کیا جانے ـــ ان کا تو فقط چند منسوخ احادیث پر تکیہ ہے ـــ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ نشریاتی اداروں سے لیکر اخباروں تک احادیثِ رسول کے خلاف زہر اُگل رہے ہیں اسلیئے کہ حضورؐ کے فرامین سے حضورؐ کی عزت و عظمت ـــ تعریف و توصیف ـــ اور نعت و منقبت ـــ ظاہر ہوتی ہے ـــ اور حضورؐ کی نعت اور شان سے ہی ان کو چڑ ہے ـــ باقی رہے اہلِ ایمان اُن کے لئے نعت رسولِ مکرم شادمانی کا باعث ـــ سرور و انبساط کا سبب بنتی ہے۔ نعتِ رسول اہلِ ایمان کے جذب و مستی میں اضافہ کرتی ہے ـــ حقیقت یہ ہے کہ

نبیؐ کی نعت سنکر مضطرب دل شاد ہوتا ہے
ہے سچّی بات کہ دل کا جہاں آباد ہوتا ہے
نبیؐ کے نام لیوا ہی سدا مسرور رہتے ہیں
میں بدقسمت جو ذکرِ مصطفٰے سے دُور رہتے ہیں

---

[1]: خصائص کبریٰ ج اوّل ص ۹۰

حجرِ اسود کا نصب کرنا :

یعقوب بن سفیان اور امام بیہقی نے ابن شہاب سے روایت بیان کی ہے — قریش نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجرِ اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا — ہر قبیلہ کا سردار یہ چاہتا تھا کہ حجرِ اسود کو میں نصب کروں — چنانچہ انہوں نے باہم اس بات پر اتفاق کیا کہ جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے وہ اس معاملہ میں ہمارا حکم ہو گا — ان کی سب سے پہلے جس پر نظر پڑی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے — حالانکہ آپ صغیر السّن تھے۔ (آپ کی عمر شریف اس وقت ۳۵ سال تھی) — تو قریش نے بالاتفاق آپ حَکَم (ثالث) مان لیا — رسولِ اکرم نے حجرِ اسود کو چادر میں رکھا — اور چاروں کونے مختلف چار سرداروں سے پکڑوا کر اس کی جگہ پر لائے پھر آپؐ نے حجرِ اسود کو خود اٹھا کر اس کو اس کی جگہ نصب کر دیا۔[1]

خیال رہے کہ حجرِ اسود کی تنصیب کے موقع پر قریش کے مختلف قبائل اور اُن کے سرخیل و سرداروں میں خود غرضی کی بناء پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا جس کا انتظام و انصرام اور انسداد حضورؐ نے اس قدر حکمت و دانائی سے فرمایا جو سب کی تسکین کا سبب بنا اور وہ باہمی جنگ و جدال سے محفوظ رہے۔

ایک نجدی نے اعتراض کیا :

حافظ ابو نعیم اور ابن سعد نے ابن عباسؓ سے اور محمدؒ بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب حضورؐ نے رُکن کو نصب فرما دیا، تو ایک نجدی شخص آگے بڑھا اور اُس نے چاہا کہ آپ کو پتھر پکڑائے تاکہ حجرِ اسود

---

[1] : ایضاً۔

marfat.com

کو مستحکم کر سکیں مگر حضرت عباس "عمِ رسول" نے اُسے منع کر دیا ـــ اور خود قریب جاکر پتھر دے دیا ـــ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے مستحکم فرما کر جما دیا۔

فَغَضِبَ النَّجْدِیُّ وَ قَالَ ـــ نجدی کو غصہ آیا اور کہنے لگا ـــ تعجب ہے

وَاعَجَبًا لِقَوْمٍ اَهْلِ شَرَفٍ ـــ اس قوم پر جس نے اپنی شرافت، عقلمندی

وَعُقُوْلٍ وَ سَنٍّ وَ اَمْوَالٍ ـــ عمر رسیدگی ـــ اور مالی اچھی پوزیشن کے

عَمَدُوْا اِلٰی اَصْغَرِهِمْ سَنًّا ـــ باوجود ـــ ایک نوعمر لڑکے اور مالی لحاظ سے

وَ اَقَلِّهِمْ مَالًا فَاَسَّوْهُ ـــ کمزور کو اپنا سردار بنا لیا

عَلَیْهِمْ فِیْ تَکْرِمَتِهِمْ وَحِرْزِهِمْ ـــ گویا کہ وہ اُس کے خُدّام ہیں

کَاَنَّهُمْ خَدَمٌ لَهٗ اَمَاءَ اللّٰهِ ـــ خبردار خدا کی قسم وہ لڑکا ان کی

لَیَفُوْتَنَّهُمْ سَبْقًا وَلَیَقْسِمَنَّ ـــ سبقت اور اتحاد کو

بَیْنَهُمْ حُظُوْظًا وَحُدُوْدًا ـــ ختم کر دے گا

فَیُقَالُ اِنَّهٗ اِبْلِیْسُ لَعَنَهُ اللّٰهُ[1] ـــ کہا جاتا ہے کہ یہ نجدی شخص کے رُوپ میں ابلیس ملعون تھا

ارباب فہم و فراست ـــ صاحبانِ ادراک ـــ یارانِ حل وعقد ـــ وارثاتِ عقلِ سلیم ـــ اور کواکبِ فلکِ محبت ـــ صائب الرائے حضرات کو ـــ دعوتِ فکر دیتا ہوں ـــ سرزمینِ نجد میں کون سی چیز کارفرما ہے کہ شیطان جب بھی انسانی شکل میں ـــ ظاہر ہوا تو خود کو نجدؔ کا باشندہ ظاہر کیا ـــ شاید اس کے علم میں یہ بات تھی کہ سرزمینِ نجد کے باشندگان ـــ اللہ تعالیٰ کے آخری رسولؐ کی آخری حد تک مخالفت کرینگے ـــ پہلے اور آخری دشمن ثابت ہوں گے شیطان کے

[1] : خصائص کبریٰ ج اوّل ص ۹۰ ۞

علم کو ــــ رسولِ خدا کے علم سے زیادہ ماننا کس سرزمین کے لوگوں کا عقیدہ ہے ــــ اور اہلِ علم اس اَمر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ــــ کہ شیطان کا علم نص سے ثابت ہے جبکہ آقا علیہ السلام کا علم نص سے ثابت نہیں۔ (نعوذ باللہ) ــــ

کہتے ہیں کہ جب عشق و محبت کی دولت کو زمین کے مختلف حصّوں میں تقسیم کیا گیا تو سب سے کم عشق کی دولت نجد کے حصّے میں آئی ــــ اِس بکھرے ہوئے سرمایۂ عشق و محبّت کو اکٹھا کر کے اکیلے مجنوں (قیس) کے دامن میں ڈال کر نجد کے صحراؤں سے باہر نکال دیا ــــ آج جب ہم نجدی علماء کے افکار پر نظر ڈالتے ہیں تو قدم قدم پر رسولؐ دشمنی کے لیے ایسے مظاہر نظروں کے سامنے آتے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے ــــ ان میں ظاہری چیز یہ ہے شعائر اللہ کو مُنہدِم کرنا ــــ اور آثار صنادید کو مٹا دینا ــــ آج بھی جا کر دیکھیں کہ ہر اُس چیز کو ختم کر دیا گیا ہے جس کی نسبت رسولِ انام علیہ السلام سے ہے ــــ اور یہ سب کچھ توحید کے نام پر ہو رہا ہے ــــ اور یہ تمام امور سینے میں چھپے ہوئے بغض رسول کی گواہی دیتے ہیں۔

زُمال : ابنِ سعد اور ابنِ عساکر نے حضرت داؤد بن حصین سے روایت بیان کی ہے کہ متفقہ طور پر ہر شخص کو یہ اعتراف تھا کہ رسولِ دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم میں اس طرح جوان ہوئے۔

اَفْضَلُ قَوْمِہٖ مُرُوَّۃً ــــ مُروّت و مردانگی میں اُن سے افضل

وَ اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا ــــ اُخلاق میں اُن سے اَحسن و خوب تر

وَ اَکْرَمُھُمْ مُخَالَطَۃً ــــ میل جول میں اُن سے اکرم و مہربان

وَ اَحْسَنُھُمْ جِوَارًا ــــ روافقت و محبّت میں اُن سے بہت اچھے

marfat.com

وَ اَعْظَمُهُمْ حِلْمًا ــــــ حلم و دیانت اور امانت میں

وَ اَمَانَةً وَ اَصْدَقُهُمْ لَه ــــــ زیادہ عظیم اور زیادہ سچے ہیں

حضراتِ گرامی ! آپ نے مذکورہ روایت پر غور فرمایا ہوگا ــــــ اور حضورؐ کی عظمتوں کی بلندیوں کا اندازہ بھی کیا ہوگا ــــــ کہ حضور اہلِ عرب میں سے تمام خوبیوں میں برتر تھے ــــــ بلکہ پوری کائنات میں آپ کی مثال پیش کرنا ناممکن ہے۔ تو اب ان چھچھوندروں کو کون سمجھائے کہ رسولِ بے مثل کو اپنی مثل نہ کہا کرو۔

امین : امام سیوطی لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فحش اور بُری بات کہنے سے بالکل پاک تھے ــــــ آپ نے نہ کبھی کسی سے جھگڑا کیا ــــــ نہ جنگ و جدال ــــــ نہ خصومت و دشنام طرازی کی۔

حَتّٰی سَمَّاهُ قَوْمُهٗ الْاَمِیْنَ لَه ــــــ یہاں تک ساری قوم آپ کو "امین" کے نام سے پکارتی تھی۔

تین دن کھڑے رہے : ابو داؤد ــــــ ابو یعلیٰ ــــــ ابنِ مندہ نے "المعرفہ" میں ــــــ خرائطی میں "مکارم الاخلاق" میں حضرت عبداللہ بن ابی الحمار سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل از بعثت، خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا ــــــ اور میرے ذمّہ کچھ باقی رہ گیا تو میں نے عرض کیا آپ یہاں ٹھہریں میں ابھی لاکر دیتا ہوں ــــــ لہٰذا میں آپ کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا ــــــ اور پھر اس بات کو بالکل بھول گیا تیسرے دن مجھے یہ اَمر یاد آیا تو میں وہاں پہنچا ــــــ

لہ : ایضاً ص ۹۱ ؎

تو آپ اسی مقام پر میرا انتظار فرما رہے تھے ـــ

فَقَالَ لِیْ لَقَدْ شَقَقْتُ عَلَیَّ ـــ آپ مجھے فقط اتنا فرمایا کہ تمہارے سبب
اَنَا ھَا ھُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ اَنْتَظِرُکَ [۱] ـــ مجھے بہت تکلیف اٹھانا پڑی کہ تین دن
تک تیرا انتظار کرنا پڑا۔

قبل از اسلام بھی : ابن سعد نے ربیع بن خثم سے روائت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

کَانَ یَتَحَاکَمُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ـــ کہ قبل از اسلام جاہلیت کے زمانہ میں لوگ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ ـــ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
قَبْلَ الْاِسْلَامِ [۲] ـــ مقدمات کے فیصلے کرانے آتے۔

اعلانِ نبوت سے قبل زمانۂ جاہلیت میں کفار سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنے مقدمات کے فیصلے کرانے آتے تھے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ آپ کو صادق الامین مانتے ـــ اور وہ لوگ آپ کے فیصلہ کو قبول کرتے! ـــ اسلئے کہ آپ کے فیصلے سچائی پر مبنی ہوتے تھے ـــ اور وہ لوگ ان امور میں آپ پر اعتماد کرتے تھے۔

حضراتِ گرامی! مجھے بتاؤ کہ ان لوگوں کو کس نام سے پکارا جائے جو خود کو حضورؐ کا امتی بھی کہتے ہیں اور آپؐ کے فیصلوں سے انحراف بھی کرتے ہیں۔

حضورؐ فرماتے ہیں ـــ میری کوئی مثل نہیں
یہ کہتے ہیں ـــ آپ ہماری مثل ہیں

---

[۱] : ایضاً [۲] ایضاً [۳] خصائص الکبریٰ ج اوّل ص ۹۱

marfat.com

— حضور فرماتے ہیں — مجھے غیب کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں — یہ کہتے ہیں — رسول کریم دیوار کے پیچھے کا علم نہیں رکھتے —

حضور فرماتے ہیں — اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔

یہ کہتے ہیں — رسول ہماری طرح ایک بشر ہیں۔

حضور فرماتے ہیں — میں شَفِیعُ الْمُذْنِبِیْن ہوں۔

یہ کہتے ہیں — ہم نہیں مانتے۔

حضور فرماتے ہیں — میں پاک اَصلاب اور پاک اَرحام سے گزر کر آیا ہوں۔

یہ کہتے ہیں کہ نبیؐ کے والدین مشرک (نجس) تھے۔

حضور فرماتے ہیں — میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا میں خاتم الانبیاء ہوں۔ یہ کہتے ہیں — کہ اگر کوئی نبی آبھی جائے تو حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کوئی فرق — نہیں پڑتا۔

اور قرآن کا فیصلہ ہے جو حضورؐ کے فیصلوں کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں — کافر ہے — منافق ہے۔

بغرض تجارت سفرِ شام: امام سیوطیؒ نے ابنِ اسحاق سے اور امام ابو نعیم نے نفیسہ بنتِ امیّہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس (۲۵) سال کی عمر کو پہنچے۔ وَلَیْسَ لَہٗ بِمَکَّۃَ اِسْمٌ اِلَّا الْاَمِیْنُ — تو مکہ شریف میں آپ کو صرف لفظ — ''امین'' سے پکارا جانے لگا

کیونکہ آپ میں شرافت و انسانیت کی تمام خوبیاں حدِ کمال تک پہنچ چکی تھیں ایک دن آپ کے چچا ابو طالبؓ نے کہا بھتیجے! — میں بے مال و متاع

marfat.com

انسان ہوں۔ ہم معاشی اعتبار سے وقت کی شدت کا شکار ہیں — ایک مدت سے تنندیٔ حالات — اور تنگ دستی نے جکڑ رکھا ہے — نہ پاس مال نہ کاروبارِ تجارت — اور یہ تمہاری قوم کا قافلہ بغرضِ تجارت ملکِ شام جانے کے لئے تیار ہے — اور خدیجہ بنت خویلد تمہاری قوم کے آدمیوں کو مالِ تجارت دیکر بھیجا کرتی ہیں — وہ وہاں تجارت کرتے اور نفع کماتے ہیں — اگر آپ اُس کے پاس جاکر تقاضا کرو تو وہ جلد مان جائے گی اور دوسروں پر آپ کو ترجیح دے گی — وُہ اس لئے،

لِمَا يَبْلُغُهَا مِنْ طَهَارَتِكَ — کہ وہ تمہاری پاکیزگی وطہارت کے — قصّے سُن چکی ہیں۔

"اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا"

وَاِنِّیْ کُنْتُ لَاَکْرَهُ اَنْ تَاتِیَ الشَّامَ وَاَخَافُ عَلَیْكَ مِنَ الْیَهُوْدِ

اور "میں اگرچہ تمہارا شام جانا مناسب نہیں سمجھتا اور تمہارے متعلق مجھے یہودیوں سے ڈر ہے' — مگر اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں —

امّ المومنین حضرت سیّدہ خدیجہؓ تجارت پیشہ خاتون تھیں — اور شرافت و دولت کی مالکہ تھیں — آپ کے تجارتی قافلے دوسرے قریش کے قافلوں کے ساتھ شام کو جایا کرتے تھے — آپ مضاربت (نفع میں شریک بناکر کسی کو مالِ تجارت دینا) پر لوگوں کو مال دیتی تھیں — اپنے چچا کی بات سُن کر آپ نے فرمایا۔

فَلَعَلَّهَا اَنْ تُرْسِلَ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِكَ — شاید وہ خود ہی مجھے پیغام بھیجے۔

حضرت ابوطالب نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وُہ کسی اور کو مال دے دے اور آپ محروم رہ جائیں — یہ گفتگو کرنے کے بعد دونوں چچا بھتیجا اپنی اپنی

marfat.com

راہ پر ہو لئے۔

خیال رہے کہ سرکارؐ کے اس فرمان میں (شاید وہ خود ہی مجھے پیغام دے بھیجے) کس قدر تمکنت پائی جاتی ہے ـــــ اور اس شانِ بے نیازی کے مفہوم کو وہ شخص بھی سمجھ سکتا ہے جو اپنے علم کو عقل پر حاوی نہ ہونے دے ـــــ جو اپنی عقل کو جذبۂ عشق پر غالب نہ آنے دے۔

آپؐ نے اشارے سے فرمایا کہ عنقریب مبعوث ہونے والے نبیؐ کے مقام و منصب کے خلاف ہے کہ وہ کسی سے اس قسم کا سوال کرے ـــ حضرت خدیجہؓ کو جب اس گفتگو کا علم ہُوا ـــ وہ تو پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت و امانت ـــــ اوصافِ حمیدہ ـــ کمالاتِ عالیہ ـــ اور اخلاق کریمانہ کی داستانیں سُن چکی تھیں ـــ چنانچہ اُس نے پیغام پہنچایا کہ میں نے آپ کی صداقت و امانت کا تذکرہ سُن رکھا ہے' اسلیئے آپ کو تکلیف دے رہی ہوں ـــــ میں دوسروں کی بنسبت آپ کو دوگنا مال دوں گی نبی علیہ السلام نے پیغام قبول فرمالیا ـــــ اور آپ حضرت ابو طالب سے ملے اور انہیں اس بات سے مطلع کیا۔ چنانچہ آپ حضرت خدیجہ طاہرہ کے غلام "مَیسَرہ" کیساتھ شام کیطرف روانہ ہوئے اور آپ کی پھوپھیوں نے اہلِ قافلہ کو آپ کی حفاظت سے متعلق وصیت کی تھی۔

نسطورا راہب : آپ میسرہ کے ساتھ بصریٰ میں ایک درخت کے نیچے ایک راہب جس کا نام نسطُورا تھا کے' عبادت خانہ کے پاس اُترے رَاہب مَیسَرہ کو جانتا تھا اسلیئے پوچھنے لگا ـــ اے مَیسَرہ !

مَنْ هٰذَا الَّذِىْ نَزَلَ تَحْتَ ـــــ یہ درخت کے نیچے کون آکر فروکش ہُوا؟

marfat.com

هٰذِهِ الشَّجَرَةِ ۔ ـــــ (یعنی وہ جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے ـــــ کون ہے ؟)

میسرہ نے کہا اہل حرم میں سے ایک قریشی ہے ـــ نسطورا راہب نے میسرہ سے کہا

مَا نَزَلَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ قَطُّ اِلَّا نَبِیٌّ ۔ ـــ اس درخت کے نیچے سوائے نبی ـــ کے اور کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔
ـــ یعنی اس درخت کے نیچے نبی ہی آکر ـــ ٹھہرے ہیں اور کوئی نہیں۔

پھر راہب نے میسرہ سے سوال کیا ـــ اَفِی عَیْنَیْهِ حُمْرَةٌ ؟ کیا ان کی آنکھوں میں سُرخی ہے ؟ میسرہ بولا ـــ نَعَمْ ـــ لَا تُفَارِقُهٗ قَطُّ ـــ ہاں ـــ سُرخی ہمیشہ رہتی ہے ـــ راہب نے فوراً کہا ـــ

هٰذَا هُوَ وَهُوَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ ـــ یہ وہی آخرالانبیاء ہے ـــ یعنی یہ ـــ وہی نبی ہے جو تمام نبیوں کے آخر میں آنے ـــ والا ہے اور اسکے بعد کوئی نبی نہیں ـــ آئے گا۔

راہب نے یہ بھی کہا ـــ
وَیَا لَیْتَ اَنِّیْ اَدْرَکْتُهٗ یَوْمَ بِالْخُرُوْجِ ـــ اے کاش کہ میں وہ زمانہ پاتا جب ـــ انہیں مبعوث کیا جائے گا۔

فَوَعٰی ذٰلِكَ مَیْسَرَةٌ ـــ میسرہ نے یہ بات ذہن میں محفوظ کر لی۔

● سیوطی ابن اسحاق کے حوالے سے لکھتے ہیں ـــ کہ جب دوپہر ہوئی سُورج سر پر آیا اور دھوپ کی تمازت بڑھ گئی ـــ مَلَکَیْنِ یُظِلَّانِهٖ مِنَ الشَّمْسِ

marfat.com

تو دو فرشتوں کو آپ پر سایہ کئے ہوئے دیکھا ــــ وَهُوَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ ــــ اور وُہ اپنے اونٹ پر سوار تھے ــــ

● پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازارِ بصریٰ میں پہنچے اور اپنا مال فروخت کیا اور اسی دوران میں ایک شخص آپ سے اُلجھ پڑا ــــ اور حضورؐ سے کہنے لگا۔ آپ لات وعزیٰ کی قسم کھائیے ــــ حضورؐ نے فرمایا میں نے کبھی لات وعزیٰ کی قسم نہیں اٹھائی ــــ اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان بتوں کی قسموں سے اجتناب کرو۔ اس شخص نے کہا ــــ آپ کا فرمان درست ہے ــــ پھر وہ شخص میسرہ کو ایک طرف لے جا کر کہنے لگا۔

يَامَيْسَرَةُ هٰذَا نَبِيٌّ	ــــ اے میسرہ یہ نبیؐ ہیں،
وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ	ــــ مجھے قسم ہے اس ذات کی جسکے دستِ قدرت
اِنَّهٗ لَهُوَ، هُوَ وَيَجِدُهٗ	ــــ میں میری جان ہے
اَحْبَارُنَا مَنْعُوْتًا فِيْ	ــــ یقیناً یہ وہی نبیؐ ہیں جسے ہمارے علماء نے
كُتُبِهِمْ فَوَعٰى ذٰلِكَ	ــــ آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف
مَيْسَرَةُ۔	ــــ پائے ہیں اور ہمیں بتائے ہیں ــــ میسرہ نے یہ
	ــــ بات بھی محفوظ کر لی۔

آپ تجارت سے فارغ ہو کر جب مکہ واپس تشریف لائے ــــ اور دوسروں کی نسبت دوگنا زیادہ منافع کمایا ــــ جب آپ واپس تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہؓ اپنے مکان کے بالائی حصہ پر تھیں ــــ انہوں نے دیکھا حضرت رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر تشریف لا رہے ہیں ــــ

(دلائل النبوة (ابو نعیم) ص ۱۳۲/۱۳۳ مطبوعہ بیروت۔ خصائص کبریٰ ج اوّل ص ۹۱ مطبوعہ المکتبۃ النوریہ فیصل آباد)

marfat.com

وَمَلَکَانِ یَظِلاَّنِ عَلَیْہِ ـــ "اور ان کو دُھوپ سے محفوظ رکھنے کیلئے" دو فرشتے
فَاَرَتْہُ نِسَاءُ ھَا فَعَجِبْنَ ـــ اپنے پَروں سے آپ پر سایہ فگن ہیں ـــ حضرت
لِذٰلِکَ۔ ـــ خدیجہؓ نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا
ـــ مشاہدہ کرایا وُہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں۔

پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور روئیداد سفر اور تفصیل کیساتھ سارے حالات اپنی مالکہ کی خدمت میں بیان کئے۔

نکاح کا غیبی حُکم :

امام سیوطی لکھتے ہیں کہ ابن سعد نے سعید بن جُبیرؓ کے طریق سے ابنِ عباس سے روایت بیان کی ہے ـــ کہ مکّہ کی عورتوں کے درمیان عید میں اختلاف ہو گیا ـــ رجب میں اُن کی عید ہوتی تھی ـــ وہ عورتیں ایک بُت کے رُوبرُو فیصلہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھیں ـــ ان کے سامنے مرد کی صورت میں ایک فرشتہ ظاہر ہُوا اور بُلند آواز کے ساتھ ان عورتوں کو مخاطب کر کے کہا۔

یَا نِسَاءَ تَیْمَاءَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ ـــ اے تَیما کی عورتو! تمہارے شہر میں عنقریب
فِیْ بَلَدِکُنَّ نَبِیٌّ یُقَالُ لَہٗ اَحْمَدُ ـــ ایک نبی کی بعثت ہونیوالی ہے ـــ جس کا نام
یُبْعَثُ بِرِسَالَۃِ اللّٰہِ فَاَیُّمَا ـــ "احمدؐ" ہے ـــ اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے
اِمْرَأَۃٍ اِسْتَطَاعَتْ اَنْ تَکُوْنَ ـــ ساتھ اُسے مبعوث فرمائیگا ـــ تم میں جو
زَوْجًا لَہٗ فَلْتَفْعَلْ [1] ـــ کوئی استطاعت و قدرت رکھے اسکی زوجہ
ـــ بن جائے اور نکاح کرلے۔

---

[1] : خصائص کبریٰ ایضاً ؛

marfat.com

یہ سُن کر اکثر خواتین اس کو کنکریاں مارنے اور بُرا بھلا کہنے لگیں — لیکن حضرت خدیجہؓ نے سکوت اختیار کیا اور ناگواری کا اظہار نہ فرمایا۔

خیال رہے — حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا میسرہ سے آپ کے بارے بہت کچھ سُن چکی تھیں — اور آپ سے بہت متاثر تھیں — اُن کو اپنا کاروبار چلانے کے لئے ایک پاکیزہ اخلاق اور امین شوہر کی ضرورت تھی — اب جو غیبی اشارہ پایا تو انہوں نے اپنی معتمد سہیلی کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شادی کی درخواست کی آپ نے منظور فرمالیا — اور حضرت ابو طالب نے پانچ سو طلائی درہم پر نکاح پڑھا دیا — حضورؐ کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی۔

● قاضی دحلان لکھتے ہیں کہ حضورؐ رسالت مآب نے اس سفرِ شام کے دو ماہ بیس دن بعد حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح مبارک کیا۔

● حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا قبل از اسلام اور اسلام کے زمانہ میں انتہائی عفیفہ ہونے کی وجہ سے طاہرہ کے نام سے پکاری جاتی تھیں — اور آپ کو قریشی عورتوں کی سردار بھی کہا جاتا تھا — یوں کہیں خدیجہؓ عورتوں کی سردار ہیں — سرکار مردوں کے سردار ہیں۔

کنیزوں کا رقص : قاضی دحلان لکھتے ہیں کہ جب حضورؐ کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا (اظہارِ مسرت کے لئے)

اَمَرَتْ خَدِیْجَۃُ جَوَارِیْھَا — تو حضرت خدیجہ نے کنیزوں کو حکم دیا —

اَنْ یَرْقُصْنَ وَیَضْرِبْنَ — کہ وہ رقص کریں —

بِالدُّفُوْفِ [۱] — اور دفیں بجائیں —

---

[۱] : سیرت نبویہ از دحلان ص ۱۰۸

خدیجہؓ کو معلوم تھا کہ آپ نبیؐ ہیں: حضورؐ کا فرمان کہ میں ایک روز خدیجہ طاہرہ کے پاس گیا ـــ تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے صدر اقدس پر رکھتے ہوئے سرکار کی خدمت میں عرض کیا۔

قَالَتْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا اَفْعَلُ ـــ عرض کرتی ہیں ـــ میرے ماں باپ
هٰذَا الشَّیْئَ وَلٰکِنْ اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ ـــ آپ پر قربان میں آپ سے کبھی شادی نہ کرتی۔
اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ سَیُبْعَثُ لہ ـــ مگر مجھے امید ہے کہ آپ نبی مبعوث ہونگے۔

اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے ـــ صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حضورؐ کے میلاد اور قبل از بعثت کے معجزات کو نظر میں رکھیں ـــ اور ان لوگوں پر بھی نظر رکھیں جو جشن میلاد کو بدعت کہتے ہیں ـــ اور ساتھ یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو چالیس سال بعد جا کر علم ہوا کہ میں تو نبیؐ ہوں ـــ حالانکہ حضورؐ کا فرمان ہے میں اس وقت بھی نبیؐ تھا جب سیدنا آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے ـــ اس دور میں ان لوگوں سے اپنا ایمان بچا کر رکھنا بہت ضروری ہے۔

لہ : ایضاً

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر ۲۱

جمادی الاوّل کے پہلے جمعہ کی تقریر	عظمتِ ولایت — فضائل اولیاء اللہ

اولیاء اللہ ہیں دینِ مصطفٰےؐ کا کرّ و فر
وارثانِ جنّت الفردوس ہیں یہ باوقر

○

حضراتِ گرامی! گزشتہ دو ماہ ربیع الاوّل — ربیع الثانی — میں میلادِ مصطفٰے قبل از ولادتِ رسول کے معجزات — بوقت ولادت معجزات — سفرِ شام کے دوران جو معجزات ظہور پذیر ہوئے — ان کا مختصر بیان ہوا — اور ساتھ ساتھ منکرینِ شانِ رسالت کے نظریات کا رُد بھی ہوتا گیا — اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اُن کے باطل دعووں کی تردید ہوتی گئی — اور ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا گیا وُہ دلائل کی دنیا کے لوگ نہیں — ان کے دامن میں بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات — اور چند منسوخ احادیث کے سوا کچھ نہیں — اُن کے کلبلانے اور بپٹپانے میں صرف ایک ہی اُمر کارفرہے — اور اس اُمر کا نام ہے بغضِ رسول — اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس مُوذی مرض سے محفوظ فرمائے۔

حضور سرورِ عالمیان اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں آپ کے بعد کوئی نبی

marfat.com

قیامت تک مبعوث نہیں ہوگا۔ لہٰذا قیامت دین کی اشاعت و تبلیغ کا کام اولیائے کاملین ــــ اور علمائے ربّانیین کے سپُرد ہے ــــ اولیائے کرام ہی وُہ ہستیاں ہیں ــــ جو علم لدُنّی کے عَلّام ــــ رازہائے حقیقت سے واقف ــــ مصلّائے طریقت کے وارث ــــ مسندِ شریعت کی زینت ــــ سجّادۂ معرفت پر مُتمکّن ہیں ــــ حیائے چہرۂ اسلام ہیں ــــ دین کی شان ہیں ــــ مذہب کی پہچان ہیں ــــ محبت کی آن ہیں ــــ شفقت کی برھان ہیں ــــ سخاوت کی کان ہیں محبوبانِ رحمان ہیں ــــ اُقَالیم رُوحانیت کے سلطان ہیں ــــ اور حسنِ ایمان ہیں ــــ چونکہ آقا علیہ السّلام کے بعد نبوّت کا سلسلہ ختم ہے ــــ اور اولیاء کرام رسالت مآب کے نائبین ہیں اسلئے قیامت تک دینی امُور کے انجام دینے کے لئے یہ جماعت سرگرم عمل رہی ہے اور قیامت تک رہے گی۔

لفظِ ولی کے مُعانی: لفظ ولی ــــ قرب ــــ نزدیکی ــــ دوستی ــــ محبت کرنے والا ــــ ملکیّت ــــ رشتہ داری ــــ مددگار ــــ پڑوسی ــــ حلیف ــــ تابع ــــ منتظم ــــ نگران وغیرہ کے معنوں میں آتا ہے (المنجد)

● حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر مظہری میں ولی کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ــــ الولاءُ المتوالی کے معنی اس طرح ہیں۔

اَنْ یَحْصُلَ شَیْئَانِ فَصَاعِدًا ؛ حُصُوْلاً لَیْسَ بَیْنَھُمَا مَالَیْسَ مِنْھُمَا

دو یا زیادہ چیزوں کا براہِ راست بلا واسطہ تعلق و انصال

وَیُسْتَعَارُ لِلْقُرْبِ مِنْ حَیْثُ الْمَکَانِ ــــ وَمِنْ حَیْثُ النِّسْبَۃِ ــــ وَمِنْ حَیْثُ الدِّیْنِ ــــ وَمِنْ حَیْثُ الصَّدَاقَۃِ ــــ وَالنُّصْرَۃِ ــــ وَالْاِعْتِقَادِ

marfat.com

مجازاً اس سے مراد قرب ہے — خواہ مکانی ہو — یا نسبی نسبت کے لحاظ سے ہو — خواہ دینی ہو — یا بحیثیت دوستی ہو — یا بطور مددگار کے ہو — یا اعتقادی اعتبار سے ہو — لفظ ولی ان تمام معنوں پر محیط ہے۔

لکھتے ہیں قاموس میں ہے۔

اَلْوَلِیُّ — اَلْقُرْبُ وَالدُّنُوُّ — وَلْوَلِیُّ اِسْمٌ مِنْهُ بِمَعْنَی الْقَرِیْبِ — وَالْمُحِبِّ — وَالصَّدِیْقِ وَالنَّصِیْرِ — یعنی ولیٌ کا معنی قرب اور نزدیکی ہے — وَلِیٌّ اس سے اسم ہے — جس کے معنی قریب، محبّت کرنے والا — دوست اور مددگار کے ہیں — (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۳۸)

قُرب : یوں تو ہر شخص، بلکہ ہر چیز کا اللہ تعالیٰ سے قریب ہے جس کی کیفیت نہیں جانی جا سکتی — اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے — نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ — (یعنی ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس (بندہ) سے قریب ہیں) میں اُسی قرب کی طرف اشارہ ہے — مظہری لکھتے ہیں — اسی قرب کی وجہ سے یہ کائنات ہستی کا جامہ پہنتی اور دارۂ وجوب میں آتی ہے — اگر یہ قرب نہ ہوتا تو کوئی وجود کی بُو بھی نہ سونگھ سکتا — علامہ موصوف فرماتے ہیں —

● دُوسرا قرب وہ ہے جو صرف خاص بندوں کو میسّر ہے۔

وَذٰلِكَ قُرْبُ الْمَحَبَّةِ — اسے قرب محبت کہتے ہیں۔

علاّمہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَیَتَمَثَّلُ هٰذَا الْقُرْبُ فِیْ عَالَمِ الْمِثَالِ — یہ قربِ محبت عالم مثال میں اہل کشف کو بِنَظْرِ الْکَشْفِ بِصُوْرَةِ الْقُرْبِ الْجِسْمَانِیِّ — قربِ جسمانی کی شکل میں نظر آتا ہے۔

marfat.com

(ایضًا)

قربِ محبت کے بے شمار درجے اور بے حد وحساب مراتب ہیں ۔ جس کی وضاحت اس حدیث قدسی سے ہوتی ہے جو بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔

حدیث نمبر ۱ :

لَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا

— "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" میرا بندہ نفلوں کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے — یہاں تک کہ میں اس سے پیار کرنے لگتا ہوں — تو میں اسکے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں — جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا اور میں اسکا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے ۔

(مظہری ج ۶ ص ۳۸)

قاضیؒ فرماتے ہیں کہ اس قرب کا ابتدائی درجہ صرف ایمان سے حاصل ہوتا ہے ۔

وَاَعْلٰی دَرَجَاتِهٖ نَصِیْبُ الْاَنْبِیَاءِ وَنَصِیْبُ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ — وَلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَقِّیَاتٌ لَاتَتَنَاهٰی اِلٰی اَبَدِ الْاٰبِدِیْنَ ۔

— اور انتہائی درجہ نبیوں کا — اور نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے — اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات ترقی پذیر ہیں — جن کی کوئی انتہا نہیں

(ایضًا)

marfat.com

فضائل اولیاء کرام

(از رُوئے قرآن وحدیث)

آیت نمبر ۱ : اللہ کے دوست : فرمانِ خداوندی ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥

(پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت ۶۲)

ترجمہ : بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

حضرات : آپ نے اسی آیتِ مبارکہ کے ضمن میں لفظ ولی کے معانی پر ضرور غور فرمایا ہوگا۔ اب قرآن مجید کی مذکورہ آیت کی تفسیر اور اس کے ضمن میں جو مفسرین نے بیان کیا وہ مختصر انداز میں پیش کرتا ہوں ــــ امید ہے آپ غور فرمائیں گے ــــ جب آپ اپنے دل ودماغ کو حاضر کر کے سُنیں گے تو اولیاء اللہ کے خلاف واویلا کرنے والی قوم کے فریب کا پردہ چاک ہو جائے گا ــــ اور حقیقتیں نکھر کر سامنے آجائیں گی۔

- آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں ــــ قربیوں ــــ فرمانبرداروں ــــ عشق ومحبت کی دنیا آباد کرنے والے برگزیدہ بندوں ــــ اور ذکرِ خدا میں محو رہنے والی ہستیوں کو نہ کسی شئ کا خوف ہے نہ غم ــــ

خیال رہے کہ خوف کا تعلق مستقبل سے ہے ــــ اور غم کا ماضی سے ہے ــــ یعنی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو گزرے ہوئے لمحات کا غم ہے نہ آنے والے حالات واوقات کا خوف ــــ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ــــ قرآن کا اعلان ــــ اللہ کا بندوں پر احسان وامتنان ہے ــــ جو اس امر کو مان لے

marfat.com

وُہ مسلمان ہے ــــ صاحبِ ایمان ہے ــــ اُس کا دل مخزنِ ایقان ہے
وُہ بندۂ رحمان ہے ــــ وُہ انسانِ ذی نشان ہے ــــ اور جو عظمتِ ولایت کو
نہیں مانتا ــــ وُہ انجان ہے ــــ نادان ہے ــــ حق سے رُوگردان ہے ــــ
وہ خالی از ایمان ہے ــــ وُہ ہمدمِ شیطان ہے ــــ اور منکرِ قرآن ۔

ہے بہت اونچا مقامِ اولیاء ❊ ہے نظامِ حق نظامِ اولیاء

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے : یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ
اولیاء اللہ پر خوف وغم کا اثر انداز نہ ہونا کن معنوں میں آتا ہے ــــ اور اس بے خوفی
کو کیا نام دینا چاہیئے ــــ اور ساتھ ہی مفسّرین کی ایک بہت بڑی جماعت نے
غیر مُبہم انداز میں فرمایا ہے ــــ کہ اولیاء اللہ پر خوف وغم کا نہ ہونا دنیا و آخرت
دونوں کے لئے عام ہے ۔

حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام ــــ اور اولیائے عظام ذی احتشام ہی وُہ
ہی عَظِیمُ المرتبت ہستیاں ہیں ــــ جن میں خوف و خشیّتِ الٰہی دوسروں سے زیادہ
ہوتا ہے ــــ جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے ۔

آیت نمبر ۲ : اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (پارہ ۲۲ سورہ فاطر آیت ۲۸)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ سے اُس کے بندوں میں وہی ڈرتے جو علم والے ہیں ۔
اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل لکھتے ہیں (یہ اللہ کے ولی ــــ اللہ تعالیٰ کی)
صفات مانتے ہیں اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں ــــ جتنا علم زیادہ اُتنا خوف
زیادہ ــــ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مُراد یہ ہے کہ مخلوق میں اللہ
تعالیٰ کا خوف اسکو ہے جو اللہ تعالیٰ کے جبروت اور اس کی عزّت و شان سے

marfat.com

باخبر ہے ـــــ فرماتے ہیں کہ بخاری و مُسلم کی حدیث میں ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ عزّوجل کی کہ میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۵۷)

آیت نمبر ۳ : اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اولیاء کی خشیت کا حال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۔

(پارہ ۲۹ سورۂ معارج آیت نمبر ۲۷/۲۸)

ترجمہ : " اور وُہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں بے شک اُن کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں " ــــ مطلب یہ ہے کہ چاہے آدمی کتنا ہی پارسا ــــ اِطَاعَت شِعار ـــ اور عبادت گزار ہو مگر اُسے عذابِ الٰہی سے بے خوف نہ ہونا چاہیئے۔

آیت نمبر ۴ : اللہ ربّ العزّت نے مُخلصوں کی مَدح و تعریف یوں بیان کی ہے۔

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۔

(پارہ ۱۷ سورہ انبیاء آیت ۹۰)

ترجمہ : اور ہمیں پکارتے تھے اُمید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں"۔ یعنی انہیں ہمارے ثواب کی اُمید اور ہمارے عتاب سے خوف ہے ــــ دوسرا معنیٰ یہ ہے ــــ کہ ہمارے فضل و کرم کی رغبت و اُمید ہے اور ہمارے عَدل کا

marfat.com

خوف ہے، تیسرا معنیٰ ہمارے وصال کی رغبت ہے، اور ہماری جدائی کا خوف ہے، چوتھا معنیٰ زیادہ مناسب ہے، وہ اس طرح کہ ہماری ذات میں انہیں رغبت وخواہش اور ذات سے ہی انہیں خوف ہے ۔۔۔

ان آیات سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی ہی وہ جماعت ہے جو صحیح معنوں میں اللہ پاک سے ڈرتی ہے ۔۔۔ تو پھر ۔۔۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔۔۔ کن معنوں میں آئے گا ۔۔۔ اللہ والوں کو اُن کی کس صفت کی بنا پر بے خوف وغم کے تمغا سے نوازا گیا ہے ۔

جواب : سورہ یونس کی آیت نمبر ۶۲ پر ہونے والے سوال واشکال کا جواب دیتے ہوئے سید المفسرین حضرت امام سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں ۔

وَالْمَعْنٰى ۔۔۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ۔۔۔ مِنْ لُحُوْقِ مَكْرُوْهٍ ۔۔۔ لاخوف کا معنیٰ یہ ہے کہ اُن ۔۔۔ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔۔۔ مِنْ فَوَاتِ مَطْلُوْبٍ ۔۔۔ پر مکروہ چیز کے لاحق ہونے سے فِيْ جَمِيْعِ الْاَوْقَاتِ ۔۔۔ خوف نہیں ہوتا ۔۔۔ اور کسی مطلوب کے ۔۔۔ اور خواہش کی گئی چیز کے نہ رہنے سے مغموم نہیں ہوتے ۔۔۔ یہ ان کا حال اور شان بے نیازی ہر وقت رہتی ہے ۔

اَیْ لَا يَعْتَرِيْهِمْ مَا يُوْجِبُ ذٰلِكَ اَصْلًا ۔۔۔ یعنی اُن پر وہ چیز طاری نہیں ہوتی (تفسیر روح المعانی ج ۱۱ ص ۱۴۶/۱۴۷ مطبوعہ ملتان) ۔۔۔ جو ان کو خوف وغم میں مبتلا کر دے ۔

مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا خوف وغم سے محفوظ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ جن جن چیزوں کے خوف وغم سے اہل دنیا مبتلا رہتے ہیں وہ دنیاوی مفاسد ہیں ۔۔۔ اور دنیاوی آسائشوں کے حصول کی خاطر اہل دنیا جن غم وآلام اور خوف وخطر سے گزرتے ہیں ۔۔۔ اولیائے کرام کا مقام ان تمام اُمور سے بلند وبالا ہوتا

marfat.com

ہے ــــ اُن کی نظر میں اِس فانی دُنیا کی فانی راحتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں ــــ اور نہ ہی اس دنیائے دوں کے مصائب و آلام اور دُکھ اُن کے لئے قابلِ التفات ہیں ــــ جن کی مُدافعت اور روک تھام کے لئے اضطرابی اور پریشانی کی حالت سے دوچار ہوں ــــ دُنیا کے مال و مَتاع سے شاذ مَان نہیں ہوتے ــــ اور نقصان و زیاں سے پریشان نہیں ہوتے ــــ ان کے ہاں ــــ آرائش کی ــــ زیبائش کی ــــ آسائش کی ــــ نمائش کی ــــ کشائش کی ــــ گنجائش نہیں ــــ

اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت ــــ اور خوف و خشیت اولیاء پر اس طرح طاری ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں دُنیا کے رُنج و غم ــــ راحت و دولت ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

اولیاء اللہ ہیں تسلیم و رضا کی کہکشاں ــــ بے حقیقت سامنے انکے ہے سامانِ جہاں دُنیائے اہلِ محبت کا یہی قانون ہے ــــ "فقر کی توہین ہے' اندیشۂ سُود و زیاں"

صُوفیاء کی اِصطلاح میں : صُوفیہ کی اصطلاح میں کم از کم وُہ درجہ جس پر لفظ ولی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ "یعنی اُسے ولی کہا جاسکتا ہے" یا اس پر یہ لفظ عائد کیا جاسکتا ہے"۔ ــــ جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہے ــــ جیسا کہ اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے۔

تقویٰ کیا ہے ؟ حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں اَلتَّقْوٰی اَنْ لَا تَرٰی نَفْسَکَ خَیْرًا مِنْ اَحَدٍ ــــ کہ تقویٰ یہ ہے کہ تم اپنے کو کسی سے بہتر نہ سمجھو ــــ حضرت مجدد الف ثانی کا ــــ فرمان ہے۔

مَعْرِفَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى حَرَامٌ عَلٰى مَنْ يَرٰى نَفْسَهٗ خَيْرًا عَنْ كَافِرِ الْفَرَنْجِ

جو شخص اپنی جان کو فرنگی کافر سے بھی بہتر خیال کرتا ہو، اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی معرفت حرام ہے (حاشیہ تفسیر مظہری ج ۵ ص ۳۹)

آیت نمبر ۵ :

ارشاد باری ہے — یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ

(پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ : وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان میں مشغول رہتا ہے۔

قاضی پانی پتیؒ فرماتے ہیں — وہ اللہ کی محبت میں سرشار رہتا ہے — کسی اور کی محبت کی اس میں گنجائش نہیں ہوتی — خواہ باپ ہو یا بیٹا — بھائی ہو بیوی — یا دوسرے کسی کنبے والے سے اس کی محبت نہیں ہوتی —

فَلَا یُحِبُّ اَحَدًا اِلَّا لِلّٰهِ — اگر کسی سے محبت ہوتی ہے تو محض اللہ کیلئے

وَلَا یُبْغِضُ اِلَّا لِلّٰهِ — اور نفرت ہوتی تو وہ بھی اللہ کی خوشنودی کیلئے

وَلَا یُعْطِیْ اِلَّا لِلّٰهِ — وہ کسی کو کچھ عطا کرتا ہے تو صرف اللہ کیلئے اور

وَلَا یَمْنَعُ اِلَّا لِلّٰهِ — نہیں عطا کرتا تو بھی اللہ کی مرضی کے لئے اس

فَهُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ — گروہ اولیاء کو آپس میں محبت اللہ تعالےٰ کے لئے ہوتی ہے۔ — (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۳۸)

علامہ موصوف فرماتے ہیں — کہ صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق اس صفت کو فنائے قلب کہا جاتا ہے — فرماتے ہیں — ولی کا ظاہر و باطن تقویٰ سے آراستہ ہوتا ہے — ناپسندیدہ اعمال اور شرکِ خفی و جلی سے پاک ہوتا ہے —

وَمِنَ الْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْکِبْرِ — حسد و غرور، کینہ — اور حرص و ہوس

وَالْهَوٰی وَالْهَلَعِ — سے منزہ اور پاک و صاف ہوتا ہے۔

(ایضاً ص ۳۹)

marfat.com

—— اور عمدہ ترین اخلاق و اعمال سے متصف ہوتا —— اِس مرتبہ مقام صوفیہ فنائے نفس کہتے ہیں —— اور صوفیہ کا قول ہے کہ اس درجہ و مقام پر اللہ کا ولی پہنچ جاتا ہے تو اس کا (ہمزاد) شیطان اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے اور فرمانبردار بن جاتا ہے —— ولایت کے ابتدائی درجہ کی طرف اللہ نے اشارہ فرمایا۔

آیت نمبر ۶ : اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ (پارہ ۱۱ س یونس آیت ۶۳)

ترجمہ : یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے۔

یعنی اولیاء اللہ وُہ ہیں جو ایمان لے آئے اور حقیقتِ ایمان اُن کے اندر پیدا ہو گئی —— ایمان کا محل دل ہے —— اور کمالِ ایمان یہ ہے کہ اللہ کی یاد سے دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے —— اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو —— وُہ عمر بھر پرہیزگاری کرتے ہیں —— یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی ظاہری اور باطنی طور پر پابندی کرتے ہیں۔ (مظہری ایضاً)

حدیث مُبارکہ : ابو داؤد نے حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ مِنۡ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسًا مَا ھُمۡ بِاَنۡبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَغۡبِطُھُمُ الۡاَنۡبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ بِمَکَانِھِمۡ مِنَ اللّٰہِ۔

ترجمہ : کہ "اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اُن کے مرتبۂ قُرب کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء اُن پر رشک کریں گے۔"

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیجئے

marfat.com

کہ وہ کون لوگ ہیں؟ ــــ حضورؐ نے فرمایا۔

هُمْ قَوْمٌ يَتَحَابُّوْنَ بِرُوْحِ اللهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ ــ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا ــ فَوَاللهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَ اِنَّهُمْ عَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ (ایضًا)

ترجمہ: جو اللہ کے بندوں سے محض اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں ــــ آپس میں نہ ان کی باہم رشتہ داریاں ہیں ــــ اور نہ مال لین دین (یعنی وہ قرابتداروں یا مال ومتاع کے لالچ کیوجہ سے ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے) ــــ خدا کی قسم اُن کے چہرے (قیامت کے دن) ــــ نور ــــ اور بالائے نور ہونگے ــــ جب اور لوگوں کو (عذاب کا) خوف ہوگا، تو ان کو خوف نہ ہوگا ــــ جب اور لوگ غم میں مبتلا ہوں تو وہ غمناک نہ ہوں گے ــــ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ)

امام بغوی نے ابو مالک اشعری اور امام بیہقی نے شُعَبُ الاِیْمَان میں بھی یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔

● حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم سے اس آیت اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللهِ ــــ کا معنی دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ــــ

اَلَّذِيْنَ يَتَحَابُّوْنَ فِي اللهِ ــــ یہ وہ لوگ ہونگے جو اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔

ابن مُرْدَوَیہ نے بھی حضرت جابرؓ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

(مظہری ایضًا)

حضرات آج ہم ہیں کہ اس دور میں بغیر دنیوی فوائد ومنفعت کسی سے بات کرنے اور محبت وخلق سے پیش آنے کے لئے تیار نہیں ــــ اس دَورِ پُرآشوب میں دوستیاں ذاتی فائدوں اور لالچ طمع کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں ــــ ذاتی مطلب

marfat.com

دنیاوی منشاء اور خواہشات ــــ اور خود غرضی کو محبت و دوستی کا نام دینا بہت بڑی منافقت ہے ــــ قرآنی تعلیمات یہ ہیں کہ ہم کسی سے محبّت کریں خدا کیلئے ــــ کسی سے نفرت ہو تو فقط ذاتِ باری کی خاطر ــــ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان وہ ہے جو اللہ کے دوستوں سے دوستی رکھے ــــ اللہ تعالیٰ کے محبّوں سے محبّت رکھے ــــ جو اللہ والوں سے بغض رکھتا ہے دراصل وہ اللہ پاک سے بغض رکھتا ہے ــــ اور جو اللہ والوں کی جماعت سے بغض رکھتا ہے ــــ اس کے نہاں خانوں میں ــــ خُدا کے رسولِ مکرم کا بغض چھپا ہوا ہوتا ہے ــــ اور جو رسول اللہ کے کمالاتِ عالیہ پر ایمان نہیں رکھتا ــــ وہ ایمان والوں کا دشمن ہے ــــ جبھی تو وُہ اہلِ ایماں کو کبھی کافر کہتا ہے ــــ کبھی مشرک کہتا ہے ــــ اور بدعتی کہتا ہے ــــ جو رسولؐ کا وفادار نہیں وہ امتِ رسول اور ملک و ملّت کا وفادار کس طرح ہو سکتا ہے ــــ ایسا شخص کبھی بھی ملّتِ اسلامیہ کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا ــــ قرآن کریم نے ایسے گروہ کو زمین میں فساد پھیلانے والا کہا ہے ــــ

اور وہ لوگ جو اللہ والوں سے محبّت وعقیدت رکھتے ہیں ــــ وہ اللہ کریم کی خوشنودی کے لئے ان سے محبّت رکھتے ہیں ــــ اور وہی لوگ سیدھے راستے پر ہیں ــــ

ہر مُحبِّ ولی ہے مُحبِّ نبیؐ، ہر مُحبِّ نبیؐ ہے محبِّ خدا
خوش عقیدہ ہے وہ خوش مقدر ہے وہ، اس پہ خالق کا ہے خاص فضل و کرم

دشمنِ اولیاء دشمنِ مصطفےٰ، دشمنِ مصطفےٰ، دشمنِ کبریا
بے وفا، بے ادب، ہے وہ دوزخ کا ایندھن خُدا کی قسم

marfat.com

عکس : علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ـــــ کہ مرتبۂ ولایت کا حصول رسولِ کریمؐ کے پرتو سے ہوتا ہے لکھتے ہیں۔

اِنَّمَا یُسْتَفَادُ بِالْاِنْعِکَاسِ مِنْ ـــــ (یہ مرتبۂ ولایت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ـــــ کے عکس سے حاصل ہوتا ہے۔

اِمَّا بِلَا وَاسِطَۃٍ اَوْ بِوَاسِطَۃٍ ـــــ خواہ عکسِ رسالت بغیر واسطہ براہِ راست

اَوْ بِوَسَائِطَ۔ ـــــ پڑے یا کسی ایک واسطے کے یا کئی واسطوں

(ایضاً ص ۳۹) ـــــ سے پڑے۔

فرماتے ہیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت یا آپؐ کے نائبوں سے محبت اور ان کی صحبت وہم نشینی اور اطاعت حصولِ ولایت کے لئے ضروری ہے ـــ "یعنی بغیر وسیلۂ رسول کے ولایت کا ملنا ممکن نہیں" ـــ فرماتے ہیں ـــ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ـــ کا رنگ' ولی کے قلب و قالب اور جسم پر چڑھ جاتا ہے ـــ اور یہی رنگ ـــ صِبْغَۃُ اللّٰہِ ہے ـــ جس کے متعلق قرآن کی گواہی موجود ہے۔

آیت نمبر ۷ : ارشادِ خداوندی ہے۔

صِبْغَۃَ اللّٰہِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً

(پارہ اول سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۳۸)

ترجمہ : "ہم پر" اللہ تعالیٰ کا رنگ (چڑھا ہے) اور کس کا رنگ خوبصورت ہے اللہ تعالیٰ کے رنگ سے۔

اس سے معلوم ہوا آقا علیہ السلام کے عکسِ انوار ـــ اور پرتوِ حسن سے اولیاء اللہ پر اللہ تعالیٰ کا حسین رنگ چڑھ جاتا ہے ـــ اور اہلِ نظر کو اولیاء کی

marfat.com

جبینوں پر اللہ کے انوار کا عکس نظر آتا ہے ـــــ اور وُہ پکار اٹھتے ہیں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہاں آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں

ـــــ رہا یہ سوال کہ ـــــ صبغۃ اللہ ـــــ کے حصُول کا طریقہ کیا ہے؟ ـــــ تو وہ اسطرح ہے ـــــ سنت کے طریقہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جائے تو عکس انوار صبغۃ اللہ ـــــ کے حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے ـــــ ذکرِ خدا سے ـــــ دل کا میل دُور ہوتا ہے ـــــ اور آیئنۂ دل کی صفائی ہو جاتی ہے پَرتوِ جمال کے حصُول کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے ـــــ

حدیث شریف : مظہری نے بیہقیؒ کے حوالے سے حدیث نقل فرمائی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ـــــ

لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ ـــــ وَصِقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ (ایضاً)

ترجمہ : ہر چیز کی صَیقَلْ کرنے والی (صاف کرنے والی) کوئی چیز ہوتی ہے اور دل کو مانخ کر صاف کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے ـــــ

یعنی اللہ کے ذکر کی کثرت دل کو چمکاتی اور جلا بخشتی ہے ـــــ اور جب دل آیئنے کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو پھر ہر چیز کا عکس اس سے نظر آنے لگتا ہے ـــــ یہی وُہ بات ہے جس کو اولیاء اللہ کے مخالفین آج تک نہیں سمجھ سکے اور طرزِ جدید میں کھو کر آج تک اندھیری وادیوں میں دھکے کھا رہے ہیں ـــــ لڑکھڑا رہے ـــــ ڈگمگا رہے ہیں ـــــ خود کو مٹا رہے ہیں ـــــ دین سے دُور ہوتے جا رہے ہیں ڈنگا مچا رہے ہیں ـــــ مسلمانوں کو آپس میں لڑا رہے ہیں ـــــ فساد کی آگ بھڑکا رہے ہیں ـــــ مگر مال کما رہے ہیں ـــــ

marfat.com

حدیث پاک : اللہ کی محبّت واجب ہوجاتی ہے :

امام مالک —— امام احمد بن حنبل —— امام بیہقی رضی اللہ عنہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے —— حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ——

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ —— اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میری محبت واجب
لِلْمُتَحَابِیْنَ فِیَّ —— وَالْمُتَجَالِسِیْنَ —— ہوجاتی ہے ان دو آدمیوں کے لئے جو
فِیَّ —— وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ —— میرے لئے مل کر بیٹھتے ہیں اور میرے
وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ —— لئے خرچ کرتے ہیں۔

(تفسیر مظہری ج ۵ ص ۴۰)

بات چل رہی تھی محبّت کی اور اُن اولیاء کی جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبّت کرتے ہیں —— باہم مل بیٹھتے ہیں اور میرے لئے ہی خرچ کرتے ہیں۔ محفل سجاتے ہیں اور میرے نام کی مالا جپتے ہیں —— میری تقدیس کے نغمے گاتے ہیں —— میرے ذکر میں محو رہتے ہیں ——

بے مروّت لوگ ہم سے طنزاً سوال کرتے ہیں کہ یہ محبت، محبت کی رٹ کیا لگا رکھی ہے —— یہ محبّت اور اللہ والوں سے محبت یہ کیا چیز ہے؟ —— ہم ان عناد کے ماروں کو کیا بتائیں کہ محبّتِ اولیاء کیا چیز ہے —— محبوبانِ خُدا کو محبوب بنانے میں —— کیسا سرور و انبساط ہے —— محبّت کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا آسان نہیں ہے ——

محبّت معنیٰ و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وُہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

marfat.com

ہاں صرف اتنا عرض کر سکتے ہیں ــــ کہ

محبّت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبّت کر

کنارے پر کھڑے اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

حدیث نمبرا : مجالس اہلِ ذکر : امام بیہقی نے شعب الایمان میں حدیث نقل فرمائی ہے جو حضرت ابُو ذرؓ سے مَروی ہے ــــ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا نے فرمایا ــــ

اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مِلَاکِ ھٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ مِنْہُ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ عَلَیْکَ بِمَجَالِسِ اَھْلِ الذِّکْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّکْ لِسَانَکَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰہِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰہِ (ایضًا ص)

ترجمہ : میں تجھے بتاؤں کہ اس کام کا دار و مدار اور انحصار کس چیز پر ہے جس سے تجھے دُنیا و آخرت کی بھلائی مل جائے "وُہ یہ ہے کہ" ــــ اہلِ ذکر کی مجلسوں میں حاضری کی پابندی کر ــــ اور تنہائی میں جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں زبان کو ہلاتا رہ ــــ اللہ کے واسطے محبّت ــــ اور اللہ کے واسطے نفرت کر یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے محبت و عداوت رکھ ــــ جس میں ذاتی اغراض و مقاصد نہ ہوں ــــ

اس حدیث پر جتنا غور فرمائیں گے آپ کے سامنے محبّتوں کے گلشن کھلتے جائیں گے ــــ مَشامِ دل و دماغ میں محبت کی خوشبو پھیل جائے گی ــــ اور غنچۂ ایمان کی کلیاں چٹک جائیں گی ــــ مذہبی کہکشاں کی لڑیاں دَمک جائیں گی ــــ اُداس آنکھوں کی پُتلیاں چمک جائیں گی ــــ لالۂ مشرب کی پتّیاں مہک جائینگی ــــ

marfat.com

حدیث نمبر ۲ : جس سے اللہ محبّت کرتا ہے :

اولیاء اللہ میں ایک جماعت اللہ تعالیٰ کی محبوبیّت کے مقام پر فائز ہو جاتی ہے ــــ مقامِ محبوبیّت ایک اعلیٰ ترین مقام ہے ــــ جب اللہ کے ولی کو یہ رتبہ ومقام ملتا ہے ــــ تو وُہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے ــــ پھر وُہ اللہ کا حبیب بن جاتا ہے ــــ اہلِ علم وتأدیب بن جاتا ہے ــــ دینِ اسلام کا نقیب بن جاتا ہے ــــ حقیقت ومعرفت کا خطیب بن جاتا ہے ــــ اور خلق کا نگران ورقیب بن جاتا ہے ــــ مریضانِ عصیاں کا طبیب بن جاتا ہے ــــ

صاحبِ مظہری نے مُسلم شریف کی ایک حدیث نقل فرمائی ہے جو حضرت ابُوہریرہؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبۡدًا ــــ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے

دَعَا جِبۡرَئِیۡلَ فَقَالَ ــــ جبریل کو طلب فرما کر حکم دیتا ہے

اِنِّیۡ اُحِبُّ فُلَانًا ــــ کہ میں فلاں بندے سے محبّت کرتا ہوں

فَاَحِبَّہٗ ــــ تو بھی اُس سے محبّت کر

قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبۡرَئِیۡلُ ــــ فرمایا جب حَسۡبُ الحکم جبریل اس بندے سے ــــ محبّت کرتے ہیں

ثُمَّ یُنَادِیۡ فِی السَّمَآءِ ــــ پھر جبریل علیہ السلام آسمان پر ندا دیتے ہیں

فَیَقُوۡلُ ــــ اور کہتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا ــــ کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے

فَاَحِبُّوۡہُ ــــ (اے اہلِ سماوات)، تم بھی اُس سے محبت کرو

فَیُحِبُّہٗ اَھۡلُ السَّمَآءِ ــــ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آسمان والے بھی

marfat.com

— اس بندے سے پیار کرنے لگتے ہیں۔

ثُمَّ یُوضَعُ لَہُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ — پھر زمین میں اس ولی کو مقبولیت عطا کر دی جاتی ہے۔

حدیث مبارکہ کا یہ حصّہ اولیاء کی عظمت و رفعت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

حدیث شریف کے دوسرے حصّہ پر بھی غور فرمائیں اولیائے شیطان کے بارے میں ہے اور جو اولیائے شیاطین ہیں — وہ اولیاء اللہ کے مخالفین ہیں — حضورؐ فرماتے ہیں۔

وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا — جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے نفرت فرماتا ہے

دَعَا جِبْرَئِیْلَ۔ فَقَالَ — تو جبرئیل کو طلب فرما کر حکم دیتا ہے۔

اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا — کہ میں فلاں شخص سے نفرت کرتا ہوں

فَاَبْغِضْہُ — (اے جبریل) تو بھی اس شخص سے نفرت کر

قَالَ، فَیُبْغِضُہٗ جِبْرَئِیْلُ — حسب الارشاد جبریل اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ — پھر آسمان والوں کو حضرت جبریلؑ پکار کر کہتے ہیں۔

اِنَّ اللہَ یُبْغِضُ فُلَانًا — بیشک اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے نفرت فرماتا ہے۔

فَاَبْغِضُوْہُ — (اے اہلِ آسمان) تم بھی اس سے نفرت کرو۔

قَالَ، فَیُبْغِضُوْنَہٗ — آسمان والے بھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں

ثُمَّ یُوضَعُ لَہُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ — اور پھر زمین (والوں کے دلوں) میں اسکی نفرت پیدا کی جاتی ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۴۰ بمطبوعہ کوئٹہ)

— (اور پھر اہلِ زمین بھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں)

حضراتِ گرامی: کیا سمجھے؟ ارے حدیث شریف کا پہلا حصّہ اولیاء اللہ سے متعلق ہے جس میں — رنگِ محبت و شفقت ہے — عطائے تمغہ محبوبیت ہے — اعلانِ مقبولیت و سطوت ہے — نویدِ ولایت و سیادت ہے —

marfat.com

جنّت کی بشارت ہے — برسات رحمت و مروّت ہے — حدیث کے الفاظ میں نزہت و وجاہت ہے — انعام عزّت و شوکت ہے — بخشش کُلاہِ اِمامت و شرافت ہے —

● — اور حدیث کے دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ کے باغی بندوں سے نفرت کا اظہار ہے۔ جو گمراہ و اغیار ہیں — ناہنجار ہیں — نابکار ہیں — ملّت کے غدّار ہیں — طاغوتی قوتوں کے آلہ کار ہیں — دشمنانِ اَبرار ہیں — خطاکار ہیں — بے اعتبار ہیں — منکرینِ انوار ہیں — شیطان کے پیروکار ہیں — دنیادار ہیں — خطاکار ہیں — ریاکار ہیں — باطل کا سنگار ہیں — حسد و بغض کا گرد و غبار ہیں — کفار کے مددگار ہیں — مکار ہیں — اشرار ہیں — بدگفتار ہیں — مردم آزار ہیں — بدکردار و بداطوار ہیں — ظالم و خونخوار ہیں — سب قابلِ سنگسار ہیں — اسلئے کہ دین اسلام کے دشمنوں کے گہرے یار ہیں۔

● — اور جو لوگ اللہ رب العزّت کے یار ہیں — وہ صاحبان ادراک ہیں — عاشقانِ صاحب لولاک ہیں — نازشِ فلکُ الافلاک ہیں — غم ناک ہیں — مگر پاک ہیں — بحرِ حقیقت کے تیراک ہیں — شوق کی پوشاک ہیں — بظاہر گریبان چاک ہیں — اور حقیقت میں اسلام کی دھاک ہیں — ہے ان کے دم سے ہی حسن و نکھار گلشن کا — بڑھا ہے فقر سے انکے وقار گلشن کا

خدا کے یار ہیں یہ سب خدا ہے یار اِن کا — ہے دین اِن کا نبیؐ ان کا کردگار ان کا
خدا کے ذکر میں ہر وقت محو رہتے ہیں — خدا کے واسطے ہر دکھ کی ضرب سہتے ہیں
نبیؐ کے دین کی زینت ہیں اولیاء اللہ — دُفار و سطوت اِمّت ہیں اولیاء اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر ۲۲

اولیاء اللہ کی صفات و علامات اور عادات	جمادی الاوّل کے دوسرے جمعہ کی تقریر

حضرات گرامی : آپ نے جمادی الاوّل کے پہلے جمعۃ المبارک کے خطبہ و تقریر میں خدا تعالیٰ کے دوستوں کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان سنا —— اور ذہن میں اولیاء اللہ کے مخالفین مقررین کی تقریروں سے جو شکوک و شبہات پیدا ہوئے تھے۔ ان کا قرآن و حدیث سے جواب آپ کے سامنے پیش کیا —— امید ہے ذہن میں اُٹھنے والا شک و گمان کا غبار چھٹ گیا ہوگا۔

اب قرآن و حدیث کی ہی رُو سے اولیاء اللہ کی صفات، علامات اور عادات کا ذکر سنیں۔

آیت نمبر ۸ :

اللہ کریم جل مجدہٗ کا فرمان ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ (پارہ ۱۹ سورۂ فرقان آیت ۶۳)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ، اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم کو سلام۔

عبادُ الرحمٰن، کی اضافت سے مقصود ہے اپنے بندوں کی عزت افزائی اور

marfat.com

اُن کی فضیلت کا اظہار کرنا ــــ یا مقصود یہ ہے ــــ اُولٰئِکَ هُمُ الرَّاسِخُوْنَ فِیْ عِبَادَتِہٖ ــــ کہ یہی وہ لوگ ہیں جو رحمان کی عبادت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ (مظہری)

الرَّحْمٰن : اس جگہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے ناموں میں سے کسی نام کا ذکر نہیں کیا، صرف ــــ رحمٰن ــــ کا ذکر کیا ــــ صاحبِ مظہری فرماتے ہیں۔ ؏

اِشْعَارًا بِاَنَّهُمْ مَوْصُوْفُوْنَ بِکَمَالِ ــــ اس میں اشارہ یہ ہے (کہ اولیاء اللہ) الرَّحْمَةِ عَلَی الْخَلْقِ وَمَوْعُوْدُوْنَ ــــ خدا کی مخلوق پر کامل طور پر مہربان ہیں بِکَمَالِ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔ ــــ اور اللہ تعالیٰ نے ان (اولیاء اللہ) سے (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۴۵) ــــ اپنی رحمتِ کاملہ کا وعدہ کر لیا ہے۔

یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا ــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کی رفتار کا ذکر کیا ہے کہ میرے اولیاء زمین پر نہایت تواضع ــــ فروتنی ــــ عاجزی ــــ اور انکساری کے ساتھ ــــ پُر وقار اور پُر سکون چال سے چلتے ہیں ــــ ان کی چال میں ــــ رفتار میں ــــ نہ غرور ہے ــــ نہ تکبر ہے ــــ اکڑ اکڑ کر نہیں چلتے۔

هَوْن : کا معنی ہے وقار و سنجیدگی اور نرمی ــــ اس کے بارے میں فرمانِ رسول ؐ ہے۔

حدیث نمبر ۳ : اَلْمُؤْمِنُ هَيِّنٌ لَيِّنٌ حَتّٰى تَخَالُهُ مِنَ اللِّيْنِ اَحْمَقَ [۱]

مومن نرم رفتار اور پُر وقار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی انتہائی نرمی کی وجہ سے تم اس کو احمق خیال کرنے لگتے ہو۔

---

[۱] : مظہری ج ۷ ص ۴۶ ؛ (رواہ البیہقی عن ابی ہریرہؓ) ؛

marfat.com

ارشادِ عمر فارُوق : حضرت عمر فاروق نے ایک نوجوان کو اکڑ کر فخریہ انداز میں چلتے دیکھا — تو اُسے فرمایا۔

اِنَّ التَّبَخْتُرِیَّۃَ مِشْیَۃٌ مَّکْرُوْھَۃٌ — جس چال میں غرور ہو مکروہ ہے سوائے اِلَّا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ [1] — جہادِ فی سبیل اللہ کے (جب دُشمنوں سے مقابلہ ہو) —

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا — کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی تعریف میں فرمایا ہے عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا۔

(رحمان کے "خاص" بندے وُہ ہیں جو زمین پر نرم رفتار سے چلتے ہیں)

اور فرمایا — فَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ — پس تو اپنی رفتار میں درمیانی صورت اختیار کر — یعنی نہ زیادہ جھک کر چل نہ اکڑ کر —

وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ کی تفسیر میں رئیس المفسّرین علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ترقیم فرماتے ہیں — کہ جب اُن سے بیوقوف لوگ غیر مناسب انداز میں بات کرتے ہیں تو وُہ کہتے ہیں —

سَلٰمًا — مجاہدؒ — مقاتلؒ بن حبان — نے — سلام — کا معنی کیا ہے سَدَادًا مِّنَ الْقَوْلِ مَا یَسْلَمُوْنَ فِیْہِ — یعنی سیدھی بات جس سے اذیّت وگناہ مِنَ الْاِیْذَاءِ وَالْاِثْمِ (مظہری ایضاً) — سے سلامت رہیں۔

حضرت حسن کا قول یہ ہے — کہ اگر کوئی جاہل ان سے جہالت سے پیش آئے تو وہ برداشت کر لیتے ہیں۔ (اور جہالت کے جواب میں) جہالت نہیں کرتے۔

حدیث نمبر ۴ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے

[1] : حاشیہ مظہری ایضاً ۔

marfat.com

عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــ میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے میل ملاپ رکھنا چاہتا ہوں، مگر وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں یعنی مجھ سے دور دور رہتے ہیں ـــ میں اُن سے بھلائی کرنا چاہتا ہوں ـــ وہ میرے ساتھ بُرائی سے پیش آتے ہیں ـــ میں ان کی طرف سے زیادتی برداشت کرتا ہوں ـــ وہ مجھ سے جہالت و بدکلامی سے پیش آتے ہیں ـــ اس کی بات سُن کر حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا ـــ اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا تو پھر
تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَكَ ـــ تو اُن کو خاک پھنکواتا ہے ـــ اور جب
مِنَ اللّٰهِ ظَهِیْرٌ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ ـــ تک تو اس حالت پر قائم رہے گا
(مظہری ایضاً۔ رواہ مسلم) ـــ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک مددگار تیرے
ـــ ساتھ برابر رہے گا۔

اس سے معلوم ہُوا کہ بھلائی کرنے والوں ـــ اور لوگوں کے ساتھ اُخلاق سے پیش آنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک مددگار مقرر کردیا جاتا ہے جو اس کا مددگار ثابت ہوتا ہے ـــ اس کی حفاظت کرتا ہے ـــ

ـــ ہم اُن بداخلاق اور بے مروّت لوگوں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں ـــ جن کے نظریات جہالت کی پیداوار ہیں ـــ جن کی بد زبانی کے چرچے دُور دُور تک پھیلے ہوئے ہیں ـــ کہ اے بندوقوں کے سائے میں تبلیغ کرنے والو! ـــ تم تو اپنے ذاتی محافظوں کے بغیر اپنے باہر ولے دروازے تک نہیں آسکتے ـــ اسلئے کہ تمہاری بداخلاقی اور زباں درازی نے تمہاری زندگی عذاب بنا دی ہے ـــ توحیدِ خالص کا نام لے کر ذہن میں زہر گھولنے والو ـــ بتاؤ! اس سے بڑا شرک اور کیا ہے ؟ ـــ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک کہنے والو! ـــ اپنے اندر

marfat.com

گھسے ہوئے شرک ـــــ اور سینے میں بھری ہوئی غلاظت کی طرف بھی دھیان کرو۔

آیت نمبر ۹ : وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝

(پ ۱۹ س فرقان آیت ۶۴)

ترجمہ : اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں۔

اولیائے کرام کی صفاتِ حمیدہ کا ذکر اس سے پہلی آیت میں آپ نے سُنا اب یہاں اس آیت میں اُن کے اخلاق عالیہ کی تیسری خصوصیت کا ذکر ہے سابقہ آیت میں اُن کے دنوں کی مصروفیت کا ذکر ہوا ـــــ اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ ان کی راتیں کیسے بسر ہوتی ہیں ـــــ

جب دُنیا خوابِ راحت کے مزے لُوٹ رہی ہوتی ہے تو وُہ جاگ کر اپنے پروردگار کو یاد کر رہے ہوتے ہیں ـــــ اپنے خالق کی ناراضگی کے خوف سے اُن کی آنکھیں نم ناک ہوتی ہیں کبھی سجدہ ریز ہو کر اس کی پاکی اور کبریائی بیان کر رہے ہوتے ہیں ـــــ اور کبھی ادب و تواضع کی تصویر بن کر دست بستہ اس کے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں اور ان کی راتیں اسی حالت میں گزر جاتی ہیں ـــــ کسی کافر نے صحابہ کرام کے لشکر میں چند راتیں اور چند دن بسر کئے اور جاکر اپنے بادشاہ کو بتایا ـــــ

ھُمْ فُرْسَانٌ بِالنَّھَارِ ـــــ کہ وہ سارا دن بُرق رفتار گھوڑوں کی پیٹھ

وَرُھْبَانٌ بِاللَّیْلِ ـــــ پر بیٹھ کر دادِ شجاعت دیتے ہیں ـــــ اور

(ضیاء القرآن ج ۳ ص ۳۷۴) ـــــ رات کے وقت راہبوں کیطرح ذکرِ الٰہی

ـــــ میں مشغول رہتے ہیں۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ یہ حالت اُن کی رات کو ہوتی ہے ـــــ عبادت کے لئے رات کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اسلئے کیا کہ رات کی عبادت زیادہ دُشوار

marfat.com

ہوتی ہے — ریاکاری کا اس میں شائبہ تک نہیں ہوتا — اور خضوع و خشوعِ قلب اور زبان سے دل کی مُوافقت و مُطابقت خوب ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۵ : نمازِ شب کی فضیلت : حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ — کہ میری امّت کے اشراف و سردار حاملینِ وَ اَصْحَابُ اللَّیْلِ (مظہری ایضاً) — قرآن (قرآن پر عمل کرنے والے حفّاظ) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) — اور رات کو نماز ادا کرنے والے ہیں۔

دیکھا آپ نے یہ ہیں اولیائے کرام جو راتوں کو جاگ کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں — وہی امّتِ مسلمہ کے اشراف و سردار ہیں — بھنگی — چرسی — بے نماز — تارکِ سنّت — دُھوئیں پر بیٹھے ہوئے — دھوئیں سے زیادہ سیاہ دل — نشہ کرنے والے — شعبدے دکھا کر سادہ لوح مسلمانوں کو لُوٹنے والے — اولیاء اللہ کی جماعت میں شامل نہیں — اس قسم کے لوگ شیطان کے ساتھی ہیں —

حدیث نمبر ۶ : رات میں پڑھی جانے والی نماز :

صاحبِ مظہری نے مسندِ امام احمد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے — فرماتے ہیں کہ میں نے خود سُنا حضور علیہ السلام فرما رہے تھے۔

اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَۃِ — کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز

marfat.com

صَلٰوۃُ فِی جَوْفِ اللَّیْلِ ـــــ رات کو پڑھی جانے والی نماز ہے

اولیاء اللہ کی صفات میں یہ صفت شامل ہے کہ وہ راتوں کو جاگ کر اللہ کے حضور کبھی سجدہ ریز ہوتے ـــ اور کبھی قیام میں گریہ زاری کرتے ہیں ـــ ایک ہم ہیں کہ رات سو کر گزار دیتے ـــ اور دن چڑھے اُٹھ کر دُنیاوی گرداب میں ایسے پھنس جاتے ہیں جہاں سے نکلنا دُشوار نظر آتا ہے ـــ

حدیث نمبر ۷ : اللہ تعالیٰ کا ہنسنا : امام بغوی نے شرح السُّنۃ میں حدیث بیان فرمائی ہے ـــ حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

ثَلَاثَۃٌ یَضْحَکُ اللّٰہُ اِلَیْہِمُ الرَّجُلُ ـــ یعنی تین چیزیں ہیں جن کی طرف دیکھ اللہ تعالیٰ

اِذَا قَامَ بِاللَّیْلِ یُصَلِّیْ ـــ ہنستا ہے (۱) اس کیطرف دیکھ کر جو رات کو

وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِی الصَّلٰوۃِ ـــ اٹھ کر نماز پڑھتا ہے (۲) اور ان لوگوں کو

وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِی قِتَالِ الْعَدُوِّ ـــ دیکھ کر جو نماز میں صفیں باندھتے ہیں (۳) اور

(التفسیر المظہری ج ۷، ص ۴۶/۴) ـــ اُن لوگوں کو دیکھ کر جو دشمن کے مقابلے میں

ـــ لڑنے کے لئے صفیں قائم رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہنسنا اظہارِ پسندیدگی کے معنوں میں لیا جاسکتا ہے یا راضی ہونے کے معنوں میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی جو صفات و عادات بیان ہو رہی ہیں ـــ جو علامات بتا رہی ہیں ان پر غور فرمائیں ـــ اور پھر ان لوگوں کی تحریروں اور تقریروں پر بھی غور کریں جو اولیاء کا نام سُنکر فوراً سیخ پا ہو جاتے ہیں ـــ چہرے بگڑ جاتے ہیں ـــ ماتھوں پر شکنیں اُبھر آتی ہیں ـــ سلوٹیں پڑ جاتی ہیں ـــ رنگ سیاہ ہو جاتا ہے ـــ اور منہ سے جھاگ اور زبان سے آگ نکلنے لگتی ہے ـــ اور

marfat.com

لوگوں کے دماغ پھٹنے لگتے ہیں ـــــ

آیت نمبر ۱۰ : وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۔

(پارہ ۱۹ سورۂ فرقان آیت ۶۵)

ترجمہ : ”اور جو (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! دُور فرما دے ہم سے عذابِ دوزخ“

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سرگرم رہتے ہیں ـــــ اور مخلوقِ خدا سے معاشرتی ـــــ سماجی ـــــ اخلاقی تعلقات بھی نہایت انصاف و خوبصورتی کے ساتھ قائم رکھتے ـــــ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور زاری کرتے رہتے ہیں کہ اللہ کریم اُن سے عذاب دُور فرما دے ـــــ کیونکہ وہ اپنے نیک اعمال پر بھروسہ کر کے بیٹھ نہیں جاتے ـــــ اور نہ ہی عبادت پر دل میں گھمنڈ رکھتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۸ : حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی (حضرت داؤدؑ) کیطرف وحی بھیجی کہ وہ اپنی امت کے فرمانبردار ـــــ اطاعت شعار ـــــ عبادت گزار ـــــ بندوں سے کہہ دو ۔

اَنْ لَّا یَتَّکِلُوْا عَلٰی اَعْمَالِهِمْ ـــــ کہ وہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں ۔

کیونکہ قیامت کے دن حساب کے وقت جس بندے کو کھڑا کروں گا ـــــ اور اُس کو عذاب دینا چاہوں گا تو اُس کو عذاب دُوں گا ۔

اور اپنی امت کے معصیت شعار ـــــ گناہ گار بندوں سے فرما دو ۔

لَا یُلْقُوْا بِاَیْدِیْهِمْ فَاِنِّیْ ـــــ کہ خود اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں ۔

marfat.com

اَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ الۡعَظِيۡمَةَ ——— کیونکہ میں بڑے بڑے گناہ بخش دُوں گا
وَلَا اُبَالِيۡ (رواہ ابونعیم) (مظہری ج ۷، ص ۵۷) ——— اور مجھے پرواہ نہیں۔

اس حدیث کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ نیکوکار لوگ اپنے اچھے اعمال پر بھروسہ کر کے کسی گھمنڈ میں آ کر بیٹھ نہ جائیں ——— غرور و تکبّر کا شکار نہ ہوں ——— میں بے نیاز ہوں جس کو چاہوں بتقاضائے عدل اُن کو عذاب دوں ——— اور جس گناہ گار کو چاہوں اپنی رحمت سے بخش دُوں ——— یعنی میری رحمت کے ہر حالت میں طلبگار رہو۔

آیت نمبر ۱۱ :

وَالَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ يُسۡرِفُوۡا وَلَمۡ يَقۡتُرُوۡا وَكَانَ بَيۡنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ (پارہ ۱۹ سورۂ فرقان آیت نمبر ۶۷)

ترجمہ : اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے ہوتا ہے۔

اِسۡرَاف : اِسراف کسے کہتے ہیں اور یہ کن معنوں میں آتا ہے مفسّرین فرماتے ہیں
وَالۡاِسۡرَافُ : اَلۡاِنۡفَاقُ فِيۡ مَعۡصِيَةِ اللّٰهِ وَاِنۡ قَلَّتۡ ——— یعنی اسراف گناہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے خواہ کتنا ہی قلیل مقدار میں ہو۔

اِقۡتَار : وَالۡاِقۡتَارُ مَنۡعُ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى ——— اور اقتار کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے حق کو روکنا یعنی بخل کرنا اللہ تعالیٰ کے حق کو روکے رکھنا کے معنوں میں آتا ہے۔

حضرت حسنؓ نے اس آیت کا معنیٰ اس طرح بیان کیا ہے ——— کہ اولیاء اللہ ——— اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ نہیں کرتے ——— اور نہ ہی اللہ کے قائم کئے ہوئے حقوق کو ادا کرنے میں بخل کرتے ہیں۔

● بعض علماء نے کہا ہے کہ ——— اسراف ——— کے معنیٰ حد سے بڑھ کر فضول خرچی ہے جو حدِ تبذیر (مال بکھیرنے اور ——— بھید ظاہر کرنے) تک پہنچ جائے ——— اور ———

marfat.com

اِقتار — کا معنیٰ ہے — انتہائی ضرورت کے موقع پر بھی خرچ نہ کرنا۔

● حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کَفٰی سَرَفًا اَنْ لَّا یَشْتَھِیَ الرَّجُلُ — یہ بھی اسراف ہے کہ آدمی کو شَیْئًا اِلَّا اشْتَرَاہُ فَاَکَلَہٗ [1] — جو چیز پسند آئے وُہ خرید لے

حضرات گرامی قدر! آپ نے اولیاء کے فضائل وصفاتِ حمیدہ اور ان کا انداز معاشرت سُنا ازرُوئے قرآن وحدیث یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اولیاء اللہ کی جماعت کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے — اور فرامین رسولِ خدا اُن کے تقویٰ وطہارت — اُن کی — عزت وعظمت — اُن کی شرافت وصداقت — اُن کی عبادت واطاعت — اُن کی شان وشوکت — کے گواہ ہیں — ان تمام دلائل کی موجودگی میں اگر کوئی مولوی قسم کی چیز ہرزہ سرائی — بیہودہ گوئی اور — لغویات وواہیات باتیں زبان پر لاتا ہے تو اس کا کوئی جواب نہیں — بس ان کی جہالت پر اُن کو "سلام" —

علاماتِ اولیاء اللہ: اولیائے کرام کی علامات کیا ہیں؟ — اس سلسلے میں آپ نے کچھ قرآنی آیات کی روشنی میں دیکھا اور سُنا اللہ کے درویش کیسے ہوتے ہیں — اُن کا رنگ ڈھنگ — اور سج دھج کیسی ہے — آئیے اب سرکارِ دوجہاں کی احادیث کی روشنی میں دیکھتے ہیں — کہ اولیاء اللہ کی علامات کیا ہیں؟ — اور اُن کی پہچان کیا ہے؟

آپ ان باتوں پر غور فرمائیں کہیں ایسا نہ ہو بہروپیوں کے جال میں پھنس جائیں۔

---

[1]: حاشیہ مظہری ج ۷، ص ۴۸ ؎

marfat.com

اُن کے دام فریب میں آکر اپنی عاقبت خراب نہ کرلیں ۔۔۔

اولیاء اللہ کی اپنی ایک شان ہے ۔۔۔ اُن کی شان وشوکت ۔۔۔ آن بان ۔۔۔ باطنی زیبائش ۔۔۔ ظاہری آرائش ۔۔۔ وضع، قطع ۔۔۔ رنگ و رُوپ شکل وصورت ۔۔۔ دنیا سے انوکھی اور نرالی ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۹ : امام بغوی کے حوالے سے صاحب مظہری نرقیم فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا ۔۔۔

مَنْ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ ؟ ۔۔۔ کہ اولیاء اللہ وہ ہیں ؟ ۔۔۔ آپ نے فرمایا ۔۔۔

اَلَّذِیْنَ اِذَا رُاُوا ۔۔۔ (اولیاء اللہ وہ ہیں) جن کو دیکھنے سے ۔۔۔

ذُکِرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ[1] ۔۔۔ خدا تعالےٰ کی یاد ہوتی ہے۔

یعنی جن کی زیارت کرنے سے خُدا یاد آجائے وُہ اولیاء اللہ ہیں اُن کی علامات میں ایک یہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۰ : امام بغوی کے ہی حوالے سے ایک اور حدیث دیکھیں ۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔۔۔

اِنَّ اَوْلِیَائِیْ مِنْ عِبَادِیَ الَّذِیْنَ ۔۔۔ میرے بندوں میں سے میرے اولیاء وُہ

یُذْکَرُوْنَ بِذِکْرِیْ ۔۔۔ ہیں جن کی یاد میرے ذکر سے ۔۔۔ اور

وَاُذْکَرُ بِذِکْرِھِمْ[2] ۔۔۔ میری یاد اُنکے ذکر سے ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱ : حضرت اسماء بنتِ یزید نے رسول کریم عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالتَّسْلِیْم کو

[1] : تفسیر مظہری ج ۵ ص ۴۰ مطبوعہ کوئٹہ بلوچستان بک ڈپو ☆ [2] ایضاً

marfat.com

فرماتے ہوئے سُنا ــــ آپ فرما رہے تھے ــــ سنو! ــــ کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھے لوگ کون ہیں ؟

قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ــــ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور فرمائیے یا رسول اللہ

اَلَّذِیْنَ اِذَا رُاُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ[۱] ــــ آپ نے فرمایا ــ وہ ہیں جن کو دیکھنے سے خُدا یاد آجائے ــــ (رواہ ابن ماجہ)

● قاضی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر نہایت اعلیٰ تبصرہ فرمایا ہے ــ فرماتے ہیں ــ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ سے قُرب اور بے کیف مصاحبت حاصل ہوتی ہے

یَقْتَضِیْ ذٰلِکَ اَنْ تَکُوْنَ مَجَالَسَتُھُمْ ــــ اسی وجہ سے اُن کی ہم نشینی یعنی اُن کیساتھ

کَالْمُجَالَسَۃِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی[۲] ــــ بیٹھنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا ہے۔

وَ رُؤْیَتُھُمْ مُذَکِّرٌ اللّٰہِ تَعَالٰی ــــ اور اُنکا دیدار اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے والا۔

وَ ذِکْرُھُمْ جَالِبًا اِلٰی ذِکْرِہٖ تَعَالٰی[۳] ــــ اور اُنکا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کا موجب و سبب ہوتا ہے ــــ

علامہ موصوف یہ بیان کرنے کے بعد اُرقام فرماتے ہیں ــ کہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے سورج کے سامنے رکھا ہُوا آئینہ ــ جو سورج کی شعاعوں سے جگمگا جاتا ہے ــــ اور اس آئینے کے سامنے جو چیز رکھی جاتی ہے ــــ آئینے کی عکس پذیری کی وجہ سے وُہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے ــــ فرماتے ہیں کہ اگر روئی کو اس آئینے کے سامنے زیادہ قریب رکھا جائے تو آئینہ کے قُرب کی وجہ سے وہ روئی جل جاتی ہے ــــ اور سورج چونکہ دُور ہوتا ہے، اسلئے دُھوپ میں روئی نہیں جلتی ــــ فرماتے ہیں ــ کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء میں اثر پذیری اور اثر انداز ہونے

---

[۱] : ایضاً [۲] [۳] ایضاً ص ۱۴۱ ؛

کی بہت طاقت رکھی ہے ـــ اور اللہ تعالیٰ سے قرب رکھنے کیوجہ سے اولیاء اللہ میں اثر پذیری کی صلاحیت زیادہ قوی ہوتی ہے ـــ اور اثر انداز ہونے کی استعداد بھی بہت قوی ہوتی ہے ـــ اولیاء اللہ کو دیکھنا اور اُن کے ساتھ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی یاد کا موجب ہوتا ہے۔

بِشَرۡطِ عَدَمِ اِنۡکَارٍ [1] ـــ مگر شرط یہ ہے (کہ ان کو دیکھنے اور ان کے پاس بیٹھنے والے کے دل میں) انکار نہ ہو۔

کیونکہ منکروں کو ولایت کی عظمتوں کا اِنکار کرنے والے حاسدوں کو کوئی فیض حاصل نہیں ہوتا ـــ اور نہ وُہ روحانی فیوض و برکات کے حصُول کی طاقت رکھتے ہیں ـــ

آیت نمبر ۱۳ : فرمانِ خداوندی ہے ـــ

وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِي الۡقَوۡمَ الۡفَاسِقِيۡنَ (پ۱۰ س توبہ آیت ۸۰)

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

مطلب یوں سمجھیں کہ جو ایمان و اطاعت کی حُدود سے باہر نکل جائیں ـــ خالقِ ارضین و سماوات ایسے لوگوں کو ہدایت کے نُور سے نہیں نوازتا۔

ایمان والو! ـــ سُنو! ـــ اور غور فرماؤ ـــ کہ یہ آیت مبارکہ منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ـــ اس پر تمام مفسّرین کا اتفاق ہے ـــ منافقین کفار و مشرکین سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں ـــ پیچھے گفتگو چل رہی تھی ـــ کہ اللہ کے دوستوں کے پاس بیٹھنے والا، اُن کی زیارت کرنے والا ان سے فیض حاصل

---

[1] : ایضاً ۔

کرتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ خلوص کی دولت سے مالا مال ہو۔۔۔ اولیار کی بارگاہِ فیض سے کسی قسم کا فیض حاصل نہیں کر سکتے۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے والے۔۔۔ آپ کے پیچھے نمازیں پڑھنے والے منافقین کی قرآن مجید میں مختلف انداز میں مذمت موجود ہے۔۔۔ وہ رسولِ اُنام کی بارگاہ سے کوئی فیض حاصل نہ کر سکے۔۔۔ آج اس دور کے منافقین بھی رسولِ کریم کے نائبین سے کوئی فیض حاصل نہیں کر سکتے۔۔۔ ہزاروں نماز پڑھیں۔۔۔ لاکھوں سجدے کریں۔۔۔ کروڑوں باتیں کریں۔۔۔ اِن کے دلوں میں ہدایت کا نور نہیں آ سکتا۔۔۔

ایمان والو! جس سینہ میں کینہ بھرا ہوا ہو اس میں انوارِ محبت کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔۔۔ یہ نمازیں بھی بہت پڑھتے ہیں۔۔۔ ہاتھ میں تسبیح بھی ہوتی ہے ماتھے پر سیاہ محراب کا نشان بھی ہوتا ہے۔ ظاہری صورت دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے فرشتہ اُتر آیا ہے۔۔۔ لیکن سینے میں بغضِ رسول کا دھواں بھرا ہوتا ہے۔۔۔ اور دل میں آتشِ نفاق شعلہ بار ہوتی ہے۔۔۔ اگر دل میں محبتِ رسول و اولیاء نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔۔۔ اگر ذکرِ خدا سے دل میں جذبۂ ترحّم پیدا نہیں ہوتا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ کہیں گڑبڑ ضرور ہے ؎

نہیں ہے دل پہ اگر نقش لفظِ ہُو زاہد — فضول ہے یہ تیرا شورِ ہا و ہُو کرنا!
خضرؔ توحید کا تو ہے فقط یہی معنیٰ — جمالِ یار کا نظارہ چار سُو کرنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تقریر ۲۳

جمادی الاوّل کے تیسرے جمعہ کی تقریر	صحبت و معیّتِ اولیاء اور فلسفۂ رومیؒ

حضراتِ گرامی! ــــ صاحبانِ شان و ایمان! ــــ مسلمانانِ ذی نشان ــــ اس سے گزشتہ اور گزشتہ سے پیوستہ جمعہ شریف کی تقریر میں آپ نے فضائل و علامات اور صفات و عادات اولیاء اللہ کے بارے میں گفتگو سنی ــــ آج اس جمعہ کے بیان میں صحبتِ اولیاء اللہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ــــ اور حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ کے عارفانہ کلام سے معیّتِ اولیاء اللہ سے متعلق گفتگو کی جائے گی پہلے قرآن مجید ــــ

آیت نمبر ۱۴ : صادق الایمان یعنی اولیاء اللہ کے ساتھ رہو :

ارشادِ خدائے لَم یَزل ہے ۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ٥

(پارہ ۱۱ سورۂ توبہ آیت نمبر ۱۱۹)

ترجمہ : اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچّوں کیساتھ رہو یعنی اُن لوگوں کے ساتھ رہو ــــ اور اُن کی مَعیّت اختیار کرو جو صادق الایمان اور مخلص ہیں ــــ اس آیتِ مقدسہ کی تفسیر میں مفسّرین کے مختلف قول ہیں

marfat.com

اور یہ آیت اُن تمام تفسیروں کو شامل ہے ــــ اس آیت سے صادق الایمان ــ ابرارِ جہان ــــ اشرافِ زمان ــــ اربابِ ایقان ــــ اور اولیائے ذیشان ــ مراد ہیں ــــ مُومنین و صادقین ــــ مُخلصین و مُحبّین ــــ فدائینِ سیّدالمرسلین ــ اولیائے ربُّ العٰلمین ــــ مُراد ہیں ــــ جو سر پہ سچائی کا تاج سجائے ــــ مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے ــــ جن کی نیتیں ثابت رہیں ــــ جن کے قلوب و اذہان پاکیزہ رہے ــــ جن کے اعمال و افعال مستقیم رہے ــــ جن کے قدم فرش پر ــــ اور نظریں عرش پر رہیں ــــ جو فقر و درویشی کے دشوار ترین راستوں پر ثابت قدم رہے ــــ جن کے دلوں میں محبّت کے گلشن آباد رہے ــــ جو دنیاوی آلائشوں سے آزاد رہے ــــ جن کے دل ذکرِ الٰہی سے شاد رہے ــــ

جو بادیۂ الفت میں بن کے شمشاد رہے ــــ جو ہمیشہ مصروفِ جہاد رہے ــــ جنکے پختہ ترین اعتقاد و اعتماد رہے ــــ جو شریعت و طریقت کے بنگر اُستاد رہے ــــ اور جن کو دیکھ کر خدا یاد رہے ــــ اس آیتِ مبارکہ سے وہی لوگ مُراد ہیں ــــ

حدیث نمبر ۱۴ :

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اولیاء اللہ کے بارے میں ارشاد ہے۔

رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ ــــ کئی (بندگانِ خدا ایسے بھی ہیں جنکے) بال لَا یُبَالِیْہِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ ــــ بکھرے ہوئے اور غبار آلود، پھٹے ہوئے لَاَبَرَّہٗ۔ ــــ کپڑوں والے ہوتے ہیں، انکی کوئی انسان پرواہ نہیں کرتا، لیکن اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ انکی قسم پوری فرما

{ جامع کراماتِ الاولیاء مطبوعہ مصر
از امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی }

marfat.com

— دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ارشاد میں اولیاء اللہ کی قسم کو کسی خاص چیز سے وابستہ نہیں فرمایا — اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے کرام جو بھی قسم اٹھائیں — اور اللہ کریم اُسے پورا فرما دیتا ہے —

مذکورہ ارشادِ رسول پر بار بار غور فرمائیں — تو آپ کے سامنے یہ اُمر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا — کہ اللہ کے پیارے بندوں کی ظاہری پراگندگی کو نہ دیکھو! اُن کے باطن اس قدر اُجلے ہیں کہ اگر وہ خُدا کے حضور کسی بات کی قسم اُٹھا دیں تو اللہ اُن کی قسم کو پورا کرتا ہے — یعنی اگر وُہ کہہ دیں کہ خُدا کی قسم فلاں کام ہو جائیگا — تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کو پُورا فرمائے گا — اس حدیث میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ میرے پیاروں سے بے پرواہ نہ ہو جاؤ اُن کی ظاہری حالت دیکھ کر نفرت نہ کرو — بلکہ ان کی محبّت اختیار کرو — وُہ بکھرے ہوئے بالوں والے — تمہاری رُوحانی اقدار کو زندہ کر کے منظم کر دیں گے — تمہاری خُفتہ صلاحیتوں کو بیدار کر کے اس کمینی دُنیا اور نفسانی خواہشات سے پنجہ لڑانے کا ڈھنگ سکھا دیں گے — تمہارے سازِ دل کی تاروں کو ذکر کے مضراب سے ہلا کر — دُنیا کے ساز و سامان سے بچکر چلنے کا گُر بتا دیں گے — اپنے فیضانِ نظر سے تمہاری دُنیا بدل کے رکھ دینگے — بس ضرورت اس بات کی ہے — کہ ان کی درگاہ میں بوقت حاضری اپنی نیّت اور قلب و نظر میں فتور پیدا نہ ہونے دیا جائے — بندگانِ خدا کی صحبت و محبّت سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں — اور جو اثرات مرتّب ہوتے ہیں — اس کا طریقہ کسی عارف باللہ سے دریافت کرتے ہیں — چلو! ایسا کرتے ہیں کہ چل کر مولانا محمد جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں اور اُن کی مثنوی

جو تصوّف و معرفت کا ایک عظیم گلستان کی خوشہ چینی کرتے ہیں ــــ

فلسفۂ مولائے رُوم : مولانا نے اپنی عظیم کتاب مثنوی میں مشکل ترین اُمور کی نہایت نفیس پیرایہ میں عُقدہ کشائی فرمائی ہے جو صرف آپ ہی کا حصّہ ہے ــــ اور محبّتِ اولیاء اور ان کی صُحبت کے رُوحانی فائدے بتائے ہیں۔

محبّت : آپ پاک لوگوں کی محبّت کا بار بار درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مہرِ پاکاں درمیانِ جاں نشاں دِل مدہ اِلّا بمہرِ دل خوشاں !

پاک لوگوں کی محبّت اپنی جان میں جمالے۔ دل خوش لوگوں کے سوا کسی کی محبّت دل میں نہ ڈال۔ مطلب یہ ہے کہ وہ خوش دل لوگ جو دُنیا سے بے غم ہیں یعنی اولیاء کرام سے محبّت رکھ ــــ اور حصُولِ کمال کے لئے کسی باکمال ہستی کی غلامی اختیار کر۔

دل اور جسم : دل اور جسم کی کشمکش کا ذکر کرتے ہوئے ترقیم فرماتے ہیں۔

دل ترا در کُوئے اہلِ دل کشید تن ترا در حبسِ آب و گِل کشید

دِل تجھ کو اہلِ دل کے کوچے میں لے جانے کا تقاضا کرتا ہے ــــ اور جسم تجھ کو جسمانی لذّتوں کے قید خانے میں ڈالنا چاہتا ہے۔

یعنی تمہارے اندر خود ایسے متضاد جذبات موجود ہیں جن میں سے بعض کا میلان اہلُ اللہ کی صحبت کی طرف ہے ــــ اور بعض کی کشش علائق و تعلّقاتِ جسمانیہ اور لذّاتِ دُنیوی کی طرف ہے۔

marfat.com

اِس کشمکش سے بچ جا : ان مختلف جذبات کی کش مکش سے ہوشیار رہنے کی تنبیہہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ھین غذائے دِل بدِہ از ہمدمے رو بجُو اقبال را، از مُقبلے

ہوشیار رہو، دل کو غذا کسی ہمدم سے دو، جاؤ کسی بااقبال سے اقبال تلاش کرو۔ مطلب یہ ہے کہ ان مختلف جذبات کی کشمکش سے ہوشیار رہ کر جذبہ رُوح کی مُتابعت ـــ پیروی ـــ اطاعت گزاری ـــ فرماں برداری ـــ تقلید کرتے رہو ـــ اور ـــ غذائے محبّت و معرفت کسی ایسے ہمدم و دوست سے حاصل کرو جس سے تمہارا دل مانوس ہو ـــ اپنی قلبی نشوونما کیلئے ـــ کسی مونس و غمخوار ـــ اور مرشدِ ذی وقار کی آغوشِ تربیت میں پناہ لیکر غذائے معرفت حاصل کرو ـــ اقبالؒ فرماتے ہیں ۔

آغوشِ صَدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وُہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

حصُولِ بزرگی کے لئے : حصُولِ بزرگی ـــ بُلندی و برتری کیلئے حکم دیتے ہیں ۔

دَسْت زَن دَر ذَیلِ صاحب دَوْلتے تا زِافضالش بَیابی رِفعتے !

کسی صاحب دولت کا دامن تھام ـــ تاکہ اس کی بزرگی کے باعث تُو سربلندی حاصل کرے ـــ یعنی کسی ایسے بزرگ کا دامن پکڑلے جس کے پاس محبّت و معرفت کی دولت ہو ـــ اس کی بدولت تجھے بھی دولتِ عشق اور سرمایۂ محبّت نصیب ہوگا ۔

marfat.com

خاصانِ خُدا کی صحبت : اللہ کے دوستوں کی صحبت کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ ___

صُحبتِ صالح ترُا صالح کُنَد
صُحبتِ طالح ترُا طالح کُنَد

نیک کی صحبت تجھے نیک بنا سکتی ہے ___ اور بدبخت کی صحبت و معیت تجھے بدبخت بنا سکتی ہے ۔

یعنی اولیاء اللہ کی صحبت میں آدمی فرشتہ خصلت بن سکتا ہے ___ اور اگر شیطان کی صحبت ہو تو فرشتہ بھی مبتلائے معصیت ہو جاتا ہے ۔

نارِ خَنداں باغ را خَنداں کُنَد
صُحبتِ مُردانت اَز مرداں کُند

تازہ انار سارے باغ کو تر و تازہ بنا دیتا ہے ___ اور مردانِ حق کی صحبت تجھے مَرد بنا دے گی ۔

صحبتِ اولیاء : جو شعر پڑھنے لگا ہوں اس کے معانی میں چھپے ہوئے اَسرار پوشیدہ اشاروں پر غور فرمائیں ___ سُلوکِ فقر کی منازل ___ اَسالیبِ دَرویشی کا رنگ ___ اور حقیقت کا حُسن ___ طریقت کا رُوپ ___ اور ___ شریعت کی آب و تاب ___ معرفت کے پھُولوں کی رنگت کی اصلیت ___ اور محبّت کی کیفیت آپ کے قلب و جان پر اثر انداز ضرور ہو گی ___ رُومیؒ فرماتے ہیں ۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کچھ دیر کے لئے اولیاء اللہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہونا، اُن کی معیت میں چند گھڑیاں گزارنا سَو سال کی بے ریا اطاعت و عبادت سے فضیلت میں بڑھ کر ہے ۔ چونکہ اولیاء اللہ میں اثر اندازی کی صلاحیت قوی ترین ہوتی ہے ___

اسلئے اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرنا بہت ضروری ہے ـــــ اگر اُن کی نظرِ کرم تیری طرف اُٹھ گئی ـــــ تو اگر ذرّہ ہے ـــــ آفتاب و مہتاب بن کر چمکنے لگے گا ـــــ تو اگر قطرہ ہے تو ـــــ طلاطُم خیز سمندر کا تمّوج ـــــ قلزم کی موجیں ـــــ تجھے دیکھ کر رشک کریں گی ـــــ اگر تیرا دل زنگ آلود ہے ـــــ تو اُن کی صیقل گری سے آب دار ہو جائیگا۔ اور آئینے کی طرح عکس پذیری کی صلاحیت پا جائے گا ـــــ اگر تو قال کی دنیا کا بندہ ہے ـــــ تو تیرے سینے میں حال کی پوری کائنات سما جائے گی ـــــ صرف شرط یہ ہے کہ جب تو اِن کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضری کے لئے جائے تو تیرے دل میں حصولِ فیض کی تمنّا ہو ـــــ دل کو کاسۂ گدائی بنا کر اُن کی خدمت میں بیٹھ کر دیکھنا کہ تیری قسمت کا ستارا اَوجِ ثریّا کی بُلندیوں کو کس طرح مات کرتا ہے ـــــ اور تیری تُرش روئی ـــــ خندہ روئی میں ـــــ اور تیری تلخ گفتاری ـــــ شیریں مقالی میں کس طرح تبدیل ہوتی ہے ـــــ ہر طالبِ حق کے لئے ضروری ہے اُس کی گفتگو میں ایسی مٹھاس حلاوت ہو کہ سُننے والوں کے کانوں میں رس گھول دے۔

دِل کی تسخیر ہے شیریں سُخنی پر مَوقُوف
کچھ کرامت نہیں، جادُو نہیں اعجاز نہیں

نفیس لہجے میں میٹھی سی گفتگو کرنا ـــ کہ جیسے چاک گریبان کو رفو کرنا
کمالِ عشقِ حقیقی یہی ہے ہر لحظہ ـــ بہار بن کے بہاروں کی جستجو کرنا

نُورِ حق : مولانا رُومی رحمۃ اللہ علیہ نے درس دیا ہے ـــــ اور اولیاء کرام کی صحبت اختیار کرنے اور اُن کے فیضِ صحبت کا بیان فرمایا ہے ـــــ اس کا قال کی دُنیا میں تعلق، حال کے جہانِ نور سے تعلق ہے ـــــ اُن کے اشعار

marfat.com

کے مفہوم سے جو اَمر عیاں ہے وُہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ انوارِ خداوندِ عالم کا مظہر ہوتے ہیں — چنانچہ ایک جگہ پر لکھتے ہیں ؎

نورِ حق ظاہر بُوَد اَندر وَلی — نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی

وَلی میں اللہ تعالیٰ کا نور درخشاں ہوتا ہے — اگر تو دل رکھتا ہے اچھی طرح پہچان لے۔

اولیاء اللہ کی ایک جماعت فَانی فِی اللہ — اور باقی باللہ ہے اُن پر اللہ پاک کے انوار چمکتے ہیں اگر تو دل کی بصیرت رکھتا ہے تو پہچان لے۔

اگر نورِ بصیرت نہیں ہے تو بھی یہ دولت انہیں کے دروازے سے ملے گی۔ کوشش کر کے دیکھ۔

خیالاتِ اولیاء اللہ : اولیائے کرام کے خیالات کو رُومیؒ نے خوبصورت تشبیہہ اور بہترین استعارہ میں بیان فرمایا — سُنیں — فرماتے ہیں۔

آں خیالاتے کہ دامِ اولیاءست — عکسِ ماہ رُویانِ بُستانِ خُداست

وُہ خیالات جو اولیاء اللہ کے جال ہیں — خُدا تعالیٰ کے باغ کے حسینوں کا پَرتو ہیں، مطلب یہ ہے کہ اولیاء کے خیالات عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتے بلکہ یہ خیالات عُلُومِ الٰہیّہ کے فیوض ہیں — دُنیا داروں اور جاہلوں کے خیالات کیطرح شیطانی وسوسے نہیں ہوتے — بلکہ وہ ایک ٹھیک اصلیّت پر مبنی ہوتے ہیں جن کو تصوّف کی زبان میں مراقبات و مکاشفات کہتے ہیں — اور جُوں جُوں یہ خیالات ترقی کرتے ہیں اُن کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستگی اور شیفتگی بڑھتی جاتی ہے — اسلئے وُہ گویا اولیاء کے جال ہیں اور جب وُہ اس دامِ محبّت میں پھنس کر خُدا کا قرب حاصل کر لیتے ہیں — تو پھر جو بھی اُنکے قریب

marfat.com

جائے گا۔ اس پر بھی انوارِ الٰہیہ اثرانداز ہوں گے۔

گر تو سنگِ خارہ و مرمر شوی　　　چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

اگر تو سخت پتھر، یا سنگِ مرمر بھی ہو۔ جب تُو کسی صاحبِ دل سے ملیگا تو موتی بن جائیگا۔ مُراد یہ ہے کہ کامل ولی کی آغوشِ ولایت ــــ اور صدف برکت ہی تجھے موتی میں کارگر ہو گی۔

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وُہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر　　(اقبالؒ)

قومِ ہُود : حضرت ہُود علیہ السلام کی قوم کی نافرمانیوں ــــ اور گستاخانہ رَوِش کی وجہ سے ان پر بادِ صرصر (تیز ہوا) کا عذاب مُسلّط ہُوا تو حضرت ہُود علیہ السلام نے اپنے مخلصین کو اپنے قریب کرکے اُن کے گرد اپنے عصا سے ایک خط کھینچ دیا ــــ لوگ اس دائرے میں داخل ہو کر آپ کی پناہ میں آگئے اور عذاب سے محفوظ رہے رُومی کہتے ہیں۔

ہُود گِردِ مومناں خطے کشید　　　نرم میشُد بادکاں جا میرسید

حضرت ہودؑ نے مومنوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا، جب ہوا وہاں پہنچتی تو خود بخود نرم ہو جاتی۔

ہر کہ بیرُوں بود زاں خط جملہ را　　　پارہ پارہ مینشکست اندر ہوا

اور جو کوئی بھی اس دائرہ سے باہر رہا تیز ہوا نے اس کے پرخچے اُڑا دیئے۔

حضرت شیبانؔ رَاعی : شیبان ایک کامل ولی کا نام ہے راعی کہتے ہیں بکریاں چرانے والے کو ــــ حضرت رُومیؒ نے اُن کے بارے لکھا ہے

marfat.com

کہ آپ —

ہمچنیں شیبان راعی مے کشید گرد بر گردِ رمہ خطے پدید!

حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بکریوں کے ریوڑ کے ارد گرد ایک نمایاں خط کھینچ دیتے تھے۔

خیال رہے کہ شیبانؒ یہ خط اس وقت کھینچتے تھے جب جمعہ کی نماز ادا کرنے تشریف لے جاتے تاکہ وہاں کوئی بھیڑیا بکریوں کو نقصان نہ پہنچائے۔

ہیچ گرگے وزرفتے اندراں گوسپندے ہم نگشتے زاں نشاں

چنانچہ کوئی بھیڑیا اس لکیر کے اندر نہ جاتا اور کوئی بکری بھی اُس نشان سے باہر نہ نکلتی تھی۔

باد حرصِ گرگ و حرصِ گوسپند دائرہ مردِ خدا را بود بند

بھیڑیے کی داخل ہونے کی حرص اور بکری کی باہر نکلنے کی حرص کی ہوا اُس مردِ خدا کے دائرے میں بند ہو کر رہ گئی تھی۔

مولانا کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہوا کا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہونے کا ذکر ہے اور یہی ہوا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے اولیاء اللہ کے بھی تابع ہو سکتی ہے — جیسا کہ ہوا نے حضرت ہُود علیہ السلام کے دائرے کا لحاظ رکھا — اور حضرت شیبان کی خاک پر کھینچی ہوئی لکیر کا بھی لحاظ کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ نفس و خواہشات کے جذبات کی ہوا کا زور و شور اس ہوا سے کہیں زیادہ ہوتا ہے — جو بندگان خدا کے قابو میں آجاتی ہے — جیسے شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھیڑیے اور بکری کے جذبات کو ایک دائرے کے اندر مسدود و محدود کر دیا۔

● دینِ اسلام سمجھنے اور اس کی صحیح تفریح و تشریح کا جھوٹا دعویٰ کرنے

marfat.com

والوں سے صرف ایک بات پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ وہ ہوا کو کیسے پتہ چل گیا کہ اللہ والوں کی خاک پر کھینچی ہوئی لکیروں کا لحاظ رکھنا ہے ــــ اور کیا چیز تھی جو بھیڑیوں کو اندر جانے اور بکریوں کو باہر آنے سے روکے ہوئے تھی ــــ اگر محسوس نہ کریں تو ایک بات کہوں کہ بھیڑیے اور بکریاں زیادہ سمجھ دار ہیں یا آپ ــــ کہیں ایسا تو نہیں کہ بھیڑیے آپ سے ہر معاملے میں سبقت لے گئے ہیں ــــ اور بکریاں آپ کے علم کا ستیا ناس کرتی ہوئیں ــــ آپ سے فوقیت لے گئیں ــــ کیا آپ بھیڑیوں اور بھیڑ بکریوں سے بھی گزرے ہیں ــــ دُعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو دینِ اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

(آمین بحرمت سیّدالمرسلین)

نارِ نمرود : مولانا رُومؒ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نارِ نمرود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُرقام فرماتے ــــ اس قصہ کو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

آتش ابراہیم رُا دنداں نزد ؛ چوں گزیدہ حق بُود چونش گزد

آگ نے ابراہیم علیہ السلام پر تعدی و ستم نہیں کیا ــــ جب (خدا کا بندہ) خدا کا مقبول و برگزیدہ ہو تو آگ اس کو کیونکر گزند و نقصان پہنچا سکتی ہے۔

کافرِ اعظم نمرود اور اسکے حشم و خُدّام نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔ جُوں ہی آپ آگ میں پہنچے ــــ اللہ تعالیٰ کے حکم پر آگ ٹھنڈی ہوگئی ــــ اور اللہ کے مقبول بندے کے فیضِ صحبت سے نارِ گلزار میں تبدیل ہوگئی۔

قومِ موسیٰ اور دریائے نیل : حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دریا سے پار ہونے

marfat.com

اور فرعون کے غرقِ دریا ہونے کا قصہ بھی قرآن میں موجود ہے ـــــ مولانا اس واقعہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

موجِ دریا چوں بامرِ حق نباخت　　　　اہلِ موسیٰ را ز قبطی وا شناخت

جب خدا کے حکم سے دریائے نیل کی موج اُٹھی، تو اس نے موسیٰ علیہ السلام والوں کو قبطی لوگوں سے بخوبی پہچان لیا۔

یعنی ایک ہی شہر میں رہنے والے بنی اسرائیل اور قبطیوں کو خوب پہچانا ـــــ قبطی : فرعون کی قوم کا نام ہے۔ مُلکِ مصر کا بادشاہ تھا اور اس نے بنی اسرائیل " جو یعقوب علیہ السلام کی آل و اولاد تھی " کو قبطی قوم کی نہایت ذلیل اور ادنیٰ ترین خدمات پر لگا رکھا تھا ـــــ اور خود خدائی کا مدّعی تھا حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو اس ظلم و ستم سے بچانے کے لئے ایک رات بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے نکلے ـــــ فرعون نے فوج سمیت تعاقب کیا بنی اسرائیل تو دریائے نیل سے سلامت پار اُتر گئے ـــــ مگر جب فرعون کا لشکر تعاقب میں دریا کے اندر داخل ہوا تو اپنی فوج سمیت دریا میں غرق ہو گیا۔

مولاناؒ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

موسیٰ اور کوہِ طور : حضرت رومیؒ نے فیضِ صحبت پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کوہِ طور از نورِ موسیٰ شد برقص　　　　صوفیِ کامل شد و رَست او ز نقص

کوہِ طور، نورِ موسیٰ سے رقص کرنے لگا اور کامل صوفی بن گیا اور نقص و حرج سے چھوٹ گیا ـــــ یعنی وہ سنگ و خاک کا پہاڑ صوفیوں کی طرح عشق کی دولت سے مالا مال ہو گیا اور نقص و ضرر سے پاک ہو گیا ـــــ آگے لکھتے ہیں ـــــ

marfat.com

چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز　　جسمِ موسیٰ از کلوخے بود نیز

اے عزیز! اگر پہاڑ صوفی ہو گیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں — کہ موسیٰ علیہ السلام کا جسم اطہر بھی تو مشتِ خاک سے تھا — جو صوفیوں کے سر کا تاج ہیں مطلب یہ ہے کہ کوہِ طور جس میں سخت پتھر اور نرم مٹی تھی وہ حضرت موسیٰ کے فیضِ صحبت اور قدمین کی برکت سے صُوفی بن گیا اور اس میں عشق کا نور سما گیا۔

— اگر اجازت ہو تو میں پوچھ سکتا ہوں اُن شیوخ الحدیث اور مُعلّمین بے بصیرت سے، جن کو آج تک یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کون سی حدیث نے کسی حدیث کے حکم کو منسوخ کیا ہے — اور جن کی علمی کجی نے — احادیثِ رسول کی قدر و منزلت کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے — محبت کی بجائے نفرت کا درس دیا۔ — اور میں پوچھتا ہوں دارُالافتاء کی چار دیواری میں بیٹھ کر فتویٰ بازیوں کی بازیاں لگا کر علمی بازی گری کا مظاہرہ فرمانے والوں سے — کہ جب آتشِ نمرود گُل و گلزار بن سکتی ہے — کوہِ طور فیضِ قربت سے صوفی اور عشق کا سرمایہ حاصل کر سکتا ہے — اور پانی اللہ کے برگزیدہ بندے کے خاندان والوں کو پہچان لیتا ہے — اور مظلوموں کو چھوڑ دیتا ہے اور ظالموں کو پکڑ لیتا ہے — ذرا بتائیں تو سہی یہ سب کیا ہے؟ — ارے چھوڑیں اگر کچھ آپ کے پاس ہوتا تو بتاتے نا — آپ کے پاس گالیاں ہیں — تبرّا بازی ہے — بندوقیں ہیں — فتووں کے گولے اُگلنے والی توپیں ہیں — ملّت میں فساد و نفرت پھیلانے کا گُر ہے — عناد کی آگ ہے — حَسد کا دُھواں ہے — تعصب بھری کتابیں — قتل و غارت گری ہے — ڈاکہ زنی ہے — منافرت پھیلانے کا ڈھنگ ہے — اور کیا ہے تمہارے پاس — اُرے اُمّتِ رسولؐ کا

marfat.com

شیرازہ بکھیرنے والو! ــــ وہ تبحرِ علمی کے دعوے ــــ وہ سخن طرازی اور دلنوازی کے سب اعلانات ــــ جھوٹ تھا یا کوئی چال تھی ــــ یا حصولِ چندہ کے لئے ایک جال ــــ کچھ تو بولو! ــــ کیا رسولِ انام علیہ السلام کے علم پر طنز کرنا دینی خدمات کے زُمرہ میں آتا ہے؟ ــــ لوگوں کے مزارات گرانا ــــ اُمہات المومنین کی قبروں کو منہدم کرنا کس دین کی خدمت ہے ــــ علمِ رسولؐ کو چوپائیوں ــــ پاگلوں ــــ بچوں سے تشبیہہ دینا کیا واقعی آپ کے ہاں اشاعتِ اسلام کا اعلیٰ نمونہ ہے ــــ اگر یہ اسلام ہے تو پھر ایسے اسلام کو ہمارا سلام ہے۔

بزرگوں کے مزارات کو بُت کہنا ــــ دینِ محمدیؐ کی رُو سے کس طرح مُستحسَن اقدام ہے ــــ بات چل رہی تھی فیضِ صحبت کی۔ چلتے چلتے ایک ایسی دلیل پیش کر رہا ہوں ــــ جس کے جواب کی مہلت قیامت ہے ــــ اگر کسی کی رگِ غیرت پھڑکے تو وُہ اس کا ضرور جواب دے ــــ ہمیں بہت خوشی ہو گی۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس کا جواب قیامت تک نہیں ملے گا ــــ اس کا کوئی جواب علمی جلالت کے جھوٹے دعویداروں کے پاس نہیں ہے ــــ

سوال یہ ہے کہ بانیٔ دار العلوم دیوبند جناب شیخ محمد قاسم نانوتوی نے ایک بات لکھ دی ہے ــــ جو رُومیؒ کے افکارِ عالیہ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں ــــ بس ایک شعر ہے جس نے اولیاء اللہ کے دشمنوں کے نظریات کا بیڑا غرق کر دیا ہے ــــ اور اُن بنیادوں کو کھود ڈالا ہے جن پر سطحی نظریات کا محل تعمیر ہوا تھا ــــ لکھتے ہیں ــــ

جو، چھو بھی دیوے سگِ کوچہ تیرا اکی نعش
تو پھر، خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

کیا سمجھے؟ یہی کہ یا رسول اللہ اگر تیرے کُوچے میں رہنے والا کتا ابلیس لعین کی

لاش کو چھُو دے تو اس کا ہم جنّت میں مزار بنائیں ـــــ مزار اُس قبر کو کہتے ہیں جس کی زیارت کی جائے ـــــ مطلب یہ نکلا کہ اگر تیری گلیوں کے کسی کتّے کا جسم ابلیس لعین کے ساتھ مس ہو جائے تو ہم اُس کی جنّت میں قبر بنا کر اس کی زیارت کے لئے قطار اندر قطار جایا کریں۔

ـــــ کیوں حضرت کیسا رہا ؟ ـــــ ارے ہم کہتے ہیں کہ بزرگوں کی صحبت سے فیض ہوتا ہے، تو اِدھر سے آواز آتی ہے شرک، شرک ـــــ بُت پرستی ـــــ قبر پرستی ـــــ اور بدعت بدعت ـــــ کافر کافر ـــــ مشرک مشرک ـــــ

لیکن حضرت نانوتوی فرما رہے ہیں کہ ابلیس کا جنّت میں مزار بنا دیں گے اگر وُہ رسولِ کریم کے شہر کی گلیوں کے کسی کتّے کے ساتھ لگ جائے ـــــ

اب صرف ایک چھوٹی سی بات ـــــ وُہ یہ کہ فتووں کے گولے اُگلنے والی توپوں کا رُخ ذرا تھوڑی دیر کے لئے دیوبند کی طرف پھیرلیں ـــــ باخدا مزا آجائیگا۔

لیکن مجھے یقین ہے کہ انصاف کے بے رحم قاتلوں سے انصاف کی امّید رکھنا عبث ہے ؎

اُن کی تنقیص کرو آقا بھی مانو اُن کو
یُوں نہ ہم دوش کرو، کفر کو اسلام کے ساتھ

ـــــ ٭ ـــــ

ؔ : قصائدِ قاسمی (از شیخ قاسم نانوتوی) سنِ اشاعت ۱۳۶۰ھ صفحہ نمبر ۷ شعر نمبر ۹ مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ جامع مسجد نور الحنفیہ مسلم پارک راجگڑھ لاہور

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر ۲۴

جمادی الاوّل کے چوتھے جمعہ کی تقریر | کراماتِ اولیاء اللہ

کراماتِ اولیاء اللہ حق ہیں — کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ [1] — اولیاء کی کرامات حق ہیں — علامہ نبھانیؒ فرماتے ہیں — مَا کَانَ کَرَامَۃٌ لِوَلِیٍّ فَھُوَ مُعْجِزَۃٌ لِنَبِیِّہٖ [2] — ہر ولی کی کرامت اصل میں اس کے نبیؑ کا معجزہ ہے — فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امّت کے اولیاء کرام کی کرامات بھی اس اصول کے تحت حضورؐ کے معجزات ہیں — دَالَّۃٌ عَلٰی صِدْقِہٖ وَصِحَّۃِ دِیْنِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ [3] — جو دینِ محمدی کی صحت وصداقت پر دلیل ہیں —

اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کی کرامات انبیاء کے معجزات وکمالات اور ان کے دین کی حقانیّت کی دلیل ہے — دُور سے نظر آنے والا دُھواں اس بات کی دلیل ہے کہ نیچے آگ موجود ہے — کیونکہ دُھواں آگ سے ہی پیدا ہوتا ہے — یہ اَمر بھی خیال میں رہے کہ کراماتِ اولیاء کا منکر — دراصل نبیوں کے معجزات کا منکر ہے — اور جو انبیاء کے معجزات کا منکر ہے — وُہ

---

[1]: شرح عقائد نسفی [2]: جامع کرامات الاولیاء ج اول ص ۱۰ [3]: ایضاً ص ۱۲

marfat.com

اصل میں قدرتِ خُداوندی کا منکر ہے ـــــ کیونکہ معجزاتِ انبیاء قدرتِ خداوندی کی دلیل ہیں ـــــ اس اصُول کے تحت دھوئیں کا منکر آگ کا منکر ـــــ کراماتِ اولیاء کا منکر ـــــ معجزاتِ انبیاء کا منکر ـــــ

ـــــ معجزاتِ انبیاء کا منکر ـــــ قدرتِ خُدا کا منکر ـــــ قدرتِ خدا کا منکر ـــــ اور قدرتِ خداوندی کے منکر کو کیا کہوں ـــــ بولو کیا کہوں ـــــ ابوجہل کہوں یا ابولہب کہوں ـــــ فرعون کہوں یا ہامان کہوں ـــــ نمرود کہوں یا شیطان کہوں ـــــ سامعین وناظرین ! آپ خود ہی کوئی نام تجویز فرمائیں ـــــ کیونکہ آپ مسلمان بھی ہیں ـــــ اور سمجھدار بھی ہیں ـــــ

فائدہ : کراماتِ اولیاء کو دل سے ماننا اور اُن پر یقین رکھنا ـــــ اور کرامات کو بطورِ معجزۂ نبیؑ بیان کرنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے ـــــ وجُودِ خداوندی اور اُس کی عظیم قدرتوں ـــــ اور اولیائے کرام کے لئے ذاتِ خداوندی کا اکرام ثابت ہوتا ہے ـــــ اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ دینِ مبین صحیح ہے ـــــ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت دلوں پر ثبت ہوتی ہے ـــــ اور اگر آدمی مسلمان نہ ہو تو اولیاء کی کرامات کو دیکھ کر اُسے دولتِ ایمان نصیب ہوتی ہے اور اگر مومن ہو تو کرامات کو دیکھ کر ایمان ویقین میں مزید قوت پیدا ہوتی ہے۔

کرامت کا معنیٰ : ـــــ اَلْكَرَامَةُ ـــــ اَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَةِ مِنْ قِبَلِ شَخْصٍ غَيْرِ مُقَارِنٍ لِدَعْوَى النُّبُوَّةِ [۱]

---

[۱] : شرح عقائد نسفی ص ۱۴۴ ؎

marfat.com

— خلافِ عادت کام کا غیرِ نبیؑ کی طرف سے ظاہر ہونا — کرامت کہلاتا ہے —
— زمین پر چلنا عادت ہے — پانی پر چلنا خلافِ عادت — آگ کا جلانا عادت ہے اور اس کی فطرت ہے اور نہ جلانا خلافِ عادت اور خلافِ فطرت ہے۔

استدراج :

استدراج — وہ خارقِ عادت کام — خلافِ معمول عمل اور تعجب خیز بات جو غیر مسلم اور فاسق و فاجر کی طرف سے دیکھنے میں ایسی بات ظاہر ہو جو خلافِ عادت ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

کرامت و استدراج میں فرق :

علّامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "جامع کراماتِ الاولیاء" میں جو کرامات اور استدراج میں فرق بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ — صاحبِ کرامت کو ظہور و کرامت کے وقت خوشی اور اُنس و شادمانی مُیسّر نہیں ہوتی — بلکہ بوقت کرامت اس پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہو جاتا ہے — کیونکہ اُسے یہ ڈر ہوتا ہے کہ جسے وہ کرامت سمجھ رہا ہے کہیں یہ استدراج نہ ہو۔

لیکن صاحبِ استدراج اپنے استدراج کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہے — اور سمجھتا ہے یہ میرا استحقاق بنتا ہے — اور اس میں غرور پیدا ہو جاتا ہے — دُوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے — اب اگر دیکھنے والا ایسے حالات دیکھے تو اُسے یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ صاحبِ کرامت نہیں بلکہ صاحبِ استدراج ہے — اسلیئے اولیاء کرام — کرامت کے اظہار سے اس طرح خوف کھاتے ہیں جس طرح مصیبت بلا سے خوف کھایا جاتا ہے۔

صاحبِ استدراج میں غرور سما جاتا ہے وُہ اپنے آپ کو کرامت کا مستحق

marfat.com

سمجھنے لگتا ہے ــــ اور غرور و تکبّر تباہی و بربادی کا باعث ہوتا ہے ــــ ابلیس تکبّر کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا ــــ

قابلِ غور : یہ اَمر خیال میں رہے کہ اگر کوئی آدمی کسی مُراد و مقصد تک پہنچ جائے ــــ اور اللہ کریم اس کا مقصد پورا بھی فرمادیں ــــ خواہ وُہ عادت کیمطابق ہو یا خلافِ عادت ــــ تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ آدمی اللہ تعالےٰ کا مقرب ہے ــــ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی یہ عطیّہ بندے کو بطورِ استدراج بھی عطا ہوجاتا ہے ۔ اور علوم عقلیہ میں تحقیقاً یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اگر کسی کام کو بار بار دُہرایا جائے تو ایک راسخ ملکہ اس کام کے کرنے پر پیدا ہوجاتا ہے ــــ لہٰذا جُہلا اور فریب کاروں کی ایسی حرکتوں کو کرامت نہ سمجھ لینا چاہیئے ــــ شریعتِ رسولؐ کا باغی ہوا کے دوش پر اڑتا ہُوا آئے تو اس کی حرکت کو کرامت نہیں استدراج سمجھنا چاہیئے ۔

کراماتِ از رُوئے قرآن : اب آیئے منکرینِ کرامات کیطرف جو منبرِ رسول پر بیٹھ کر بڑی ڈھٹائی ــــ اور ــــ بے حیائی ــــ کے ساتھ گستاخانہ انداز میں کراماتِ اولیاء کا مذاق اڑاتے ہیں ــــ اور نظامِ خانقاہی کو شرک و بدعت سے تعبیر کرتے ہیں ــــ کراماتِ اولیاء خوارق عادات کا ذکر قرآنِ مجید میں موجود ہے ــــ لیکن وہ منکرین کو نظر نہیں آتا ــــ کیونکہ وہ اُن کے پاس چند بُتوں کے بارے نازل شدہ آیات کے سوا کچھ نہیں ــــ اُن کا دامن علم اور ذہن ادراک سے خالی ہے ــــ اُن کے اذہان و قلوب بنجر زمین کی مانند ہیں ــــ جو ناقابلِ کاشت ہو ۔

marfat.com

بے موسم کے پھل، آیت نمبر ۱۵۱ : ارشادِ خالق اکبر ہے۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّاؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًاۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَاؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

(پارہ ۳ سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۳۷)

ترجمہ : پھر قبول فرمایا اُسے اس کے رب نے بڑی ہی اچھی قبولیت کیساتھ اور پروان چڑھایا اُسے اچھا پروان چڑھانا اور نگران بنا دیا اس کا زکریاؑ جب بھی جاتے نھّے مریمؑ کے پاس زکریاؑ (اس کی) عبادت گاہ میں تو موجود پاتے اس کے پاس نیا رزق (یعنی کھانے کی چیزیں) (ایک بار) بولے اے مریم کہاں سے تمہارے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔

واقعہ : حضرت عمران بن ماثان جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسل سے تھے ___ کی زوجہ محترمہ اور حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ جنابہ حُنّہ نے جب حمل کی گرانی محسوس کی تو اپنی عبدیّت اور نیاز مندی کا اظہار کرنے کیلئے بارگاہِ الٰہی میں عرض کرنے لگیں کہ میرے خالق! میرے شکم میں بچہ ہے اس کے متعلق میں نذر مانتی ہوں اس سے میں اپنی خدمت نہیں لوں گی ___ وہ دنیا کے سارے بندھنوں سے آزاد ہو کر عمر بھر تیرے گھر بیت المقدس کی خدمت میں لگا رہے گا۔

● علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح البیان میں ترقیم فرماتے ہیں

marfat.com

کہ بی بی حُنّہ محترمہ بانجھ تھیں کوئی اولاد نہ تھی یہاں تک کہ بوڑھی ہو گئیں ــــ ایک دن ایک درخت کے سایہ میں بیٹھی تھیں کہ ایک پرندے کو دیکھا جو اپنے چھوٹے بچے کو کچھ کھلا رہا تھا تو مائی صاحبہ کو بچے کی آرزو پیدا ہوئی ــ آپ نے اس پر دُعا مانگی ــــ اے میرے رب میں تیرے لئے منّت مانتی ہوں کہ اگر تو مجھے اولاد عطا فرمائے۔

اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ عَلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ [1] ــــ تو میں اسے تیرے گھر بیت المقدس کا خادم بناؤں گی۔ بی بی صاحبہ کی دُعا قبول ہوئی ــ جس سے بی بی مریم بتول پیدا ہوئیں ــــ لیکن جنابہ مریم کی ولادت سے پہلے ہی حضرت عمران کا وصال ہو گیا ــــ مریم کا معنیٰ عابدہ کے ہیں ــــ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو قبول فرمایا ــــ حضرت حُنّہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بَیْتُ المَقْدِس میں اَحْبار کے سامنے رکھ دیا ــــ یہ اَحْبار حضرت ہارُون علیہ السلام کی اَولاد میں سے تھے ــــ اور بَیْتُ المَقْدِسْ میں اُن کا منصب ایسا تھا جیسا کعبہ شریف میں حجبہ کا ــــ احبار بنی اسرائیل کے علماء تھے جن کی تعداد ۲۷ تھی اور حضرت عمران بن ماثان اُن کے سردار تھے اس لئے ہر ایک کی یہ خواہش تھی۔ کہ وُہ حضرت مریم کی کفالت کرے

حضرت زکریّا علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی تربیت و کفالت کا صرف میں حقدار ہوں کہ مریم کی خالہ میری بیوی ہے ــــ دُوسرے احبار نے کہا نہیں قرعہ اندازی کرتے ہیں اس پر سب راضی ہو گئے ــــ اور اس پر عمل کرنے کیلئے نہر اُردن کی طرف چل پڑے ــــ اور شرط یہ لگائی کہ جس کا قلم پانی پر تیرنے لگے گا

---

[1] : ضیاء القرآن ج اول ص ۲۲۴ [2] : روح البیان ج ۲ ص ۲۶

marfat.com

وہی مریم کا کفیل ہوگا ___ چنانچہ تین بار قلم نہر میں ڈالے گئے ___ سب کے قلم پانی کی تہہ میں بیٹھ گئے اور صرف حضرت زکریا کا قلم پانی پر تیرنے لگا، اسی لئے بی بی مریم کے وہی کفیل ہوئے (رُوح البیان ج ۲ ص ۲۹)

● حضرت زکریّا علیہ السلام بی بی مریم کے پاس اکیلے تشریف لے جاتے تھے ___ جب واپس تشریف لاتے تو اس کے ساتوں دروازے بند کر دیتے ___ ایک دفعہ تشریف لائے۔

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ___ تو ان کے پاس ایک قسم کا رزق پایا ___ یعنی ایسا میوہ اُن کے پاس پایا جو عادت کے خلاف تھا ___ اِذْ کَانَ یَنْزِلُ ذٰلِكَ مِنَ الْجَنَّةِ (ایضًا) ___ اور وہ جنّت سے نازل ہوتا تھا ___ بی بی صاحبہ کے پاس موسم گرما کے پھل سردی میں اور موسم سرما کے گرمی میں پائے جاتے تھے ___ بی بی مریم نے کبھی بھی کسی ماں کا دُودھ نہیں پیا تھا ___

حضرت زکریا علیہ السلام نے بی بی سیّدہ مریم عذرا بتول کے حجرہ میں آپ کے سامنے بے موسم کے پھل دیکھے تو فرمایا۔

قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ط ___ فرمایا اے مریم کہاں سے آتا ہے تمہارے لئے یہ ___ رزق ___

مطلب یہ ہے کہ تیرے پاس یہ میوے کہاں سے آتے ہیں کہ جنہیں دُنیا کے میوہ جات کے ساتھ کسی قسم کی مشابہت نہیں ___ پھر وہ بے موسم کے ہیں ___ پھر" تعجّب کی بات یہ ہے" کہ تمہارے پاس یہ کیسے پہنچتے ہیں جبکہ تمام دروازوں کے تالے بھی بند ہیں ___ اور تمہارے پاس کسی کے پہنچنے کا امکان بھی نہیں۔

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ___ مریم بولیں یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے

marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ ـــــ بیشک اللہ رزق دیتا ہے جسے چاہتا

بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ ـــــ ہے بغیر حساب کے ۔

یعنی اتنی روزی دیتا ہے کہ کثرت کی وجہ سے اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور دُوسرا مطلب اس کا یہ ہے ـــــ کہ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے بغیر استحقاق کے عطا فرماتا ہے ۔

بچپن میں بات : حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ـــــ کہ حضرت مریم نے پیدا ہونے کے بعد دُودھ پینے کے لئے کسی کا پستان مُنہ میں نہیں پکڑا ۔

وَکَانَ یَاْتِیْھَا رِزْقُھَا مِنَ الْجَنَّۃِ ـــــ بلکہ ان کا رزق جنت سے آتا تھا

وَقَدْ تَکَلَّمَتْ وَھِیَ صَغِیْرَۃٌ کَعِیْسٰی[1] ـــــ اور انہوں نے عیسیٰ کی طرح بچپن میں ہی بات کی تھی ـــــ

یہ آپ کی کرامت ہے : یہ قرآن کا واقعہ بیان فرمانے کے بعد مفسرین نے فرمایا ہے ۔ یہ آیتِ مبارکہ اولیاء اللہ کی کرامات کی دلیل ہے ۔

● صاحبِ رُوح البیان مفسرِ قرآن حضرت علامہ امام اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

وَفِی الْاٰیَۃِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ ـــــ اور اس آیتِ مبارکہ میں اولیاء اللہ

الْکَرَامَۃِ لِلْاَوْلِیَاءِ[2] ـــــ کی کرامت کے جواز کی دلیل ہے

---

[1] : مظہری ج ۲ ص ۴۳ [2] : روح البیان ج ۲ ص ۲۹

marfat.com

- حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں۔

وَهٰذِهِ الْقِصَّةُ دَلِيْلٌ عَلٰى كَرَامَةِ الْاَوْلِيَاءِ ۔۔۔ اس قصہ سے اولیاء کی کرامت کا ثبوت ملتا ہے۔ [1]

- سید السادات حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت کراماتِ اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے ہاتھوں پر خوارق (یعنی خلافِ عادت) ظاہر فرماتا ہے [1]

- علامہ سید ابوالحسنات نے ۔۔۔ تفسیر الحسنات میں یہی فرمایا ہے۔

- ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس سے علمائے اہلسنت نے اولیاء کرام کی کرامتوں کا برحق ہونا ثابت کیا ہے کیونکہ حضرت مریم نبی نہ تھیں۔ بے موسم پھلوں کا آپ کے پاس آنا آپ کی کرامت تھی ۔۔۔ صرف معتزلیوں نے کرامات کا انکار کیا ہے اور آج بھی کئی اُن کے ہم نوا اہلسنت ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود کرامات کا انکار کرنا اپنے علم کا کمال سمجھتے ہیں [2]

- علمائے دیوبند کے پیشوا شیخ شبیر احمد عثمانی صاحب یوں رقمطراز ہیں۔ بہر حال اب کھلم کھلا مریم کی برکات وکرامات اور غیر معمولی نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے [3]

- آخر میں اس مفسر کا حوالہ پیش کر رہا ہوں جو منکرین کرامت کے نزدیک ابن تیمیہ کے بعد دوسرے نمبر پر ثقہ ہیں، میری نظروں کے سامنے علامہ ابنِ کثیر کی تفسیر ۔۔۔ تفسیر القرآن العظیم ۔۔۔ (تفسیر ابن کثیر) موجود ہے ۔۔۔ آپ

---

[1] : خزائن العرفان ۸۴ [2] : ضیاء القرآن ج اول ص ۲۲۵ [3] تفسیر عثمانی ص ۹۳ ÷

marfat.com

اس تفسیر کو بیان فرمانے کے بعد ارقام فرماتے ہیں ــــ آپ بھی دیکھیں اور مسلکِ اہلسنت پر پختگی سے قائم رہیں ــــ لکھتے ہیں ــــ

دَلَالَةٌ عَلٰی کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ ــــ اس آیت میں اولیاء اللہ کی کرامات وَفِی السُّنَّةِ لِهٰذَا نَظَائِرُ کَثِیْرَةٌ [۱] ــــ کی دلیل ہے اور اس کے ثبوت میں بہت سی حدیثیں بھی آتی ہیں ــــ

● حضرات ! اگر منکرینِ کرامت ناراض نہ ہوں تو چلتے چلتے مذہب خوارج کی اشاعت و ترویج میں نمایاں کردار ادا کرنے والے جناب ابنِ تیمیہ جو شیخ المشائخ خوارج ہیں کا کرامت کے برحق ہونے کا حوالہ نہ پیش کر دوں ــــ علمائے دیوبند کے پیشوا ــــ جن کو استاذالحدیث کے نام سے یاد کیا جاتا جناب شیخ بدر عالم (مہاجر مدنی) اپنی کتاب ترجمان السنہ میں لکھتے ہیں ۔

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ تَیْمِیَةَ وَمِنَ الْکَرَامَاتِ مَا اَظْهَرَهَا اَصْحَابُهَا کَاِظْهَارِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِیِّ اَلْمَشْیُ عَلَی الْمَاءِ ۔

ــــ حافظ ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے کہ جو کرامتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائیں وہ ایک سے ایک بڑی ہے مثلاً ــــ علاء ابن حضرمی کے لشکر کا پانی کے ــــ اوپر گھوڑوں سمیت دریا کو عبور کرنا ۔

(ترجمان السنہ ج ۴ ص ۳۲۳ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

ــــ کیوں جناب مزا آیا ــــ آپ نے سُنا ہوگا کہ جادو اُسے کہتے ہیں جو سر پر چڑھ کر بولے ــــ جو زبانیں ہمیشہ اولیاء کرام کے خلاف زہر اُگلتی رہیں ــــ اور کراماتِ اولیاء کو ڈھونگ ــــ فریب ــــ بناوٹ ــــ اور شعبدہ بازی کے

---

[۱] : تفسیر ابن کثیر ج اول ص ۳۶۰ مطبوعہ امجد اکیڈمی اُردو بازار لاہور ۔

marfat.com

ناموں سے پکارتی رہیں ـــ اُن زبانوں سے بھی اس حقیقت کی نوا بلند ہوگئی ـــ مدعی لاکھ پہ باری ہے گواہی تیری ـــ

کرامت شہزادی رسُولؐ : حدیث نمبر ۱۵

حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت کہ بے موسم کے پھل اُن کے پاس جنّت سے آتے تھے ـــ اب ذرا مخدومۂ دوعالم ـــ ملکۂ ملک ولایت ـــ سیّدۃ نساء العٰلمین ـــ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا کی کرامت جو اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہے دیکھیں ـــ امام اسمٰعیل حقّی ـــ قاضی پانی پتی ـــ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے ـــ

مسند ابویعلیٰ میں حدیث ہے کہ جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کئی دن بغیر کچھ کھائے گزر گئے حضورؐ اپنی سب ازواج مطہرات ـــ امہات المومنین کے گھر تشریف لے گئے ـــ لیکن کہیں بھی کچھ نہ پایا ـــ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سیّدہ فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے اور دریافت کرنے پر جواب ملا حضورؐ کھانے کو کچھ نہیں ـــ حضورؐ ابھی اپنی بیٹی کے گھر سے نکلے ہی تھے کہ سیّدہؓ کی ایک کنیز نے دو روٹیاں اور ٹکڑا گوشت کا حضرت سیّدہ فاطمہؓ کے پاس بھیجا آپ نے اُسے قبول فرمالیا ـــ اور اپنے برتن میں رکھ لیا ـــ اور فرمانے لگیں ـــ گو مجھے ـــ میرے شوہر ـــ میرے بچّوں کو بھوک ہے ـــ لیکن ہم سب فاقہ کریں گے ـــ اور خدا کی قسم آج یہ کھانا رسُولِ خدا کی خدمت میں پیش کروں گی پھر حضرت حسنؓ ـــ یا ـــ حسینؓ کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کو بلا لائیں ـــ اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستے ہی میں ملے ۔ اور شہزادے کے ساتھ ہو لئے ـــ اور جب اپنی بیٹی کے گھر تشریف

marfat.com

لائے ـــــ تو سیدہ بتول نے عرض کیا۔

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَتَی اللّٰہُ بِشَیْئٍ ـــــ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں

فَخَبَاتُہٗ لَکَ ـــــ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھجوا دیا، جسے میں نے

ـــــ آپ کے لئے چھپا رکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ھَلُمِّیْ یَا بُنَیَّۃُ ـــــ میری پیاری بچی لے آؤ۔

اب جب برتن کھولا تو ـــــ

فَاِذَا مَمْلُوْءٌ بِالْخُبْزِ وَاللَّحْمِ ـــــ تو وُہ روٹیاں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا

آپ یہ دیکھ کر حیران ہوئیں پھر فوراً سمجھ گئیں کہ یہ اللہ کی طرف سے اس پر برکت نازل ہوئی ـــــ اللہ کا شکر ادا کیا حضورؐ پر درود پڑھا اور کھانا لاکر حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا ـــــ حضورؐ نے بھی شکر ادا فرمایا ـــــ اور پوچھا

اَنّٰی لَکِ ھٰذَا ـــــ بیٹی یہ تیرے لئے کہاں سے آیا ہے۔

سیّدہؓ نے عرض کیا ـــــ

یَا اَبَتِ ـ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ ـــــ اے بابا جان ـــــ یہ اللہ کی طرف سے

اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ـــــ آیا ہے وُہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب

ـــــ کے روزی دیتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَکِ یَا بُنَیَّۃُ ـــــ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اے پیاری بچی تجھے

شَبِیْھَۃً بِسَیِّدَۃِ نِسَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ـــــ بھی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی تمام

ـــــ عورتوں کی سردار (مریم) کی طرح کر دیا۔

پھر حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا ـــــ اور آپؐ نے حضرت علیؓ نے ـــــ

marfat.com

سیّدہ فاطمہؓ نے — اور حسنؓ و حسینؓ — حضور کی ازواج مطہرات نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ وَبَقِيَتِ الْجَفْنَةُ كَمَا هِيَ — پھر کھانا پھر بھی اُتنا ہی باقی رہا جتنا پہلے تھا۔ سیّدہ نے پھر وُہ کھانا پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔

(تفسیر ابنِ کثیر ج اوّل ص ۳۶۰ - مظہری ج ۲ ص ۴۳/۴۴ - رُوح البیان ج ۲ ص ۲۹)

ایک طرف سیّدۂ مریم — اور ایک سیّدہ فاطمہ کی کرامت ہے — ان دونوں پاک بیبیوں کی کرامت آپ کے سامنے بیان ہوئی — دوسرے مفسّرین کیساتھ اسے علامہ ابنِ کثیر نے بھی بیان کیا۔

منکرینِ کرامت کے لئے یہاں پر ایک اور مصیبت آن کھڑی ہوئی کہ شہزادی کونین کا نام بھی آگیا — اور ان لوگوں کو ہر چیز منظور ہے لیکن اولادِ رسول کا تذکرہ ان کے لئے سوہانِ رُوح ہے — مولا علی — سیّدہ بتول — حسنین کریمین کا نام سُن کر ان لوگوں کی ہوائیاں چھوٹ جاتی ہیں — چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے — ماتھے پہ بل اور پیٹ بیں مروڑ — معلوم نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے — صحابہ کرامؓ تو اسکو منافقت کی علامت فرماتے تھے — لہٰذا جو صحابہ کرامؓ کا فیصلہ ہے — ہم اسی پہ اکتفا کرتے ہیں — ذرا میرے ساتھ مل کے کہہ دو۔

حرم شریف کی حُرمت رسُول کی بیٹی — دلِ رسولؐ کی راحت رسُولؐ کی بیٹی
رسول ارض و سمٰوات کی شہزادی — مقامِ فقر کی زینت رسُولؐ کی بیٹی
ہے قصرِ شاہِ ولایت کی عزّت و عظمت — سراپا جود و سخاوت رسُولؐ کی بیٹی
جہاں کی ساری خواتین نے اعتراف کیا — ہے آسمانِ فضیلت رسُولؐ کی بیٹی

حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا: جب حضرت زکریا علیہ السّلام نے

marfat.com

حضرت مریم کی اس کرامت کو دیکھا تو محسوس کیا کہ خاندان والے سب ختم ہو گئے اور میرا کوئی بچہ نہیں جو علم و نبوت کا وارث بنے ـــــ آپ بھی بوڑھے ہو چکے تھے اور آپ کی بیوی الیشاع رضی اللہ عنہا اس وقت بانجھ اور بوڑھی ہو چکی تھیں ـــــ اس کے باوجود آپ کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ مریم کو بے موسم کے پھل عطا فرماتا ہے ـــــ میرا بھی موسم تو نہیں لیکن پھر بھی ایک بے موسم کے بیٹے کی دُعا کی ـــــ قرآن کہتا ہے ـــــ

آیت نمبر ۱۶ : هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ ـــــ وہی دُعا مانگی زکریا نے اپنے رب سے۔

قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ـــــ عرض کی اے میرے رب عطا فرما مجھ کو

ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ ـــــ اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ـــــ بیشک تو ہی سُننے والا ہے دُعا کا

(پارہ ۳ سورہ آلِ عمران آیت نمبر ۳۸)

امام اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں کہ حضرت زکریا نے وہیں پر یعنی حجرہ مریم میں دُعا مانگی۔ هُنَالِكَ ـــــ اَیْ حَیْثُ کَانَ قَاعِدًا عِنْدَ مَرْیَمَ فِی الْمِحْرَابِ [۱] ـــــ جس جگہ بی بی مریم تشریف فرما تھی یعنی محراب میں۔

مطلب یہ ہے کہ جس حجرہ میں حضرت مریم علیہا السلام محوِ عبادت تھیں۔ اس جگہ اُن کے حجرہ و محراب میں کھڑے ہو کر دُعا کی ـــــ اے پروردگار مجھے بھی پاک اولاد سے نواز۔

---

[۱] : روح البیان ج ۲ ص ۲۹ تفسیر نسفی ج اوّل ۲۱۲ ؎

marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب اور برگزیدہ بندہ کی عبادت گاہ یا اسکے قریب اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے وسیلے سے دُعائیں قبول فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت اولیاء اللہ کے مزارات میں فاتحہ پڑھنے کے بعد دُعائے حاجت مانگتے ہیں ـــ وسیلے سے دُعائیں مانگنے کے بہت زیادہ دلائل قرآن و حدیث میں موجود ہیں ـــ جن میں ایک یہ ہے کہ حضرت زکریا نے حجرۂ مریم میں اللہ کی جناب میں اولاد کی دُعا مانگی۔

آیت نمبر ۱۷ : دُعا قبول ہوئی : حضرت زکریا نے جب حجرۂ مریم میں دُعا مانگی تو خالقِ اکبر نے دُعا قبول فرمائی۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (پارہ ۳ آلِ عمران آیت نمبر ۳۹)

ترجمہ : پھر آواز دی اُن کو فرشتوں نے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے عبادت گاہ میں، کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی جو تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرمان کی' اور سردار ہوگا' اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے۔

وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ـــ یعنی وُہ کھڑے ہو کر عبادت گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے ـــ

محراب : محراب لغت میں سب سے اُونچی اور اعلیٰ نشست گاہ کو کہتے ہیں جس پر سیڑھی کے ذریعے چڑھا جائے ـــ اور بنی اسرائیل اپنی مساجد

marfat.com

کو بھی محاریب کہتے تھے ــــ علامہ حقی اپنی تفسیر میں محراب کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

اَیْ فِی الْمَسْجِدِ اَوْفِیْ غُرْفَةِ مَرْیَمَ ــــ یعنی مسجد میں یا حجرۂ مریم میں ــــ یا تو حضرت زکریا اس مسجد میں نماز پڑھ رہے ــــ یا حجرۂ مریم میں ــــ مطلب یہ ہے کہ جس جگہ دُعا کی تھی اُسی جگہ آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی گئی ــــ فرمایا کہ جو تجھے بیٹا عطا ہوگا ــــ وُہ صالحین سے ہوگا ۔ اللہ کا نبی ہوگا ــــ حصُور (عورتوں سے ہمیشہ بچنے والا) ہوگا ــــ اور سیّد ہوگا ۔

سَیِّد : قاضی پانی پتی سیّد کے معانی امام جزری کے نہایہ کے حوالہ سے لکھتے۔

اَلسَّیِّدُ یُطْلَقُ عَلَی الرَّبِّ ــــ وَالْمَالِكِ ــــ وَالشَّرِیْفِ وَالْفَاضِلِ ــــ وَالْکَرِیْمِ ــــ وَالْحَلِیْمِ ــــ وَمُتَحَمِّلٍ ــــ وَالزَّوْجِ ــــ وَالرَّئِیْسِ ــــ وَالْمُقَدَّمِ (حاشیہ مظہری ج ۲ ص ۴۵)

لفظ سیّد کا اطلاق ــــ رب ــــ مالک ــــ سردار ــــ فاضل ــــ کریم ــــ حلیم ــــ زوج ــــ رئیس قوم ــــ اور پیشوا ۔ سب پر ہوتا ہے ۔

یہ سَادَیسو سے صفت مشبّہ کا صیغہ ہے ــــ اصل میں سیود تھا ــــ یاء ساکن کی وجہ سے یاء ــــ واؤ کو یاء سے تبدیل کر کے ادغام کر دیا ــــ تو بن "سیّد"

مُصَدِّقًا بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ــــ کلمہ کی تصدیق کرنے والا جو اللہ کی طرف سے ہے ــــ کلمہ سے عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں

حضرت عیسیٰ کو کلمہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کلمۂ کُن سے پیدا کئے گئے اُن میں باپ کا واسطہ نہیں ہے ــــ اور دُوسری بات یہ کہ قاعدے کے مطابق عجیب چیزوں کو عالمِ اَمر سے تشبیہہ دی جاتی ہے ۔

marfat.com

سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔ اور انہوں نے تصدیق فرمائی کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کَلِمَةُ اللّٰہ اور رُوح اللّٰہ ہیں۔

رُوح : حضرت عیسیٰؑ کو رُوح اسلئے کہا جاتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعے سے لوگوں کو گمراہی سے بچایا ـــــ یہ اس طرح ہے جیسے انسان رُوح کے ذریعے زندہ ہوتا ہے۔

شکمِ مادر میں سجدہ : امام حقّی نے امام سُدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ (ایشاع) کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ (مریم) سے مُلاقات ہوئی تو فرمایا ـــــ اے مریم! تمہیں معلوم ہے کہ میں حاملہ ہوں ـــــ پھر بی بی مریم نے فرمایا ـــــ کہ تمہیں معلوم ہو کہ میں بھی حاملہ ہوں ـــــ حضرت یحییٰ کی والدہ نے فرمایا۔

فَاِنِّیْ وَجَدْتُّ مَا فِیْ بَطْنِیْ ـــــ کہ میں اپنے پیٹ کے اندر والے کو دیکھتی
یَسْجُدُ لِمَا فِیْ بَطْنِكِ ـــــ ہوں کہ اُسے سجدہ کرتا ہے جو تمہارے
ـــــ پیٹ میں ہے۔ (روح البیان ج ۲ ص ۳۰)

فرماتے ہیں کہ ـــــ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ ـــــ کا یہی مطلب ہے۔

حضرات یہ بات معتزلہ اور خوارج کے علماء کو ہضم نہیں ہوگی ـــــ اور ہر وُہ بات جس میں عظمتِ انبیاءؑ ـــــ شانِ اولیاء ظاہر ہوتی ہو ـــــ وُہ آیات و روایات و احادیث و آثار نہ اُن کی گفتگو کا موضوع ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ بیان کرتے ہیں نہ کر سکتے ہیں ـــــ اور حیلوں، بہانوں سے ان تمام حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے ـــــ سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں کو پراگندہ کرتے ہیں۔

marfat.com

ایمان والو! ــــ اَھلُ اللہ کی کرامات برحق ہیں ــــ اُن سے عقیدت محبت باعثِ صد افتخار ہے۔

مسلمانو! اللہ کی عبادت میں ــــ رسولؐ کی اطاعت و محبت ــــ اولیاء کی معیت میں زندگی گزار دو ــــ تاکہ کل قیامت میں اللہ کے فضل و کرم ــــ اور رسولِ خدا کی شفاعت کے امیدوار بن سکو ــــ حمدِ خُدا اور نعتِ مصطفےٰؐ میں زندگانی کے شب و روز بسر کرو ــــ اور لے سے کہتے رہو ــــ اور اِس پر یقین رکھو!

زُباں بنائی گئی نعتِ مصطفےٰ کیلئے
بنی ہے آنکھ فقط دیدِ دلرُبا کے لئے
فلک، ستارے، مہ و مہر، جنّت و کوثر
بنے سجے ہیں میرے شاہِ دوسرا کیلئے

نوٹ: رجب المرجب کے پہلے جمعہ سے لیکر ــــ جمادی الثّانی کے آخری جمعہ تک کہ تقاریر دوسری جلد میں موجود ہیں۔

marfat.com

خضرِ ملت کی تصانیف

حیاتِ رسول — — — — — — قیمت ۵۰ روپے

شجاعتِ رسول — — — — — — قیمت ۴۰ روپے

عطائے رسول — — — — — — قیمت ۴۰ روپے

آلِ رسول (حصہ اوّل) — — — — — قیمت ۴۰ روپے

آلِ رسول (حصہ دوم) — — — — — قیمت ۳۰ روپے

مودودِ رسول — — — — — — قیمت ۵۰ روپے

خطباتِ خضر (حصہ اوّل) — — — — — قیمت ۴۰ روپے

عترتِ رسول (زیرِ طبع) — — — — — قیمت

نوادرِ بکپاسی — — — — — — قیمت

سلسلۂ رسول — — — — — — قیمت

پیامِ خضر — — — — — — قیمت ۵۰ روپے

حسامِ خضر — — — — — — قیمت ۵۰ روپے

جامِ حیات — — — — — — قیمت ۵۰ روپے

صدائے خضر — — — — — — قیمت ۵۰ روپے

اسرارِ خضر — — — — — — قیمت ۵۰ روپے

ارمغانِ خضر — — — — — — قیمت ۱۰۰ روپے

خطباتِ خضر (حصہ دوم زیرِ طبع) — — — قیمت ۲۰۰ روپے

شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ
[illegible]

marfat.com

خضر ملت کی تصانیف

حیات رسول	ــــــــــ	قیمت: ۵۰ روپے
شفاعت رسول	ــــــــــ	قیمت: ۲۰ روپے
لطائف رسول	ــــــــــ	قیمت: ۱۲۰ روپے
آل رسول (حصہ اول)	ــــــــــ	قیمت: ۱۰۰ روپے
آل رسول (حصہ دوم)	ــــــــــ	قیمت: ۲۲۰ روپے
مودۃ رسول	ــــــــــ	قیمت: ۵۵ روپے
خطبات خضر (حصہ اول)	ــــــــــ	قیمت: ۲۰۰ روپے
عترت رسول (زیر طبع)	ــــــــــ	قیمت
نوادر کیمیائی	ــــــــــ	قیمت
سلسلہ رسول	ــــــــــ	قیمت
پیام خضر	ــــــــــ	قیمت: ۵۰ روپے
جام خضر	ــــــــــ	قیمت: ۵۰ روپے
جام حیات	ــــــــــ	قیمت: ۵۰ روپے
صدائے خضر	ــــــــــ	قیمت: ۵۰ روپے
اسرار خضر	ــــــــــ	قیمت: ۵۰ روپے
ارمغان خضر	ــــــــــ	قیمت: ۱۰۰ روپے
خطبات خضر (حصہ دوم) (زیر طبع)	ــــــــــ	قیمت: ۲۰۰ روپے

شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ